

عبدالحق حسن

MAHARAJA PARSOTAM CHAND

ماں کی یاد میں

..... علی شان لاہور

ماں ماں کیا محاسن ہے ان الفاظوں میں قسم خدا کی دل کو بہت سکون ملا ہے ماں دونوں ہونٹ بچو جاتے ہیں پیاری ماں کا نام لینے سے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بھی رشتہ عزیز نہیں ہے ماں بھی ماں اگر باپ چھوڑ جائے تو ماں ہی باپ بن کر اولاد کو ہر وہ خوش دیتی ہے جو ماں باپ دونوں سے ملتی تھی اور ماں ہی باپ ماں ہی دوست ماں ہی گھر کی رونق ماں ہی وہ خانہ کعبہ جس ایک بار پیار سے دیکھ لیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری حج ادا ہوگئی اور ماں ہی دنیا کی وہ ہر راز جو اپنی اولاد کے ہر عیب چھپاتی ہے ماں ہی ہمدرد جو اپنے بچے کو بھی دور و میں دیکھ کر سکون نہیں دیتی جب تک اس کا لال ٹھیک نہ ہو جائے ماں ہی ہر رشتہ ہے ماں کسی بھی رشتے کا احساس نہیں ہونے دیتی ماں آج میں لوگوں کو وہ باتیں بتانے جا رہا ہوں جو آج تک میرے دل میں ہی رہیں تھیں راز کی باتیں ہیں ماں جب بھی میں گھر سے باہر نکلتا ہوں تو مجھے گرمی ستاتی ہے سردی لگ جاتی ہے لیکن یہ بات میں نے آزمائی ہے کہ جب آپ کا دیدار پیار سے کر کے جاتا ہوں تو مجھے کچھ بھی نہیں ہوتا ماں میں آپ کو خوش کر کے جاتا ہوں تو کیا آپ میرے جانے کے بعد میرے لئے دعا میں کرتیں ہیں اسی لیے تو مجھے گرمی سردی کا احساس نہیں ہوتا کیوں کہ آپ کی دعائیں میرے سر پر ہمیشہ سایہ بن کر رہتی ہیں اور دوسری بات ماں آپ کو تو پتہ ہے میں آپ کے پاؤں کی طرف پیٹھ کر کھانا کھاتا ہوں جانتی ہیں کیوں میں نے آپ سے دور بیٹھ کر جب بھی کھایا ہے مجھے ذرا مزہ نہیں آتا ماں آپ سے باتیں کرتے کرتے کھانا رہتا ہوں روح کو جسم کو اک سکون سا ملتا جاتا ہے بان گل میں اپنے دوست کے گھر گیا وہ کالی عرصے بعد آیا تھا جب وہ اپنے گھر کا دروازہ گزرا تو اس کی چٹخیں نکل گئیں کیوں کہ پہلے اس کی ماں اس کے آنے کی خبر سن کر گھر کو صاف کر کے اس کے لیے طہرح طرح کے کھانے بنا کر دروازے میں کھڑی ہو کر اس کا انتظار کرتی تھیں مگر آج جب وہ گھر گیا تو دیواروں سے اپنا سر ٹکرا کر بہت رویا ماں کو ہر کمرے میں جا کر آوازیں دیں ہر کونے میں ڈھونڈا مگر اس کی ماں کی آواز نہ اسے ایک بار بھی نہیں پیار سے کہا بسم اللہ میرا ال آ گیا نہ کسی نے اس کا ہاتھ چومنا نہ کسی نے اسے دونوں ہاتھوں سے اس کے سر پر پیار ہی دیا ماں جب میں نے یہ منظر دیکھا تو مجھ سے رہائیں گیا میں نے اسے چپ نہیں کروایا میں تو بھگا گا کہ ہائے میری امی ماں مجھے ایسا لگا کہ دنیا اندھیری ہوگئی ہے دنیا بے رونق ہوگئی ہے زندگی بھری ہے سانسیں اٹک رہی ہیں میں مجھے نہیں پتہ میں گرتا سنبھلتا کیسے گھر تک آیا تھا آپ سو رہی تھیں مگر نجانے میں کوئی گستاخی کر لیتا آپ کو جگانے کی مگر آپ گہری نیند میں تھیں میری آوازوں سے نہ اٹھیں تو میں نے چپکے چپکے آپ کے پاؤں جو مے میں نے اپنے لب بہت ہی آہستہ آپ کے پاؤں کو لگائے کہ میری امی جان کی نیند خراب نہ ہو جائے پھر جب تک آپ جاگتیں نہیں میں وہی پرہیزا آپ کے چامچے کا انتظار کرتا رہا جب آپ جاگ گئیں تو میں نے آپ کی گود میں سر رکھ کر آپ کے ہاتھ جو مے ماں مجھے پتا نہیں کیوں کچھ ہی دیر میں آپ کی مامی دیتی ہے ماں بھی بھی مجھے اپنی آنکھوں سے دور نہ کرنا آپ کی جدائی میری موت ہے ماں آئی لو تو کوئی پیاری ہیں آپ۔ علی شان۔

جواب میں 2014
Digest.pk

[illegible]

اسلامی صفحہ

دردِ پاک کی برکات

مخ میں ایک امیر کبیر سوداگر رہتا تھا اس کے دو بڑے بھائی تھے اس خوش نصیب کے پاس دنیاوی دولت کے علاوہ ایک نعمت عظمت یہ بھی کہ اس کے پاس سرکارِ دہلی عالمگیریؒ کے تین ہال مبارک تھے جب وہ خوش بخت فوت ہوا تو اس کے دونوں بیٹوں نے باپ کی جائیداد آپس میں تقسیم کر لی اور جب موئے مبارک کی باری آئی تو بڑے بڑے کے نے ایک ہال مبارک خود لے لیا اور ایک چھوٹے کو دے دیا تیسرے ہال مبارک کے بارے میں بڑے نے کہا کہ اسے آدھا آدھا کر لیں چھوٹے نے کہا اللہ کی قسم میں ایسا نہیں ہونے دوں گا کون ہے جو رسول اللہؐ کے ہال مبارک کو توڑے بڑے نے جب اپنے چھوٹے بھائی کی عقیدت اور ایمانی تقاضا دیکھا تو بولا اگر تجھے اس ہال کے ساتھ اتنی ہی محبت ہے تو یوں کر یہ تینوں ہال تو رکھ لے اور باپ کی جائیداد کا اپنا حصہ بھی مجھے دے دے چھوٹے نے یہ سن کر کہا واہ رے قسمت مجھے اور کیا چاہئے ایمان والا ہی اس نعمت عظمیٰ کی قدر جانتا ہے دنیا دار کمینہ کیا جانے چنانچہ بڑے نے دنیا کی دولت لے لی اور چھوٹے نے تینوں موئے مبارک لے لیے اور انہیں بڑے ادب و احترام سے رکھ لیا جب شوق غالب ہوتا تو زیارت کر لیتا اور دردِ پاک پڑھتا اور اس ذاتِ جل جلالیٰ کی بے نیازی دیکھو کہ اس کے بڑے بھائی کا مال چند دنوں میں ہی ختم ہو گیا اور وہ کنگال ہو گیا بقول شاعر

دنیا چھوٹے دین و نہایتی رتی نہ چلی ساتھ ۔۔۔ پیر کا ہار نہار یا مہر کھائے ہاتھ

اللہ تعالیٰ نے چھوٹے کے مال میں برکت ڈال دی اور وہ خوش حالی ہو گیا پھر جب حبیب خداؒ کا جائیداد فاقہ پا گیا تو کسی نے خواب میں دیکھا رحمتِ دو عالم حضرت محمدؐ کی زیارت کی اور اسے بھی ساتھ دیکھا سیدنا دو عالمؐ نے فرمایا۔ اے میرے امتی تو لوگوں میں اعلان کر دے جس کسی کو کوئی حاجت کوئی مشکل پیش ہو تو وہ اس قبر پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرے اس نے بیدار ہو کر اعلان کر دیا تو اس عاشقِ رسولؐ کی قبر مبارک کو ایسی مقبولیت نصیب ہوئی کہ لوگ دھڑا دھڑا اس قبر پر حاضر ہونے لگے اور پھر یہاں تک نوبت آگئی اگر کوئی سوار ہو کر وہاں سے گزرے تو برائے ادب سواری سے نیچے اتر جاتا اور پیدل چلتا اور زہدہ الجالس میں ہے کہ بڑے بھائی کا مال ختم ہو گیا اور وہ بالکل فقیر ہو گیا اس نے خواب میں نبی کریمؐ کو دیکھا اور اپنی حالت کی شکایت کی نبی کریمؐ نے فرمایا اے بد نصیب تو ہال مبارک پر دنیا کو ترجیح دی اور تیرے بھائی نے وہ موئے مبارک لے لیا اور جب وہ ہال مبارک کو دیکھتا تو مجھ پر درد پڑتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو دونوں جہانوں میں نیک اور سعید کر دیا تب وہ بیدار ہوا تو چھوٹے بھائی کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے خادموں میں شامل ہو گیا۔ (زہدۃ الجالس۔)

جولائی 2014

Digest.pk

اسلامی صفحہ

کہنشد کی صداقت پر قلب و شب سے ملا، ہونی چاہی کہ ہم کہنشد کے تمام واقعات قلمی طور پر لکھ کر دے جانتے ہیں جن سے وہ بات میں لگی
ہوئے ان کے ان لوگوں کا ایک بڑا مکتبہ ۱۱۱۱ء، پاکستانی ڈسٹریکٹ ہاؤس، (پاکستان ڈسٹریکٹ ہاؤس، پاکستان ڈسٹریکٹ ہاؤس، پاکستان ڈسٹریکٹ ہاؤس) (پاکستان ڈسٹریکٹ ہاؤس، پاکستان ڈسٹریکٹ ہاؤس، پاکستان ڈسٹریکٹ ہاؤس)

دیوانگی کہاں جا کے ٹھہری
منظور اکبر قسیم

۱۶۰

ہم تو بس آپ کے ہیں
انیسہ ناز

۱۱۶

جلد نمبر ۳۰

شمارہ نمبر ۲

جھوٹی محبت
ندیم ڈھکو

۱۶۸

میرا مان ٹوٹ جائیگا
مس افشاں

۱۳۲

جولائی ۲۰۱۳ء

محبت عذاب ماضی
حاجی انور لانگ

۱۷۲

تیری جدائی مار گئی پردہ سی
ایم یعقوب

۱۵۲

سب کچھ کھو دیا
ڈاکٹر سدرہ

۱۸۴

محبت رنگ بدلتی ہے
سیدہ جیا عباس

۱۵۰

پیار کی جیت
نزاکت علی

۱۵۲

بہی جدائی
آصف جاوید زاہد

۱۵۶

Digest.pk

ولی محمد اعوان لاہور اور عافیہ گوندل کی شاعری

غزل
میری ہر نظر تیری منتظر تیری ہر نظر
کسی اور کسی
میری زندگی تیری زندگی تیری
زندگی کسی اور کسی
کبھی وقت بولے تیری ہر گھڑی
کسی اور کسی
مجھے صرف تیری طلب تھی پر جانے
مجھے تو کیوں نہ ملا
تو اسے ملا میرے سامنے جیسے تھی
طلب کسی اور کسی
وقت بھی ملے تو ذرا آکے دیکھ
میرے حالات کو
کوئی الودھی موسم کا ذکر چھڑے تو
میرے اشعار وہ ہیں جتنے اس کے
کر دینا تمام تو
تیری تلاش میں ہم بٹھو دکھو دیا ولی
مجھ کو تیرے ملنے کی آس رہتی ہے
آج بھی
سکھا دیا ہے سب کو ہنسا ہنسا ہم نے
رکھا نہیں ہے پاس کوئی بھی لوٹا دیا
ہم نے
اب میری ہر نظر ٹھہری ہے منتظر
تیری
تو زندگی بن گیا ایس جب سے
میری
غزل
خاک مجھ میں کمال رکھا ہے

آقا تیری رمتوں نے پال رکھا
دیکھ کیا ہے ملتا جواب دیکھیں مے
عدل کرے تے تھر تھر کمین
اوچیاں شانا والے
جے کرم کریں تے بخشے جادون مخور
جئے منہ کالے
غزل
یہ بازی حق کی بازی ہے یہ بازی
تم ہی مارو گے
ہر گھر سے مجاہد نکلیں گے تم کتنے
مجاہد مارو گے
دل کی دھڑکن کہتی ہے کہ آمد ہے
میرے یاد کی
کس نے آکر چھڑی ہے یہ مار جو
ہے میرے پیار کی
ایم ولی اعوان گولڑوی

بقیہ عافیہ گوندل
انکو جب بے نقاب دیکھیں گے
اک مہکتا ہوا گلاب دیکھیں گے
ان کا چہرہ کتاب جیسا ہے
پڑھ کے ہم یہ کتاب دیکھیں گے
دور دور میرے چاند ہے اب کے
آج ہم بے حساب دیکھیں گے
سایہ اس وقت ڈھل چکا ہوگا
مڑ کے جب بھی جناب دیکھیں
گے چل کے عافی آج تم بھی
غزل
مگر ہماری یہ خوش خیالی جو ہم کو
پر یاد کر گئی تھی
ہوا تھی تھی ضرور لیکن بڑی ہی
مدت گزر چکی تھی
ہمارے بالوں کے جنگلوں میں
سفید چاندی اتر چکی تھی
نکل پھلے تارے نہیں رہے تھے
گلاب پیارے نہیں رہے تھے
عافیہ گوندل

Digest.pk

عزیز

جس پہ جی ہیں مثالی آنکھیں
بھری بھر یہ ہیں شرم و حیا سے
حیا جو آئی تو جھکا لیں آنکھیں
دیکھیں تمہیں جو سراغ خاک کے
ہولے ہولے مسکرا دی آنکھیں
لگا ہیں تم سے جو مل گئی ہیں
شرم سے پھر تپ کاوی آنکھیں
آنکھیں یہ تیری آنکھیں
دیکھا جو تم کو بتا دی آنکھیں
ماری ڈاؤ کے نظروں سے مجھ کو
کہا تو میں نے ہٹا لی آنکھیں
دیکھتے ہو جو روز چہرہ بڑی مدت
تے ہیں سنبھالی آنکھیں
ماشا واللہ چشمے بدور
اللہ اللہ یہ زوئی آنکھیں
کس نے اب یہ تعریف کر دی
اس نے کابل سے چالی آنکھیں
روی آنکھوں میں کتنے ہیں دیپ
روشن
کبھی خوشیوں سے ہوں نہ خالی
آنکھیں

عبدالجبار رومی انصاری لاہور

لارے دے دے کے کسی کو دے
ہو رشکار ہائے
ورہیل یا سین تے لت رکھ گئے
تسی چٹا چاہندے پار ہائے
.....
اے رب سائیں عرش دی تختی
توں اک نگروں انکھ مناجا
تج وقت عبادتوں کراں میں
میرے رونڈے نہیں ہسا چا
تو آپ رحیم کریم جو ہیں میرے
اجڑے بخت بنا چا
باقی قسمت محسن دی اپنی ہے اک
وار تے یار ملا چا

.....
محسن بدنام زمانے میں بدنام تو
ہونا پڑتا ہے
کس دل کو چارہ کیا جائے اسے پھر
ہونا پڑتا ہے
یہ دولت والوں کی یہاں دلوں کا
کوئی بھاؤ نہیں
دوہل کی خوشیاں ملتی ہیں پھر زندگی
بھر دونا پڑتا ہے
محمد اعجاز احمد محسن خان نوال

غزلیات
عمر بھر کا بنایا تو نے ہمسفر تمہیں
مبارک
میری نئی زندگی یہ تھی منزل لیں یہ بنایا
سفر تمہیں مبارک
تو بن کے دلہن جسے ملی ہے شباب
تیرا اسے مبارک
یہ لال جوڑا یہ مسکراہٹ صدائے
دلبر تمہیں مبارک
خدا کرے تیری زندگی میں بھی
خزاں نہ آئے
بہاروں کا یہ حسین موسم حسین منظر
تمہیں مبارک
اب میری ضرورت کہاں رہی
تمہیں تو سانس مل گیا ہے
یہ غم تجالی مجھے ملی ہے خوشیوں کا
گھر تمہیں مبارک
تیرے میرے اسے جان چاٹا
راتے اب جد ہو گئے ہیں
میں چھوڑ کر جا رہا ہوں زلی یہ تیرا
شہر تمہیں مبارک
محمد زکریا زلی - نند افضل
قطعہ

تسی ہو دے دے گدے ہائے
تسی ہر کسے دا پڑ ہائے
اسی چھوٹی جتنی مخلوق خدا دی
تسی و حمول بھر پہ کار ہائے
سانوں عارضی سنگت ہے

غزل

اک روز محبت سے بلاؤ تو سہی تم
آنکھیں میری آنکھوں سے ملاؤ تو
سہی تم
اک مدت سے بناؤ ہیں نگاہیں

آنکھیں

بڑی بڑی غزالی آنکھیں
مجھ کو ملتی ہیں نرالی آنکھیں
شوخ و چٹیل ہے چہرہ تیرا

Digest.pk

میں نے ٹوٹے ہوئے لوگوں کو
اٹھانا چاہا
اور لوگوں نے سر راہ مجھ کو گرایا اکثر
میں نے چاہت کے زمانے میں
تماشہ نہ کیا
اپنے ڈھلتے ہوئے اشکوں کو چھپایا
اکثر

یوں تیرے ترک تعلق سے
شکایت کسی
چھوڑ دیتا ہے میرا ساتھ بھی سایا
اکثر
آمنہ شیر ادلی جہانیاں

غزل
اک بار کر کے اعتبار لکھ دو
کتنا ہے مجھ سے پیار لکھ دو
کتنی نہیں ہے یزید کی اب
تیرے سن
ترس رہا ہوں مدت سے
اس بار اپنی محبت کا اظہار لکھ دو
دیوانہ ہو جاؤں جسے پڑھ کر میں
کبھی اسکی غزل تم میری جان لکھ
دو
زیادہ نہیں لکھ سکتے تو مت لکھو
محبت بھرے دو چار الفاظ لکھ دو
اک بار لکھو مجھے محبت ہے تم سے
پرہی جملہ بار بار لکھ دو
بشارت علی نو بیک سنگھ

غزل
چاہت کے نغمے نہیں

میں جو دنیا کی بھیل میں گم ہوں
کنول
میں اس کو بتانے کی کوشش کروں
کی
مس غازیہ کنول

غزل
اپنے ہاتھوں کے لیے کجرا بنالے
مجھ کو
اپنی نازک سی کلائی میں سجالے
مجھ کو
بڑی چاہت سے کبھی اور بڑی
حسرت سے اک ادا سے کبھی سننے
سے لگالے مجھ کو
جس کے لہرانے سے خوشبو میں
ہواؤں کو طپیں
اپنے آنکھ میں کسی روز چھپالے
مجھ کو
چوم کے اور جھوم کے دھیرے
دھیرے
تو کبھی جھیل ہی آنکھوں میں سالے
مجھ کو
اپنے ہاتھوں کے لیے کجرا بنالے
مجھ کو
اپنی نازک سی کلائی میں سجالے
مجھ کو
محمد شعیب رسول ہارون آباد

غزل
میں نے الفت کے تقاضوں کو
جھپایا اکثر
اور لوگوں نے میرا درد بڑھایا اکثر

میری
آنکھ ذرا چیرے سے ہٹاؤ تو کسی
تم
ساغر سے تو پیچھے ہوئے عمر کی ہے
ہونٹوں کے بھی جام پیلاؤ تو کسی
تم
اے جان جہاں جان وفا جان تمنا
اے جان جہاں مجھ میں سماؤ تو کسی
دن
پوچھ تو کسی اشک کسی دیہ تر کے
گرتے ہوئے لوگوں کو اٹھاؤ تو
کسی تم
مس غازیہ کنول

غزل
تجھے بھول جانے جانی کی کوشش
کروں گی
ستم خود پڑھانے کی کوشش کروں
کی
چھپانے سے بھی عشق چھپتا نہیں
ہے
مگر میں چھپانے کی کوشش کروں
کی
مجھے نہ ہر تکتے ہیں چہروں پہ
چہرے
میں پردے اٹھانے کی کوشش
کروں گی
سنا ہے دیوار میں بھی سنتی ہیں باتیں
میں گم دل سنانے کی کوشش کروں
کی میں کوشش کروں گی کہ وعدہ
نبھاؤں
صداسکرانے کی کوشش کروں گی

بہت کوشش کی مگر وصلہ ملا ہی نہیں
اس زمانے نے مجھ پر ہی اس قدر
کرو یا تھا
کہ میری کسی صدا پر وہ رکائی نہیں
ہر اک سے سبب پوچھا تیرے نہ
ملنے کا
ہر اک نے کہا وہ تیرے لیے بنا ہی
نہیں
میں تمام تر کوشش کے باوجود تمہیں
بارگیا
اور تو اسے مل گیا جس نے تجھے
مانگا ہی نہیں
اتنی شدت سے خادم نے چاہا تھا
وہ کسی اور کا ہوا
شاید اس دنیا میں محبت کا کوئی صلہ
ہی نہیں

تنہائی

پھر تاروں بھری راتیں ہیں
پھر خوشبو کی بار راتیں ہیں
پھر شام کا ٹھنڈا آئینل ہے
اور ایک بھٹکتا بادل ہے
پھر ساون فوٹ کے برسا ہے
اور یہ دل اتنا ترسا ہے
پھر دنیا کے ریلوں میں پھر زندگی
کے سیلوں میں
تیری یاد کی شہنائی ہے
میں ہوں اور میری تنہائی ہے
مجھ خادم کج ڈیرا مراد جمانی

غزل

مجھ سے ملتا تھا تو ملتا تھا جہاں

آنکھیں
پھر وہ کس کے لیے رکھتا تھا جا کر
آنکھیں
میں اسے دیکھتا رہتا تھا جہاں تک
دیکھوں
اک وہ جو دیکھے نہ اٹھا کر آنکھیں
اس جگہ آج بھی بیٹھا ہوں اکیلا
بارہ
جس جگہ وہ چھوڑ گیا تھا ملا کر
آنکھیں
مجھ سے نکلیں وہ کڑجہ الٹی ہے
یاسین
میں نے کاغذ پر بھی دیکھیں ہیں
بنائیں آنکھیں

غزل

بات دن کی نہیں مجھے رات سے
ڈر لگتا ہے
گھر کچا ہے میرا مجھے برسات سے
ڈر لگتا ہے
اس نے تجھے میں دیئے مجھ کو خون
کے آنسو
زندگی اب تیری ہر ساقاٹ سے
ڈر لگتا ہے
چھوڑ دیا کی باتیں اب کوئی اور
بات کرو
اب تو چار کی ہر بات سے ڈر لگتا
ہے
میری خاطر کہیں وہ بدنام نہ ہو
جائے
اس لیے اس کی ہر ملاقات سے ڈر
لگتا ہے

ایکوں میں رہ کر ہم نے ایسے ذخم
کھائے یاسین
کہ ہمیں تو اب اپنی ذات سے ڈر
لگتا ہے
محمد یاسین، پلہوا تہ موڑ

غزل

موسم بدلہ بدل گئے ہم دونوں ہی
اب تو روتے رہتے ہیں ہم دونوں
کس سے کریں شکوہ اب ہم یہ
ہسو چتے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
اب کی بار جب دور ہوئے ہم
ملنے کو ترستے رہتے ہیں ہم دونوں
تم بھول جاؤ ہم تو اچھا ہے
اب تو یہی کہتے رہتے ہیں ہم
دونوں ہی
کل شب ہماری ملاقات ہوئی تو
گلے لگا کر روئے پھر ہم دونوں ہی
سولو گوئل

یاد رکھنا

وہ چار ہاتھ پر دس میں میرا دل کیا
میں روک لوں مگر میں روک نہ پائی
وہ جاتے ہوئے میرا ہاتھ پکڑ کر
بولا اپنا خیال رکھنا دعاؤں میں یاد
رکھنا

بے وفا

وہ خود بے وفا تھا ہم کو بے وفا کہتا
رہا ہم بھی چپ چاپ سنتے رہے
اور خود کو بے وفا کہتے رہے

Digest.pk

سوں کو نڈل جہلم

غزل

ذرا جیسے نہیں تیر ہوا کے ستم
ڈھانے لگے وہ پلا کے
میری بد نصیبی دیکھو وہ دستک دیتا
رہا میں سمجھا جھوٹے ہیں ہوا کے
معلوم ہے اسے میرے گھر کا رستہ
کوئی بھڑکاندے اسے
چراغ کون جگر سے کیسے روشن ہو
ساتھ میں گھر کو بھی رکھا جلا کے
سارا عالم ہے خوش نہال میں کیوں
ہوں غموں سے نڈھال
حسد نہیں مجھے زمانے سے نقد پریتا
تجھے کیا ملا مجھے دلا کے
تھی ریزہ ریزہ میری ذات اس
نے ہانپوں میں سمیٹ لیا انسو
اپوں نے کیا جگر میرا چھلکی تیر
ہاتوں کے چلا کے
جی نہ پاؤں گا بن تیرے مجھے عزیز
موت تجھے حیات خلیل
نہیں وہ کام مجھے تیری دعا زندگی
بعد جام جدائی پلا کے
خلیل احمد ملک شیدائی شریف

اک رشتہ تھا تیرے ساتھ میرا تو
نے وہ بھی بل بھر میں توڑ دیا
میں نے سوچا تھا ملے گا ساتھ تیرا تو
نے تنہا مجھے چھوڑ دیا
جو وعدے مجھ سے کئے تھے محبت
کے ہر وعدہ محبت کا تو نے توڑ دیا
دکھلا کر راستہ بھولوں کا تڑوں کے

راستے پہ چھوڑ دیا
جو رہا تھا تھک دہستی کا تو نے وہ بھی
مجھ کو موڑ دیا
اپنے فیصلے ذرا غور کرنا کہ تو نے
دکھ کے سوا کچھ اور دیا
تو پچھتائے گی بہت جب میں نے
اس دنیا کو چھوڑ دیا
یات تیری تو آتی ہے آ کے ہم کو
رلاتی ہے زمانے کو ہم پہ سنائی
ہے جب یاد تیرا ہری آتی ہے
ارشاد سانی۔ ذہرا نوال

غزل

تجھ کو بھول جانا کتنا مشکل ہے
اس دل سے تیرا نقش مٹانا کتنا
مشکل ہے
اس دل کے خریدار تو بہت ہیں
مگر کس اس دل میں بٹھانا کتنا
مشکل ہے
ہم ایک دوسرے کو جدا کرنا کتنا
مشکل تھا زندہ تو ہوں مگر مردوں
میں شامل ہوں
تیرے طاساں لینا کتنا مشکل تھا
دل کی ہزروں کر چیا ہو نہیں رضا
پہنکس ان ہاتھوں سے چٹنا کتنا
مشکل تھا

مگر محبت کا دکھ سہنا کتنا مشکل تھا
ملک علی رضا فیصل آباد

مجھے یاد ہے

وہ تیری قسمیں تیرے وعدے بھی
اد ہیں مجھے

وہ تیرا مسکرا کر دیکھنا بھی یاد ہے
مجھے
میرا ہاتھ پانے ہاتھوں میں لے کر
کہنا میں تیرا ہوں اور تیرا ہی رہوں
گایا دے مجھے
تیرے بغیر جینا کوئی جینا ہی نہیں
تیرا یوں کہنا یاد ہے مجھے
تجھے زندہ بھوں تو میری نصیب نہیں
ہوئی جان تیری ساری باتیں یاد
ہیں مجھے
مگر تم تو سب کچھ بھول گئے جانا
وہ قسم وہ وعدے اسنے یاد ہیں مجھے

تیرے نام جو زندگی کی تھی آج بھی
تیرا ہے
میں تیری ہوں صدا تیری ہی
رہوں گی یاد ہے مجھے
قاسم لاہور

محبت ہار جاتی ہے
زمانے سے سنا تھا محبت ہار جاتی
ہے
جو چاہت یک طرفہ ہو وہ چاہت ہار
جاتی ہے

محبت کب کسی کو دشمنی کا درس دیتی
کسی پردہ کا ایک لفظ بھی اثر کر
جاتا ہے
کہیں پر برسوں کی عبادت بھی ہار
جاتی ہے

محبت کب کسی کو دشمنی کا درس دیتی
نہیں
نہیں علی آبی شجاع آباد

Digest.pk

چلتے خوابوں کی راکھ

تحریر: ملک عاشق حسین ساجد۔ ہیڈ لائنی۔ 0308.6783157۔

محترم جناب شہزادہ انش صاحب۔

چلتے خوابوں کی راکھ کی تیسری قسط حاضر خدمت ہے ماشاء اللہ جواب عرض کی مقبولیت اور اس کے پرستاروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے جو آپ اور آپ کی مکتی ٹیم کی انٹھک لگن کا نتیجہ ہے جواب عرض ایک مکمل ادبی و معیاری بیگزین ہے جو انجسٹ کی دنیا کا منظر اور جگہ از جریہ ہے اس کے رائٹرز اور قارئین اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ اللہ کرے یہ لگاتار ادب کا درخشندہ ستارہ یونہی سدا چمکتا دھنکاتا رہے۔ اور کوئی بھی آئینج اس پر نہ آئے آئین۔ اسلام آباد سے بھائی محترم سید جراح احمد ناز آپ کے جذبات کی میں دل سے قدر کرتا ہوں جواب عرض کے ساتھ آپ کی ولی وابستگی اور میرے لیے آپ کے سندر خیالات آپ کی سہلی ہوئی شخصیت اور بڑے پن کا مظہر ہے ایک شعر آپ کے نام کرتا ہوں۔

اوروں کے لیے جو رکھتے ہیں پیار کا جذبہ۔۔۔۔۔ وہ لوگ بھی ٹوٹ کر بکھر نہیں کرتے۔

دوئی سے محمد شہزاد کنول۔ اب کسی طبیعت ہے آپ کی خداوند کریم آپ کو جلد صحت کاملہ دے آمین اپنی اپنی خیریت سے آگاہ کریں دوعی ہے ہی سزل رضا اور عبدالجید کہانی کی پسندیدگی پر دل سے شکر گزار ہوں مگر کہا ہی اچھا ہوتا کہ آپ اس پر تفصیل اور بے لاگ تبصرہ بھی کرتے۔ یہی محبت بھری گزارش کراچی سے راشدہ اور ایلا کے نام پھر بھی آپ کا دل سے شکریہ کہ ہمیشہ یاد رکھتی ہیں قبولہ شریف پاک چین سے محترم ریاض حسین شاہد صاحب کافی عرصہ بیت گیا ہے آپ کی کوئی کاوش جواب عرض میں نہیں دیکھی۔ تو آئیے ناں پلیز موسٹ ویلکم۔ شدت سے منتظر ہیں۔ راولپنڈی سے محترم محمد سلیم اختر اور رعت محمود آپ تو سنیر لکھاری ہیں اور مجھ جیسے بے شمار لوگوں کے پسندیدہ رائٹرز تو اس قدر فاصلہ اور دوریاں اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلاست رکھے آمین۔ پیٹوٹ سے ادیبہ اسد۔ دل میں انہوں کے لیے بہت سی جگہ ہے میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ آپ سے ناراض ہوں انشاء اللہ جلد اس موضوع پر لکھوں گا فیصل آباد سے عالیہ اور حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری دعاؤں میں یاد رکھنے کا بے حد شکریہ۔ جنگ سے حورین حسن۔ ظفر اقبال دوکوٹہ سے آفتاب شادی لاہور سے محمد اختر۔ کراچی سے اللہ بخش نور محمد انور لاہور سے محمد اسد ملک محمد رمضان ممتاز نادر۔ فاروق آباد سے نزاکت علی کوئٹہ سے محمد آصف مرتضیٰ اظہر سیف دکنی رحیم یار خاں۔ سے محمد ایوب راشد سلیم ساجد شاہد نسیم کشمیر سے قانزو بی بی پنڈی سے مایا بارہ بھکر سے شاہین کوثر۔ سانہ چیمپو وطنی سے رخسانہ تونسہ شریف سے سید صمد ملتان سے واقف ملتان ندیم کنول اور محترمہ کنیر فاطمہ بلوچستان سے دین محمد کٹی۔ اور بھی بے شمار ساتھیوں نے مجھے اچھا لکھنے پر مبارک باد دی سب کا بے حد شکریہ۔ اور سب کو ہی سلام۔

چلتے خوابوں کی سادہ سادہ تحریر۔ 16 خوابی عرض۔ 2014 جولائی

Digest.pk



Digest.pk

کرتی ہو میں نے تجھے یہ سب آزمانے کے لیے کیا ہو سکے تو مجھے معاف کر دو۔ میں نادوم ہوں مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ حیرت و خوشی کے سلسلے طے تاثرات کے ساتھ اس نے میرے ہاتھ چھڑا لیے جو معافی کے طور پر میں نے اس کے آگے جوڑے تھے۔

اب اللہ راول تم نے تو میری جان ہی نکال لی آئندہ مجھے مت آزمانا بس اتنا سمجھ لو کہ زندگی کے ہر کٹھن مرحلے پر تمہارا ساتھ دوں گی اتنا کہ تم سچ بھی نہیں سکتے۔

تو پھر سنو گی۔ ہمارے لیے صرف دو راستے ہیں۔ مستقل ماپ یا مستقل جدائی مثلاً ایک راستہ تو یہ ہے کہ تم اپنی والدہ کا احترام اور بھائی زمان کی مرضی کے مطابق جاذب سے شادی کر کے نئے سرے سے زندگی کا آغاز شروع کر دو اس کے نتیجے میں مجھے کھونا پڑے گا۔ دوسرا راستہ طویل اور کٹھن ہے اس کے نتیجے میں تم صرف مجھے یاد کی جبکہ پورا زمانہ کھودو گی۔ میں نے ایک ٹھہری سانس لے کر کہا۔

راول۔ میں طویل مشکل اور کٹھن راستے کا انتخاب کروں گی یہ میرے دل کا پہلا اور آخری فیصلہ ہے اس کے جواب میں احساس تشکر سے میری آنکھوں میں جھنمی سی تیرنے لگی۔ اس کے بعد میں نے ٹرین کو اپنے منصوبے کے بارے میں بتایا کہ میں چند روز میں نوکری چھوڑ دوں گا اور ڈسپنری کا خاتمہ کر کے کراچی چلا جاؤں گا۔ عید کے بعد چوتھے روز کی درمیانی شب وہ بیمار رہے میں کراچی سے سیدھا گاؤں آؤں گا اور اسے اپنے ساتھ لے کر کراچی چلا جاؤں گا پھر یہ دو دریاں یہ فاصلے اور جدائیاں ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گے۔ میں نے مکمل طور پر اسے اعتماد میں لیا۔ عید کے لیے ایسا ضرور ہوگا آگے جو ہوگا

ٹھہری۔ میں ایک شادی شدہ شخص ہوں۔ میری بات سن کر جیسے اس کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا

کک۔۔ کک۔ کیا پہلے حیرت سے منہ نکلی رہی پھر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی اپنے دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر روئی۔ چینی چالی۔ میرے بازوؤں میں بھونچال سا آگیا۔ اگر میں نے مضبوطی سے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں نہ لے رکھا ہوتا تو ٹھہری اچھل کر نجانے کہاں جا پڑتی۔ اس کی حالت دیکھ کر میں کانپ کر رہ گیا بڑی مشکل سے میں نے اس کا سنبھالا۔

حوصلے سے میری بات سنو پلیز میری مجبوری سمجھو جب میں تمہاری ذات سے محبت کرنے لگا تو کئی بار خیال آیا کہ تمہیں سچ سچ بتا دوں لیکن صرف ایک خیال ایک خوف اس سچ کو بتانے میں حائل رہا کہ تم مجھے ٹھکرا نہ دو۔ مجھ سے نفرت نہ کرنے لگو میں سب کچھ برداشت کر سکتا تھا مگر تمہاری ناراضگی اور نفرت برداشت کرنے کی طاقت اپنے اندر نہ رکھتا تھا۔ یقین مانو میرا شادی شدہ دونا میری محبت قسم نہیں کر سکتا مجھے تم سے شدید محبت ہے ایسی محبت جسے کبھی زوال نہیں آسکا۔ میں نے اپنی تمام تر توانائی اس کی ذات کو پہنچنے والے زخم کو مندمل کرنے میں صرف کرتے ہوئے کہا۔

میں شادی شدہ ہونے کو برائی نہیں سمجھتی تم مجھے ہر روپ میں قبول ہو مگر حالات ایسا رخ اختیار کر رہے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ میں تمہیں کھودو گی۔ ایسا ہوا تو میں دیر نہیں کروں گی وہ باطل ہوئی تو میں نے جھوٹ مذاق اور آزمائش قرار دیتے ہوئے کہا۔

مجھے تم پر غصہ ہے تم واقعی مجھ سے دل سے

دیکھا جائے گا ہاں اگر میں اس رات نہ آسکا تو سمجھ لیتا تمہارا درواں زندہ نہیں رہا میں نے جذبات کی رو میں کہا تو اس کی چیخ نکل گئی۔۔

خدا نہ کرے راول کہ ایسا ہو تمہارے بغیر میری زندگی پھر کس کام کی میں زندگی کی آخری سانسوں تک تمہارا انتظار کروں گی۔

ٹھیک ہے میری جان ہم ایک ہیں اور ایک ہی رہیں گے۔ میں نے مٹی کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر دباتے ہوئے کہا تو اس نے بھی ایسا ہی کرتے ہوئے آمین اور انشاء اللہ کہا پیار و محبت کے یہ پرکیف لمحات وقت کی رفتار کو نہ روک سکے وقت کا ٹی ہو چکا تھا مستقبل میں خلوص وفا کے عہد و پیمان کے ساتھ ہم نے ایک دوسرے کو انوداع کہا اور اپنے اپنے راستوں پر ہو لیے کچھ دور جانے کے بعد میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اب مجھے پھیل کا درخت اور ساتھ کا خوشنک ماحول محسوس اور بھلا لگ رہا تھا۔ اتھیر کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں ان فیصلوں کے نتیجے میں رونما ہونے والی بات ہمارے مواقع بھی ہوتے ہیں اور مخالف بھی یہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا ان دنوں ملک میں عطایت کے خلاف سرکاری مہم زوروں پر تھی محکمہ صحت کی ییمیں شہروں میں تو درکنار دور دراز دیہاتوں میں عطائی ڈاکٹروں کے خلاف ان کے کلینکس پر دھڑا دھڑ چھاپے مار رہی تھیں۔ جس دن میں نے کلینک اور نوکری چھوڑنے کا فیصلہ کیا اس سے اگلے دن اچانک ڈرگ اسپیکر اپنی چھاپ مار لیم کے ہمراہ میرے کلینک پر چھاپے مارا ادویات کے سپہل لئے اور کلینک کو سیل کر کے چلا بنا سرکاری کوارٹر میں کلینک کا قیام دوطرفہ جرم تھا ایک تو میں نے سرکاری کوارٹر کا ناجائز استعمال کیا تھا دوسرا اس میں غیر قانونی دھندے کا مرکز بنایا تھا میرے

کلینک پر چھاپے اور اس کے سیل ہونے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی کلینک پر چھاپے موقع کی مناسبت سے میرے حق میں رہا۔ بغیر کسی وجہ سے کلینک اور نوکری کا خاتمہ مختلف لوگوں کے دلوں میں شکوک کی فصل بوسکتا تھا۔ میں نے گاؤں کے لوگوں سے الوداعی ملاقاتیں کیں اور انہیں باور کرایا کہ کلینک کا سلسلہ موقوف کر دیا گیا ہے اب میں محض آپریٹری کے سہارے زندگی اٹتے دو دروازے علاقے میں نہیں گزار سکتا۔ اقبال ہمشید قیصر بھابھی وغیرہ اور خالہ کو آخری سلام کر کے واپس گھر آ گیا۔ گھر آیا تو میں نے انہیں کلینک پر چھاپے اور اس کے سیل ہونے کے بارے میں تو بتا دیا البتہ آپریٹری چھوڑنے کے بارے میں نہیں بتایا کیونکہ سرکاری نوکری چھوڑنے کے فیصلے کو وہ کبھی بھی پسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھتے اور نہ ہی مجھے ایسا کرنے دینے کے روادار ہوتے میں نے انہیں بتایا کہ میں چار ماہ کی چھٹی لے رہا ہوں۔

ایک ہفتہ بعد میں نے گھر والوں سے اجازت لی اور یہ کہہ کر روشتنیوں کے شہر کراچی چلا آیا کہ چند دن کی سیر و تفریح کے بعد میں واپس آ جاؤں گا انہوں نے میری پریشانی اور اداسی کا احساس کرتے ہوئے اس امید پر بخوشی اجازت دے دی۔ کہ میں کراچی کی رنگینیوں اور نئے ماحول کی سیر کے بعد کلینک کے خاتمے کا غم بھول جاؤں گا اور واپسی پر نئے سرے سے نئی زندگی گزارنے کے قابل ہو جاؤں گا۔ تنخواہ سے بچائی ہوئی رقم اور کلینک کی کمائی کا بیشتر حصہ میری تحویل میں تھا میں نئی نوکری ڈھونڈنے تک یہ رقم اپنے استعمال میں لاسکتا تھا۔

چند دن اپنے دوست کے پاس رہا۔ پھر اسی کی معرفت ایک چھوٹا سا کراچی کا مکان حاصل کر لیا۔ اور وہیں شب اور روز گزارنے لگا وہی

چلتے خوابوں کی راکھ تو بکھر جاتی ہے

جولائی 2014

19

اللہ تعالیٰ اور تو کوئی کلام نہ کر سکا۔ اپنی زندگی کی ڈائری یا قاعدہ سے لکھنی شروع کر دی۔ جوں جوں دن گزرتے گئے پس انداز کی گئی رقم کم ہوتی گئی رقم کا خاتمہ کسی طور تک شگون نہیں تھا۔ رقم کی اصل ضرورت تو مٹی کو کراچی لے کر آنے کے بعد پیش آتی مگر باوجود کوشش کے خرچہ میں کمی نہ ہوئی تو میں نے نوکری کی تلاش شروع کر دی میری کوشش یہ تھی کہ کوئی ڈھنگ کا کام پاتھ آ جائے جس سے نہ صرف پس انداز کی گئی رقم نکال جائے بلکہ کچھ رقم مزید بھی جمع رہے۔ میں نے اپنے دوست عادل کی معرفت اور خود اپنی بھاگ دوڑ کے ذریعے نوکری کی تلاش شروع کر دی میں روز اند نوکری کی تلاش میں ٹھٹھا سارا دن مزکوں کی خاک چھانتا شام کو مایوس نامراد واپس لوٹ آتا نوکری کی تلاش میرے لیے عذاب جان ثابت ہوئی مزدوری میں کر نہیں سکتا تھا۔ ڈھنگ کی نوکری بلا ضمانت کوئی دینے کو تیار نہیں تھا ان حالات میں جمع پونجی سکر نے کا عمل بدستور جاری رہا اور یہ عمل اس قدر بڑھا کہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ مٹی کو کراچی لے آنے کی تاریخ تک میں نوٹری کوڑکا محتاج ہو جاؤں گا مستقبل کے اس تصور نے میرے دوش اڑا دیے۔ ڈیزہ ہفتے بعد بڑی مشکل سے بالا خر عادل کی معرفت سبزی منڈی میں ایک آدمی سینھ کے ہاں بطور فشی با عزت طریقے سے ملازمت مل گئی میرے سینھ خاصے ایماندار اور بااخلاق کردار کے مالک تھے میری بہت عزت کرنے کے ساتھ خلوص سے پیش آتے تھے اور ان کا رویہ ہمیشہ میرے ساتھ مشتعل تھا انسان کو اپنی زندگی میں بہت سے لوگ ملتے ہیں روزانہ بلا سالہ ہم ہر طرح کے ہزاروں لوگ دیکھتے ہیں مگر کبھی کوئی ایسا نوجوان جو خاص بن جاتا ہے ہمارے لیے آنکھوں کے راستے دل میں اترتا ہے

اور جگہ بنا کر آرام سے براجمان ہو جاتا ہے۔ اوقات کچھ ایسے لوگ بھی اتفاقاً ملتے ہیں اور خادمانی طور پر زندگی کے معمولات میں شامل ہو جاتے ہیں ایک دم صبح آٹھ بجے میں ڈیوٹی پر گیا سارا دن دکان وغیرہ کے حساب میں رہا۔ شام چھ بجے میری دکان کے سامنے فٹ پاتھ پر دو عورتیں اور ان کے ساتھ دو لڑکے بھی تھے جن میں سے ایک کی عمر بارہ سال اور دوسرا تقریباً نو سال کا تھا انکے پاس سفری بیگ وغیرہ بھی تھے ان دنوں کراچی میں کوئی مشکوک چہرہ یا کوئی لاوارث تھیلا وغیرہ اپنی دکان کے آگے کوئی بھی بدداشت نہیں کرتا تھا تو میں نے جب دیکھا کہ یہ لوگ بڑی دیر سے یہاں ہیں تو میرے ذہن میں کئی قسم کے خیالات آنے لگے پھر میں نے اپنی دکان سے ایک لڑکے کو لے جا جو وہاں کام کرتا تھا صرف یہ سوچ کر کہ دکان پر سیٹھ نہیں تھے ان کی غیر موجودگی میں آگے چھپے دکان کا سارا انتظام مجھے ہی سنبھالنا پڑتا تھا لڑکے کو کہا کہ وہ جو سامنے فیملی بیٹھی ہے ان میں سے بڑی عمر کے لڑکے کو بلا کر لاؤ کچھ ہی دیر بعد فیملی والا بڑا لڑکا میرے پاس چلا آیا۔

جینا کون لوگ ہو تم اور اتنی دیر سے یہاں کس کے انتظار میں بیٹھے ہو کیا کسی سواری کا انتظار ہے۔ میں نے یکے بعد دیگرے سوالات کر ڈالے۔

جی میرا نام سکندر ہے ہم لوگ پنجاب سے آئے ہیں یہاں ایک بندے سے ملنا ہے جو ہمارے علاقے کا ہے اس نے بتایا۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی مرد ہے میں نے مزید پوچھا تو سکندر نے کہا۔

نہیں میں ہوں میری ماں بہن ہے اور ایک چھوٹا بھائی ہے۔

اچھا تم لوگ جاؤ اور اپنے کسی کو بلا لاؤ نہیں

جولائی 2014

Digest.pk

بیٹھ کر ہی تفصیل سے بات کرتے ہیں ہو سکتا ہے
میں تمہاری کوئی راہنمائی کر سکوں۔ میں نے سکندر
سے کہا تو وہ جلد ہی اپنی ماں کو لے کر آگیا۔
میں نے اٹھ کر ماں جی کو سلام کیا خیریت پوچھی
اور مزید یہ کہ ماں جی آپ کو کس سے ملتا ہے وہ
بولیں۔

ہمیں ایک بندے کی تلاش ہے جو کہ نہیں مل
رہا کافی دیر سے ہم اس کا انتظار کر رہے ہیں سب
سے پریشانی اس بات کی ہے کہ رات ہونے والی
ہے ابھی شہر ہے ہم کہاں جائیں گے۔

پہلے تو میں نے سوچا کہ مال مثول
کر دوں میری ہمدردی مہنگی نہ پڑ جائے کیونکہ اس
قسم کے حالات دیکھنے اور سننے کو مل چکے تھے آج
کے نفسانفسی کے دور میں انسانی ہمدردی یا ایسا
جذبہ جان پر لالے ڈال دیتا ہے پھر یہ سوچتے
ہوئے کہ ہمارے کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں
خواجواہ کسی کے ہتھے چڑھ گئے تو عزت اور زندگی
سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

ماں جی آپ اپنے برے میں سچ بتائیں تو
شاید میں آپ کی کوئی مدد کر سکوں۔ میں نے
پورے خلوص اور ازراہ ہمدردی کے ساتھ پوچھا تو
ماں جی بولیں۔

ہاں بیٹا اگر آپ حقیقت جانتا چاہتے ہیں تو
پھر تفصیل سے سنو۔ میں ایک معزز خاندان سے
تعلق رکھتی ہوں میری شادی میرے چاچا کے
لڑکے سے ہوئی یہ شادی ہم دونوں کی پسند کی تھی
ہمارے دن بہت اچھے گزر رہے تھے میرے تین
بچے ہیں دلوڑکے اور ایک لڑکی یہ جو میرے ساتھ
ہے یہ میری بیٹی ہے اس کا نام روٹی ہے اس وقت
روٹی میٹرک کا امتحان دے چکی تھی اور رزلٹ
آنا تھا کہ ہمارے گاؤں میں ایک حادثہ
ہوا۔ اور میرے شوہر اس حادثے میں مرے گئے

چند مہینے کے بعد میری شادی میرے دیور سے
کر دی گئی۔ اس وقت ہم لوگ یہ نہیں جانتے تھے
کہ وہ نشہ جیسی لعنت کا شکار ہے اور پھر ہمارے
حالات خراب ہوتے گئے پھر مجھے اس کے برے
کاموں کا پتہ چل گیا جب میں اس سے پوچھتی کہ
میں نے تمہارے بارے میں یہ سنا ہے کہ تم نشہ
کرتے ہو اور ساتھ خلط کام بھی تو وہ مجھے ڈرا دھمکا
کر جب کروا دیتا۔ آخر کب تک چھپاتا آہستہ
آہستہ گھر کی چیزیں چھڑا کر نشہ پورا کرنے لگا اکثر
نشے کے انجکشن لگواتا رہتا اور ساتھ چرس و ہیروئن
بھی سگریٹ میں ڈال کر چیتا پھر آہستہ آہستہ
حالات خراب ہوتے گئے ہم کوڑی کوڑی کے محتاج
ہو گئے میں محنت مزدوری کر کے دو وقت کی بجوں کو
روٹی کھانا منجھ وہ شام کو آتا کھانا طلب
کرتا کھانا وغیرہ نہ ہونے کے سبب ہمیں زور و کوب
کرتا میں نے اپنے بھائی کو فون کیا کہ آپ نے
مجھے ایسے بندے کے حوالے کر دیا ہے جو ہمیں ہر
وقت تلک اور پریشان کرتا ہے۔ گھر کی تمام چیزیں
چھڑا کر نشے کی نذر کر چکا ہے کھانا وغیرہ طلب
کرنے پر کچھ نہ ملے تو بری طرح مارتا ہے میرے
بھائی نے میرے شوہر کو سمجھایا اور ٹیکسی لے کر دی
کہ جو کمالے آؤ حاحا بات دیا کرے کچھ ہی ماہ
بعد میرے شوہر نے ٹیکسی بیچ دی اور تمام رقم نشے کی
نذر کر دی یہ شکایت لے کر ہم دونوں ماں بیٹی
بھائی کے پاس ان کے گھر گئیں تو انہوں نے ہمیں
بے عزت کر کے روانہ کر دیا اور ساتھ یہ کہا کہ
جلد ہی ٹیکسی کی رقم کا بندوبست کرو ورنہ ہماری
بیٹھنے والی جگہ اور مکان بیچ کر وہ اپنی رقم پوری
کر لیں گے۔ ہم روٹی ہوئی گھر واپس آئیں۔
میری بھابی نے میرے بھائی کو صاف صاف کہہ
دیا کہ اس نے اب مزید کوئی چیز ہم لوگوں کو دی تو
وہ گھر نہیں بیٹھے گی۔ میرے بچوں کے تعلیمی

جولائی 2014

Digest.pk

حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں مگر بھائی نے توجہ نہ دی میں نے پھر بھائی کو کہا کہ ہم اپنا مکان چھوڑ کر جا رہے ہیں تو بھائی نے جواب دیا۔ جیسے تمہاری مرضی تم آزاد ہو روٹی رزٹ سن کرواپس آئی تو میں سامان باندھ کر تیار بیٹھی تھی لہذا میں رات کو بچوں کو لے کر نکل پڑی ہم گھاؤں سے سیدھے لاہور پہنچے اور لاہور سے پھر کراچی آ گئے کینٹ اسٹیشن پر اترتے ہی ہماری ملاقات مادہ کپڑوں میں ملبوس ایک آدمی سے ہوئی ہمیں اس وقت ہمیں اس اچھی شہر میں کسی ایسے ہمدرد کی تلاش تھی جو ہمیں رہنے کے لیے ٹھکانا اور پیٹ پالنے کے لیے روزگار مہیا کرے۔ اس نے بہت پیار سے ہمارے ساتھ بات کی ہم اس کی باتوں میں آ گئے وہ ہمیں اپنے گھر لے آیا ہم کچھ دن اس کے گھر سے پھر وہ صبح کا گیا شام کو واپس لوٹا بھی کبھی رات کی ڈیوٹی بھی کرتا پھر ایک دن میں باہر سے کچھ شاپنگ کرنے کے بعد گھر آئی تو مجھے روٹی نے کہا۔

ماں یہ رضوان! چھا آدمی نہیں ہے۔ میں نے سوچا جس نے عزت کو بچانے کی خاطر ہم نے گھر چھوڑا وہ یہاں بھی محفوظ نہیں ہے اس لیے ہم جیب چاپ اس کا گھر چھوڑ کر یہاں آ بیٹھے کہ شاید کوئی اللہ کا بندہ ہماری مدد کرے۔ یہ کہہ کر اس عورت نے اپنی آنکھیں صاف کیں جو آنسوؤں سے بھر گئی تھیں ماں جی کی روئیداد سن کر میں بے حد متاثر ہوا۔ میں نے کہا۔ ماں جی آپ کا میں بیٹا ہوں مجھ پر اعتماد کرو میں بھی آپ ہی کی طرح پنجاب سے آیا ہوں میرے سینہ کچھ دیر تک آنے والے ہیں آپ تک تک سہیں بیٹھیں میں کچھ کرتا ہوں ماں جی میری بات سن کر خوش ہو گئیں اور مجھے دعا میں دینے لگیں تھوڑی دیر بعد میرے سینہ آ گئے میں نے انہیں تمام ستوری سنائی ان کو آج کا

اخراجات نہ ہونے کی وجہ سے سکول سے خارج کر دیا گیا۔ سکندر ایک ہوٹل پر مزدوری کرنے لگا اسے پتہ چلا تو وہیں ہوٹل چلا جاتا۔ پیسے وغیرہ لیتا پھر اس ہوٹل کی چیزیں چرانے لگا۔ ہوٹل مالک نے تنگ آ کر سکندر کو گھر بھیج دیا۔ یہ معاش کا ذریعہ بھی ہمارا اس کے نشے کے بھینٹ چڑھ گیا۔ ایک دن میرا شوہر کچھ آدمیوں کو لے کر گھر آ گیا۔ میں کچھ ٹھٹھک سی گئی وہ لوگ بہت غلط نظر آ رہے تھے میں نے چسپ کر ان کی باتیں سنیں تو پتہ چلا وہ روٹی کو دیکھتے آئے ہیں میں نے چسپ کر ان کی باتیں سن لیں تو روٹی کو وہ خریدنا چاہتے تھے ایک باپ اپنی بیٹی فروخت کرنے کے لیے ان لوگوں کو گھر لے آیا تھا میں نے اپنے بھائی کو فون کیا اور تمام ماجرا سنایا کہ وہ ہماری مدد کریں مگر بھائی نے فون لے کر ہمیں جواب دیا کہ ہمارا اب تم لوگوں کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں تمہاری وجہ سے ہماری اپنی زندگی عذاب بن کر رہ گئی ہے۔ ہم بہت جلد آ رہے ہیں تمہارا مکان بیچنے ورنہ ہمارے پیسوں کا بندوبست کرو۔ میں یہ سن کر سکتے میں آ گئی مجھے دکھ اس بات کا کھائے جا رہا تھا کہ میں نے فون بھائی کو کیا مگر جواب ہمیں بھائی نے دیا اور وہ بھی دھمکی آمیز اور ذلت سے بھرپور۔ روٹی یہ سنا بہت پریشان ہوئی کہ اس کا باپ اسے بچنا چاہتا ہے۔ روٹی نے روتے ہوئے مجھے کہا۔

میرا ذلت آنے والا ہے اس کے بعد میں کہیں دور چلی جاؤں گی جہاں مجھے کوئی بھی نہ ڈھونڈ سکے اس کے لہجے میں سچائی تھی میں جانتی تھی وہ ایسا ہی کرے گی میں نے کہا روٹی تم رزٹ تو سن لو اس کے بعد سوچیں گے کہ کیا کرنا ہے روٹی نے میری بات مان لی پھر جب رزٹ آنے پر روٹی رزٹ سننے چلی گئی تو میں نے ایک بار پھر بھائی کو فون کیا کہ بھائی ہمارا کچھ کرو ہمارے

جولائی 2014

Digest.pk

چلتے خوابوں کی راکٹ قسم ٹھہر

22 اگست 2014

کہنا اچھا نہ لگا اس کا اظہار کرتے ہوئے انہیں
میں نے کہا۔

ماں جی میں نے کوئی آپ پر احسان نہیں کیا
ہے یہ میرا اخلاقی فرض تھا مجھے وہی خوش ہوئی ہے
کہ اللہ نے مجھے ایک نیک کام کرنے کی توفیق بخشی
ہے۔ آئندہ بھی آپ مجھ سے اچھی توقع رکھ سکتی
ہیں جس طرح مجھ سے ہو گا اپنا فرض ادا کرتا رہوں
گا باقی آپ مجھے اگر اپنا بیٹا سمجھتی ہیں تو بھائی مجھے
آپ کے ہم کہا کرنا ماں نے میری بات تسلیم کرتے
ہوئے کہا۔

لھیک ہے بیٹا۔۔۔ میں ایسا ہی کروں گی
مگر ہمارے گھر تم ہر دوسرے تیسرے دن
آیا کرو گے ناں

لھیک ہے میں کوشش کیا کروں گا کہ
شاذ و نا اور آپ کے ہاں آیا کروں۔

مگر اس کی ابتدا آج ہی کرنا ہوگی۔ آج
شام کو لازمی آنا ہم تمہارا انتظار کریں گے۔ ماں
جی اپنا فیصلہ سنا کر چلی گئیں شام کو میں دکان سے
ذرا جلدی اٹھ گیا اور ماں جی کے گھر کی طرف نکل
پڑا راستے میں میں نے ان لوگوں کے لیے کچھ
فراٹ لیا اور کچھ ضرورت کی چیزیں بھی خریدیں
ان کے گھر پہنچ کر میں نے دروازے پر دستک دی
تو دروازہ ایک جوان لڑکی نے کھولا۔ وہ یقیناً روپی
تھی میں نے اسے دوسری مرتبہ دیکھا تھا پہلی مرتبہ
اسے اپنی دکان کے سامنے دیکھا تھا تب وہ برقعہ
میں تھی اور آج وہ یکدم سامنے آگئی ایک لمبے کوتو
میں چونک گیا۔ اس کے چہرے پر بڑی معصومیت
تھی اور وہ پرکشش تھی وہ ایسی تھی کہ اگر کوئی ایک بار
اس کو دیکھتا تو دوبارہ دیکھنے کی تمنا ضرور کرتا۔ وہ
مجھے دیکھ کر گھبرا سی گئی۔ اور جلدی سے سر پر دوپٹہ
لپٹے لگی مجھے اس کی یہ اداسیت ہی اچھی لگی۔
وہ اصل میں میں بھی کہ سکندر آیا ہوگا۔

حساب وغیرہ دیا اور ان کو لے کر اپنے رہائشی
مکان میں آگیا۔ میں راستے میں سے ہی ایک
ہوٹل سے کھانا لے کر آگیا تھا ان سب کو کھانا کھلایا
اور کہا ماں جی اس کو اپنا ہی گھر سمجھیں انشاء اللہ صبح
آپ کے لیے کوئی علیحدہ سے کرائے کا مکان
ڈھونڈ کر دوں گا جس میں آپ عزت و سکون کے
ساتھ رہیں گی اس کے بعد وہ لوگ سو گئے۔
اور میں دوسرے کمرے میں سو گیا۔

اگلے روز میں نے اپنے سینہ سے ایک
دردن کی چھٹی مانگی ان دو چھٹیوں میں میں ماں جی
کے لیے کرائے کا مکان اور کوئی عزت کا روز
گار بھی ڈھونڈتا رہا۔ بالآخر ایک چھوٹا سا کرائے کا
مکان اور سکندر کے لیے ایک شور پر کام کا
بندوبست ہو گیا میری اس کوشش اور تعاون پر ماں
جی بہت خوش ہوئی اور دعائیں دینے لگیں۔
دوسرے دن وہ اپنا سامان لے کر وہیں شفٹ
ہو گئے اب میرا دل بھی مطمئن ہو گیا تھا۔

دور روز بعد ماں جی اور سکندر میرے مکان پر
آ گئے ماں جی شکوے کرنے لگیں کہ میں ان کے
گھر کیوں نہیں آیا میں نے انہیں کہا کہ ایک تو
دکان پر سارا دن مصروف رہنے کی وجہ سے تھکان
ہو جاتی ہے مکان پر جاتے چہند آ جاہیے دوسرا آپ
لوگ عزت دار ہیں میں نہیں چاہتا کہ آپ کی
عزت پر کوئی حرف آئے اور آپ لوگوں کے دلوں
میں بھی ایسی کوئی بات نہ آ جائے۔ ماں جی یہ سن کر
وضاحت کرنے لگیں کہ نہیں روال پنا آپ نے
ہمارے لیے بہت کچھ کیا ہے شاید اتنا کوئی اپنا بھی
نہیں کر سکے ہمارے دل میں آپ کے لیے عزت
اور خلوص ہے کبھی آپ کے بارے دل میں غلط
خیال کیسے آ سکتا ہے آپ ضرور ہمارے ہاں
آیا کریں۔ تشکر آمیز الفاظوں کے ساتھ ماں اپنی
محبت کا اظہار کرنے لگیں تو مجھے ان کا صرف آپ

جولائی 2014

Digest.pk

جلتے خوابوں کی بات کرتے ہیں

اور آج ای بھی کہہ رہی تھیں کہ آپ کو لازمی آتا ہے شام کو۔

روڈ روز مناسب نہیں لگتا میرا وہاں آتا۔
روٹی کے جواب میں میں نے کہا۔ مگر وہ کہاں معاف کرنے والی تھی بڑی اپنائیت ظلوں اور بھرپور اصرار کے ساتھ بولی۔
تم نے آج لازمی آتا ہے۔ ضرور آتا ہے۔
پلیز میں انتظار کروں گی۔ پلیز میں نے کچھ کہنا چاہا مگر روٹی نے فون بند کر دیا۔

شام ہوئی تو میں ان کے گھر گئے بغیر نہ رہ سکا پھر تو روزانہ ہی کا یہ معمول بن گیا سارا دن دکان پر ڈیوٹی دیتا۔ شام کو ماں جی کے گھر چلا جاتا اور ایک دو گھنٹے گپ شپ لگا کر واپس اپنے مکان لوٹ آتا۔ ایک شام حسب معمول میں ان کے گھر گیا اتفاق سے ماں جی گھر پر نہیں تھیں شاید وہ باہر کہیں کام کے لیے گئی ہوئی تھیں۔ میں اندر گیا سلام کیا ماں جی کو موجود نہ پا کر پیچھے دروازے کی طرف لوٹا ہی تھا کہ روٹی آتا چوڑ کر میرے سامنے دروازے پر آگئی اور بولی۔

کہاں جا رہے ہو راول۔
واپس اپنے گھر۔ میں نے سنجیدگی سے ٹھٹھا چاہا

کیوں یہاں ڈر لگتا ہے کیا روٹی نے کہا۔
ماں جی گھر پر نہیں تو اچھا نہیں لگتا۔ میں نے نظریں جٹاتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں ہوتا۔ ان کے بغیر کیوں سوچتے ہو تم ایسا۔ رو دینے والے انداز میں بولی۔ میں نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک اور بات کی جو میں کئی دنوں سے سوچ رہا تھا کہ اسے منع کروں گا کہ وہ مجھے تم کے بجائے آپ ہی کہا کرے۔ میں نے سے کہا تو روٹی بولی۔
کیوں کیا ہوتا ہے اس سے۔

رو دینے کہا تو میں نے جواب میں کہا۔
چلیں سکندر نہ سکی میں ہی سکی لیکن اگر سکندر ہوتا تو کیا اسے بھی اندر نہ آنے دیتیں۔

میری اس بات پر وہ مزید شرمندہ اور بوکھلائی اسے خیال آ گیا فوراً مجھے اندر جانے کا راستہ دیا یکدم مڑی اور اندر بھاگ گئی مجھ سے پہلے ہی ماں جی کو میرے متعلق بتایا۔
سلام ماں جی میں نے اپنا سر ان کے سامنے جھکایا۔

جیتے رہو خوش رہو بیٹا سناؤ۔ کیسے ہو۔ انہوں نے دعا دی اور خیریت وغیرہ پوچھنے لگیں میں نے فروٹ الماری میں رکھے اور ساتھ ہی ماں جی کے پاس پڑی چار پائی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد روٹی چائے بنا کر لے آئی اسنے میں سکندر بھی آگیا۔ سب نے مل کر چائے پی میں دیر تک بیٹھنے کے بعد واپس اپنے مکان کی طرف آنے لگا انہوں نے مجھے اصرار کیا کہ میں کھانا کھا کر جاؤں مگر میں نے مناسب نہ سمجھا اٹھ کر دروازے تک پہنچا۔ اچانک مڑ کر پیچھے بغیر کسی وجہ کے دیکھا تو روٹی مجھے بڑے غور سے دیکھ رہی تھی میں نے سب کو سلام کیا اور اپنے مکان کی طرف بڑھ گیا۔

دکان پر بیٹھا کوئی کام کر رہا تھا کہ روٹی کا فون آگیا۔

ہیو راول۔ کیسے ہو۔
جی الحمد للہ ٹھیک ہوں۔ اور آپ سنا میں کیسی ہیں۔ میں نے اپنی خیریت سے آگاہ کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

ٹھیک تو ہوں مگر ایک غلطی ہاتی ہے۔
وہ کیا۔ میرے پوچھنے پر روٹی نے کہا۔
کھانا کھا کر جو نہیں گئے۔
کھانا بھی کھا لیں گے بھی۔ میں نے کہا۔
روٹی بولی۔ ابھی نہیں جناب آج ہی۔

شکایت نہیں ہوگی۔ ایک بار آپ اسے قبول تو کر لیں پلیز بیٹا۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔

آپ میرے آگے ہاتھ جوڑ کر مجھے شرمندہ اور گناہگار نہ کریں اپنے آگے ماں جی کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو میں نے اپنے ہاتھوں سے الگ کرتے ہوئے مزید کہا روٹی تو شاید میری بیوی کو برداشت کرے گی مگر مٹی نہیں آپ لوگ میرے لیے انتہائی قابل احترام ہیں جو تعاون مجھ سے طلب کریں میں حاضر ہوں مگر اس قسم کی امید مجھ سے نہ رکھیں۔ میں بہت مجبور ہوں ماں جی سوری کہہ کر میں وہاں سے اٹھ آیا۔

ایک دن میں بہت مصروف تھا دکان پر بھی گاؤں کا رش لگا ہوا تھا اچانک فون کی کھنٹی بجی لائن پر سکندر تھا اس نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔ راول بھائی ہم اس وقت جنرل ہسپتال میں ہیں ای کو کچھ ہو گیا ہے آپ فوراً آ جائیں۔ میں نے اپنی مجبوری پیش کرتے ہوئے کہا۔ دکان پر رش لگا ہوا ہے میں گاؤں کے درمیان پھنسا ہوا ہوں دوسرا میرے سینٹھ صاحب بھی نہیں آئے ہیں تھوڑی دیر تک جب سینٹھ صاحب آ جائیں گے تو میں آ جاتا ہوں نصف گھنٹہ بعد سینٹھ صاحب آگئے میں نے انہیں تمام ماجروں کے بعد لان سے چھٹی لی اور سکندر کے بتائے ہوئے جنرل ہسپتال ماں جی کے زیر علاج والی جگہ پر پہنچا۔ ماں جی کو لڑپ گئی ہوئی تھی ساتھ ہی روٹی عمر سکندر اور ایک نوجوان سا آدمی موجود تھا میں نے ماں جی کے بارے میں روٹی سے پوچھا کہ طبیعت کب اور کیسے خراب ہوئی تھی روٹی نے جواب میں مجھے اس روز شام کے وقت خراب ہونے کا بتایا جس روز میں ان سے ہو کر اٹھ گیا تھا میرے پوچھنے پر روٹی نے اس نوجوان کے

ہو جانا ہے انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گی۔ میں نے تسلی دیتے ہوئے کہا

روٹی کی آنکھوں میں شکوے تھے جیسے کہہ رہی ہو دیکھا راول آپ کے انکار نے میرا کیسا برا حال کر دیا ہے مگر آپ نے مجھے تنہا چھوڑ دیا تو میں زندہ نہیں رہ سکوں گی۔

ہاں تو ماں جی کام کی مسروریت ہی کچھ ایسی بڑھ گئی تھی کہ ان چھ سات دنوں میں آپ کے ہاں نہ آ سکا۔ ہاں تو آپ بتا رہی تھیں کہ آپ کو مجھ سے کوئی بہت ضروری کام ہے کہیں کیا مسئلہ درپیش ہے۔ میں نے ماں سے دریافت کیا تو وہ بولیں۔

میری ایک ہی بیٹی ہے روٹی۔ اور میں چاہتی ہوں زندگی کا کوئی پتہ نہیں کب ساتھ چھوڑ دے کہ اس کی کسی اچھی جگہ شادی کر کے اہم فرض سے سرخرو ہو سکوں تم ایک سمجھدار اور قلمس انسان ہو ماشاء اللہ تم ہر حوالے سے بہرہی اچھے ہو روٹی بھی تمہیں دل و جان سے چاہتی ہے میں تم دونوں کو رشتہ ازدواج میں منسلک کرنا چاہتی ہوں امید کرتی ہوں تم انکار نہیں کرو گے یہ ستر گھر کی دیواریں مجھے گھومتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔

ماں جی شکر یہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا اور اپنا جان کر بھروسہ کیا مگر میری مجبور ہی ایسی ہے کہ سوائے میرے پاس انکار کے اور کچھ بھی نہیں معذرت کہ میں عنقریب ایک جگہ شادی کرنے والا ہوں ہم دونوں ایک دوسرے کو بہت چاہتے ہیں اور پسند کرتے ہیں میرے اس جواب کی شاید انہیں توقع نہیں تھی اسی لیے حیرت و دکھ ان کے چہرے پر سے عیاں تھا دو بار وہ بڑی ہمت کر کے وہ بولیں۔

کوئی مسئلہ نہیں راول بیٹا۔ روٹی آپ دونوں میاں بیوی کی کثیر بین کراچے گھر رہے گی میں حلفاً کہتی ہوں کہ میں اس کی ذات سے بھی کوئی

جولائی 2014

Digest.pk

انہو نے میرے کردار کو غلط تصور کر کے یہ امید کر لی تھی کہ میں روہی سے شادی کر لوں گا مگر میں تو اپنی جگہ مجبور تھا کب تک ماں جی کو بھولنے سہارے دیتا۔ حالانکہ مجھے میرے سینے نے منع کیا تھا کہ میں ان کے نزدیک نہ جاؤں انجی لوگ ہیں جانے کہاں سے آئے ہیں اور کیا کر کے آئے تھے کوئی نقصان کر کے بھی تو آ سکتے ہیں ورنہ اس زمانے میں اتنی دور سے کراچی چلے آنا معنی رکھتا ہے مگر میں نے سینہ صاحب کی سنی ان سنی کرتے ہوئے انسانی ہمدردی کے طور پر جو کردار ادا کیا میرا اخلاقی فرض تھا یہ اور بات کہ روہی نے میری جانب محبت کے قدم بڑھائے اور ماں جی نے بغیر سوچے سمجھے مجھ سے اتنی بڑی توقعات وابستہ کر لی تھیں کہ سوائے انکار کے میں ادا کیا کر سکتا تھا۔ بحر حال ماں جی موت کا دکھ مجھے بہت ہوا تھا میں نے ان کا دیدار کیا تو اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکا۔

راول بھائی اللہ کو یہی منظور تھا آپ بچوں کو حوصلہ دیں میں کوئی سواری وغیرہ کا انتظام کر کے آتا ہوں آخر ماں جی کی تدفین وغیرہ تو کرنی ہے ناں۔

تکلیل نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو میں خیالات کی دنیا سے واپس لوٹ آیا۔ ہم دوستوں نے مل کر ماں جی کی تدفین وغیرہ کی ماں جی کو سپرد خاک کرنے کے بعد میں سیدھا اپنی دکان پر چلا آیا۔

صبح پھر گیا عمر اور سکندر افسردہ بیٹھے تھے انکو دلا سے دیئے اور کھانا کھلایا۔ مگر روہی مجھ سے کترانے لگی دور اور انجی کی جیسے میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق بھی نہ ہو۔

تیسرے روز میں ان لوگوں کے مکان پر گیا تو گھر کے باہر دروازے پر لگا ملا میرا منہ

بارے میں تعارف کے طور پر بتایا کہ یہ ہمارے پڑوسی ہیں تکلیل ان کی بہن میری دوست بن گئی ہے وہ آئی ہی ہوگی۔ کچھ رگم کا بندوبست کرنے اپنی کسی سہیلی کے ہاں مچنی ہوئی ہے۔ تکلیل ہی اسی کو اس ہسپتال میں لائے ہیں۔ عمر اور سکندر پریشان حالت میں ماں جی کے ساتھ تھے ہر دے بیٹھے تھے میں نے ان کو سلی وی تکلیل کا شکریہ ادا کیا کہ وہ ہمدردی کے طور پر سب کچھ کر رہے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد بیٹھے کے بعد میں اٹھ آیا یہ کہہ کر کہ ابھی ماں جی آرام میں ہیں جب آنکھ کھل جائے تو میرے آنے کا بتا دینا میں شام کو پھر آؤں گا ابھی میں نماز مغرب ادا کر ہی رہا تھا کہ سکندر کا فون آ گیا کہ اسی جی کی طبیعت اچانک بگڑ گئی ہے راول بھائی آپ فوراً چلے آئیں میں کام وغیرہ سمیٹ کر ہسپتال جا پہنچا تو پتہ کہ انہیں خون کی کچھ بوتلیں چاہیں بلڈ گروپ پوچھنے کے بعد میں نے اپنے چند دوستوں کو بلایا۔ ان میں سے دو کا خون گروپ مل گیا باقی ہم لوگوں کا نہیں ملا تھا وایک خون کی بوتلیں خرید ضرورت تھیں میں نے ادھر ادھر کو کوشش شروع کر دی رات بارہ بجے کے قریب میں واپس اپنے مکان پر آ گیا صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد میں ہسپتال گیا وہاں جا کر علم ہوا کہ ماں جی زندگی کا چراغ گل ہو گیا ہے روہی اور عمر دور ہے تھے سکندر نے مجھے دیکھا تو پٹ کر رونے لگا۔ ماں جی نے میرے انکار کو دل پر لے لیا تھا اسی وجہ سے وہ جانبر نہ ہو سکیں اور جلد ہی سب کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں تھیں مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے سب مجھے ہی ماں جی کی موت کا ذمہ دار ٹھہرا رہے تھے روہی کے ذمہ جی بین من کر اور عمر و سکندر کی سسکیاں دل و دماغ پر ہتھوڑے برسا رہی تھیں مگر اس میں تو میرا کوئی تصور نہیں تھا میں تو انسانیت کے طور پر ان کے کام آیا تھا

ڈیوٹی یہ تھی کہ مجھے سندھ کے باغات میں جا کر آم
تروانا اور انھیں مزدوروں کے ذریعے بیٹیوں میں
بھر کر ٹرکوں کے ذریعے منڈی تک لے آنا تھا لہذا
مجھے حیدر آباد میں واقع ایک بڑے باغ میں سے
آم لے آنے کی ہدایت ملی چار ٹرکوں پر مشتمل
ہمارا قافلہ جس میں میرے علاوہ کچھ مزدور
سوار تھے عازم سفر ہوئے صادق آباد تک سفر
انتہائی خوشگوار رہا مزدوروں کی خوش گیسوں کے
درمیان خوب وقت گزرا۔

لیکن جو بھی سفر آگے بڑھا آسمان کو سیاہ
بادلوں نے اپنی پیٹ میں لے لیا۔ ماحول پر چھائی
تاریکی حریف گہری ہو گئی جوں جوں وقت گزرتا گیا
تاریکی میں اضافہ ہوتا گیا اس پر طرہ کہ تیز ہوا میں
چلنا شروع ہو گئیں سیٹھ کی اگر ہدایت نہ ہوتی کہ
جلد از جلد مال لوڈ کر کے آنا ہے تو ہم راستے میں
نہی کہیں بڑا ڈال لیتے۔ نئی نوکری تھی میں اسے
معمولی غفلت کی بنا پر کھوٹ کا رسک نہیں لینا
چاہتا تھا۔ جو بھی ہم راستے میں آنے والے ایک
جنگل کے نزدیک پہنچے تو طوفانی ہوائیں چلنا
شروع ہو گئیں درخت ایسے ہلتے محسوس ہوتے
تھے جیسے آنا ٹھکانا ہمارے ٹرکوں پر آن گریں گے۔
نزدیکی آبادی کے آثار بھی نظر نہ آرہے تھے
بادلوں کی گھن گرج بجلی کی چمک اور تیز آندھی کا
شور اور گہرا اندھیرا ہمارے انصاف جواب دے
گئے۔ ٹرکوں کی بریکیں اچانک چبھ اٹھیں سڑک پر
بڑے بڑے درختوں کے تنے رکھ کر اسے بند
کر دیا گیا تھا اس سے قبل کہ صورت حال واضح
ہوتی سڑک کے اطراف سے درجن بھر مسلح افراد
نے ٹرکوں کو اپنے محاصرے میں لے لیا اس لیے
سامنے سے ایک بڑی سی لائٹ نظر آئی جسے دیکھتے
ہی نقاب پوش مسلح افراد واپس اپنی پوزیشنوں پر
چلے گئے ہم دیکھ کر ٹرکوں میں بیٹھنے والے

بڑے ہاتھ ساتھ والے گھر سے ان کے بارے میں
پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ لوگ واپس پنجاب اپنے گھر
چلے گئے ہیں نامعلوم کیوں مجھے دھچکا سا لگا۔ میں
روٹی سے معذرت بھی نہ کر سکا۔ میں تو سوچ رہا تھا
اسے الہام و تقسیم کے ساتھ کسی اچھے سے لڑکے
کے ساتھ شادی کا مشورہ دے کر ہر طرح کا تعاون
کروں گا مگر روٹی اپنے بھائیوں کو لے کر نجانے
کہاں چلی گئی تھی اپنے گھر پنجاب دو کس طرح
جاسکتی تھی جہاں اپنے ہی لوگ کالے ناگ کی
طرح منہ کھولے کھڑے تھے تو پھر کہاں چلی گئی
تھی۔

انہی سوچوں کے ساتھ منہم واداس میں
واپس اپنے مکان کی طرف آ گیا۔ میں نے ہر جگہ
اسے تلاش کیا پورا شہر جھان مارا مگر وہ کہیں نہ ملی
کبھی کوئی کسی کے غم میں بھی رویا ہے سب اپنے غم
میں روتے ہیں اپنے من میں سوز ہو تو کائنات ہے
دھبہ کتنے نکلتی ہے اشک بڑے گراں قدر ہوتے
ہیں مگر اس وقت جب آنکھ سے نکلیں تو کتنے بے
بس ہوتے ہیں وہ لوگ جن کا من بھر بھرا ہے۔
پلیس نہ ہوں لیکن گلے لگا کر کوئی رونے والا نہ ہو
ذرا سار دینے سے تو دکھوں کو تسکین مل جایا کرتی
ہے لیکن کہتے ہیں رونے والا بزدل ہوتا ہے تو پھر
یہ سنگدل بھی کبھی کیوں رو لیا کرتے ہیں زیادہ ہنس
لیا جائے تو بھی نہیں بھیگ جاتی ہیں کون ہے وہ جو
آج تک کبھی نہیں رو دیا بادلوں میں کتنی گرج
ہوتی ہے مگر وہ بھی ٹھہم ٹھہم روتے ہیں انسان تو پھر
بیکہ خاک ہے روئے کا نہیں تو پھر زندہ کیسے رہے
گا۔ اس رات مجھے دیر تک خینہ نہیں آئی تھی۔

میرے سینھ نے سند اور پنجاب میں آسموں
کے بڑے بڑے باغات خریدے ہوئے تھے
پنجاب کے آم تو ابھی کچے تھے مگر سندھ کیا مموں کی
منڈی میں فروخت کا میزن شروع ہو رہا تھا میری

جلتے خودیوں کی ہاتھ کاٹتے ہوئے

نولائی 2014

Digest.pk

یہ دل
 دھڑکتا ہے = دل میرا
 تڑپتا ہے = من میرا
 تیرے سین میں نہیں آتا
 دل کہیں بھی نہیں لگتا
 تیری یاد ہم کو ستاتی ہے
 آنکھیں جیتی ہیں نہ سوتی ہیں
 ہل ہل تھپاتی ہستی ہے
 نہ مچتے ہیں نہ مرتے ہیں
 سونو تم سے یہ کہتے ہیں
 ہمیں اپنا بنا لو تم
 دل میں اپنے بسا لو تم
 جس کو ہم سے چاہا لو تم
 تم سے دور اب نہ رہ پائیں گے
 یہ درد چھائی نہ سہ پائیں گے
 اس قدر ٹوٹ کر چاہیں تمہیں
 کہ دل و جان بھی تیرے نام کر جائیں
 سونو تم اپنا بنا لو ہمیں
 (گلشن ناز بھٹہ قریشی)

باتوں سے آئے خوشبو

زندگی ایک ایسی نرین ہے جو ہمیشہ اس انیشن پر رہتی
 ہے جہاں ہم اتنا نہیں جانتے
 جانے والے کو مت روکو اور آنے والے کو روکنا کہو
 کیونکہ جانے والے روکنے سے رکے نہیں اور آنے
 والے روز روز آتے نہیں
 غصے کا بہترین علاج خاموشی ہے
 علم زمان کے جسم میں روح کی طرح رہتا ہے۔
 اقرار نامہ۔

برے وقت کا انتظار کرنے لگے سامنے سے آنے
 والی گاڑی پولیس کا ڈبل کھینک ڈالا تھا جو سڑک پر
 معمول کے گشت میں مصروف تھا پولیس افسران
 نے سڑک بلاک دیکھی تو انہیں صحیح صورت حال کا
 اندازہ لگانے میں ذرا بھی پرہیز نگاہی پولیس کی طرف
 سے ہوا میں فائر کیا گیا جس کا تواتر کی صورت میں
 جواب آیا پولیس کے افسران نے کہیں سے
 چھلانگیں لگا کر درختوں کی اوٹ میں پناہ لی اندھا
 دھند فائرنگ شروع ہو گئی۔ جو افسران ڈاکوؤں نے
 بھی فائرنگ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ فضا میں چند
 انسانی جھپٹیں گونجیں۔ ٹرک کے اندر بیٹھے رہنے
 سے کوئی بھی گولی نہیں موت کا شکار کر سکتی تھی لیکن
 باہر بھی موت کا رقص تھا جو ہمارے لیے قیامت خیز
 تھا خوف سے ہماری زبانیں ٹنگ اور حواس ٹل
 ہو گئے۔ ڈاکوؤں اور پولیس کے درمیان فائرنگ
 کا خوفناک اور خطرناک سلسلہ وسیع تر ہوتا گیا۔
 اچانک دونوں اس پوزیشن میں آ گئے کہ درمیان
 میں ہم محصور ہو کر رہ گئے گا ششکونوں نے آگ اگلی
 فضا میں چند مردوروں کی دلخراش جھپٹیں ایک ساتھ
 بلند ہوئیں اور ایک گولی تراخ سے میرے جسم میں
 اتر گئی۔ ایسے محسوس ہوا جیسے کسی نے گرم سپر
 میرے جسم میں اتار دیا ہو لہذا ظاہری کیفیت میں
 خون کے نوارے چھوٹے اور اگلے ہی لمحے میں
 ہوش و حواس کی دنیا سے بیگانہ ہو گیا۔

اس کے بعد کیا ہوا حالات و واقعات نے کیا
 پلٹا کھنایا یہ سب جاننے کے لیے دلخراش اور دل
 و دماغ پر گہرے نقش چھوڑ جانے والی اس لیورنگ
 داستان اور جلتے خوابوں کی راکھ کی چوٹی قسط
 جواب عرض میں پڑھنا نہ بھولے گا۔

جلتے خوابوں کی راکھ کا نمبر 29 جولائی 2014

Digest.pk

ویران سن

تحریر۔ حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری۔ فیصل آباد۔

سلام محبت ویران زندگی کی آخری قسط حاضر خدمت ہے اسے بھی پڑھ کر قارئین کی نظر کرو دیجئے گا تیسری قسط پر سب کا مشکور ہوں کہ آپ نے پڑھ کر کالز کر کے اپنی قیمتی رائے سے نوازا ڈاکٹر حسن علی کا نمبر حاضر ہے اس نمبر پر آپ ڈاکٹر سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں لوگ پتھر کے کبھی نہ کبھی تو مل ہی جاتے ہیں مگر جن سے ملنے کی خواہش زیادہ ہوتی ہے ان کی جدائی بھی طویل ہوتی ہے یہ دنیا کا دستور ہے کہ جس چیز کے پیچھے بھاگو گئے وہ تم سے دور نکل جائے گی اور جس چیز پر توجہ نہ ہو وہ مل جاتی ہے انسانی رشتے بھی کچھ ایسے ہی ہیں جن کو انسان مضبوط کرنا چاہتا ہے یا پاتا چاہتا ہے وہ دور ہو جاتے ہیں اعتماد بنانے کی بجائے بے اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے جیسے یہ ذہنوں کا تصادم ہے یا قسمت کا کاش انسان اپنے آنے والے کل کے بارے میں جانتا ہو تو کبھی ایسے دوست نہ بناتا جو ساتھ نہ بھیجا سکتے ہوں وہ بھی ایک بہت ہی بڑی خامی ہے کیوں کہ یہ انسان کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے اور اگر محبوب بے وفا ہو تو پھر انسان بالکل کھوکھلی ٹکڑی کی طرح ہو جاتا ہے ایک طرفہ وفا بہت ہی نقصان دہ ہوتی ہے اس قسط میں بھی رائے دینا نہ بھولیں گے گا زو باخان، مرعنا، امیر کرمان چوہدری، عائشہ نسیم، مہناز، ان سب کے لیے پر خلوص دعائیں ملی رضا ملک اور بھی بہت سارے دوست ہیں میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ مجھے ہر وقت دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں اللہ آپ کو خوش رکھے آخر میں رسالہ کی ترقی کے لیے دعاگوں ہوں تمام شائق کو پر خلوص سلام اور دعائیں ادارہ جواب عرض کی پانیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا

حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری فیصل آباد 03455453286۔ حسن علی کا نمبر 03437126117

وعلیکم اسلام میر نے نکلے نکلے ہوئے ہی کہا وہ سکول میں بھی روزانہ اسی طرح ملتے تھے لیکن میٹرک کے بعد ایسے پتھر سے کہ پھر کوئی رابطہ نہ ہو سکا۔ کیسے ہو میر یا ریشم آج ہماری یاد کیسے آگئی۔ یاد تو آتی رہتی ہے۔ بس یاد مصروفیت ہی اتنی بڑھ گئی ہیں ناں کہ اک بار باہر کیا گیا کہ پھر تو تو لوٹ کر ہی نہ آ سکا۔ میر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

دادی جی والدہ بڑے بزنس مین بن گئے ہوا اب تم بڑا نام ہے تمہارا عدنان نے وہی پرانا چھٹر نے والا انداز اپناتے ہوئے کہا۔

بس یا ر جہاں جہاں روزی روئی اللہ تعالیٰ نے لکھی ہے وہ تو اکھٹی کرنی ہی ہے ناں میر نے کہا۔ اتنے میں نادیا چائے کی گرائی میں لوازمات رکھے آگئی۔

اسلام وعلیکم نادیا نے آتے ہی کہا۔

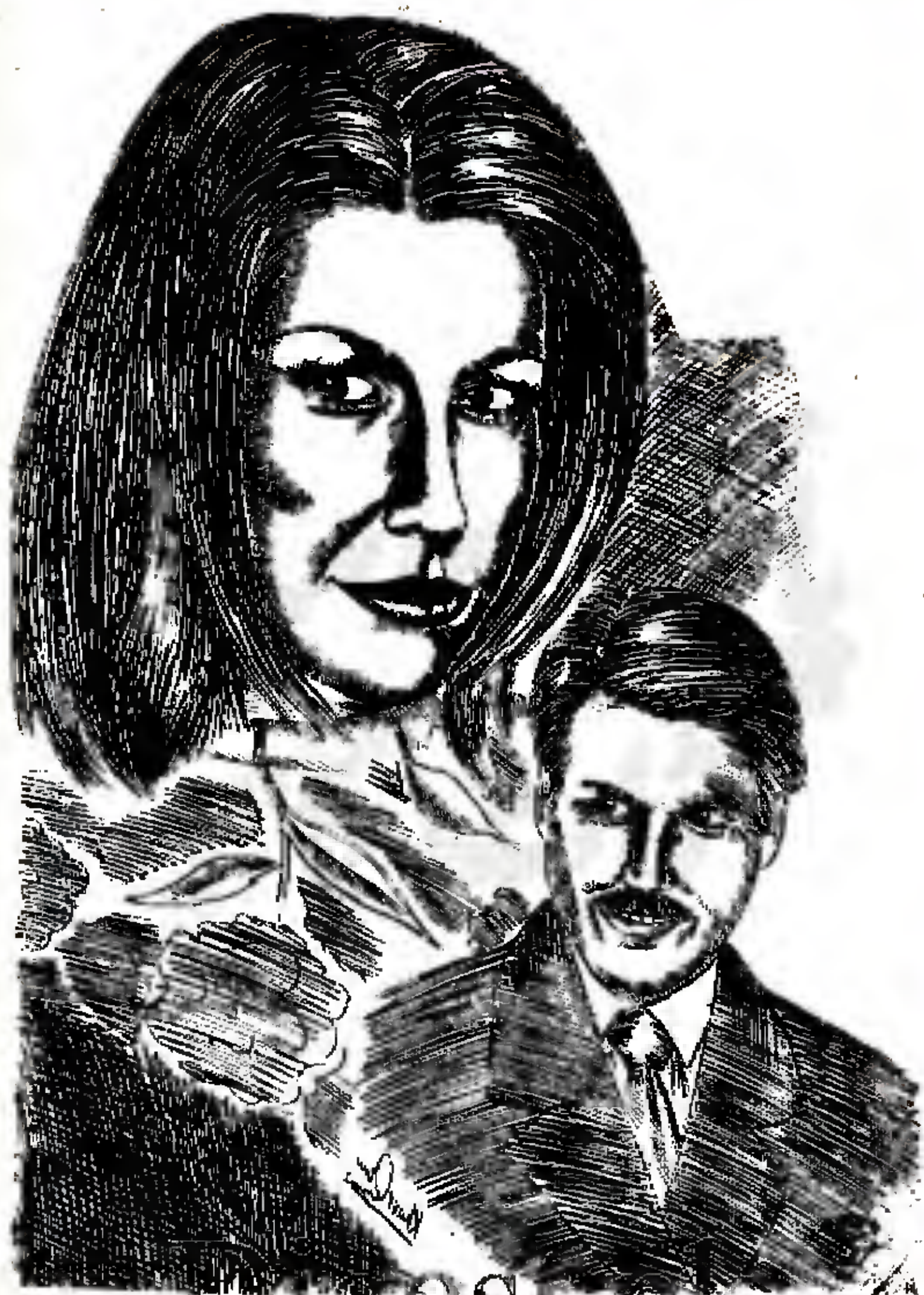
میر یہ ہے تمہاری بھانجی نادیا صاحبہ بنک میں میرے ساتھ ہی کام کرتی ہیں یہ مجھ کو بسا محنتی لگتی ہیں نے

جولائی 2014

جولائی 2014

ویران کیشن۔ آخری قسط

Digest.pk



Digest.pk

ان سے شادی کر لی عدنان اپنی بیگم کا تعارف کرواتے ہوئے بھی مذاق کرنا نہ بھولا تھا۔ ناد یہ یہ ہیں میرے بچپن کے دوست میرے سکندر صاحب جو میٹر تک میرے ساتھ رہے ہیں پھر یہ فرانس چلے گئے تھے۔ ہیلو بھابھی جی کیسی جیبا آپ میرے کیا۔

ہیلو کیسے ہیں آپ۔۔۔ ناد یہ نے پوچھا۔ اور چائے بنانے لگی مجھے زندگی میں تین دوست بہت اچھے ملے سکول میں میرے سکندر صاحب میں حسن علی اور بنگ میں ناد یہ تبسم عدنان خوشگوار موڈ میں بول رہا تھا ناد یہ اور میری دونوں مسکرا دیئے۔

یہ نہیں بھائی جان چائے اور آپ بھی۔ ناد یہ نے دونوں کو چائے کے کپ دیتے ہوئے کہا۔ آپ کتنے اچھے دوست ہیں آجکل اچھے دوستوں کا ملنا بہت مشکل ہے۔ شکر یہ بھابھی جی میرے کپ پکڑتے ہوئے کہا۔ آپ ہٹاؤ یا میری تم کو کوئی لڑکی پسند آئی ہے یا کہ نہیں شادی کے لیے عدنان نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور پوچھا۔

ہاں یا راب پروگرام بن گیا ہے شادی ہے ایک لڑکی پسند آئی ہے بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو بچپن میں ہی میری سنگ سے مجھے بھی کھل ہی پتہ چلا تھا وہ آپ کی اکیڈمی میں ہی پڑھتی ہے شاجین وہ میری خالہ زاد کزن بھی ہے اور میری منگیتر بھی ہے میرے مکمل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ شاجین۔ ناد یہ اور عدنان کا رنگ اڑ گیا۔

ہاں یا راب شاجین۔ کیسی لڑکی ہے وہ میرا ان کے چہرے نہ پڑھ سکا۔ بہت اچھی لڑکی ہے وہ تو لیکن اس نے کبھی بتایا نہیں آپ کے بارے میں عدنان نے حیرانی سے پوچھا۔ اسے بھی پتہ نہیں تھا یہ بات صرف ہمارے والدین کو معلوم تھی میرے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اوکے عدنان یا راب میں چلتا ہوں یہ میری طرف سے مشال ہے آپ اور بھابھی جی میری شادی پر ضرور آنا میرے کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

حسن علی صبح انہی نماز پڑھنے کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے پہلے دعا صرف الینا کی بخشش تک اور شکوے شکایت تک ہی محدود تھی آج کی دعا میں وہ اپنے لیے بھی کچھ مانگ رہا تھا دعائے قاری ہونے کے بعد وہ حسبِ عادت لان میں چلا گیا اور اس پودے کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ پورا پھر سے براہِ نور ہاتھ اس پر کچھ نئی شاخیں نکل رہی تھیں حسن علی پودے کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اور گزرے ہوئے واقعات پر وہ سکریں پر چل رہے تھے اتنی دیر میں چونک اڑا یا اور بولا حسن علی صاحب باہر دو پولیس کے آدمی آئے ہیں۔ اور آپ سے ماننا چاہتے ہیں ہیں۔۔۔ پولیس والے کیا کام سے ان کو میرے ساتھ حسن علی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

پتہ نہیں جناب میں نے پوچھا ہے لیکن وہ کہتے ہیں صرف حسن علی کو ہٹا میں گے۔

چلو ٹھیک ہے بلواؤ انہیں حسن علی کرسی پر بیٹھ گیا اور ان کے والد عبد الرحیم صاحب بھی آگئے چونک اڑ پولیس والوں کو لے کر اندر آ گیا۔

اسلام و ملایم ڈاکٹر صاحب میرا نام جاوید ہے اور میں تھانہ ٹی میں اسے ایس آئی ہوں دراصل بات یہ ہے کہ صغیر کے اور ان کے خاندان کے کل میں ملوث دو شخص پکڑے گئے ہیں عدالت نے ان کو پھانسی کی سزا دی ہے ان کی آخری خواہش تھی کہ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں کل صبح انکو پھانسی ہے۔ آپ پلیز ہمارے ساتھ جا کر ان سے مل لیں اسے ایس آئی جاوید نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن وہ حسن علی کو کیوں ملنا چاہتے ہیں عبد الرحیم نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

جولائی 2014

Digest.pk

دورانِ گلشن۔ آخری سطور

پتہ نہیں سر جی وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے اگر حسن علی ہمیں معاف کر دے تو ہم آسانی سے پچاسی پر چڑھ جائیں گے جاوید نے پھر بتایا۔
او کے جی آپ چلیں ہم بھی آتے ہیں عبدالرحیم نے کہا۔

جینک یوسر۔ ذرا جلدی آنا جاوید نے کہا حسن علی اور ان کے والد عبدالرحیم تیار ہو کر گاڑی میں بیٹھے اور سیدھے سنٹرل جیل میں پہنچ گئے اے ایس آئی جاوید انکو ملاقاتی کمرے میں بٹھا کر دو زنجیروں میں جکڑے آدمیوں کو لے آیا ایک کی عمر تقریباً پچاس سال کے قریب تھی لیکن وہ سخت جان دکھائی دے رہا تھا اور ایک تیس سال کا تھا جو کافی حد تک ٹوٹ چکا تھا اس سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا شاید جیل کی سختی کی وجہ سے یا پھر آنے والی موت کے ڈر سے وہ آتے ہی حسن علی اور عبدالرحیم کے پاؤں میں بیٹھ گئے اور پاؤں پکڑ کر زور زور سے رونے لگے ہمیں معاف کر دو حسن صاحب ہمیں معاف کر دو ہم سے بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے حسن علی تمہاری الینا کے قاتل ہم ہیں بڑی عمر کا شخص بول رہا تھا شاید دوسرے میں بولنے کی ہمت نہ تھی وہ تو بس نظریں جھکائے ہوئے زمین کو دیکھ رہا تھا۔ الینا کے قاتل لیکن اس نے تو خودکشی کی بھی عبدالرحیم نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ نہیں اس نے خودکشی نہیں کی تھی بلکہ میں نے اسے مارا تھا میرا نام جمال دین ہے اور میں جمالے کے نام سے مشہور ہوں میں بڑی دیر سے صغیر کے ساتھ رہا ہوں اور اس کے ہر کالے دھندلے کا ساتھی ہوں اس نے مجھ سے بہت سرے گناہ کروائے ہیں اگر میں بھی ڈنکار کرتا تو وہ مجھے اور میرے بچوں کو مروانے کی دھمکی دیتا تھا مجھ کو بلیک میل کرتا تھا میں مجبور تھا کچھ عرصہ کے بعد یہ خودشید بھی میرے ساتھ ٹل گیا یہ بڑھا لکھا تھا اور دوسرے لوگوں کے دستخط اور لکھائی کی کاپی بھی کر لیتا تھا اسے کوئی نوکری نہیں مل رہی تھی اور یہ بھی صغیر سے مل گیا پہلے صغیر نے الینا کے باپ ار اپنے بھائی اسلم کو بھی مجھ سے مروادیا تھا وہ اس کی جائیداد ہرب کرنا چاہتا تھا اس نے کئی بار الینا اور اسکی ماں کو پیش مارنے کا پروگرام بنایا تھا تا کہ الینا اپنی جائیداد میں نہ لے لیکن ہر بار کوئی نہ کوئی رکاوٹ بن جاتی تھی الینا جب جوان ہوئی تو اسے اپنے بیٹے منیر کی بیوی بنانے کا سونپنے لگا کہ چلو اس طرح ساری جائیداد بھی آجائے گی اور ان کو غلام بھی بنا کر رکھے گا۔ وہ یہ کام اس لیے جلدی نہ کر سکا۔ کیونکہ صغیر کی بیوی اپنی بھانجی کو اپنی بہو بنانا چاہتی تھی صغیر کو ڈر تھا کہ اگر الینا کی شادی اور کسی جگہ پر ہوگئی تو اسے کہیں اپنے باپ کے گل کا پتہ نہ جائے اور وہ اسے عدالتوں میں نہ لے آئے جب الینا نے بتایا کہ وہ ساری جائیداد خود دے دے گی لیکن منیر سے شادی نہیں کرتے گی تو وہ ایک بار تو بہت خوش ہو گیا تھا پھر اسے پتہ چلا کہ الینا آپ سے شادی کرنا چاہتی ہے تو وہ ڈر گیا تھا اور مجھ کو آکے گل کا کام سونپا گیا تھا میں نے کچھ دن آپ کا پیچھا کیا تھا لیکن مجھ کو کوئی موقع نہ ملا پھر صغیر نے زمین اور گھر کے کاغذات مکمل کر دیا اور ساتھ ہی نکاح نامے کو بھی مکمل کر کے بیابانے سے دونوں ماں بیٹی کے دستخط اور انگوٹھے لگوا لیے تھے شہر میں سیاسی جلسے کی وجہ سے وہ ان کو اپنے گھر نہ لے جا سکا تھا ہندوؤں کو ان کی عمر دینی کے لیے جلی میں پھونکا ہوا تھا الینا نے گھر سے بھاگ کر آپ کے پاس آنے کی کوشش کی تو مگر ہم نے اس کو پکڑ لیا تھا اور گھر سے میں باندھ دیا تھا اور صغیر سے رابطہ کیا تھا صغیر نے خفیہ بندے کے ذریعے سہا سے مارنے کا پیغام بھیج دیا تھا ہم نے زبردستی اسے زہر کی گولیاں کھلا دی تھیں یہ خودشید جو لکھائی میں کاپی کرنے والا مشہور تھا اس نے الینا کی نکاحی میں آپ کے نام ایک خط لکھا تھا پھر کچھ دیر کے بعد الینا کی ماں اور کچھ لوگ آ گئے تھے جس کی وجہ سے ہم لوگ کھڑکی سے کود گئے تھے ان کو ہمارا بالکل بھی پتہ نہ چلا تھا وہ اسے خودکشی سمجھ کر اس کو ہسپتال لے گئے تھے انکے جانے کے بعد ہم نے وہ خط بند پر رکھا تھا صغیر کی طرف سے مجھ کو پھر علم ملا تھا کہ ماں بیٹی ہسپتال پہنچنے سے

دورانِ مکتبہ آخری

13

Digest.pk

پہلے ہی الینا اور اس کی ماں کو ان دونوں درندہ میرے بڑی بچوں کو قتل کر دے گا اور پھر مجھے اور خورشید کو بہت غصہ آیا کہ یہ ہماری وفاداری کا کیا صلہ دے رہا ہے جو اپنے شے بھائی اور اس کی اولاد سے وفادہ کر سکا وہ ہم سے کیا کرے گا ہمارے ضمیر نے ملامت کی اور ہمیں اپنے کئے پر بہت افسوس ہوا بہت زیادہ غور و فکر کرنے کے بعد ہمیں ایک ہی راہ نظر آئی وہ جس نے اتنے برے کام ہم سے کروائے ہیں ہم اسے ہی ہمیشہ کے لیے کیوں نہ قسم کر دیں تاکہ آئندہ - حاشرے میں امن سکون ہو جائے۔ اس لیے جو پروگرام ہم نے الینا کو مارنے کا پروگرام بنایا تھا وہی پروگرام صغیر کی طرف کر لیا اور اس کو ایک ایکسٹنٹ میں مروا دیا۔ اس طرح ہمارے دلی کو سکون ملا اور ہم نے گرفتاری دے دی پلیز یہ بھی وہ کہانی جو ہم آپ کو سنا چکے ہیں پلیز آپ لوگ ہم کو اب معاف کر دو وہ گڑ گڑا کر دوتے ہوئے معافی مانگ رہے تھے آپ کو خدا کا واسطہ ہے ہم کو معاف کر دو بحالہ دروہ ہاتھ خورشید کو تو رونے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی وہ تو ان کے پاؤں میں پڑا تھا اور زمین کو گھور رہا تھا اس کا رنگ پیلا ہو رہا تھا جیسے کانٹو لہو نہیں ہم نے تم کو معاف کر دیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی تم کو معاف کر دے عبدالرحیم نے کہا۔

عبدان میرے ملا تھا وہ اس سے ملنے کے بعد بہت پریشان ہو گیا تھا کیونکہ وہ حسن کو اپنے بھائی کی طرح سمجھتا تھا الینا کی موت کے بعد اگر وہ کچھ سنبھلا تو شاہین کی وجہ سے شاہین اور حسن علی ایک دوسرے سے بہت زیادہ محبت کرنے لگے تھے وہ دونوں اس بات سے انجان تھے کہ شاہین بچپن سے ہی میر کی معیت رہے شاہین بھی اس بات سے انجان تھی کہ قراب کیا ہو سکتا ہے وہ بہت پریشان تھا۔

ہم ایسا کرتے ہیں کہ حسن علی کو شاہین کے بارے میں سب کچھ بتا دیتے ہیں ناد یہ نے کہا۔
نہیں ناد یہ نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے اگر ہم نے ایسا کر دیا تو حسن علی ایک بار پھر تنہائی کے خوں میں چلا جائے گا اگر اب وہ تنہا رہ گیا تو شاید زندگی بھر۔۔۔ وہ خدا پایا یہ کیا اور ہا ہے عبدان بہت ہی پریشان ہو گیا تھا۔
لیکن ایک نہ ایک دن تو پتہ چل ہی جائے گا ناد یہ نے کہا۔

ہاں پتہ تو ملے گا ہی اور اگر شاہین بھی اس کے بغیر زندہ نہ رہ سکی تو پھر۔۔۔ عبدان نے کہا نہیں اب تاریخ نہیں دہرائی جائے گی ایک حسن علی تو اجڑا ہی ہے اب اس کیساتھ ساتھ میر اور شاہین بھی نہیں اجڑیں گے ورنہ ان تینوں میں سے کوئی بچ نہیں سکے گا ناد یہ نے فیصلہ کن انداز میں کہا اور سو ہاں اٹھا کر حسن علی کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔ عبدان سر ہل کر بیٹھ گیا خدا یا خیر ہی کرنا وہ دعا مانگ رہا تھا۔ ایک طرف حسن علی تھا تو دوسری طرف میر اور شاہین تھے۔

حسن علی کسی لئے ہوئے مسافر کی طرح جا رہا تھا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اب تک زندہ کسے ہے اسے الینا کی یاد تازہ رہی تھی کیوں اتنے شکوے شکایات کرتا تھا اس بے قصور سے کتنی بے بس تھی تم الینا جتنے دیکھتے تھے تیری قسمت میں صغیر میں تجھے کبھی بھی معاف نہیں کروں گا اور تجھے اللہ بھی معاف نہیں کرے گا۔ کاش تیرے دل میں انسانیت کا کچھ جذبہ ہوتا احساس ہوتا تو کہنے لاپٹی نہ ہوتا۔ اب بتا کہاں گئی وہ سیاری جاں نثار اور ساری دولت انسان خالی ہاتھ ہی آیا ہے اور خالی ہاتھ ہی جاتا ہے حسن علی کو جڑتی ہوئی الینا یاد آرہی تھی جب آخری بار اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اسے دیکھا تھا کتنا دکھ اور قرب تھا اس کی آنکھوں میں اور اگر کچھ حوصلہ ملا بھی تھا تو وہ بھی نہ ہونے کے برابر آج وہ شاہین سے بظاہر ملنے کے لیے جا رہا تھا لیکن ہمیشہ کے لیے پھر نہ مل سکے اس کی دنیا کو

خیر باد کہنے کے لیے پارک میں پہنچا تو شاہین پہلے ہی وہاں موجود تھی اسے دیکھ کر مسکرا پڑی۔
خیر تو تھی ماں حسن علی اتنی جلدی کیوں بلوایا ہے مجھے کیا دل نہیں لگا میرے پیئر شاہین نے مسکرائی۔
شاہین آج میری بات غور سے سنو حسن علی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو شاہین پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگی حسن علی نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تھا شاہین میں نے اپنے والدین سے آپ کے بارے میں بات کی تھی شادی کرنے کے بارے میں لیکن وہ نہیں مانے کیونکہ وہ میرے لیے کسی امیر گھرانے کی لڑکی لانا چاہتے ہیں میرے ہسپتال میں ہے وہ ڈاکٹر حنا اچھی لڑکی ہے اور سے بھی ہمارے اسٹیلنس کی میں نے بہت ضد کی تھی لیکن گھر والے نہیں مانے۔ ابو نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اگر میں نے حنا سے شادی نہ کی تو وہ مجھے گھر سے نکال دیں گے اور مجھ کو تمام جائیداد سے بھی عاق کر دیں گے شاہین اب میں مجبور ہو گیا ہوں میں آپ کے لیے اپنے والدین کو نہیں چھوڑ سکتا ہوں جائیداد کا مجھے لالچ نہیں ہے کیونکہ والدین کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے حسن علی نے چہرہ ابھی تک شاہین کی طرف نہیں کیا تھا۔

کیا کہا ہے تم نے حسن علی شاہین نے شہرہ اس کی طرف موڑ لیا۔ کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے کیا وہ سب کچھ جھوٹ تھا شاہین غصہ سے بول رہی تھی۔

کون سی محبت۔ کسی محبت ایسے تو میری زندگی میں بہت سی لڑکیاں آتی ہیں کیا میں سب سے محبت کر دوں اور سب سے شادیاں کرنا چاؤں اور پھر شاہین تم کو مجھ سے محبت ہے یا پھر میری جائیداد سے سن لو آج سے ہمارے راستے الگ ہیں حسن علی جتنی سے بول رہا تھا۔

حسن علی کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے تھے شاہین کی آنکھوں میں آنسو تھے اور لہجے میں التجا تھی۔
ہاں شاہین میں تم سے محبت نہیں کرتا میں تو صرف نام پاس کر رہا تھا میں بھی خوب کیننگ کر رہا تھا۔
کھٹاک ایک زوردار پھڑ حسن علی کے منہ پر لگا۔ تم نے اچھا نہیں کیا حسن علی تم میرے بچے جذبات سے کھیلنے رہے ہو کیا حسن علی تم کو زندگی میں کبھی بھی سکون نہیں ملے گا تم ترپو گے مجھ کو آوازیں دو گے فریاد کرو گے مگر پھر کچھ نہ سن سکوں گی تم تو کم طرف انسان نکلے ہو میں تو تم کو اپنا دل دے بیٹھی تھی تم کو اپنا سب کچھ مان لیا تھا مگر تم تو بھنورے نکلے ہو دو حو کے بازو رندے انسان تم کو کیا پتہ محبت کس کو کہتے ہیں اور محبت کیا ہوتی ہے کاش حسن علی میں تم کو نہ ملی ہوتی یا پھر تم مجھ کو نہ ملے ہوتے تو آج میں اس دورا ہے پر نہ کھڑی ہوتی جہاں تم نے لا کھڑا کیا ہے۔ شاہین پتہ نہیں کیا کچھ کہتے ہوئے بھاگ گئی اور حسن علی اسے جاتا ہوا دیکھتا ہی رہ گیا اب حسن علی ایک لئے ہوئے مسافر کی طرح کھڑا تھا جس سے ڈاکو سب کچھ لوٹ کر لے گئے تھے اور جو کچھ باقی بچا تھا وہ اس نے آج خود ہی لٹا دیا تھا واقعی چاہت کے سنے بڑے ہی سندر ہوتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ نازک آئینوں کی مانند بھی ہوتے ہیں چاہت ٹھیک کے چھالے کی مانند ہے سنبھال کر رکھو تو بھی تکلیف اور اگر چھوڑ دو تو اور تکلیف ہوتی ہے اس راستے کے راہی اپنی منزل تو کھوی دیتے ہیں اور زندگی کو خور کر اپنے پچھلوں کو جدائی کا روگ دے کر دور بہت دور بھی نہ آنے کے لیے جاتے ہیں حسد و رقابت سے بھر پور اس دنیا میں کئی اپنی زندگیاں ہار گئے اور کئی محبت میں جیت کر بھی جیت کا لطف نہ اٹھا سکے وہ جیت ہمیں دے ہی کیا سکتی ہے جو کسی کی خوشیاں دیکھیں کر ہم حاصل کرتے ہیں حسد و رقابت سے جانے کتنی ہی کہانیوں نے جنم لیا ہم اپنی مقصد بر آوری کے لیے کیا کیا کر آزما تے ہیں کسی کو ذلت کے گڑھے میں دھکیلنے کے لیے کیا کیا ہنر آزما تے ہیں پتہ ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ خدا کی لاشی ہے آواز ہوتی ہے اللہ کی ذات کریم کسی کے ساتھ نا انصافی نہیں کرتی وہ ذات کہ ہم سے رحم ہے لیکن

جب کوئی اس کی مخلوق کے ساتھ نا انصافی کرے تو پھر اس کی لاشی حرکت میں آتی ہے وہ محبتیں وہ خوشیاں جو ہم دوسروں سے چھینتے ہیں وہ ہمارے لطف اور سرور کی بجائے دکھاو پریشانیوں کا باعث بنتی ہیں پھر بھی چاہئیں محبتیں انسانی زندگی کے لیے ضروری ہیں محبت کے سہارے پر ہی بندہ زندہ ہوتا ہے لیکن یہ محبت اور چاہت اس صرف اس کو آتی ہے جو اس کے ساتھ خلص ہوتا ہے رشتہ انسانی کا ہو یا خون کا۔ رشتے وفا مانگتے ہیں۔

حسن علی سنوٹم کیا سمجھتے ہو کہ محبت کے بغیر جیا نہیں جاسکتا ہے اگر ایسا سوچتے ہو تو تم غلطی پر ہو اس محبت کو اپنا کر بھی کیا کرنا جو محبت کم اور زخمیت زیادہ بن جائے جس میں ہل ہل ایسے زخم لگائے جائیں کہ جسم ہی زخمی نہ ہو جائے کس محبت کی بات کرتے ہو تم اس کی جس میں ایک مضبوط رشتے کی زنجیریں ہی نہیں ہیں اعتماد کا رشتہ نہیں ہے ہاں تو پھر اس محبت کے مجموعے الفاظ کی تشبیہ کیوں کر رہے ہو کیوں مرد و عیسوں میں کچھ ہی دم توڑ لی سکتی روحوں کو بے حال کر رہے ہو یا درکنہ نا محبت کے بھی جیا جاسکتا ہے کیا ہوا کہ وہ جینا ایسے جینا ہوگا کہ آتی جاتی ہر سانس اس جسم فانی پر نیک بوجھ ہوگی ہر ہل جینا قیامت ہوگی مگر دیکھو حسن علی میں زندہ ہوں اور جی رہی ہوں حسن علی محبت میں خوشی تب حاصل ہوتی ہے جب وعدے اعتماد اور پاکیزگی قائم رہے اور محبت مکمل تب ہوتی ہے جب وہ اپنی عمر بھر کی ریاضت کا سہا پائی ہے جی ہاں ہماری محبت صلہ مانگتی ہے ہماری محبت اپنا حساب چاہتی ہے یہ بالکل رعایت نہیں کرتی ان کو اپنا صلہ چاہیے محبت صلہ چاہتی ہے اپنے اس ایک ایک ہل کا جو کسی کے انتظار میں ایک صدی کی طرح گزرتا ہے محبت صلہ چاہتی ہے اپنے آنسوؤں کا جو کسی کی یاد میں دریاؤں کی مانند بہتے ہیں جب ہماری محبت اپنا صلہ پائی ہے تو وہ ہر وقت مسکراتی رہتی ہے ایک معصوم بچے کی طرح خوش ہو جاتی ہے اور پھر انہیں دنیا جہاں کا کوئی غم نظر نہیں آتا لیکن جب محبت میں کچھ حاصل نہیں ہوتا تو وہ بھر جاتی ہے ویران ہو جاتی ہے اور پھر اس رہے نشتی سے بالکل میری طرح حسن علی مجھے آج پتہ چلا ہے کہ واقعی کچھ لوگوں کے مقدر ہی تاریکی میں نکل جاتے ہیں جو زندگی بھر تہی دامن رہ جاتے ہیں انکی قسمت میں اصال رت کا کوئی پھول کبھی نہیں مہکتا جن کے لیے آنکھیں ترستی رہتی ہیں وہی لوگ قریب آکر کہیں دور بہت ہی دور نکل جاتے ہیں خود کو تنہا محسوس کرنا اور خود کو کسی بھی موز پر نا کام محسوس کرنا محال ہو جاتا ہے جب کسی کے دل تک رسائی نہیں ہو سکتی وہ جن کے ہن کچھ بھاتا نہیں من کو خود فریبوں کا یہ عالم کہ انسان ساری زندگی صرف ایک دن کی آس میں گزار دیتا ہے ہم ساری زندگی بھی جی لیں تو وہ ایک دن بھی نہیں آتا ہر انسان زندگی کو دو حصوں میں گزارتا ہے ایک حصہ میں زندگی اس کے ہاتھوں میں ہوتی ہے اور دوسرے حصہ میں وہ زندگی کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ اور زندگی کبھی معاف نہیں کرتی اور جس نے بھی یہ کہا ہے بالکل سچ ہی کہا ہے کہ محبت روگ کی صورت عجیب نچوگ کی صورت ہے یہ خطاب لا حاصل ہے یہ سفر امتحانی ہے مگر پھر بھی زندگی کی دھوپ چھاؤں میں شاید ہی کوئی اس احساس اس کیفیت اس جذبے کی تعبیر جیسے محبت کہتے ہیں جیتا ہوگا انسان اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا کیونکہ محبت ایک شجر ہے محبت ایک یقین ہے محبت ایک اعتبار ہے یہ ایک جیتا جاگتا احساس ہے محبت ایک موسم ہے۔ یہی وہ جذبہ ہے جس کو پالینے کے لیے محبت کی بانہوں میں لوگ روزمرے میں روز جیتے ہیں۔

شاہین کمرے میں بند اپنی ہی سوچوں میں مگن بھی سماجی سے طبیعت کی خرابی کا بہانہ کیا تھا آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے مطلع امیر آلود لگتا تھا آج آسمان بھی کھل کر بارش برسائے گا۔ وہ بھی شاہین کے دکھ میں برابر کا شریک ہو رہا تھا شاہین کے من کا موسم بھی آج بہت امیر آلود ہو کر دل ہی دل میں مسلسل روئے جا رہا تھا بالکل آسمان کی طرح آج ان کے گھر میں اس کی کزن کزن اور خال ثقافت اور خالو منرا اور بہت سے لوگوں کی ماما جی نے

جولائی 2014

Digest.pk

36

اس کو تیار ہونے کو کہا لیکن اسے کسی سے کوئی سروکار نہیں تھا وہ جس کے لیے جتنی سنورتی تھی کھڑی تھی وہ اسے دکھو کہ دے گیا تھا وہ بار بار سوچ رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ تم نے اچھا نہیں کیا حسن علی آخر کیوں کیا تم نے ایسا۔ کیوں میرا دل توڑا تم نے کیوں چھوڑا بیچ منہ ہمارے میں مجھ کو ایک سوال اس کے ذہن میں ابھرا آؤرا آنکھوں میں ساون بھاؤں کی چھری لگ گئی اسے کبھی حسن علی پر اور کبھی خود پر بہت غصہ آ رہا تھا وہ بہت کنٹرول کے باوجود بھی سنبھل نہیں پاد رہی تھی حسن علی نے اس کی انا کو دھچکا لگا دیا تھا اور اس کے لفاظی کی بازگشت اس کے ذہن کو بار بار بوجھ ڈر رہی تھی کہ تم جیسی ہزاروں لڑکیاں میری زندگی میں آتی ہیں کیا میں سب سے شادی کر لوں حسن علی کی آواز اس کے کانوں میں گونگی اور وہ رو دی۔

اسلام علیکم۔ سخن میں کسی کی آواز سنائی دی شاید خالد کی فیملی آتی تھی شاہین جی دیکھو کون آیا ہے۔ لیکن شاہین خاموشی سے بیٹھی رہی خالد اور خالوصوفوں پر بیٹھ گئے تھے اور ہلکی پھلکی کپ شپ کرنے لگے۔ کل سے شاہین کی طبیعت بہت خراب ہے سرین بیگم نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ کوئی بات نہیں ہے اب ہم اپنی جی کو لے جائیں گے آپ نے بہت سنبھال لیا ہے اب ہم دیر نہیں کر سکتے گفتگو نے کہا۔

شاہین کو سادی ہاتھ سنائی دے رہی تھیں وہ حیران ہو رہی تھی۔

لیکن شاہین کو بی ای سی کے پیپر تو دے لینے دو۔

نہیں سرین، بہن اب شاہین اپنے پیپر سرال جا کر ہی دے گی ویسے بھی ہمارا میرا شاہد اللہ بہت کماتا ہے کون سا شاہین سے لو کری کر والی ہے۔ اب ہمارا ہی امانت ہم کو دے دو اور صفر نے کہا جو شاہین کے خالو تھے۔ ٹھیک ہے بہن جی جیسے آپ کی مرضی سرین بیگم نے ہاں کر دی شاہین دروازے سے ٹھیک لگائے کھڑی تھی اس کی سانس رک سی گئی تھی اس کی زندگی کا کتنا بڑا فیصلہ اس کی ماں نے کر دیا تھا سب خواب کھرمگے تھے سب سنے چکنا چور ہو گئے تھے آرزوؤں میں حسرتیں اور خواہشیں دم توڑ گئی تھیں دل کے ارمان دل میں ہی رہ گئے تھے واقعی مجبور یوں کے دیس میں رہنا بھی کسی عذاب سے کم نہیں ہوتا۔ مسائل پہاڑوں کی کھائیوں کی طرح منہ کھولے ہڑپ کرنے کے لیے تیار کھڑے ہوتے ہیں مجبور یاں انسان کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہیں سستی خواہشات آنکھوں کے سامنے دم توڑ دیتی ہیں اور انسان کو آدھ بھرنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی رشتوں کی دوڑی میں بندھا ہوا یہ انسان تو ہر لمحہ مرتا ہے اور جیتا ہے رشتوں کی پاسداری کے لیے اس کو بہت سے نقصان مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اس کو سسکا سکا کر تڑپا تڑپا کر زندگی کی بھیک دی جاتی ہے اور زندگی بجا کر انسانیت کی ذلت کا تماشا دکھانے والا خوب محفوظ ہوتا ہے اے کاش اس دنیا میں کوئی مجبور ہو رہے ہوں نہ ہوتا اور پھر یادوں کی پگڈنڈی پر چلتے ہوئے کتنے ہی راستے ایسے بھی آتے ہیں جو اپنوں تک لے جاتے ہیں لیکن وقت کی ستم ظریفی سے کہ بندہ گوشش کے باوجود ان راستوں پر چل کر اپنوں تک نہیں جاسکتا انا کے نوکیلے اور خاردار پتھر راستوں میں اٹنی تعداد میں کھیر رکھے ہوتے ہیں کہ صرف پاؤں ہی نہیں بلکہ دماغ تک کے لہو لہان ہونے کا خدشہ ہوتا ہے انا کی نسکین کے لیے آگ کے سمندر بھی عبور کرنے پڑیں تو کوئی پروا نہیں کی جاتی۔ صرف راستے تو کی منزلوں کو بھی پس پشت ڈال دیا جاتا ہے لیکن یادوں کی کسک تو روگ بنی رہتی ہے آگے جاتے ہوئے تھی ہی دیر تک پیچھے مڑ کر دیکھنا پڑتا ہے کہ شاید کوئی اپنا آواز دے ہی ڈالے اور واپسی کا ایک بہانہ ہاتھ آ جائے مگر ایسا کیونکر ہو سکتا ہے وہ سوچ ہی رہی تھی کہ ماں نے فیصلہ کرتے وقت مجھ سے پوچھا تک نہیں وہ کیا کرتی اگر انکار کرتی تو کس بنا پر حسن علی کی

جولائی 2014

Digest.pk

دوران کلشن

وجہ سے جو صرف اس سے ماتم پاس کرتا رہا ہے۔

وہ بیڈ پر اونگھ سے منہ کر گئی تھی۔ اور دروازے کی تھلی بادل بھی برس کر اس کا ساتھ دے رہے تھے اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے اور یہ کیا ہو رہا ہے ابھی تک تو وہ حسن علی کی تھلی اب حالات کیسے بدل سکتے ہیں اس کی ماں اور خالہ کے درمیان اس کی شادی کے دن طے پا رہے تھے اسی اتوار کو اس کی شادی رکھ دی گئی تھی کیونکہ سمیر کے پاپائی کو چھٹی بہت کم ملی تھی اور وہ سب کچھ اپنی زیر نگرانی میں کرنا چاہتے تھے سب اس کے رونے کو ممانعت سے جہاں کاروانا سمجھتے تھے۔

شاہین بیٹا نہ رو تم کسی غیر کے گھر تھوڑی جا رہی ہو وہ تمہارا پتا گھر ہے تمہاری ماما بھی ادھر ہی رہے گی تمہارے ساتھ ہی خالہ اسے دلاس دے رہی تھی ماما جی پریشان نہیں ہوئی شاہین کو دیکھ رہی تھی سمیر زندگی میں پہلی بار اتنا خوش ہو کر مصروف تھا اکلوتا ہونے کے ٹاٹے پر سارے ارمان پورے کئے جا رہے تھے کبھی بازار میں شاہینک بھی ڈیولر کی دکان پر بھی میرج کلب کے چکر لگا رہا تھا شاہین کی تیاری بھی وہ خود ہی کر رہے تھے ابھی تک شاہین نے کوئی چیز اپنی مرضی سے نہیں خریدی تھی اور نہ ہی خریدنے کی کوئی خواہش ظاہر کی تھی وہ جو کچھ بھی خرید کر لے جاتے شام کو شاہین کو ضرور دکھاتے تھے وہ صرف دیکھتی رہتی تھی اس نے ابھی تک کسی چیز کو ہاتھ لگا کر نہ دیکھا تھا سمیر اسے کسی چیز کی کمی نہیں آنے دے رہا تھا آخر شاہین خود کیوں خریداری نہیں کر رہی سمیر کو اس کی پہلی ہی سوچ نے پریشان کر دیا کیوں کہ وہ اس کی محبت تھی۔

بیٹا بازار سے لہنگاؤ اور شاہین کے گھر دے آؤ سمیر کی امی جی نے سمیر کو کہا۔ اور خود کپڑے ٹانگنے میں مصروف ہو گئی۔ سمیر نے لہنگے کی رسید اٹھائی اور بازار سے لہنگا لیا جو بہت ہی زیادہ خوبصورت تھا یقیناً شاہین اس لہنگے میں بہت خوبصورت لگے گی۔ وہ یہ سوچتا ہوا شاہین کے گھر کی طرف چل پڑا اس کے من میں خوشی کے لہر پھوٹ رہے تھے دروازے پر پہنچ کر دستک دینے بغیر ہی اندر چلا گیا خالہ شاید گھر پر نہیں تھی وہ سیدھا شاہین کے کمرے کی طرف بڑھ گیا ابھی وہ دروازے پر دستک دینے ہی لگا تھا کہ ایک آواز نے اس کا ہاتھ روک لیا۔

حسن علی کمرے میں بیٹھا سگریٹ پر سگریٹ پیئے جا رہا تھا اسے ایک چل بھی سکون محسوس نہیں ہو رہا تھا وہ اپنے آپ کو کتنا بے بس محسوس کر رہا تھا الینا سے نہ جانے کتنے شکوے کرتا رہا۔ ابھی اس کی قبر پر تو کبھی ہاتھ اٹھا کر دعاؤں میں اور کبھی تہنائی میں وہ بائٹل بے تصور تھی بے دردی سے اس کو مل کر دیا گیا تھا وہ معصوم کتنا ہی تڑپا ہوئی آج بھی اس کی آنکھوں میں وہ منظر بار بار آ رہا تھا۔ سمیر تم نے میری خوشیوں کو جاڑ کر اچھا نہیں کیا ہے تم انسان نہیں ہو وہ بندے ہو تم ظالم انسان تھے پتھر کا دل تھا تیرے سینے میں اک غصہ کی لہر اس کے جسم میں دوڑی تم بھی تو کسی کی خوشیوں کے قاتل ہو حسن علی۔ زندگی کے قاتل ایک کے نہیں بلکہ دو کی خوشیوں کے قاتل ایک آواز اس کے اندر سے ابھری یہ اس کے ضمیر کی آواز تھی وہ پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا اسے جسم میں کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آیا اور وہ کھڑکی میں جا کر کھڑا ہو گیا سمیر نے تیری خوشی چھینی تھی لیکن تم نے بھی تو شاہین کی خوشیوں کو روندنا تم میں اور ضمیر میں کیا فرق ہے حسن علی کوئی فرق نہیں ہے۔ اس کا ضمیر اسے بار بار ملامت کر رہا تھا وہ بے چینی سے ادھر ادھر بل رہا تھا اس کا دل قبرستان جانے کے لیے چلا جا رہا تھا وہ جلدی سے نیچے آیا اور گاڑی نکالی چونکدار اور اس کے بابا جی عبدالرحیم حیران تھے کہ گاڑی قبرستان کی طرف جا رہی تھی۔

حسن علی تم دنیا کے بہترین انسان ہو جیسے ہر کوئی محبت کر سکتا ہے میری تھن آگاہیں ہر ساعت ہر چل تمہاری

دیران فکشن۔ آخری قسط

جولائی 2014

جلد 38

Digest.pk

دید کی تمنائی رہتی ہیں من میں پھیلی اضطرابی بے چینی بے گلی سردیوں کی آہٹ دھاتوں میں نارسائی کا خوف ایسے لگتا ہے کہ میں جیسے کسی گہرائی میں تیزی سے گر رہی ہوں اور ہمارے درمیان کبھی نہ پر ہونے والا خلا پیدا ہو رہا ہے حسن علی تمک جلد گئے مگر کچھ بھی نہ کر سکو گئے کیونکہ زندگی میں محبت فطرت خلوص ہمدردی حسد و فحشاء اسزا قربت فرقت ظلم بغاوت جبر اور دکھ ایک ساتھ ہیں الینا کی پیار بھری آواز کانوں میں گونج رہی تھی۔

حسن علی تم بہت ہی زیادہ لاپٹی ہو اور خود غرض انسان ہو تم میرے جذبات سے کھیلے ہو تم میری بچی محبت کو ٹھکرایا ہے تم کو کبھی پیار نہیں ملے گا حسن علی یاد رکھنا دوسری طرف شاہین کی روئندگی ہوئی آواز بھی گونج رہی تھی حسن علی کا سر پکڑا رہا تھا گاڑی کی سپیڈ زیادہ ہو رہی تھی آنکھوں میں آنسوؤں کی وجہ سے دھندلاہٹ آرہی تھی گاڑی اور سپیڈ کا آرام بجار ہی تھی اچانک آگے سے ٹرک آیا اور گاڑی اس سے ٹکرا کر کھنٹیاں کھانے لگی اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں بچپن سے ہی سمیر کے ساتھ مشغوب ہو چکی ہوں تو میں کبھی بھی حسن علی کے بارے میں نہ سوچتی شکل سے نظر آنے والا وہ خوبصورت شخص اندر سے اتنا برا ہوگا میں نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا وہ مجھ سے ہائیم پاس کرتا رہا کتنا کمینہ ہے تو حسن علی وہ سرف ایک لڑکی سے پیار کرتا تھا بس اس کی موت کے بعد وہ کسی اور کا نہ ہو سکا اچانک سر عدنان کی بات یاد آگئی شاہین سوچ میں پڑ گئی آخر وجہ کیا ہے۔

ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے دل سے الینا کی محبت کو نہ نکال سکے گا وہ اس لیے اس نے ایسے کیا ہو یہ نوشی کی آواز تھی میں نے اسے کب کہا تھا کہ وہ الینا سے محبت نہ کرے وہ تو مجھے بہت چاہنے لگا تھا لیکن پتہ نہیں اس دن اسے کیا ہو گیا تھا ابھی ایک دن پہلے تو ہم نے بہت سے وعدے کئے تھے قسمیں کھائی تھیں شاہین رو رہی تھی کہیں ایسا تو نہیں کہ اسے پتہ چل گیا ہو کہ تم سمیر کی منگیتر ہو اور وہ اپنی زندگی کے پہلے حادثے سے ڈر گیا ہو اور آپ کا راستہ صاف کرنے کے لیے ایسا کچھ کیا ہوگا کہ تم سمیر سے شادی پر رضامند ہو جاؤ نوشی نے اور بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

ہاں یہ تو میرے ذہن میں نہیں آیا واقعی ایسا ہو حسن علی کی محبت سے اتنا بڑا کھیل ہوا ہو وہ کسی کی محبت سے کیا کھیلے گا۔ حسن علی تم کیا سمجھے کہ اس حرکت سے میں تم سے نفرت کرنے لگوں گی مگر ایسا بھی نہیں ہوگا میں سمیر کو سب کچھ بتا دوں گی شاہین کے ذہن میں جب یہ بات آئی تو وہ تڑپ اٹھی۔

نہیں تم ابھی سمیر کو کچھ نہیں کہو گی بس رو دن کے بعد تم سمیر کی ہو جاؤ گی قسمت میں یہی تھا اس کی دوست نوشی نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

نہیں نوشی نہیں یہ بے ایمانی ہے میں زندگی کسی اور کی بنوں اور جاؤں کسی اور کو محبت تو زندگی میں صرف ایک بار ہوتی ہے اور وہ میں کر چکی ہوں یا اللہ میں کیا کروں کس گناہ کی سزا مل رہی ہے مجھے شاہین باقاعدہ چلا رہی تھی محبت یہ نہیں کہ کسی کو چاہا جائے اور جواب میں وہ بھی اسے چاہے محبت تو کسی کی یاد میں اکیلے ہی جٹنے کا نام ہے محبت کسی کو پالینے کی نہیں بلکہ کھودینے کا نام ہے پھٹنے سے کوئی مر نہیں جاتا البتہ اگر پیار کرنے والے دو دل پھٹ جائیں تو ان کے دل ایک بھر زمین کی طرح ہو جاتے ہیں جن پر کبھی کوئی خوشی کی کوہل نہیں پھونکتی کہتے ہیں اگر انسان سمندر میں ڈوب جائے تو بچ سکتا ہے اور اگر جدائی کے آنسوؤں میں ڈوب جائے تو تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے مگر زندگی ایک پھول ہے اور ہر پھول ایک دن مر جاتا ہے زندگی ایک سائے کی مانند ہوتی

جولائی 2014

جواب 39

دیران کلشن۔ آخری نمبر

Digest.pk

ہے اور سائے روشنی کے محتاج ہوتے ہیں جیسے زندگی موت کی محتاج ہوتی ہے زندگی ایک خواب ہے اور ہر خواب کی قسمت میں ٹوٹنا ہوتا ہے۔

حسن علی کو چکر آرہے تھے اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں ایک دم روشنی سے اس کی آنکھیں چند صبا سی گئیں اس نے اپنے آپ کو کمرے میں اکیلا پایا تو چونک سا گیا اور بولا۔
میں کہاں ہوں اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔
ہیلو حسن علی کیسے ہو پروفیسر دانیال نے آتے ہی پوچھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ماں اور بابا عبدالرحیم بھی تھے جو کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

جی بالکل ٹھیک ہوں حسن علی نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔
میرے لعل تم کو کچھ نہ ہو کیا ہو گیا تھا تجھے کیوں اتنی رات مجھے گاڑی نکالی تھی کیا کام تھا میرے لعل کو اس کی باپ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہہ رہی تھی اللہ تجھے سلامت رکھے میرے لعل اور ساتھ ہی وہ دروہی تھی اور حسن علی کے چہرے کو بار بار چوم رہی تھی۔

اسے آرام کی ضرورت ہے آپ لوگ پلیز ابھی باہر جائیں پروفیسر دانیال دونوں کو باہر لے گئے اور اسے آرام کرنے کو کہا حسن علی نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تمام واقعات پردہ سکرین کی طرح اس کے ذہن میں چلنے لگے اسے سب یاد آگیا ایسا اس کی زبان سے نکلا اور وہ آنسو آنکھوں سے نکل کر نیچے میں جذب ہو گئے اچانک سے موبائل کا خیال آیا جو اس کے سر ہانے پڑا تھا اس نے تاریخ دیکھی تو ستائیس تاریخ تھی اور اتوار کا دن تھا آج تو شاہین کی شادی ہے وہ اور غم زدہ ہو گیا اس نے آنکھیں بند کر لیں شاہین تو سدا خوش رہے مجھے پتہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ اچھا نہیں کیا لیکن میں مجبور تھا میں خود تو برباد ہو چکا تھا مگر تمہیں برباد نہیں کر سکتا تھا خدائے کو ہمیشہ خوش رکھے وہ بڑبڑا رہا تھا اور آنکھیں بند تھیں۔

اول ہوں اسے کھٹکارنے کی آواز سنائی دی حسن علی نے آنکھیں کھول دیں سامنے شاہین ولہن والا لباس پہنے کھڑی تھی اور ساتھ ہی ایک چنڈ سم لڑکا تھری فین میں لمبے کھڑا اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا شاہین پر کپڑے بڑے نچرے تھے حسن علی دونوں کو حیرانی سے دیکھ رہا تھا حسن علی آئی ایم میر شاہین کا کزن چنڈم لڑکے نے اپنا تعارف کروایا ڈاکٹر حسن علی تم بہت کئی ہو اور بزدل بھی ہو گئی اس لیے کہ تمہیں زندگی میں دوبار پیار ملا بزدل اس لیے کہ تم دونوں باری حاصل نہ کر سکے محبت کرنے والے اتنا بزدل نہیں ہوتے۔ حسن علی زندگی ایک ایسی پگڈنڈی ہے جس میں بہت سے بل آتے ہیں بہت سے موڑ آتے ہیں اور ہر موڑ پر آپ کو ایک چہرہ ملتا ہے جو کبھی محبت دیتا ہے اور کبھی دکھ دیتا ہے کبھی خوش دیتا ہے اور کبھی خوشیاں چھین لیتا ہے اور کبھی ایسی یادیں چھوڑ جاتا ہے جو ہم عمر بھر نہیں بھلا سکتے جو انسان اس پگڈنڈی پر چلنا سیکھ لیتا ہے وہ اپنی منزل پا لیتا ہے اور جو انسان گزیرے لکھات کو یاد کرتا ہے وہ آخر راستہ کو بیٹھتا ہے پھر اس کا کوئی ہمسفر نہیں ہوتا اسی لیے تو کہتے ہیں کہ زندگی زندہ ولی کا نام ہے یا پھر زندگی چند دنوں کے لیے ہوتی ہے اور اچھا نام ہمیشہ کے لیے حسن علی زندگی کی راہوں میں قدم پر قدم ملانے والے لوگوں میں بعض چہرے ایسے بھی ہوتے ہیں جو چپکے سے آنکھوں کے راستے دل کے انتہائی نرم گوشوں میں اتر جاتے ہیں کبھی نہ بچھڑنے کے لیے کبھی نہ بھولنے کے لیے یہ عزیز ہستیاں اگر کبھی ہم سے چھڑ جائیں تو دل میں انکی یادیں ہمیشہ تازہ رہتی ہیں ان یادوں سے دل کے جن میں بہا رہیں

دوران کلشن۔ آخری قسط

Digest.pk

ہوتی ہیں ہماری زندگی خوشیوں کی مانند ہے جسے محسوس تو کیا جاسکتا ہے لیکن چھوڑا نہیں جاسکتا زندگی موت کا دوسرا نام ہے اور جو موت سے نہیں ڈرتے جو حالات کے آگے لٹ جاتے ہیں انہیں ہی زندگی عطا ہوتی ہے زندگی میں پیش آنے والی مشکلات اور آزمائشوں کا سامنا دلیری سے کرنا چاہیے آہلو پتہ ہے حسن علی فیض سلطان اکثر اوقات کہا کرتے تھے کہ گیندر کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہوتی ہے حسن علی جدائی کا ایک لمحہ بڑا اذیت ناک ہوتا ہے ہر دھڑکن میں بن کر ابھرتی ہے اور پودے وجود میں ایک ٹھپ سی بھر دینا ہے اور پھر جن کو جدا ہونا ہو وہ جدا ہو جاتے ہیں شاید انکے دل پر پتھر ہو جاتے ہیں مگر ہم ان میں سے نہیں ہیں پاؤں میں چھالے پڑ جائیں جسم شل ہو جائے لیکن منزل پر پہنچنے کی لگن ہمیں بڑھنے پر مجبور کرتی ہے حسن علی کو سیر کی باتیں سمجھ نہیں آ رہی تھیں وہ حیران و پریشان اسے دیکھ رہا تھا حسن علی جب کسی کا محبوبوں میں محبوبوں کے سفر میں ہاتھ تھا مامو تو ایسا تھا مامو کہ ساری دنیا سے نکلے جانے کا حوصلہ ہو اور پھر اگر حوصلہ اور صبر نہیں ہے تو پھر اس سفر پر نہ نکلتے بہت بزدل انسان ہوتا تھا اسے اس شغل سے مجھے دلی دکھ ہوا ہے حسن علی اگر تم اس طرح دور ہو جاتے تے تو کیا تم بھی اپنے آپ کو معاف کر دیتے یا میں اپنے آپ کو معاف کر دیتا نہیں ہرگز نہیں حسن علی اگر میں حسین کی باتیں نہ سنتا تو ہم تینوں مجرموں کی طرح جیتے رہ دیکھو شاہین کے ہاتھ پر لکھا ہوا تھا ہمارا نام جو اس نے سہاگ کی مہندی سے لکھا تھا جب اس نے وہ ہاتھ مجھے دیکھا یا تو مجھے ایسا لگا تھا جیسے وہ کہہ رہی ہو وہ مہندی لگے ہاتھ دیکھا کے روئی میں کسی اور کی ہوں وہ یہ بتا کے روئی میں بولا۔ کون ہے وہ خوش نصیب

وہ مہندی سے لکھا ہوا نام دکھا کے روئی
کہیں غم سے پھٹ نہ جائے جگر میرا وہ جیتے جیتے مجھے ہمارے روئی۔

دل نہ ٹوبے اس کا غم بھر میں میں بھی رو یا
وہ بھی میری آنکھ سے آنکھ ملا کے روئی
اس نے جانا جب میرے روتے کا سبب
اپنے آنسو میری آنکھوں پر سجا کے روئی
جب بھی دیکھا اسے جیتے ہوئے دیکھا
وقت حنا ہر خوشی کو وہ بھلا کے روئی
دل نے چاہا کہ اسے جی بھر کے دیکھ لوں
وہ میری آنکھوں کے پیاس بجھا کے روئی
وہ کہتی تھی کہ میں جی نہیں پاؤں گی اس کے بن
اور آج پھر وہ یہ بات و ہر اس کے روئی
کیسے میں اسکی محبت پر شک کروں
بھری محفل میں وہ تیرا نام لے کے روئی

یہ یو حسن علی نکاح نامہ اس پر سائن کر کے اپنی امانت لے لیا اور ہاں میری کزن بہت نازک ہے اس کا خیال رکھنا میں یہاں کہیں لوٹنے نہیں بلکہ محبت کرنے والوں کو ملانے آیا ہوں۔ بس اتنا ہی کہنا تھا مجھے۔ سیر نے کہہ حسن نے ایک گہری سانس لی وہ بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن سیر نے اسے کہنے کا موقع ہی نہ دیا۔ وہ سوچ رہا کہ دنیا میں ایسے کچھ لوگ ہوتے ہیں جو کچھ کی محبت کو خود اس کے نصیب میں لکھ جائے۔

Digest.pk

جولائی 2014

4

زلف محبوب

۔۔ تحریر۔ کشور کرن۔ چوکی۔ حصہ اول۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین آپ کی بزم میں ایک اور کاوش لے کر حاضر خدمت ہوں امید ہے آپ لوگوں کو پسند آئے گی اور
آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے۔ یہ ایک ایسی کہانی ہے جو روانہ پہلے زلف کو لے کر اپنا محبوب تلاش
کرتا رہا اگر ملا تو ان کی پہلی اور آخری ملاقات بنی اور پھر محبوب کی تلاش میں اپنا بس کچھ چھوڑ دیا اور محبوب مل تو
گئی مگر اسے حاصل نہ کر سکا ایک دلچسپ کاوش ہے میں نے اس کا نام۔ زلف محبوب رکھا ہے۔
اور درجواب عرض کی پاسکی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا اندرہ یا راسر ذمہ دار نہیں
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کامپ توں کر کر کے اسی کا آئینہ سر ہو گیا تھا۔
مجھے اپنی کوئی بھی چھتا نہ تھی اور نہ ہی گھر کی کوئی
فکر بس مجھے دن رات اسی کی تلاش تھی کہاں سے
تلاش کرتا اس کو میں اسے دنیا کے کسی بھی کونے میں
ہو و حو نہ نکالوں گا وہ جہاں بھی ہے میری ہی بن کر رہ
رہی ہے۔

مگر میری ہمارا ملے تو نہ میں اس کو اپنے دل کی
ہر بات کرتا ہوں کہیں وہ میرے ساتھ دھوکہ تو نہیں کرے
رہی کہیں وہ مجھے چھوڑ کر اسی کے پاس تو نہیں چلی گئی
جہاں سے آئی تھی۔

یار میں اس کے بغیر پاگل سا ہو گیا ہوں مجھے مل
جائے تو کچھ راحت ملے میرا یہ لمحہ جگر خراش تھا میں
نے کبھی بھی اسے کھوئے نہیں دیا تھا اسے ہر وقت
اپنے سینے سے لٹے کر رکھتا تھا میں اتنا لا پرواہ کیسے ہو سکتا
ہوں نہیں یار اگر وہ نہ ملا تو میں کیا کروں گا کیا ہوگا میرا
میں اپنی جوبہ کو کیسے تلاش کر پاؤں گا میں تو اسی کے
پتہ دیکھ رہا ہوں۔

اس زلف کا کیا کہنا جو جو ش میں لبرائے
سمئے تو کو بنے ناگین بکھرے تو گنگنا چھائے
ارے کہاں گئی میں تو ڈھونڈ ڈھونڈ کے
محبت پاگل ہو گیا ہوں تلاش اس کی بھی زبان
ہوتی۔

ارے کہاں ہو میری محبوبہ کی پانی ہوئی ناگین
شاخ کہیں رکھ کر بھول گیا ہوں یا پھر ہو سکتا ہے تو کراچی
نے نہیں لاپرواہی سے اسے پھینک۔۔

نہیں۔۔ نہیں کیوں پھینکے گی اسے پتہ نہیں کس
کے کمرے کی صفائی کر رہی ہے اسے بھی اپنی عزت
عزیز ہے وہ ایسا نہیں کر سکتی۔

میں تو اسے دیکھ کر اپنی صبح کا آغاز کرتا ہوں
میری رات اس سے باتیں کرتے بیت جاتی ہے
نجانے مجھے اب کہاں کہاں دیکھنا ہوگا کس کو بتاؤں کیا
کھو گیا ہے کسی کو بتا بھی نہیں سکتا مجھے پہلی بار اپنے
کمرے کی وجہ سے مجھے لگتا ہے کہ میں اس کا آٹم بن
گیا ہوں میں تو اسے دیکھ کر اس سے باتیں کر کے اس

Digest.pk زلف محبوب



چلا پاتی گری میں بھی ٹھنڈا ہو رہا تھا میرا سناٹا
بوجھل ہو رہا تھا۔

میں نے کمرے کی ابتری حالت بنا دی کہ میں
خود نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں میں پڑھ رہا
سا ہو کر بیٹھ گیا اور گہری سوچ میں ڈوب گیا۔
پھر میرے ذہن میں وہ آئیڈیا آیا کہ میں وہ
کروں جس سے میرا یہ مسئلہ حل ہو جائے پھر میرے
چہرے پر ہلکی سی ابتسام ابھری اور میں نے فیصلہ کیا
کہ میں کسی نبوی کو بلوا کر جہنم لکھواتا ہوں۔

کم سے کم مجھے پتا تو ہو کہ میرا محبوب میری جان
کہاں چھپا ہوا ہے اور پھر میں نے ہلکی سی ہیٹ محسوس
کی لیکن اسے ہی چلانے کو دل بالکل بھی نہ کیا میں نے
فین آؤن کیا اور خود بے ترتیب سے بیڈ چ لیٹ گیا
سکون کہاں تھا آج تو وہ ہی نہ جانے میری بد قسمتی کا تھا
میں بغور محبت کو سے گھور رہا تھا۔

جیسے جیسے فین اپنی سپیڈ بڑھاتا گیا مجھے سکون سا
محسوس ہوتا گیا پھر کیا ہوا وہ ہوا جو میرے وہم و گمان
میں نہیں تھا میں تو جہنم لکھوانے کی سوچ رہا تھا مگر میری
سوچ یک دم پھینچ ہوئی میرا دل اچھل سا گیا میرے
سینے پر آکر وہ یوں گری کہ میری خود بخود ناسی نکل گئی
اور میری آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے یہ وہ اشک
نہ تھے جو غم میں بہائے جاتے ہیں بلکہ وہ تھے جو خوشی
کے ہوتے ہیں۔

میں نے اس کو اپنے ہاتھوں میں لے کر جھومنا
شروع کر دیا اسے چوم رہا تھا کبھی اسے اپنے سینے سے
لگا رہا تھا کہ اب اسے بھی اپنے سے جدا نہیں کروں
گا۔

اس نے تو آج میری جان ہی نکال دی تھی
میری ملازمت مجھے پریشان دیکھ کر خود بھی بہت پریشان
ہو رہی تھی بار بار آتی اور پوچھتی صاحب کیا کھو گیا ہے
کس کی تلاش ہے آپ کو مجھے بتائیں ہو سکتا ہے وہ چیز
میں نے ہی نہیں دیکھی ہو۔

نہیں تم اپنے کام سے کام رکھو میں جو تلاش کر
رہا ہوں مجھے پتہ ہے اور میں ہی جانتا ہوں میں اس پر
کسی کی نظر بھی نہیں پڑنے دوں گے۔

اور وہ اسکا چیز ہے جیسے تم بھی نہیں سمجھا
کر رکھ سکتی اگر وہ چیز تمہارے سامنے بھی ہو تو تم پھر
بھی اسے نظر انداز ہی کر دو گی لیکن وہ میرے ڈانٹنے
سے چلی جاتی مگر اسے بھی سکون نہیں تھا کہ ہو سکتا ہے
کوئی چیز چوری کا الزام نہ آجائے۔

مگر یہ کوئی عام ملازم نہیں یہ ہماری وہ ملازمہ تھی
جس نے آج تک اپنے خوش اخلاقی شرافت
ایمانداری اور وفاداری سے کام کیا اسے جو کہا جب کہا
اس نے بھی کسی شکایت کا موقع نہیں دیا تھا انہیں
کاموں کی وجہ سے اس پر ہمیں اندھا دھند اعتماد تھا
جب میں اسے کڑھائی دیکھتا تو وہ چپ چاپ سر جھکا
کر چلی جاتی اس وقت میرے اوپر ایک جنون سوار تھا
میں اس کی بات کیسے سنتا کہ وہ کیا مانجھ رہی تھی۔

لیکن جب مجھے وہ مل گئی تو میں سوچ میں ڈوب
گیا کہ یاد مجھے اس کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا
وہ میری وجہ سے پریشان ہوئی اسے بہت تکلیف
ہوئی۔

میں نے جب اپنے محبوب سے گلے شکوے کر
لیے تو مجھے یاد آیا کہ رفاقت کو بلا کر اسے سواری کروں مگر
کیوں کروں وہ ایک ملازمہ ہے اور میں گھر کا مالک
ہوں اس طرح تو ملازم لوگ سر پر سوار ہو جاتے ہیں
لیکن نہیں میرا ضمیر گوارا نہیں کر رہا تھا میں نے اسے
بلایا اور کہا کہ وہ پانچ ہزار روپے اس کی دان پن کرو اور
پانچاپنے گھر میں بھی لے جانا۔ وہ کہتی کہ صاحب کس
خوشی میں دان پن کر رہے ہیں آخر آپ سارا دن اب
سٹ رہنے کے بعد کیا چیز ہے جو آپ کو ملی اور آپ
نے اس خوشی کا اظہار کیا ہے۔

میں نے اسے پھر سیر لیس لےج میں کہا کہ جو کہیں
وہ کیا کروا گئے کوئی انسر مت نہ کرو۔ پھر وہ اپنا

Digest.pk

اچانک یہ آکر میرے منہ کے اوپر گر اور اس کی جھک سے میرا دل پاگل ہو گیا۔

میں نے ادھر ادھر دیکھا اور اسے چوم کر اپنے پاس رکھ لیا جب ملازمہ نیچے چلی گئی تو میں نے اس کی لمبائی ناپ کی تو میرے دل نے کہا یہ ہے تیرے دل کی ملکہ کی گیسو اور اگر کسی کو زندگی میں لانا ہے اسی کو ورنہ نہیں۔

اس دن سے میں نے اس زلف کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھا ہوا ہے دن رات اس کی پکائش کرتا ہوں اور پھر لوگوں کی حسنین و جمیل لڑکیوں کو دیکھ کر اسے نکلا کر اندازہ لگاتا ہوں۔

کہ یہ کس کی پٹاری سے فرار ہوئی ناگین ہے جس کی زلف اتنی پیاری ہو سکتی ہے وہ خود ظالم نہیں ہو سکتی وہ تو شاید کوئی کوہ کاف کی پری ہی ہو گی جب چھت پر لیٹ کر انتظار کر کر کے میں ہار گیا تو دل نے ایک اور مشورہ دیا۔

پاگل ہو تم پھر گھر میں ہی بیٹھے ہو باہر نکلو اور میری کمین کو لاؤ ایک دن میں نے اپنے شہر کے کانٹے کے گیت پر چوکی دار کے پاس جا کر ذریعہ ہمالیا اور جب پھنسی ہوئی تو میں ہر حسینہ کے گیسوؤں کے دیکھ کر اس کے پاس جا کر ماب کرتا۔

لڑکیاں مجھے دیکھ کر خوب ہنسی اور آگے بڑھ جاتیں میں پاگلوں کی طرح حرکتیں کر رہا تھا مگر پاگل تھا نہیں بنایا گیا تھا۔

لیکن میری ہر کوشش ناکام ہو رہی تھی میں نے ہر لڑکی کی پکائش کی پہلے دن تو مجھے پاگل کا خطاب ملا مگر دوسرے دن میری انہیں حرکتوں سے میرے ساتھ وہ ہوا جس کو بھی میں نے سوچا بھی نہ تھا۔

ہوا یوں کہ میں ہر لڑکی کی پکائش کر رہا تھا کون برداشت کرتا ہے کسی کے ساتھ ان کے ہوائے فریضہ بھی تھے مگر میں بھی سمجھ اداری سے کام کر رہا تھا لیکن جب قسمت ہی ہار جائے وہ ہار جائے اور ہار جائے

معصوم سا چہرہ لٹکا کر نگل گئی اس کی شکل بہت بھولی بھالی تھی اور گول منوں ہی تھی۔

لیکن مجھے کیا میں تو اپنے یار کی جدائی سے بے چین تھا لیکن اس کا سراغ بھی اسی سے ہی لگاتا تھا جو میرا دلبر تھا اسے پا کر مجھے دل جمعی ہوئی لیکن اسی سے باتیں کرنا بھی فضول تھیں۔

کیوں کہ اس نے بھی مجھے کوئی جواب نہیں دیا تھا شاید یہ بھی اس سے دعا نہیں کرنا چاہتا تھا کیوں کہ اس کا بچپنا ہی اس کے ہاتھوں میں ہوا اسی کی گھرانی میں اس نے پرورش پائی اور اس کی قید سے جانے کیوں اس نے اپنی جان چھڑا لی بالانکہ میں تو اس کے اسی جال میں غم بھر کی سزا کاٹنے کو تیار تھا مگر یہ مجھے اس کا پتہ نہ تھا تو پھر میرا کام بنے وہ میری رشک پری تھی لی تو میں اسے آزاد کر دوں گا کیوں کہ جو اس کا نہیں بنادہ میرا کیسے بنے گا۔

جب میں نے اسے سونکا تو اس کی خوشبو ویسے کی ویسی تھی دل کرتا کہ اسی کی خوشبو کی مدد ہوئی میں ہی ڈوب رہا ہوں مگر اسے کہاں ڈھونڈوں میرا تو یہ سوچ کر دماغ کام بھی نہیں کر رہا تھا۔

ایک دن میں اسی سے باتیں کر کے اسی کا تصور سامنے رکھ کر سوچ رہا تھا کہ میرے دل سے آواز آئی پلنگ عاشق گھر میں بیٹھنے سے یار نہیں ملے اگر یار کو پانا ہے تو گھر کو خیر آباد کہہ کر جوگی کی طرح نکل اور کلیوں سڑکوں کی خاک چھان دے پھر تیرا یار خود بخود ہی تیرے پاس چلا آئے گا۔

لیکن دنیا کے کس حصے میں جا کر اسے تلاش کروں یہ تو پتہ چلے دل نے کہا جہاں سے یہ ملا تھا وہاں سے ہی شروعات کر میں نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا اور چوم کر نگل پڑا مگر پہلا قدم چھت کا تھا کیوں کہ اس دن بہت اچھا موسم تھا میں چھت پر لیٹ کر مسافروں سے رہا تھا۔

میری نوکرانی اسی چھت کی صفائی کر رہی تھی کہ

زلف محبوب Digest.pk 15

تھا وہ مل گیا۔ بلکہ یوں کہتے کہ وہ مل گئیں کس منہ سے
بتاؤں کہ کون مل گئی بہت ساری سب دشتم میں یہ
سوغات لے کر دل شکست ہو کر گھر چلا گیا۔

ہمت ہارنے والا میں بھی نہیں تھا دوسرے دن
چھٹی تھی سو میں نے اسی سوغات پہ گزارہ کیا اور
تیرے دن کا ویٹ بے چینی سے کرنے لگا خدا خدا کر
کے دن ہوا اور میں نے اس سوغات کو اپنے اخلاق کی
گور میں دفن کیا۔

پھر پھر کی تلاش میں نکل پڑا گاڑی میں بیٹھا
بیٹھا یہ ہی سوچ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے آج مل جائے اسی
امید پہ نئی چلتا اور سوچتا جا رہا تھا اور دیوانہ پن اسی
ذلف سے پوچھ بھی رہا تھا کہ یار بتا دو وہ کہاں ہے مگر
یہ بھی کب اپنی زبان کھول رہی تھی۔

خیر سفر ختم ہوا تو میں نے گاڑی معمول کے
مطابق کھڑی کی اور جا کھڑا ہوا حسینوں کے انتظار میں
میں نکل والی باتیں نہیں بھولا تھا سو آج تھوڑا ہوشیاری
سے کام لیا۔

اور دور سے ہی اندازہ لگا کر رک جاتا پھر کیا ہوا
کچھ پر شک تھا میں ان کے قریب گیا اور جا کر
پیاہٹیں شروع کر دیں میں بھی اتنا سادہ لوح تھا کہ
ایک ذلف لے کر اپنے محبوب کو تلاش کر رہا تھا۔

لیکن ہوا یوں کہ پیاہٹس کے دوران ایک لڑکی
نے جو کہ شاید خدا نے اسے فرصت سے ہی بتایا ہوگا
پیچھے مڑی اور میرے منہ پا ایک زوردار سیل رسید کر دیا
اور میں اس کو گھور کر مڑا تو دوسری طرف سے ایک اور
چیل میرے اوپر برس رہی تھی میں نے اپنا منہ پیچھے
کیا تو اس کا ایک اور سیل میرے دوسرے گال پر ٹھا
کر کے لگا۔

میں نے دونوں گالوں پہ ہاتھ رکھے اور وہیں
بیٹھ گیا پھر یہ شب سننے کو ملے۔ ایڈیٹ کینڈ لائل
جاہل آوارہ لوفر کہیں کا پیچھے ہی پڑ گیا ہے ہر روز اس
نے پاگل پن کا ڈھولک رجا رکھا ہے نجات کیا کرتا

ذلف محبوب

چاہتا ہے۔

ایک ہی سانس میں میں نے اتنے سارے
گفت قبول کرنے کے لیے اپنا دامن بچھا لیا اور لے
لے اپنے آنسوؤں میں جذب کرنا رہا۔

ایک حسینہ ہوئی کہ شکل سے لگتا نہیں کہ یہ جاہل
ہوگا یہ تو کوئی بڑھا کھٹا لگتا ہے مگر چاہنا پین کر کے
لڑکیوں کو کوئی پتھر دینا چاہتا ہے۔

ہم کوئی خانہ بدوشوں کی اولاد نہیں ہیں جو
تہہ بادی پرستلی کو دیکھ کر تہہ بادی سے جاہل میں پیچھے
جا میں کی دفع ہو جاؤ اور کل اگر تم نظر آئے تو تہہ بادی
بہت ہی برا حشر ہوگا کہ تم گھر جانے کے رہو گے نہ کسی
کو تلاش کرنے کے قابل رہ سکو گے۔

یہ سن کر میری غیرت گوارہ کیسے کرتی میں نے
اوپنی آواز میں کہہ دیا کہ جو مرضی ہو میں اسے پا کر ہی
رہوں گا چاہے میرے جسم کی ساری کھال ہی کیوں نہ
اتر جائے میں جانتا ہوں یہاں میرا دل نوازا کوئی نہیں
ہے مگر میں اسے ڈھونڈ کر ہی رہوں گا۔

میرے یہ وارڈ سن کر کچھ تو حیران رہ گئیں اور
کچھ نہانے کیا کچھ کہہ کر چلی گئیں ایک لڑکی میرے
پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم کس کی تلاش میں ہو میں نے
وہ ذلف دکھا کر کہا جس کی یہ ذلف ہے یہ سن کر وہ ایسی
ہلکی کہ اس کا تہہ میرے اندر شعلہ بن کر پھٹ گیا اور
میرے تن بدن کو جلا کر بھسم کر گیا۔

خیر آج یہ تھک لے کر میں واپس آ گیا اگلے دن
پھر اسی کالج میں چلا گیا کچھ تو مجھے دیکھتے ہی چلا آئیں
کہ وہ دیکھو وہ پاگل پھر آ گیا اور کچھ کہنے لگی جھوڑا یاد تم
بھی نکال کرتی ہو یہ پاگل نہیں ہے دیوانہ ہے کسی کا اور
اسے تلاش کرنا پھر رہا ہے۔

پھر لڑکیوں کے ایک گروپ نے مجھے بلایا اور کہا
کہ تم یہ کیوں کسی اجنبی کی خاطر اپنا حلیہ بگاڑ کر اس
کے دیوانے ہوئے پھرتے ہو دنیا میں ہزاروں
لڑکیاں ہیں کسی کو بھی اپنا سکتے ہو۔

Digest.pk

چل پڑا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ ہنسا محسوس کر دئے میرے پیچھے ہی چلی آئی تھی۔

صاحب کیا ہوا آپ کو کس نے کیا یہ سب اور کہاں تھے آپ اور صاحب کیوں ہوا یہ سب اچھے سوالوں کی پارٹس میرے ساتھ ساتھ مجھ پر تھی آرہی تھی میرا سناؤ گھونسنے لگا کہ اس کو تو سناؤں مگر نہیں اس کا کیا قصور وہ تو بہرہ رومی سے پیش آرہی ہے۔

جب میں لیٹ گیا تو اس نے مجھے دودھ گرم کر کے اس میں ہر حرکت ڈال کر دیا۔

میں نے وہ دودھ پی لیا اور مجھے کچھ سکون سا محسوس ہوا انگلیشن تو لگوا کر آیا تھا مگر انگلیشن سے پہلے دودھ نے اپنا کام دیکھا یا تھا۔

مجھے بین سے کچھ راحت مل رہی تھی میرا جی چاہا کہ اس کا شکریہ ادا کروں مگر ابھی نہیں جب میری محو بہنے لگی پھر کروں گا۔

آج جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس کی محسوس ہی صورت بھولی بھالی سی خوف سے سہمی ہوئی کھڑی تھی اس کی نظروں میں بے تپا شہ سوال تھے مگر وہ مارے خوف کے بول نہیں رہی تھی منہ ہلکائے نظر جھکائے وہ میرے زخموں کا اندازہ لگا رہی تھی اور میں اپنی نظر محبت کی طرف گھوم رہا تھا پھر میں نے اسے کہا کہ جاؤ کچھ کھانے کو لاؤ وہ ہل گئی۔

میں کھانے کا دیت کرتے لگا کہ کب آئے دو چار آوازیں بھی لگائیں مگر اس نے سنا ہی نہیں میں اس کے پیچھے گیا تو وہ کچن میں اپنے کانوں میں ہینڈ فری لگائے دوپٹا ایک طرف دکھا ہوا تھا اور کھانا تیار کر رہی تھی اس کے ہال اس کے شانوں پر بھول رہے تھے میں نے دور سے آواز لگائی رخصت۔ مگر اس کو سنائی نہیں دی۔

دوسری آواز کے ساتھ ہی میں اس کے سر پر ہینڈ فری لگائے اس پر شک سا ہونے لگا کہ اس کے ہال اس کی طرف کے برابر تھے میں نے ہینڈ فری لگوائے اس کا ہاتھ

اس کی یہ بات سن کر میں نے کہا کہ ہزاروں ہیں مگر وہ ان ہزاروں میں ایک ہوگی۔

اور یہ میرا اصول ہے جس پر دل آتا ہے اسی کو حاصل کرتا ہوں جس کی بے زلف ہے اسی کو پاؤں لگاؤں وہ ہی میرا ہمسفر ہوگا خیر پٹھانی ہوئی اور میں نے گیٹ کے پاس کھڑا ہو کر اپنا کام شروع کر دیا۔

آج میں قریب جا کر نہیں پہنچاں کر رہا تھا کیوں کہ کل والے پھیرا بھی ابھی دور کر رہے تھے۔

میں دور سے ہی اندازہ لگا رہا کہ ایک حینہ سامنے آئی اس کی کھلی ہوئی زلفیں میرے دل کو شک میں ڈال رہی تھیں میں نے قریب جا کر اس کی زلفوں کے قریب یہ بال کیا تو ایک آدمی جو شاید اس کا عاشق ہوگا میری طرح۔ اس نے مجھے جھنجھوڑ کر پیچھے پھینکا اور لگا مارنے پھر پودے کا بیج میں غوغا مچ گیا کہ میڈم کو پھیرا ہے اس پاگل نے اس کی خوب خبر لو۔

لڑکے کم اور لڑکیاں زیادہ تھیں میں جھنجھوڑا رہا مگر وہ تو بھوکے پرندوں کی طرح ایسے مجھ پہ چھپیں کہ میرے جسم کے نہانے کہاں کہاں سے خون رسنے لگا پھر ایک لڑکا آیا اس نے مجھے اٹھا کر کہا یہ اس کا شوہر تھا اور جس کو تم نے پھیرا تھا وہ ہمارے کالج کی پروفیسر تھیں۔ اور پھر اس نے یہ شعر سنایا۔

مت دیکھ کسی کو عمارت کی نظریں سے
ہر اک چہرہ کسی کا دلدار ہوتا ہے
میں نے سوچا کہ اس کالج میں وہ نہیں ہے تو کل کسی دوسرے کالج میں جاؤں گا۔

میں گاڑی نے اشارت کی اور ڈاکٹر کے پاس گیا اور اپنے زخموں پر پٹیاں لگوائیں اور اپنے راہ راست پر لگا۔

جب گھر پہنچا تو میری ملازمہ اپنے کام میں بڑی تھی میری گاڑی کی وٹل سن کر گیٹ کھولا اور مجھے دیکھ کر ششدر رہ گئی۔

میں گاڑی سے لگا اور اپنے آرام گاہ کی طرف

زلف محبوبہ

بڑا اور اپنے کمرے میں لے آیا اور وہ بال نکال کر
اس کی پینٹش کی تو وہ دوسرے بالوں کے برابر تھا میں
بت حیران ہوا کہ جس کو میں گلیوں میں باز اڑوں میں
الہوں میں خیالوں میں تلاش کرتا پھر رہا تھا وہ تو
برے ہی پہلو تھی۔

وہ سرگردان میرے سامنے کھڑی تھی اور میں
اس کی نظروں کے بحر میں سرشار تھا بھلے وہ ہماری
نہ نہ تھی مگر میں اس کے آگے دست و بہتہ کھڑا تھا وہ
بے لگی صاحب میں آپ کے لیے کھانا لاتی ہوں مگر
ری بھوک پیاس سکون آرام از چکا تھا۔

میں نے اس کے سامنے ایسے کھڑا تھا جیسے اس کا
لی بخرم ہوں میں اسے کہنے لگا رفعت میں تمہارا
نب ہوں مگر وہ نہ جانے کن خیالوں میں کھو چکی تھی مگر
ب میں نے اس کے دونوں شانوں سے پکڑ کر ہلایا
وہ بولی صاحب بھٹے میں آپ کی نوکرانی ہوں مگر
۔ سے یہ برداشت نہیں ہوتا نوکری او کے۔

وہ یہ کہہ کر تھوڑی سیچھے ہٹی میں رونے کا انداز
لا کر اسے کے سامنے کسی گناہگار کی طرح کھڑا تھا وہ
ت ہی ڈی شعور تھی اس نے اپنی عقل کے مطابق
ب دیا اس کے گلابی ہونٹ ایک یار پھر ملے اور
ب کی چٹاں میرے اوہر برس میں وہ بولی کہ دیکھیں
جب ہمارا یہ بھوک نہیں ہو سکتا میرا اور آپ کا زمین
ہاں کو فرق ہے اور زمین آسمان مل نہیں سکتے۔

اگر ایسا ہو گیا تو لوگوں کا اپنے ملازموں پر سے
ہم اٹھ جائے گا اور میں بھی ایسا نہیں سوچ سکتی
ہیں کہ میں غریب اور آپ صاحب حیثیت ہو میں
پا سے اپنی اجرت لیتی ہوں اور چلی جاتی ہوں اور
ہم خاندانی لوگ ہیں ہم میں ایسا کوئی کام نہیں ہے
ہم سے ہمارے خاندان کی عزت پر کوئی حرف اٹھے
ہاں یہ ساری باتیں عیث ہیں۔

یہ میری اپنی عمر تھی کہ میں آپ کے گھر میں
اکرتی ہوں۔

وہ یہ کہہ کر رونے لگی میں اس کی آنسو کیسے دیکھ
سکتا تھا اس کی آنکھیں صہبا کی طرح لگ رہی تھیں
اس کی نگہوں کی کاٹھار مجھے اور نشہ مہیہ کر رہا تھا اس کی
باتوں میں ایک طلسم تھا جو مجھے اپنی جانب کھینچ رہا تھا
اس کا بات کرنے کا انداز بھی میری روح تڑپا رہا تھا
آج فیسٹ ٹائم اس نے اس انداز میں بات کی تھی
اس کی باتوں میں ایک علق تھی وہ اتنی رحم دل تھی کہ میرا
ہر حکم مانتی تھی۔

آج وہ اتنی آنکھیں بن گئی تھی میں نے پہلی بار
اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا تھا میں بھی
کتنا پاگل تھا میرا پیار میرے ہی گھر میں تھا اور میں
لوگوں کی بھیڑ میں اسے تلاش کرتا پھر رہا تھا۔

وہ اتنی سمجھدار تھی کہ اس نے نظر نہیں اٹھائی تھی
اور نہ ہی میری طرف دیکھ کر کوئی بات کی تھی وہ سر کو
جھکا کر نظریں ہٹا کر اس نے جو بھی باتیں کیں مجھے
اس کا یہ انداز بھی دل موہ گئے والہ ثابت ہوا

مگر پاگل تو میں بنا بیٹھا تھا میں نے اس سے
الٹجائے انداز میں کہا کہ رفعت میں تم سے رفاقت
چاہتا ہوں تم سے پیار کرتا ہوں ہوں اپنی زندگی
میں تمہارا ساتھ چاہتا ہوں میں طفلانہ انداز میں اس
سے مخاطب تھا میں اپنی عاجزی بیان کر رہا تھا۔

مگر وہ بالکل خاموش رہی کھڑی تھی میں اس کی
خاموشی سے منمور بھی ہو رہا تھا میں اس کو کیسے مناؤں
میری سمجھ سے باہر تھا اس وقت بس میرے اوپر ایک
ہی بھوت سوار تھا کہ وہ ایک بار ہاں کرتے مگر وہ
پریشان تھی کہ یہ میری جان چھوڑے مگر میں اتنی آسانی
سے اس کی جان چھوڑنے والا نہ تھا اور نہ ہی کبھی
چھوڑوں گا۔

اس کی خاموشی میرے اندر دم پیوست کر رہی تھی
اب میں بھی اس کے آگے بے بس سا ہو گیا تھا کہ کہا
کروں اگر شادی کی تو اسی سے ہی کروں گا ورنہ نہیں
۔ وہ میری بے بسی دیکھ کر تڑپ بھی رہی تھی مگر غلاب نہیں

Digest.pk

محبوب

نہیں اور آج سے تم کام نہیں کرو گی تم میرے دل کی ملکہ ہو اور تخت پہ بیٹھو گی کام نہیں کرو گی۔

وہ چپ چاپ میری باتیں سنتی رہی اور آج صرف اس کے منہ نے اپنے کمرے کی بیٹھائے رکھا اور دیکھتا ہی رہا لیکن وہ کچھ پریشان تھی کیوں کہ اچانک میرا بدل جانا اس کو اچھا نہیں لگا تھا وہ ایک خوبصورت خوب سیرت خوش اخلاق اور بارہوا شیرازہ تھی اس کو میری باتیں شاید بری لگ رہی تھیں۔

مگر وہ کچھ کہہ نہیں سکتی تھی کیوں کہ اس نے آج تک ہمارے آگے سے جواب نہیں دیا تھا میں نے اپنا ٹکٹ نکالنے کے لیے اس سے سوال کر دیا کہ یہ جو آپ کا بال میرے پاس ہے یہ میرے پاس کیسے آیا ہے کیا اس کے بارے میں تم کچھ جانتی ہو۔

جی کب اور کہاں سے آیا ہو سکتا ہے یہ میرا نہ ہو نہیں یہ آپ کی بال ہے اور جس دن آپ چھت صاف کر رہی تھیں اس دن یہ میرے منہ پہ آکر گر تھا یہ سن کر وہ خاموش ہو گئی۔

جواب اور نفرت میں نے کچھ پوچھا ہے۔ ہاں صاحب اس دن میرے ہال کھلے تھے اور اور تیز ہوا کی وجہ سے دوپٹا ڈرہا تھا اور میں نے بالوں کا جوڑا ہٹا کر دوپٹہ لیا تھا ہو سکتا ہی اسی سے یہ آپ کے پاس گیا ہے ہاں جب آپ اپنا دوپٹہ لھیک کر رہی تھی تب میں نے ایک نظر دیکھا تھا مگر مجھے کیا غرض تھی میں نے وہ بال آپ سے چھپانا چاہا کہہ نہیں سکتی تھیں پتا نہ چل جائے خیر اب تو اسے بھی یقین ہو گیا تھا کہ اسی کا ہی بال ہے پھر وہ کچن میں چلی گئی۔

اور میں نے دو چار نوالے لے کر اسے آواز دی تو وہ چلی آئی برتن رکھ کر بولی صاحب میں جاؤں اب میں بہت ہی لیٹ ہو گئی ہوں اور میرے گھر والے میرا ڈیٹ کر رہے ہیں گے۔

میرا جی نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ یہ سوال کرے مگر میں نے اسے کہا کہ میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں نہیں نہیں

کر رہی تھی پھر میں نیم جان ہو کر بیڈ پر لیٹ گیا اور وہ بولی صاحب آپ کے لیے کھانا لاؤں میں نے کہاں نہیں مجھے بھوک نہیں ہے اگر کچھ کرنا چاہتی ہیں تو میرے پاس چند منٹ کے لیے بیٹھ جاؤ میری مدد کو قراہنہ جائے گا۔

لیکن وہ تو کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی شاید وہ گھر والوں سے ڈر رہی تھی نہیں نہیں اس کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اگر اس کو کسی نے کچھ بھی کہا تو میں اس کی جان لے لوں گا اور اگر مجھے اس کو خریدنا بھی پڑا تو زمانے سے خرید لوں گا۔

اور پھر ایسا نہ کر پایا تو پھر اسے سلب کر لوں گا میں اس کی معصوم کی صورت دیکھ کر انہیں سوچوں کی کھانیوں میں گرا ہوا تھا کہ اس کے گلانی ہونٹ ہلے اور کہا کہ صاحب آپ کی طبیعت لھیک نہیں ہے میں کھانا لے کر آتی ہوں۔

وہ کمرے سے باہر چلی گئی مگر اس کا چہرہ اب کبھی بھی آنکھوں سے ہٹنے والا نہ تھا کیوں کہ میں نے آج تک اس کو اتنی قریب سے نہیں دیکھا تھا اور اگر آج دیکھا ہے تو میرا دعوہ ہے کہ ایسا چہرہ کوئی ہو ہی نہیں سکتا یہ دنیا کی خوبصورت دو شیرازہ ہے۔

وہ جو بھی ہے اب میں اس کے گھر کا پتہ لگوادوں گا اور اسے کو خود آپ کروں گا اور اب یہ کام نہیں کیا کرے گی بہت کام کر لیا اس نے وہ ملازمہ نہیں میرے دل کی ملکہ ہے اور اس کے لیے کئی ملازمہ اکٹھے کر لوں گا میں یہ سوچ ہی رہا تھا۔

کہ وہ آئی اس نے آج میری پسند کا کھانا بنایا ہوا تھا اس نے ٹیبل کے بجائے میرے سامنے بیڈ پر ہی رکھ دیا اور بولی صاحب انہیں کھانا کھا میں ہو سکتا ہے آپ کے ہوش بھل ہو جائیں۔

میں اس کے ہونٹوں کی طرف ہی دیکھتا رہا اور اس نے اپنی بات بھی مکمل کر دی میں نے اسے کہہ دیا کہ یہ خوبصورت اگر شادی کی تو تم سے ہی کروں گا ورنہ

ذائقہ محبوب Digest.pk

لیے بہت ہی مشکل ہوگا مگر یہ میرے لیے ضروری ہے
کیوں کہ میں اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھنا چاہتی
اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو سوری اور آپ نے اپنا
غیر دیا ہے اگر میں آپ کو کال کروں تو آپ میرے
گھر تک بھی آسکتے ہیں۔

اس لیے میں آپ کو کال نہیں کروں گی کیوں کہ
میں آپ کے دل سے گلنا چاہتی ہوں اور رابطہ ہوا تو
آپ مجھے بھول نہیں پائیں گے۔

صاحب جی آپ نے میرا بہت ساتھ دیا ہے
میں نے آپ کے گھر کا نمک کھایا ہے اور میں وہ حرام
نہیں کر سکتی میری مجبوری ہے آپ سے دور رہنے کی
کیوں کہ میں غریب گھرانے کی لڑکی آپ کے ساتھ
بڑے لوگوں کے سامنے بات نہیں کر سکتی اور آپ
بڑے لوگ ہیں میں آپ کے قدم سے قدم ملا کر نہیں
چل سکتی۔

آپ کے گھر سے دور ہونے کے بعد میں کیسے
رہوں گی یہ تو میں ہی جانتی ہوں مگر آپ کی زندگی سے
دور ہونا میری مجبوری ہے۔

آپ کچھ کھا لینا اور اسے زلموں کی پیٹیں بھی
چینج کر دانا میں بدلیصیب آپ کی اس حالت میں بھی
آپ کے کام نہ آسکی اور آپ کی خدمت نہ کر سکی مجھے
پتہ ہے آپ میرے بغیر نہیں رہ پائیں گے مگر خود کو
عاوی کر لیں۔

اور یہ بھی جانتی ہوں کہ اگر یہ باتیں میں آپ
کے سامنے کر لی تو آپ کا ہاتھوں کی طرف کم اور
میرے چہرے کی طرف زیادہ دھیان ہوتا تھا اس
وقت میرے یہ الفاظ آپ کے دل پر بھلیاں گر رہے
ہوں گے اور آپ بہت ہی زیادہ مسخوڑ ہو رہے
ہوں گے کہ میں نے یہ کیا لکھا ہے تو سوری میری وجہ
سے آپ کو دکھ ہوا ہے پلیز مجھے بھول جائیں۔ فقط
آپ کی گستاخ کنیز رفعت۔

اس کا خط پڑھ کر میری آنکھوں کی پانی مدھم

صاحب میں چلی جاؤں گی میں نے بھی حنفہ کی اور اس
نے بھی پھر مجھے ہی ہار مانی پڑی۔

اور پھر میں نے اسے کچھ رقم دی کہ جا کر اپنا کوئی
اچھا سا سوٹ لو اور کل وہ پہن کر آنا ہے میں نے اسے
اپنا نمبر بھی دیا کہ اگر لیٹ ہو جاؤ تو مجھے کال کرنا میں
لے آؤں گا اس نے نمبر اور پیسے رکھ لئے۔

میں نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اسے جاتے
ہوئے دیکھا کہ ہا میرا دل تو بہت کیا کہ اسے روک لوں
مگر یہ اس کی اور میری بھی مجبوری تھی۔ اگلے دن میں
بہت بے چینی سے اس کا انتظار کرتا رہا صبح سے دوپہر
ہوئی اور دوپہر سے شام گزرتی رہی میرا دل سینے سے
باہر نکل رہا تھا میں کہاں جا کر اس کو تلاش کروں میں
اس کے انتظار میں ہی رہا اور کچھ نہ کھایا یا پیا کہ اس کے
ہاتھوں کا کھانے کا عادی ہو گیا تھا۔

اب مجھے ہونٹ کے کھانے میں ذرا حرا نہیں آتا
تھا اور میں کسی اور کے ہاتھ کا کھا بھی نہیں سکتا تھا میں
اسی کے انتظار میں پورا دن اور پھر رات گزرتی وہ چلی
میرے اوپر قیامت برسا رہی تھی رات تو گزرتی میں
اٹھا اور کچن میں پانی پیٹنے گیا تو وہاں ایک کاغذ پڑا نظر
آیا میں نے جلدی سے اسے پڑھا تو لکھا تھا۔

صاحب جی مجھے معاف کرنا میں آپ سے پیار
نہیں کر سکتی اور میرا خیال دل سے نکال دو میں اپنا خیال
رکھا کریں آج میرا لاسٹ دن سے میں کل سے آپ
کے ہاں کام نہیں آؤں گی۔

اور پھر آپ کسی اور ملازم کی تلاش میں تھے اللہ
کرے آپ کو کوئی وفادار ملازم ملے اور آپ اپنی
زندگی کا ہمسفر و حوٹ کر شادی کر لیں میں ایک پور
گھرانے کی لڑکی ہوں میرا اور آپ کا کوئی جوڑ نہیں
ہے آپ کل میں رہنے والے گھنڈو لے اور میں
جھونپڑی میں گزارہ کرنے والی ایک صابر اور عزتدار
لڑکی ہوں۔

میں یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ کو بھلانا میرے

ذلف محبوب

Digest.pk

پھر تاتھا پھر مجھے وہ گانا پاتا یا۔
میں تیرے اجنبی شہر میں
ڈھونڈتا پھر رہا ہوں تجھے

مجھ کو آواز دے مجھے کو آواز دے

خیر میری ہر کوشش با کام تھی میں نڈھال ہو چکا
تھا اب تو مجھ میں ہمت نہ تھی کہ میں چل سکوں بھوک
پیاس اور کمزوری بھی بہت ہو رہی تھی۔ میری حالت
کافی خراب ہو رہی تھی میرا کوئی بھی معاونت کرنے
والا نہ تھا میں بھی گرتا اور پھر خود کو سہارا دے کر کھڑا ہوتا
مگر اس کے سہارے کی ضرورت تھی پھر میری حالت
ایسی ہو گئی کہ میری زندہ لاش کو ہسپتال کے بیڈ پر لیٹا
دیا گیا۔ اور میں لاوارث وہاں پڑا رہتا میں دن کو کچھ
گھوم پھر لیٹتا اور پھر رات کو جا کر لیٹ جاتا میں نے
گھر چھوڑ دیا تھا اور اب بے گھر تھا میرا کوئی گھرانہ۔ نہ
تھا کوئی اپنا نہ تھا۔

ایک دن میں صحن میں بیٹھا کہ مجھے لگا جیسے
ہوا میں میرے ساتھ مذاق کر رہی ہیں مگر نہیں خوشبو
اسی کی تھی ایک لڑکی ڈاکٹر کے روم سے جاتی ہوئی نظر
آئی وہ میڈیکل سٹور پر رک گئی تھی کیوں کہ جو میڈیسن
ڈاکٹر نے لکھ کر دی تھیں وہ لے رہی تھی میں اس کے
قریب گیا اور اس کی کمر میری طرف تھی میں اس کو دیکھ
نہ پایا لیکن اس کے بالوں کو دیکھ کر میں یہ بات جان
گیا تھا کہ یہ وہی ہے جس کا مجھے انتظار تھا جس کے
لیے میں نے دن رات ایک کئے ہوئے تھے جو
میرے دل میں دھڑکتی تھی۔۔۔ یکدم مجھے کسی دوست
کی کال آ گئی اور میں کال سننے میں بڑی ہو گیا جب
کال ختم ہوئی تو دیکھا تو وہ لڑکی غائب تھی۔ میں اسے
غائب دیکھ کر تڑپ سا اور اپنے دوست کو کوٹنے لگا کہ
اس نے کس وقت مجھے کال کر دی اتنے عرصہ بعد مجھے
میرا محبوب نظر آیا تھا لیکن۔۔۔ میں سوچ میں ڈوب
کر رہ گیا اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے
جواب عرض کا آئندہ کا شمار ضرور ہوئے۔

پڑنے لگی میرا سر ہکھرانے لگا میرے ہاتھوں سے پانی
کا گلاس گر کر ٹوٹ گیا اور میں وہ خط لے کر اپنے
کمرے میں آ گیا۔

اور خوب رویا کہ جس کے لیے میں زخمی ہوا جس
کو حاصل کرنے کے لیے میں نے رسوائی کی پر وہ
نہیں کی جس کو پانے کے لیے میں دیوانہ بنا مگر اس
نے میری پہلی ہی ملاقات کو آخری بنا دیا۔

جس کے ساتھ زندگی کے فیصلے کر بیٹھا تھا اسی
نے میری زندگی ویران کر دی جس کے ساتھ میں نے
خوشیاں دیکھنے کے پسند دیکھے تھے اسی نے مجھے غموں
کے سمندر میں دھکیل دیا۔

اب میری زندگی کی ناؤ گہری کھائیوں میں لڑ
کھڑا رہی ہے کاش وہ میری زندگی میں آ جائے اور
مجھے ہر وہ خوشی ملے جس کا میں انتظار کرتا رہا تھا مجھے
اور کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہے میرے پاس اللہ کا دیا ہوا
سب کچھ ہے مگر وہ نہیں ہے یہ بنگلہ گھڑیاں جائیداد یہ
بینک بیلنس یہ شان و شوکت میرے کس کام کی لیکن
ایک بات تو ہے کہ میں اسے ضرور پاؤں گا میں اسے
دنیا کے کسی بھی کونے سے ملے ضرور نکالوں گا۔

میں تڑپ رہا تھا اس کی محبت کو مگر اسے میرے
دل سے ذرا بھی لگاؤ نہ تھا یہ نہیں جانتی کہ میری کیا
حالت ہے اور میں اس کی جدا کی کیسے برداشت کرتا جا
ریا تھا اس کی جدائی مجھے اس کے اور بھی قریب کر رہی
تھی میں نے ایک فیصلہ کر لیا کہ اسے ضرور تلاش
کروں گا۔

میں یہ سوچ سوچ کر رو رہا تھا کہ میرے دل
سے وہی پہلے والے الفاظ ابھرے اے پاگل عاشق
چھوڑ دے گھر اور نکل جا اسے ڈھونڈنے گھر میں بیٹھنے
سے یار نہیں ملتے پھر میں بھی دل کے ہاتھ مجبور ہو گیا
اور نکل پڑا اسے ڈھونڈنے میں پورا دن اس کو تلاش
کرتا اور رات کو بھی کہاں کہاں بنگلہ یہ کہتے کہ جہاں
مجھے رات ہوئی میں گھوم لیتا دن رات اسی کو ڈھونڈتا

ذائقہ محبوب Digest.pk

افغانی محبت

-- تحریر: پرنس مظفر شاہ پشاور -- 03018897403

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
بہت عرصہ بعد ایک بار پھر آپ کی محفل میں شامل ہو رہا ہوں امید ہے کہ مجھے اپنی اس محفل میں ضرور
شامل کریں گے۔ میں نے اس کہانی کا عنوان۔ افغانی محبت رکھا ہے۔ یہ ایسی لڑکی کی کہانی ہے جس
نے ایک انسان کے لیے اپنی زندگی کو جہاد کر دیا تھا اس کے انتقال میں بیٹھی رہی لیکن جب اس کو اس کا
محبوب ملا تو وہ اس کی سب رنجی دیکھ کر نوٹ سی گئی۔ اور پھر اس نے وہی کچھ کیا جو اس کے محبوب نے اس
کو کرنے کے لیے کہا تھا۔

ہوادارہ جواب عرض کی پاسکی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات
کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت شخص اخلاقہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخ
ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

پاس گیا اور ڈاکٹر صاحب نے انٹری کر کے نیچے کا
غلاف شروع کر دیا مجھ سے اس کا نام پوچھا تو مجھے فوراً
یاد آیا کہ ایک سیڈنٹ کے وقت دوسرے نیچے کہہ رہے
تھے حسن کا ایک سیڈنٹ ہو گیا ہے۔

تو میں نے حسن نام بتایا اور پوری صورت جانی سے
آگاہ کیا اور ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ پریشانی کی کوئی
بات نہیں معمولی زخم آئے ہیں اللہ بہتر کرے گا۔

تو میں رہنمائی دے گیا ایک گھنٹے بعد ایک آدھی دندہ آیا اور
وہاں سے پوچھنے لگا کہ میرا بچہ یہاں آیا ہے اس کا
ایک سیڈنٹ ہوا ہے حسن نام ہے اس کا میں اسے ملا اور
اسب کچھ بتا دیا۔

اور اس نے کہا کہ میرا نام گل خاں ہے اور میں افغانی
ہوں کوئٹہ شہر میں میری بہنری کی دکان ہے اور میرا ایک
اور چنا ہے جس کا نام حسین ہے وہ موٹر سائیکل ملکیٹک
سے لور افغانستان میں قندھار کا رہنے والا ہوں آج
سے کئی سال پہلے یہاں آ کر بسیرا کیا ہے۔

اللہ کا کرم ہے کہ بہت اچھا گزر بسر ہو رہا ہے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں کوئٹہ میں
تو کڑی کر رہا تھا کوئٹہ کینٹ اور شہر میں میری
کافی گپ شب گئی۔

پھر کافی سارے لوگ مجھے پرنس کے نام سے جانتے
تھے خاص کر ہندوڑک کو تو بچہ بچہ جانتا تھا تقریباً میں
ہندوڑک کا میرا تھا۔

اور میں وہاں سرورس کر رہا تھا ایک دن میں کوئٹہ شہر کسی
کام سے جا رہا تھا کہ طوفانی روز سے گزر رہا تھا کہ سکول
میں پچھلی ہوئی سب بچے ادھر ادھر دوڑ رہے تھے ان
میں سے ایک بچہ دوڑ کر آیا اور میری موٹر سائیکل کے
ساتھ ٹکرا گیا اور دور جا گرا۔

اور اسے کافی ساری چوٹیں لگیں میں نے موٹر سائیکل
کھڑی کر کے بچے کو گود میں اٹھایا اور ساتھ کھڑے
رکشے کی تکھلی سیٹ پر بیٹھا دیا اور اسے کہا کہ سی ایم ایچ
ہسپتال میں آپ کے پیچھے آ رہا ہوں۔

اس رکشے والے کو سی ایم ایچ کا پتہ تھا وہ سیدھا وہاں
پہنچ گیا میں نے اسے کر لیا دیا اور بچے کو لیکر ڈکٹر کے

جولائی 2014

Digest.pk

افغانی محبت



Digest.pk

نیچے کر لیں اس کے پٹنے پھرنے سے اس کی پائل کی آواز چمن چمن کرتی پھر رہی تھی۔

میں گل اور اس کی بیوی سے باتیں کرتا رہا میں پینٹ شرٹ میں تھا اور بٹک بھی لگائی ہوئی تھی ان کو میں نے حسب روایت سچ سچ بتایا میں پہاڑوں کا پٹھان ہوں اور گھر سے غریب ہوں اور یہاں آدمی میں سروں کرتا ہوں مختصر یہ کہ میں نے کافی پٹنے کے بعد حسن کو دو سو روپے قصدا دیے اور ایک نظر چمن کی طرف ماری اور ان سے اجازت لی گل کی بیوی بولی بھالی صاحب یہ آپ کا اپنا گھر ہے جب جی چاہے آنا میں نے دیکھا کہ زریہ ڈپٹے کے پلو سے مجھے چوری چوری دیکھ رہی تھی۔

میں نے جاتے ہوئے کہا کہ جب تک حسن ٹھیک نہیں ہوتا میں آتا رہوں گا میں وہاں اسے کواٹر میں آگیا اگلے دن پھر فروٹ لیکر گیا گل خان گھر میں نہیں تھا میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو بھالی نے کھولا اور میں نے فروٹ بھالی کو اس کو دو سو روپے دیئے اور واپس آئے لگا تو زریہ نے کہا۔

کہ آپ افغانی کافی نہیں چھیں گے میں نے کہا کہ نہیں گل آؤں گا آج کچھ کام ہے میں نے سوچا کہ آج گل خان نہیں ہے تو اس لیے مناسب نہیں ہے زریہ نے کہا کہ گل آئیں گے ناں میں نے کہا کہ جی ضرور اس نے کہا وعدہ میں نے کہا ہاں اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اس کا نرم ہاتھ میرے ہاتھ میں آیا تو مجھے ایک دھچکا سا لگا۔

اس نے کچھ لمبے کے لیے میرا ہاتھ تھامے رکھا میں نے اس کے سر سے لیکر پاؤں تکا جائزہ لیا اور جلدی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا میں جانے لگا جب دروازے پر گیا تو مز کر دیکھا کہ وہ وہاں ہی کھڑی تھی مجھے دیکھتی رہی میں نے کیک مادی اور چلا گیا۔

میرے ذہن میں طرح طرح کے خیالات آتے رہے لیکن میں نے اپنے ذہن کو جھٹک دیا اور سوچا عشق

ابھی ہم باتیں کر رہے تھے کہ ڈاکٹر آیا اور کہا آپ اپنا بچہ لے جاسکتے ہیں۔

ہم نے اس کے تمام ذمہوں پر پٹیاں کر دیں ہیں اور ساتھ میں ایک جٹ دیا۔

جس پر میڈیسن لکھی تھی کہ یہ بازار سے لینا اور بچے کو ایک ہفتہ آرام کی ضرورت ہے بچے کا باپ اسے لیکر رکشے میں اور میں موٹر سائیکل پر بازار سے میڈیسن اور کچھ فروٹ لیکر اس کے ساتھ چلا گیا۔

رکشے والے کو کر لیا دے کر رخصت کیا اور اس کے گھر کے اندر داخل ہوئے گل خان کا مکان چونکہ کچا تھا اور بیشک وغیرہ نہیں تھی۔

اس کی بیگم نے جب اپنا بیٹا زخمی دیکھا تو پریشان ہو گئی لیکن جلد ہی گل خان نے اسے سب کچھ بتا دیا میرا تعارف بھی کر دیا اور بچہ سب کے ساتھ بات چیت کر رہا تھا لیکن اس کے جسم پہ جگہ جگہ پٹیاں بندھی ہوئی تھیں کبھی کبھی ذمہوں کی وجہ سے کراہتا بھی تھا۔

میں اور بچے کا باپ ایک چار پائی پر اور بچہ دوسری پر لینا دیا اس نے جائے کا پوچھا تو میں نے کہا افغانی کافی بیویوں کا بچے کی ماں نے کہا کہ ٹھیک ہے اور آواز دی کہ زریہ کافی ہٹا دو تو آئی اچھا ابھی بتاتی ہوں جب میں نے دائیں بائیں نظر دوڑا تو ساتھ ایک چھوٹا سا بچن بھی تھا۔

اس میں ایک لڑکی تھی ہوئی تھی اور کچھ دیکار ہی تھی خیر مجھے اس سے کیا غرض میں تو گل کے ساتھ کپ شپ میں مصروف ہو گیا۔

کچھ دیر میں کافی تیار ہو گئی اور وہی زریہ ہمارے سامنے کافی پیش کر رہی تھی۔

کافی کے ساتھ گڑہ بھی تھا اور نانیاں بھی جو کہ افغانی لوگ اکثر کھاتے جیتے رہتے ہیں کافی دیتے وقت زریہ اور میری آنکھوں کا ہلکا سا قصاص ہوا افغانی گھر سے ٹاپا بلبوس زریہ کی نگرانی سے میں سال کے درمیان بھی میں نے شرم کے مارے فوراً آنکھیں

میں نے بتایا کہ میں شادی شدہ ہوں لیکن میرے بچے نہیں ہیں بھابی نے کہا کہ دوسری شادی کوئی جرم تو نہیں ہے میں نے کوئی جواب نہیں دیا اپنی بیوی کے علاوہ کوئی پسند ہے میں نے کہا کہ میری شادی پسند کی نہیں والدین کی پسند کی ہوتی ہے۔

تو آپ دوسری شادی کر لیں یہ ذرینہ کا سوال تھا میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

البتہ بھابی سے پوچھا کہ ذرینہ کی منگنی وغیرہ تو نہیں ہوئی بھابی نے بتایا کہ ذرینہ کی منگنی اس کے چچا کے بچے سے ہوئی تھی مگر ہمارا بہت جھگڑا ہوا اور ہم یہاں آ گئے اس لیے اس کا ہم نے جواب دے دیا تھا اس کا چاچا بہت دفعہ یہاں آیا لیکن جسے ان کو کہہ دیا ہے کہ ہم رشتہ نہیں دیں گے۔

اسی طرح بھابی نے مجھے پوری صورت حال سے اسے آگاہ کیا تو میں نے مذاکا کہہ دیا کہ ٹھیک ہے اور کہیں اس کی شادی کرو میری اس بات پر بھابی نے بتایا کہ کل سے ذرینہ آپ کا بار بار پوچھ رہی تھی۔

کہہ رہی تھی کہ فوجی سے پوچھو کہ اس کی شادی ہوئی ہے یا نہیں اس لیے ذرینہ کے سامنے میں نے پوچھا ہے تاکہ ذرینہ کو پتہ چل جائے ابھی اس موضوع پر بات چیت ہو رہی تھی کہ حسین آ گیا۔

اس سے ملا اور گپ شپ لگاتا رہا پھر گل زمان آ گیا اور خوب گپ شپ ہوئی گلے شکوے ہوئے اور ایک بار پھر کانی پی لی اس کے بعد میں نے اجازت مانگی اور یہ بھی بتایا کہ میں کل نہیں آؤں گا۔

اب حسن ٹھیک ہو گیا ہے جو کہ میرے ساتھ گل پی گیا تھا چاچا جو ادھر نہیں تو سکول میں تو آؤ گے مالدور حسین کو بتایا کہ آپ مسجد روڈ پر موٹر سائیکلوں کا کام کرتے ہیں میں آتا رہوں گا۔

اور ان سے اجازت لی اور واپس آ گیا کئی دن گزر گئے میں ان کے گھر نہیں گیا تھا۔

بھابی بھی حسین سے موٹر سائیکل ٹھیک کروانے چلا

محبت میں نہیں پڑنا چاہتا مجھے تو پہلے بھی ان چیزوں نے بہت رسوا کیا ہے تیسرے دن ان چکر وال سے بچنے کے لیے میں شام کو گیا اور سوچا کہ اگر کل گھر میں ہوں تو ٹھیک ہے یا پھر ان کا چنا حسین ہو تو بھی کیوں کہ میں نے ابھی تک حسین کو نہیں دیکھا تھا جب میں دروازہ سے پر گیا تو دروازہ ذرینہ نے کھولا اور مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور بتایا کہ میں نے بہت دیر کر دی ہے۔

ہم کب سے آپ کا انتظار کر رہے تھے اور میں نے آپ کیلئے افغانی کافی بھی بنا کر رکھ دیا ہے اور پھر اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کچھ دیر یونگی مجھے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کئی سوال کر رہی تھی میں بھی۔

اسے دیکھتا رہا میں اپنا ہاتھ چھوڑنا چاہتا تھا مگر وہ نہیں چھوڑ رہی تھی

پہلے بھر میں تم میرے مہمان بن گئے میرے لیے تم سارا جہان بن گئے پاس رہ کر بھی لوگ میرے بن نہ سکے دور رہ کر بھی تم میری جان بن گئے تھوڑی دیر تک ہم ایک دوسرے کو دیکھتے رہے میں نے پوچھا ابو گھر پر ہیں۔

اس نے کہا نہیں اور حسن وہ بھی نہیں تو میں چلا ہوں اسی اثنا میں بھابی نے پوچھا ذرینہ کون ہے میں نے کہا کہ میں ہوں بھابی نے کہا کہ اندر آئیے دروازے میں کیوں کھڑے ہیں۔

بھابی جب تک گل خان نہیں آتے میں نہیں آؤں گا بھابی کے بے حد اصرار پر میں اندر چلا گیا حسن اب ٹھیک تھا گھر میں پھر رہا تھا۔

میں نے حسب روایت حسن کو سو روپے دیے اور بھابی کو خروٹ پکڑا دیا اور بیٹھ گیا ذرینہ کانی لے آئی ہمیں کانی کافی دیکر پاس ہی کھڑی ہو گئی ہاتوں ہاتوں میں بھابی نے مجھ سے شادی کا پوچھا۔

جولائی 2014

Digest.pk

افغانی محبت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرنگ نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی اگر تیرے ابو نے دیکھ لیا تو کیا کہے گا۔

اور دوسرا میرے دوست بھی ساتھ ہیں وہ میرا انتظار کر رہے ہیں۔

میں زیادہ دیر تیرے پاس نہیں بیٹھ سکتا لیکن اس نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں تیرے پیچھے تیرے کواٹر پر بھی آ جاؤں گی مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے مجھے آپ کا جواب چاہیے آپ مجھ سے شادی کریں گے یا نہیں اس بات پر مجھے غصہ آ گیا۔

میں بھی تو پہاڑی تھا میں بھی ضد میں آ گیا اور کہہ دیا کہ میں فی الحال شادی کیلئے تیار نہیں ہوں میں کہا کہ دو بار دامیرے پیچھے مت آنا۔

اور آپ وہاں شادی کر لیں جہاں آپ کی منگنی ہوئی ہے ورنہ آپ کسی افغانی لڑکے سے شادی کر لیں اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں میں پہلے بھی اس عشق محبت میں بہت زخم کھانچا ہوں۔

تو بعد شوق کسی اور سے الفت کرے

تیرے جذبہ بات میرے پیار کے قیدی تو نہیں جب ذرینہ کو اندازہ ہو گیا کہ میرا ساتھ شادی کے لیے کسی بھی صورت پر یہ راضی نہیں ہوا تب کرسی سے اٹھ گئی اور میرے پاؤں میں بیٹھ گئی۔

اور کہنے لگی آپ کہتے بے وفا ہیں آپ کے سینے میں دل نہیں ہے اگر ہے تو اس میں رحم نہیں ہے پلیز مجھ پر رحم کرو مجھے یوں مت ٹھکراؤ اور میری محبوبہ کی کوٹھنے کی کوشش کرو میں تیرے بغیر جی نہیں سکتی۔

آپ کو اپنے والدین کی قسم مجھے مت ٹھکراؤ ذرینہ کی اس حرکت کی وجہ سے کافی لوگ ہماری طرف متوجہ ہو گئے میں نے ذرینہ کو شانوں سے پکڑ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھا دیا اور سمجھانے لگا کہ آپ اس بھرے پارک میں کیا تماشا بنانے لگی ہیں۔

آپ کو کوئی بھی احساس نہیں ہے وہ کہنے لگی کہ یہ احساس مجھے نہیں چھوٹا چائے میں کس مرحلوں

چاہتا تھا ایک بار مجھے شہر جانا میرے ساتھ ڈرائیور بھی تھا اور گاڑی بھی بڑی مٹی میں نے لن کے دروازے میں گاڑی کھڑی کی اور سیدہ حاتن کے گھر چلا گیا بہت گنگے شکوے ہوئے۔

خاص کر کے ذرینہ نے تو حد ہی کر دی تھی بھالی نے بیٹھا کر تفصیل سے بات شروع کر دیا کہ ذرینہ تم سے شادی کرنا چاہتی ہے۔

میں نے کہہ دیا کہ میں شادی شدہ ہوں اور میرے گھریلو مسائل ایسے ہیں کہ میں دوسری شادی کا سوچ بھی نہیں سکتا ہوں ذرینہ نے کہا کہ کوئی بات نہیں میں آپ کے ساتھ آپ کے کواٹر میں ہی رہ لوں گی آپ سے کچھ نہیں مانگتی لیکن صرف ایک بار ہاں تو کرو وہاں دونوں کے بے حد اصرار پر مجھے مجبوراً ہاں کرنی پڑی میں نے کہا مجھے سوچنے کا موقع دیں۔

میں سوچ کر بتاؤں گا کیوں کہ جلد بازی کے فیصلے اچھے نہیں ہوتے جب میں آنے لگا تو ذرینہ نے پوچھ لیا کہ کل آپ عسکری پارک میں آئیں گے نا میں نے کہا کہ وہاں کیا ہے اس نے کہا کہ میں کل وہاں تمہارا انتظار کروں گی۔

اگلے دن میں عسکری پارک میں چلا گیا جو کہ بہت بڑی پارک تھی بہت دور دور سے لوگ انجوائے کرنے آتے تھے میں وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے حسن کی آواز آئی میں نے دیکھا کہ حسن اور ذرینہ تھے۔

میں نے دونوں سے ہاتھ ملایا اور ہینک پوائنٹ جو کہ نزدیک تھا اس پر جا کر بیٹھ گئے آج ذرینہ نے خوب میک اپ کیا ہوا تھا اس کی مولی مولی نیلی آنکھیں اس کے حسن میں اضافہ کر رہی تھیں۔

وہی چاندی کے زیورات وہی چمک مگر ابلیک چادر اور وہی پہاڑی حسن جس کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے اس سادگی یہ کیوں نہ مر جائیں باے خدا لڑتے ہیں مگر ہاتھ میں تلوار بھی نہیں ہے بات چیت کے بعد میں نے ذرینہ سے پوچھ لیا کہ

ایک آدمی نکلا اور بولا کس سے ملنا ہے میں نے گل خان کا پوچھا اس نے کہا کہ ہم کسی گل خان کو نہیں جانتے مجھے پچھلے ماہ ہو گئے ہیں یہاں آئے ہوئے میں نے یہ گھر کرائے پر لیا ہے۔

پھر ایک آدمی نے بتایا کہ گل خان بعد ایل افغانستان چلا گیا ہے مجھے بہت سی دکھ ہوا کہ زریہ کا کیا ہوا گا میں نے اس کا دل توڑا تھا مجھے اس کی بہت سی زیادہ یاد آتی رہی۔

اس کی بے قراری اور مجبوری کو میں اچھی طرح جانتا تھا میں اپنے آپ کو بے وقار اور ظالم کے لقا بات سے نوازتا رہا اور خود کو بے مروت سمجھتا رہا اور زریہ کی بے بسی پر آنسو بہا رہا

جو مجھ سے ٹوٹی تھیں وہ چوڑیا سستی تھیں

بہت سی مہنگا دل تھا جو اس بے وفائے توڑ دیا ایک دن میں ایک ساتھی کے ساتھ چمن شہر گیا جو کہ افغانستان بونڈری سرحد پر ہے۔

وہاں سے اس نے کچھ کپڑے خریدنے تھے کپڑے خریدنے کے بعد ہم بونڈری پر چلے گئے۔

وہاں ایک بہت ہی بڑا اور داڑھ تھا وہاں کھڑے ہو کر ہم افغانستان کے پہاڑوں کا نظارہ کرنے لگے کہ اچانک بولان شاہ والے حاجی صاحب اپنی کار میں افغانستان جاتے ہوئے نظر آئے۔

وہاں سلام کے بعد میں نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ افغانستان کے شہر قندھار جا رہا ہوں وہاں کوئی کام تھا اور خشک میوہ جات خریدنے جا رہا ہوں۔

ہم نے کہا کہ ہم بھی قندھار دیکھنا چاہتے ہیں ہمیں بھی اپنے ساتھ لے جائیں ہماری بھی سیر ہو جائے گی۔

انہوں نے ہمیں اپنے ساتھ بیٹھا لیا راستے میں خوب کپڑے بھی ہوتی گئی۔

دو دن گزرنے کے بعد ہم قندھار پہنچ گئے یہ چھوٹا سا خوب صورت شہر مجھے بہت ہی اچھا لگا حاجی صاحب نے ہمیں کہا کہ ایک گھنٹہ پہلے اس بے خوب

سے گزر کر تمہارے پاس آئی ہوں اپنے گھر سے رشتہ دار کے گھر جانے کا بہانہ کر کے سیدھی اوھر آگئی رات کو امی نے ابو سے بھی بات کر لی ہے۔

کہ زریہ اس لڑکے کو پسند کرتی ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہے اس پر ابو بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اگر وہ دوبارہ آیا تو میں اس سے بات کروں گا امید ہے وہ مان جائے گا۔

ساری صورت حال کو مد نظر رکھ کر میں نے ایک ہفتے کی مہلت لی کہ مجھے ایک ہفتہ دے دو پھر آپ کو بتا دوں گا لیکن ایک شرط پر اور وہ یہ کہ آپ میرا پیچھا نہیں کروں گی اس پر زریہ راضی ہو گئی۔

اور چائے پانی کے بعد جانے لگی تو میں نے حسن کو ایک سوکانٹ تھما دیا اور رکشے میں بیٹھا کر کرایا بھی ادا کر دیا اور جب واپس آیا تو طرح طرح کے پھان بناتا رہا لیکن کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔

اگلے دن پھر روز کی طرح اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا اور چار بجے مجھے کسی نے اطلاع دی کہ آپ کے کواٹر میں ایک بچہ آیا ہے۔

اور آپ کا پوچھ رہا ہے جب میں گیا تو حسن بیٹھا تھا میں نے اسے گود میں لیا اور کافی سارا پیار کیا اور آنے کی وجہ پوچھی۔

اس نے بتایا کہ باجی زریہ نے جبکہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا ہے اُن زریہ کو جبکہ کا بھی پتہ چل گیا حسن کو رخصت کرنے کے بعد میں ایک ایسی برالیم میں پھنس گیا کہ جان چھوڑانا بہت ہی مشکل ہو گئی اس وقت میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں کیا نہ کروں اسے کنکشن میں تین چار دن گزر گئے مگر میں بہت ہی پریشان تھا اور اس سے دور ہی رہا۔

تقریباً سات آنٹھ ماہ میں بازار نہیں کیا تھا ایک دن زریہ کی بہت سی یاد آتی میں نے سوچا کہ اسکے گھر جا کر پتہ کروں کہ کیا سلسلہ ہے۔

جب میں گیا تو وہ وہاں تھا تو بڑی بڑی چھوٹا والا

میں نے پوچھا کہ کیا یہ شادی زورینہ کی مرضی کے مطابق ہو رہی ہے۔

میرے سوال پر زورینہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور مجھے بتایا کہ اگر میں راضی نہ ہوتی تو کیا کرتی کدھر جاتی کس کو حامل ستانی کون تھا۔ میرے منہ فحشوں پر مرہم رکھنے والا کون تھا میرا پتا۔

میں کس کا انتظار کرتی زندگی میں پہلی دفعہ محبت کی تھی وہ بھی کسی بے وفا سے کسی بے مروت سے کسی اجنبی سے کسی مسافر سے۔ وہ اپنے بارے میں بتاتی جا رہی تھی اور میں اس کی باتیں سنتا جا رہا تھا میرے پاس اس کو کچھ کہنے کے لیے کوئی بھی الفاظ نہیں تھے۔ لیکن میں اس کے بارے میں جان کر مجھے شدید دکھ ہوا تھا کہ میں جس کے لیے اتنا لمبا سفر کر کے آیا تھا وہ کسی اور کے نام پر منسوب ہونے جا رہی تھی لیکن شاید میری یہ غلط فہمی دوہرا ہوئی۔

میں آپ کے لیے یہ منگتی تو زورینہ کو تیار ہوں آپ مجھے مل گئے ہیں بس۔ یہی میں چاہتی تھی میرا انتظار پیکار نہیں کیا ہے۔ لیکن میں نے اس سے صاف انکار کر دیا اور کہا تم جانتی ہو کہ میں شادی شدہ ہوں اور میں صرف اس کا ہی رہنا چاہتا ہوں اور پھر پتہ نہیں کب میں واپس چلا جاؤں۔ میں کچھ دنوں کے لیے آیا تھا میرا پیچھے سب لوگ انتظار کر رہے ہیں اور میرا جانا بہت ہی ضروری ہے تم ایک بات کو یاد رکھنا کہ جہاں تمہاری منگنی ہوئی ہے وہاں ہی شادی کر لینا اب میرا انتظار مت کرنا۔ شاید ہو سکتا ہے کہ ہماری یہ آخری ملاقات ہو۔ اس کے بعد ہم پوری زندگی ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں میری باتیں سن کر وہ تڑپ سی گئی۔ اور بولی۔

ایسا تو مت کہو۔ تم نہیں جانتے تمہاری اس بات کا مجھے کتنا شدید دکھ ہوا ہے یہ میں ہی جانتی ہوں تم کو بھولنا میرے لیے آسان نہیں ہے میں نے تم سے محبت کی ہے اور کتنی کچھ ہے یہ بھی میں ہی جانتی ہوں

گھومو پھر دو پھر اس دکان پر آ جانا تو ہم دونوں ساتھی اس شہر میں سیر و تفریح کرنے گئے۔

یہ شہر اپنی مثال آپ تھا ہر طرف خشک میدہ جات ایریلی کھل کر چاند کا سامان وافر مقدار میں ہر جگہ دستیاب تھا وہاں کے لوگوں کو دیکھ کر مجھے بھی کسی کا تہذیب و تمدن یاد آیا جدھر دیکھتا تھا۔

لوگ کافی پیٹے ہوئے اور ایک دوسرے سے گپ شپ لگاتے ہوئے نظر آ رہے تھے ہم بھی تمام چیزوں کو دیکھ کر لطف اندوز ہو رہے تھے۔

ہوٹلوں میں پشتو گانوں کی آوازیں آ رہی تھی کہ اچانک مجھے حسن نظر آیا میرے منہ سے بے ساختہ نکلا حسن او حسن حسن نے جب مجھے دیکھا تو دوڑ کر میرے پاس آ گیا۔

اور مجھ سے لپٹ گیا میں نے اسے گود میں اٹھا کر خوب پیار کیا میں نے امی ابو اور زورینہ کا پوچھا۔

تو میں نے بتایا کہ چاچو زورینہ باجی بیمار ہے اور امی اس کو ڈاکٹر کے پاس لے آئی ہے وہ سامنے والے کلینک میں ہے میں باحسن کے ساتھ کلینک چلا گیا۔

میں نے اپنے ساتھی کو بتایا اور کہا کہ یہ میرے واقف ہیں کوئٹہ میں رہتے تھے۔

تم گھوم پھر لو میں ان کے ساتھ جاتا ہوں میں کلینک میں پہنچا تو بھائی کھڑی تھی اور زورینہ مریضوں کی قیادت میں بیٹھی ہوئی تھی۔

حسن نے جا کر بتایا کہ چاچو آئے ہیں اس پر بھابی اور زورینہ دونوں میرے پاس آئیں ہم ایک سائیڈ پر ہو کر بیٹھ گئے اور میں نے اپنے بارے میں ان کو سچ سچ بتا دیا کہ مجھے یہ پراہم تھی۔

اس لیے میں آپ سے رابطہ نہ کر سکا اور نہ ہی مل سکا پھر بھابی نے بتایا کہ اس کا چاچو کوئٹہ آیا تھا۔

جس کے بیٹے کے ساتھ اس کی منگنی ہوئی تھی اس لیے ہم یہاں واپس آ گئے اور آ کر زورینہ کی شادی کی تیاری کرنے لگے۔

جولائی 2014

Digest.pk

افغانی محبت

نے جو کچھ کیا تھا کیا ٹھیک کیا تھا۔ میں اس کا مجرم تو نہیں ہوں اس کا گنہگار تو نہیں ہوں۔ آپ کے رائے کا انتظار کروں گا۔

وہ بیتا دور

ماما کی گود اور بابا کے کندھے
نہ شادی کی فکر نہ فلو جے کے پینے
وہ سکول کے دوست وہ کپڑے گندھے
وہ گھومنا پھرنا وہ قہقہے کرنا
وہ ہر عید میں کہنا ابو ہمارے نئے کپڑے
لیکن اب کل کی ہے فکر اور اداوندے ہیں پینے
مڑ کے دیکھو تو بہت دور ہیں اپنے
دنوں کو اداوندے تے ہوئے کہیں گھوم گئے ہم
اور کئی جلدی بڑے ہو گئے ہم
شاہد اقبال۔ چٹوکی

عبدالباسط کے نام

لکھنا کر محبت میری کہیں جانے کا ارادہ ہے
مجھے کسی کے کس سوڑ پہلانے کا ارادہ ہے
یہ جو آپ خفا خفا سے رہنے لگے ہو
یہ پیار کا عروج ہے یا چھوڑ جانے کا ارادہ ہے
جاتے جاتے یہ تو بتا جاؤ
میرے پیار میں کی تھی یا کسی اور سے دل لگانے کا
ارادہ ہے
میری بعد میری یاد تو مڑ کے نہ دیکھنا اے دوست
کیونکہ تیرے بعد میرا بھی اس دنیا کو چھوڑ جانے کا
ارادہ ہے
شاہد اقبال۔ چٹوکی

میں اپنے دل کو اچھی طرح جانتی ہوں کہ میں تم کو بھول
نہیں سکوں گی۔ اور نہ ہی ایسا سوچنا چاہوں گی۔
ساتھ ہی وہ رو دی۔ میں اسکو دلا سے دینے لگا
۔ اور پھر اس کو اس بات پر میں نے رضامند کر ہی لیا
کہ وہ اسی سے شادی کرے گی جس سے اس کی مسئلہ
ہوئی ہے وہ مان گئی تھی اور پھر وہ گھر چلی گئی
اور میں ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ اس کے بارے
میں سوچنا رہ گیا۔ وہ میری نظروں سے ابھل ہو چکی
تھی شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ کیونکہ اس کے بعد وہ
مجھے دوبارہ دکھائی نہیں دی میں کئی دن اس کے شہر میں
اس کے ملک میں رہا لیکن وہ گھر سے باہر نہیں نکلی تھی
پھر میں واپس اپنے وطن آ گیا۔ اور آج بھی وہ میری
نظروں کے سامنے رہتی ہے۔ میں اس کی محبت کو دیکھ
کر حیران ہوں کہ اس نے مجھے کتنا چاہا تھا کتنا پیار
کیا تھا یہ میں جانتا ہوں اس کے دل میں کھوٹ نہیں
تھی وہ دل کی تھی تھی اس کی پاکیزہ محبت میں وہ سب
کچھ تھا جو ایک اچھی لڑکی میں ہوتا ہے۔

اس واقعہ کو کئی سال بیت چکے ہیں لیکن اس کی
محبت آج بھی میرے دل میں ہے۔ اور میں اس کو یاد
کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی مجھے اپنے دل میں یاد
رکھے ہوئے ہو۔ لیکن نہ اس کو میری کوئی خبر ہے اور نہ
ہی مجھے اس کی کوئی خبر ہے۔ وہ میری اور اس کی آخری
ملاقات تھی شاید اس کو میرے الفاظ یاد تھے جو میں نے
اس سے کہے تھے کہ ہو سکتا ہے کہ آج کے بعد ہماری
ملاقات شاید دوبارہ نہ ہو سکے اس نے اس پر عمل کیا تھا
اور اس ملاقات کو آخری ملاقات ہی ثابت کر دکھایا
ہے۔ وفا ہو تو ایسی ہو چاہت ہو تو ایسی نہ پیار ہو تو ایسا
ہو۔ میں عورت کی عظمت کو سلام کرتا ہوں لیکن میں
مجبور تھا اس سے شادی نہیں کر سکتا تھا اس کے دل کو
توڑنا مجھے بہت دکھ دیتا تھا لیکن کیا کرتا جس سے میری
شادی ہوئی ہے میرا پیار تو صرف اسی کے لیے ہے
اور ہمیشہ رہے گا۔ قارئین کرام آپ ہی بتائیں کہ میں

میری ہمد میری دوست

شمینہ بیٹ۔ بھگت پورہ۔ لاہور۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ غیریت سے بے ہوش ہو گئے۔
 پھر اللہ سے دعا ہے کہ جواب عرض کی پوری نیم کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھے اور دن رات چوٹی ترقی عطا
 فرمائے آمین آپ سب کا بے حد شکر یہ آپ نے میری عمر بڑوں کو پسند کیا اور میری حوصلہ افزائی کی جزاک اللہ۔ آپ کی
 پڑھائی نے حوصلہ بڑھایا تو ایک اور کہانی کیساتھ حاضر خدمت ہو رہی ہوں میں نے اس کہانی کا نام میری ہمد میری
 دوست رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔

اور وہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
 تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادھر یا اثر ڈرامہ دار نہیں
 ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

چاہیے میری نوٹس والی فائل۔ ٹوپی نے بے حد
 مشکوک انداز سے اسے گھورتے ہوئے اپنی فائل
 لا شعوری سے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

وہ میرے نوٹس تو جاوید لے گیا۔ وہ آیا نہیں
 تھا ناں کالج اس لیے میں نے اپنی فائل اسے دے
 دی اور اب مجھے تمہارے والی ہی چاہئے۔۔۔ حنان
 نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔۔۔ ٹوپی کا دماغ
 جاوید کا نام سنتے ہی پھر ایک بار پھر گھوم گیا۔

کیا۔؟ آج پھر اس نالائق جاوید کو اپنے نوٹس
 دے آئے ہو وہ جاوید نالائق تیرا چاچا لگتا ہے کیا جو
 اپنی چیز اسے دے کر آتے ہو اور آتے ہو پھر منہ
 اٹھا کر میرے پاس ٹوپی نوٹس دے دو۔ ٹوپی کتاب
 دے دو۔ ٹوپی لیپ ٹاپ دے دو۔ اونہ۔ ضرورت
 کیا ہوتی ہے کہیں حاتم طائی کا جانشین بننے کی۔

۔۔۔ آف۔ ٹوپی دے دو ناں پلیز لاسٹ ٹائم پکا
 براس آئندہ کبھی کسی کو کچھ نہیں دوں گا، کچھ بھی نہیں
 پلیز اس بار مدد کرو وفاق۔

یہ یہاں کیا کر رہے ہو لگو یہاں سے نکلو ہا ہر
 میرے کمرے سے دفع ہو جاؤ یہاں سے
 ابھی اور اسی وقت وہ جو پورے انہماک سے اسکی
 رائٹنگ ٹیبل پر جھکا اسکے فولڈرز اور فائلز جلدی
 جلدی کھنکھال رہا تھا۔ اسکی تیز چلی نما آواز سن کر بے
 ساختہ اچھل پڑا تھا اور اسکی ہر بڑاہٹ میں اسکے
 ہاتھ کچھ فائلز پھسل کر نیچے جا گریں۔

ہا۔۔۔ حنان کے بچے تمہاری جرات کیسے ہوئی
 بغیر اجازت میری چیزوں کو ہاتھ لگانے کی اور تم اس
 وقت ادھر میرے کمرے میں کر کیا رہے ہو وہ تیزی
 سے آگے بڑھی اور جھپٹا مار کر اسکے ہاتھ سے باقی
 ماندہ فائلز چھین لیں۔

ٹوپی مجھے تمہارے نوٹس چاہئیں پلیز مجھے
 اکاؤنٹ کے نوٹس دے دو اس کے موڈ اور غصے کو
 یکسر نظر انداز کرتے ہوئے وہ لحاجت سے بولا۔

کیا نوٹس۔ مگر تمہارے نوٹس کہاں ہیں تم بھی
 تو کلاس میں بھی میرے ساتھ موجود ہونا پھر کیوں

جولائی 2014

Digest.pk



Digest.pk

ہی تھا مگر جب سے ان کے دونوں بیٹوں نے جوان ہو کر ان کے بازو بن کر ان کو سہارا دیا ہے تو ان کا بزنس تیزی سے ترقی کی راہ پر گامزن ہو گیا تھا اور پھر جیسے ہی مدحت کی تعلیم مکمل ہوئی عالم رضوی اور ان کی بیگم نہایت رضوی نے ان کی اور فیملی کی شادیاں طے کر دیں رشتے تو ان کے قریب بھائیوں کے وہ پہلے سے ہی طے کر چکے تھے انتظار تھا تو صرف مدحت کی تعلیم مکمل ہونے کا بہت جلد وہ لوگ اپنے فرائض سے فارغ ہو گئے اور مدحت اظہر کے سنگ بنیا کر ابو نعیم سدا حار میں کیوں کہ مظہر صاحب اظہر کے والد بہت عرصہ پہلے ہی وہاں منتقل ہو چکے تھے ان کا کاروبار بھی یہی سیٹ تھا لہذا شادی کے بعد مدحت بھی وہی جا رہی اور عالم ملا میں ان کی جگہ آمنہ رضوی رونق افروز ہوئیں ان ہی دنوں نہایت بیگم کے دل میں حجاج مقدس جانے کی خواہش جاگی اور کچھ اس شدت سے جاگی کہ وہ سب کچھ بھول گئی اٹھتے بیٹھتے ان کے لبوں پر ایک ہی بات ہوتی کہ وہ حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرنا جیسے ان کی خواہش بن چکی تھی ان کی یہ کیفیت دیکھتے ہی عالم رضوی صاحب حج کے کاغذات جمع کروا دینے اور ساتھ ہی اپنے آخری فروغ سے بھی سبکدوشی اختیار کی طفیل رضوی کی شادی بھی شگفتہ کروا کر وہ دونوں فارغ ہوئے۔

شگفتہ طفیل کی نکاح فیلو اور پسند تھی ادھر ان کی شادی ہوئی ادھر ان دونوں کو اللہ کے گھر سے بلاوا آ گیا اور وہ خوش خوشی گھر اور کاروبار کو بھوڑاں اور بیٹوں کے حوالے کر کے حج بیت اللہ روانہ ہوئے وہ دونوں بڑے جوش و جذبے کے ساتھ مناسک حج ادا کر رہے تھے اس دن شیطان کو نکلیاں مادی نہیں دوسرے حجاج کے ساتھ وہ بھی اس مقدس فریضہ کو ادا کرنے اور جذبہ ایمان سے شرمسار چلے تھے پھر ایک دم جانے کیا ہوا شوخ مایہ گیا شامیہ لٹوٹ گیا تھا ہر

کچھ نہیں دوں گا نہ جوتے نہ کپڑے نہ توپس۔ پلیز ٹوپی دے دو ورنہ اسائنمنٹ پورے نہیں ہونگے اوپر سے لاسٹ ڈیش ہے سمجھا کر وہاں ٹوپی پلیز اس کی ساری کڑوی اور ہکی باتوں کے جواب میں حنان نے بے چارگی اور مظلومیت کے ساتھ تمام کارڈز توڑتے ہوئے کچھ اس انداز میں کہا۔

ایسے ماننی ہی نہیں۔۔ اچھا لے لو مگر یہ آخری بار ہے تمہارے آخری بار ہے۔ اور ہاں مجھے کل تک میری فائل واپس چاہیے ہر حال میں ورنہ۔

ہمیشہ کی طرح اس کی مسکینی برساتی صورت پر ترس کھاتے ہوئے ٹوپہ نے اسے فائل پکڑا تو وہی مگر ساتھ ہی تنہی انداز میں واپس کرنے کا بھی مطالبہ کرنا نہیں بھولی تھی۔

ہاں، ہاں دے دو ٹکا واپس یقین کر دو ٹوپی جی۔ اور بہت بہت شکر یہ تمہارا تم بہت اچھی ہو اور ہاں میرے چاچو نام جنید امجد نہیں طفیل عالم رضوی ہے۔ طفیل عالم رضوی، اور حنان تو ابھی خود بچہ ہے لہذا اسکو بچوں میں تشریف لانے میں ابھی ایک زمانہ پڑا ہے سو تب تک انتظار فرمائیے۔

دروازے کے پاس جا کر اس نے شرارت سے کہا اور کسی بھی متوقع حلقے سے پہلے ہی باہر بھاگ گیا

حنان کے بچے ٹوپہ اس کی شرارت سمجھ کر ایک بار پھر چپٹی بھی مگر وہ قرار ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا

عالم رضوی صاحب کے دو بیٹے اور ایک ہی بیٹی تھی طفیل عالم رضوی اور طفیل عالم رضوی ان دونوں سے چھوٹی اکلوتی اور لازمی بیٹی تھی جو مدحت گھرانے میں بیٹا کی طرح چمکتی پھرتی تھی پورے گھر میں اس کی ہنسی کی چبکا رنگو بختی تھی عالم رضوی صاحب کا لیزر کا بلیکس تھا جو پہلے تو محمد پر چلنے پر

اپنے کام میں مگن تھا جس وجہ سے وہ اور بھی زیادہ چڑھ گئی تھی۔

حنا نے اپنا پراسس ہیرا نہیں کیا تم نے وعدہ کیا تھا کہ میرے نوٹس واپس کر دو گے مگر وہ دن گزرنے کے باوجود تم نے میری فائل واپس نہیں کی۔ کیوں؟ اب وہ غصے سے بھری اس کے سر پر کھڑی برس رہی تھی۔

اور اگر میں نہ دوں تو۔۔۔ تو۔۔۔ آنکھوں میں شرارت بھرے جارحانہ انداز کو خاطر میں لانے بغیر بولا۔ ٹوٹی کارنگ مارے غصے کے دھکنے لگا تھا۔

تو۔ میں تمہارا سر توڑ دوں گی۔۔۔۔۔ یہ تمہارا فیوٹ گلا ہے ناں یہ ہی تمہارے سر میں دے ماروں گی دیکھتی ہوں کیسے نہیں دیتے تم میری فائل۔۔۔ وہ غصے میں جج جج گلا اٹھانے کو بھی تو حنا کھڑا ہو گیا۔

باپ رے باپ۔۔۔ تم تو جنگی ملی فنی جا رہی ہو ٹوٹی۔ لڑائی اور غصے میں کہیں مل ہی نہ کر چٹھنا مجھے۔ تم سے ٹوٹی مجھے تم سے خوف آنے لگا ہے۔

وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے چند قدم دور ہٹ گیا اور وہ ایک دم بدلتے ہوئے دیکھیں میری بھائی یہ ٹوٹی مجھے مار رہی ہے اور لڑائی بھی کر رہی ہے میرے ساتھ اب کہ اس کا لہجہ اور انداز بالکل بدلا ہوا تھا مسکین اور مظلوم سا جبکہ میرا کام سننے ہی ٹوٹی کے ہاتھوں کے طوطے کیوتہ اور فالتائیں سب ایک ساتھ ہی اڑ گئے تھے اس نے گہرا کر اپنے پیچھے دیکھا تو واضح میر کھڑا حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

سم۔۔۔ میر بھائی وہ حنا میرے نوٹس نہیں دے رہا بلکہ الٹا مجھے۔۔۔

یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا ٹوٹی ایسے بات کی جانی ہے بدوں سے۔؟ اور یہ ہی سیکھے جانی ہو تم کالج اور اکیڈمی۔۔۔؟

میر نے اس کی بات نہ کی اسے بری

طرف انفرادی کا عالم تھا اور اسی انفرادی میں بہت سے حجاج پیدوں تلے آکر پکڑ گئے بہت سے زخمی ہوئے اور بہت سے شہید۔ اور انہی شہدا میں نزہت بیگم بھی شامل تھیں۔

عالم رضوی صاحب سنانے میں رہ گئے اور طفیل رضوی اور طفیل رضوی اور مدحت کی تو دنیا ہی اجڑ گئی۔ ان کی جنت جہاز مقدس پر ہی وہاں پہنچی جہاں وہی پہ خاک جہاں کا خیر تھا۔ دوسرے مرحومین کی طرح ان کو بھی وہی پہ دفنایا گیا عالم رضوی صاحب افسردہ غلوں ہی واپس آ گئے۔ اب جا کہ ان کی سمجھ میں آیا تھا کہ نزہت بیگم کی اتنی بے تابی کیوں تھی جانے کی شاید ان کی اجل انہیں وہاں لے جا رہی تھی تو لوگ بھلا کیسے رکاوٹ بن سکتے ہیں بہت عرصہ تک وہ لوگ افسردہ رہ کر آخر اپنی زندگی کی طرف پٹنے ہی گئے کہ جانے والوں کے ساتھ بھلا کون جاسکتا ہے زندہ ہیں تو زندگی کے تقاضے بھی تو پورے کرنے ہیں اور پھر ان کی زندگیوں میں کھلنے والے تنھے سنے پھولوں نے رنگ بھر دیے تھے آخر کار ان سب کو زندگی کی طرف کھینچ ہی لیا تھا۔ طفیل اور گفت کے ہاں میر۔ مدحت اور اظہر کے ہاں میر کی آمد نے رات لگا دی وہ گئے آمد اور طفیل تو ان کے ہاں چند دلوں بعد حرام نام کا پھول کھلا عالم رضوی اپنے پوتے پوتی کی آمد پر کھل گئے تھے ان کا زیادہ وقت گھر میں ہی گزرتا بھی گئی آفس کا چکر لگاتے تھے باقی کا سارا دن اپنے میر اور حرا کو دیتے تھے

حنا کے بچے سن رہے ہو یا بہرے ہو گئے اور وہ لان میں بیٹھا اپنے لیب باپ کے ساتھ پھینچ جہاز میں مصروف تھا جب ٹوہیا سے زور سے پکار لی تیز تیز چلتی ہوئی اس کے سر پر پہنچی اُسے آتے کن انہیوں سے دیکھ رہا تھا مگر جان بوجھ کر اتنا جان بنا

ہوئی تھی ان کی اپنی بھابیوں کے ساتھ بہت دوستی تھی وہ تو شروع سے ہی بے حد لادلی تھی مگر بھابیوں کے ساتھ بھی اس کے تعلقات مثالی تھے آئندہ اور شگفتہ بھی اسے اپنے چھوٹی بہنوں کی طرح سمجھتی تھیں اور ویسے بھی آج کل وہ سب آنے والی خوشیوں کے شدت سے منتظر تھے تین سال کے بعد آئندہ اور شگفتہ پھر امید سے تھیں اور پھر جلد ہی آمنہ کی گود میں منان رونق افروز ہوا۔ سب ہی بے حد خوش تھے شگفتہ رضوی اپنی تاسا رطیع کو بھلائے ننھے سے گول منول سے حنان کو گود میں لیے بیٹھی تھیں اور یہ جیت بیٹھے اور بھابیوں کے صدقے اتارنی پھرتی تھیں عالم رضوی صاحب رب کا شکر ادا کرتے نہیں تھک رہے تھے اس خوش خبری نے جہاں سب کو نہال کر دیا تھا وہی ایک بار پھر نزہت رضوی کی یاد سب کے دلی میں پٹکیاں لینے لگی تھی اور بعض اوقات بے پایاں خوشیاں بھی تو اپنے جلو میں اندوہناک غم لے کر آتی ہیں جس کی وجہ سے خوشی کا مفہوم ہی تبدیل ہو کر رہ جاتا ہے دو دن بعد ہی صرف دون بیباں اس ہسپتال میں شگفتہ رضوی لیٹی گئی جہاں دو روز قبل آمنہ رضوی موجود تھیں مگر پرسوں میں اور آج میں بہت فرق موجود تھا اتنا ہی بڑا فرق کہ جتنا دن اور رات میں ہے جتنا شور و گہما گہما اور سنائوں میں ہے جتنا زندگی اور موت میں ہے آمنہ رضوی اسی ہسپتال میں سے جیتا جاگتا ہنستا کھینٹا پٹا لے کر گئی مگر شگفتہ کے لیے کاتب تقدیر اور ہی فیصلہ کئے بیٹھا تھا دورانِ ذلیوری ایک خطرناک حد تک بڑھ جانے والا بلینڈ پریش بہت سی وجہیں گیاں بڑھاتا چلا گیا جس کی وجہ سے نیکی کی پیدائش کے فوراً بعد ہی شگفتہ کو سے میں چلی گئیں ڈاکٹر کی بے حد کوششوں کے باوجود بھی وہ چند گھنٹوں کے اندر اندر ہی ان صوب کو دایم رفاقت دے گئی۔

ان کی موت کی اطلاع جیسے عالم والا پہنچی ہر

طرح سے ڈانٹ دیا تھا اور وہ سر جھکائے چپ چاپ اس کی ڈانٹ سنتی رہی مگر بڑوں کا لفظ سن کر اچھل پڑی

مگر بھائی یہ تو میری عمر کا ہی ہے یہ کہاں سے بڑا ہو گیا مجھ سے صرف دو دن کا ہی تو فرق ہے اس کا اور میرا۔ اب کہ میری بات کاٹ کر وہ بے ساختہ بولی تھی میرا دیکھتا ہی رہ گیا اور حنان سے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو گیا۔

اونو۔۔ فرق چاہئے دو دن کا ہو یا دو گھنٹے کا بڑا تو بڑا ہی ہے میری عمر سے بڑا ہے بس۔۔۔ اب اس کی عزت اور احترام کم ایسے کیا کرو جیسے میرا اور میر کا کرتی ہو۔

میر نے ننھے سے کہا تو وہ صرف سر ہلا کر رہ گئی۔۔۔ ٹوپی یہ او اپنے نوٹس میں تو کل بھی گیا تھا مگر تم گھوڑے گدھے بچ کر سو رہی تھی اور مجھے مناسب نہیں لگا کہ تمہارے کمرے میں جاؤں اس لیے واپس لے آیا تھا اور اب بھی تمہیں دینے ہی والا تھا تم نے لڑائی شروع کر دیا تو میں بے چارہ کیا کرتا بھلا۔۔۔ پوری مکاری اور ہوشیاری سے اسے ڈانٹ پڑوا کر اب حنان جانے کہاں سے اس کی فائل برآمد کئے اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا اور ٹوپی کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ یہ ہی فائل اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے

اونہ۔۔۔ دیکھ لوں گی تمہیں بھی۔ ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے فائل چھینتی ہوئی وہ وہاں سے پھر چلتی ہوئی واک آؤٹ کر گئی۔۔۔

آجائیں ہواؤں میں اڑا کے لے چلوں تجھ کو تم ہی تو میری دوست ہو اور اس کے پیچھے حنان مسکرا کر دوبارہ لب لباب آن کر چکا تھا۔

حنان بڑوں مدحت عمیر کے ساتھ پاکستان آئی

جولائی 2014

Digest.pk

مری ہم میری دوست

بھائی جان میرے خیال میں ابا جان بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ پریشان نہ ہوں سب اللہ پر چھوڑ دے انشاء اللہ سب ٹھیک ہی ہوگا مدحت چھو نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔ تو وہ بھی مطمئن ہو گئے اور یوں اس بند کمرے میں روز سے منعقد کی جانے والی خفیہ کانفرنسز بہر حال کسی نتیجے پر قریب قریب ہو ہی گئی۔

دادا ابو کل ہم نے شاہی قلعے کا پروگرام بنایا ہے اور ہم کے بار کوئی بہانہ نہیں ملے گا آپ کو ہمارے ساتھ ہنگ پر جانا ہوگا۔ بس کہہ دیا ہے ہم نے۔ وہ ساری بچہ پارٹی دادا ابو کے سر ہوئے بیٹھے تھے جو خود بھی گھومنے پھرنے کے بے حد شوقین تھے مگر اس بار پتہ نہیں کیا ہوا خود تو وہ عین وقت پر بہانہ بنا کر رک ہی جاتے تھے ساتھ ساتھ ساری اسیوں اور ابوؤں کو بھی روکتے میں کامیاب ہو جاتے تھے مگر اب کے بار ان کا پورا پورا ارادہ سب کو ساتھ لیجانے کا ہی تھا کسی بھی طرح کا کھروار نہ کرنے کے موڈ میں نہیں لگ رہے تھے اچھا بھی جیسے تم لوگوں کی مرضی جہاں لے جاؤ گے چل پڑیں گے ساتھ تمہارے۔۔۔

دادا ابو نے احسان جتانے والے انداز سے کہا تو ان کی شرارت پر سب ہی بے ساختہ ہنس پڑے شہی کو تاریخ اور تاریخی عمارتوں سے خاص و عجیب بھی جب بھی لاہور آتی تو یہاں کی ساری جگہوں پر بڑے ذوق و شوق سے جالی گئی گئی کئی بار بھی دیکھی ہوئی جگہوں کو وہ ہر بار ایسے دیکھتی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہے کم سمی کھوئی کھوئی سی یہاں سے وہاں چکرانی پھرتی اور اس بھی وہ گلابی آسمانی ٹکروں والے فرائڈ اور چوڑی باجائے اور بڑے سے دوپٹے میں ملبوس وہ شیش محل کی دیواروں کو چھو چھو کر محسوس کر رہی تھی جگہ جگہ سے انگریزی پلستر اور

دھوپ چھاؤں جیسی اس لڑکی کی عادتیں بھی ایسی ہی تھیں موڈی معصوم احساس ذہن اور شرارتی اسکے مزاج میں سادھے ہی رنگ ایک کے بعد ایک جھلکتے تھے اور اپنے مزاج کے سب رنگوں اور این کے تمام شیڈز کے ساتھ وہ سب کو بے حد عزیز بھی۔ حنان اس کا ہم عمر تھا اور اس کا سایہ بھی۔

بہت چھوٹی عمر میں جب وہ دونوں اسکول جا رہے تھے تو دادا ابو امی اور چاچو نے علیحدہ علیحدہ سمجھایا تھا کہ گھر کے باہر ٹوٹی کا خیال رکھنا صرف اور صرف اسے ہی اس کا سایہ بگڑ رہا اور اسے رونے تو بالکل بھی نہیں دینا کیوں کہ وہ ٹوٹی سے بڑا ہے اور یہ بڑوں کا فرض اور ذمہ داری ہے کہ وہ چھوٹوں کا خیال رکھیں اور اسی ذمہ داری کو نبھاتے نبھاتے ہی نبھانے کب وہ اس کا بیسٹ فرینڈ بن گیا جس سے ٹوٹی لڑتی بھی بہت تھی مگر اس کے بغیر وہ بھی نہیں ملتی تھی جس کی ہر تان حنان پر ہی آکر ٹوٹی بھی پھر وہ اس سے چڑ جاتی تھی جانے کیوں مگر یہ تو ملے تھا کہ نہ تو ٹوٹی کا اس کے بغیر گزارہ ہوتا اور نہ ہی حنان اسے چڑائے بغیر رہ سکتا تھا ان کی یہ کھٹی میٹھی لڑائیاں ہی عالم دلا کی اصل رونق تھیں۔

ابا جی آپ کو پورا یقین ہے کہ جس طرح ہم سوچ رہے ہیں بالکل ویسا ہی ہے میرا مطلب ہے کہ اس طرح کرنا کیا مناسب ہے طفیل چاچو دادا ابو کی پوری بات غور سے سننے کے بعد بھی تذبذب نظر آ رہے تھے جبکہ باقی سب کو ان کے کسی بھی فیصلے پر کوئی اعتراض نہ تھا۔

ہاں جینا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں میں نے دنیا دیکھی ہے یار میرا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا اور پھر میں نے ابھی کسی پر کوئی فیصلہ تھوڑی سا اور کیا ہے ابھی تو صرف تجویز پیش کی ہے تم لوگ خوب اچھی طرح سوچ لو آگے جو اللہ کو منظور۔

مشی کہ کل کو جب ہماری آئندہ نسل مظلہ آرٹ کے حسین فن ایہ تاریخی عمارات دیکھنا چاہیں گے تو کہاں جائیں گے کن کنڈرات سے سرچھوڑیں گے کون سی ویب سائٹ کھولیں گے یا صرف کتابوں کے اوراق میں ملیں گی انہیں پر شکوہ تاریخ۔۔۔ میر کا ملال کسی طرح سے کم ہونے میں نہ آ رہا تھا دیکھیں جس طرح کسی کے دور رخ ہوتے ہیں تصویر کے دو پہلو ایسی طرح غلط اور سکی ساتھ ساتھ چل رہا ہے ضرورت ہے اپنے خیالوں کو درست اور سکی پر چلانے کی ضرورت ہے سکی اور غلط میں تمیز کرنے کی اور آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں یہ تاریخ ورثہ ہمارے پاس تاریخ کی امانت ہے مظلہ آرٹ کے جو نادر اور نایاب نمونے قدرت کی مہربانی سے ہمارے حصے میں آئے ہیں ہم اپنی عاقبت نا اویسی اور بھرانہ بے بسی اور غفلت کے باعث انہیں ختم کرتے جا رہے ہیں مگر میرے خیال میں ابھی بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس ورثے کو اس دولت کو دل جان سے لگائے رکھنے کی چاہ میں بھی زندہ ہیں مغربی دنیا اور دنیا بھر کے سیاحوں کے لیے جو جگہیں کشش کا باعث ہیں وہ انہیں دنیا کے سامنے پیش کرنے کے فن میں ماہر ہیں۔۔۔ میر ناہم تاثرات لینے اس کی باتیں حیرانگی سے سن رہا تھا اور وہ اس کے ایسے تاثرات دیکھ کر بے ساختہ مسکرا دی۔۔۔ آپ کو یقین نہیں آ رہا ناں مگر میں یاسی جھبوں کے بارے میں جانتی ہوں اور آپ کو بھی دکھا سکتی ہوں آئیے میرے ساتھ۔۔۔ کہتے ہوئے وہ ان کمروں میں اور بھول بھلیوں میں چلنے لگی میر خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہا تھا کئی موڑ مڑتے اور کئی گردشیں پار کرنے کے بعد وہ دونوں جس جگہ پہنچے وہ اس جگہ سے کسی قدر مختلف تھی میر کو یک بار پھر حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا اسے یوں لگا جیسے وہ واقعی کسی مظلہ دور میں آن کھڑا ہے خوبصورت چھوٹی چھوٹی ٹائیلوں سے بنی دیواریں

ٹوٹے شیشوں کی جگہ وہ تصویر میں وہی پرانہ شاہی دور کا شیش محل دیکھ رہی تھی کیسی قوم ہے ہماری ہم اپنے تاریخی ورثے کی قدر نہیں کرتے جو قومیں اپنے تہناک ماضی کو ختم کر دیتی ہیں جو اپنی عمارات کی حفاظت نہیں کرتی اپنے تاریخی ورثے کو نہیں سنبھال سکتی ان کا حال اور مستقبل ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ اس وقت ہمارا ہے افسوس صد افسوس کہ کسی دل میں نہ درود رہا اور نہ ہی احساس زیاں۔ وہ جانے خیالوں ہی خیالوں میں کہاں پہنچی ہوئی تھی اپنے نزدیک سے ابھرنے والی صد سے اور غصے کی ٹلی جلی کیفیت والی آوازیں کر حال میں واپس آن پہنچی میر اس کے پاس کھڑا ٹوٹے فرش گندی دیوڑوں اور شیشوں سیٹالی چھتوں کو دیکھتا ہوائی میں سر ہلاتا کہہ رہا تھا۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم پائے قوی ورثے کی حفاظت نہیں کرتے دیکھیں ابھی بھی یہاں کنسٹرکشن کا کام ہو رہا ہے اینٹیشن بھی ہو رہی ہے اور محکمہ آثار قدیمہ والے بھی کچھ نہ کچھ تو بہر حال کر رہی رہے ہیں پھر کچھ اتنے ماہوس کیوں ہو رہے ہیں بھلا۔ اپنی اڑلی نری سے کہتی وہ اس کے سامنے آنکھری ہوئی تھی شاید آپ ٹھیک ہی کہہ رہی ہوں گی مگر ہماری قوم کے ان ستوں کو کیا کہے گی آپ جو اپنی ناکام محنت کید استائیں ان بے جان دیوڑوں کے سینے پر رکھو جاتے ہیں یہ فون نمبرز اور یہ لیمائوں اور مجنوں کے نام یہ ٹھنڈے ریٹ عاشقوں کے گھٹیا پیغامات یہ سب کیا ہے۔ یہ محکمہ آثار قدیمہ والوں کو نظر نہیں آتے یہ جگہ جگہ لگے کوڑے انہار یہ ٹوٹی چھوٹیں ٹائیلز اور یہ ٹکڑا ہوا کنسٹرکشن میٹر بل جب بھی آؤ جتنے سال بعد بھی آؤ ویسے کا ویسا ہی ہوتا ہے مشی مجھے بے حد افسوس ہوتا ہے کہ سب دیکھ کر تاریخ کے اوراق ہمیں کن ناموں سے یاد رکھیں گے معلوم نہیں راجہ رنجیت سنگھ نے اگر یہاں جانی پہلانی تھی تو ہم بھی یہی کر رہے ہیں ذرا لگتا ہے مجھے

جولائی 2014

Digest.pk

میں رہتے ہوئے اتنی باخبر ہیں۔۔۔ کیسے
 ۲۔۔۔ وہاں آتے ہوئے سیر کرنے بلا آخر سیر کرنے وہ
 سوال پوچھ ہی ڈالے جو اس کے ذہن میں کب سے
 محسوس رہے تھے سیدھی سی بات ہے سیر یہ میرا
 سبکیٹ بھی تھا اور شوق بھی زمانے میں میں بھی آپ
 کی طرح بے حد مایوس تھی مگر پھر شوق میں تحقیق کی تو
 یہ سب ہی ہوتا چلا گیا اور ایسے بھی یونیورسٹی میں
 ہمارے ڈپارٹمنٹ کے سرعبدالحمید نے اس سلسلے میں
 میری بے حد مدد کی ہے وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے
 باتیں کرتے اپنے اہل خانہ کی جانب بڑھتے جا
 رہے تھے یہ دیکھے بغیر کہ کئی آنکھیں انہیں ہوں دیکھ
 کر چٹکی نہیں اور کئی لبابے ساختہ مسکرائے تھے۔

دادا ابو کے کمرے میں بند دروازوں کے
 پیچھے پھر خفیہ گفتگو جاری تھی جس میں پھوپھا جان اور
 خانو جان بھی یہ نفس نفس موجود تھے وہ لوگ کل رات
 ہی یہاں پہنچے تھے اور اب دادا جان کے روبرو بیٹھے
 اگلے لائحہ عمل طے کر رہے تھے اور تو اور پھوپھا جان
 کے لیب ٹاپ پر تو قیر ماسوں اور عطیہ ممانی بھی آن
 لائن تھی اور اپنے قیمتی اور مفید مشوروں سے سب کو
 نوازتے جا رہے تھے کوئی اور وقت ہوتا تو یہ ممکن ہی
 نہیں کہ شا اور نوشین اس بند کمرے ہونے والی
 مینٹل کے راز جاننے کی کوشش نہ کرتیں بلکہ عین
 ممکن تھا کہ وہ سب جاسوسوں کی طرح اندر کی
 اسٹوری باہر نکال ہی لائیں تھی مگر ابھی ذبح ہی ان کا
 اس طرف دھیان ہی نہ تھا کیوں کہ جولانچ میں
 سلا کھڑا تھا وہ ان کے لیے زیادہ اہم تھا۔ کیا ہے
 یار یہی تو موسم ہے نادون ہے نا گھومنے پھرنے کا
 خوب خوب انجوائے کرنے کا اور آپ لوگ اتنے
 بور ہو کہ سردی سے ڈر کر بستروں میں گھسے بیٹھے
 ہیں حد ہو گئی ہے۔۔۔ ہا۔۔۔ حنان اور عمر ہر ممکن طور
 پر ان چٹھیوں پر اجوائے کرنا چاہتے تھے مگر کیا کرتے

جگہ جگہ لگے بیٹھے اور جینا کاری سے نئی چھتیں فرش
 پیچھے خوبصورت قالینا ایک طرف شاہی تخت کے
 انداز میں سجایا گیا اسٹیک اور سامنے دو خوبصورت
 اونچی پشت والی آرام دہ سرخ اور سنہری کرسیاں
 بے حد دلنشین محرابیں اور قیمتی منقش بھاری آہنوی
 دروازے وہ سارے کا سارا ماحول ہی بے حد
 خوبناک اور پرسکون تھا۔۔۔ یہ ہے تصویر کا دوسرا رخ
 جس سے عام عوام غموں کا آئینہ بھی رہتی ہے یہ اس محل
 کا وہ حصہ ہے جہاں مہمان صدر، وزیر اسٹارٹ کار
 اور اہم شخصیات کے عزاز میں ٹھہرانے اور حشیانے
 دیئے جاتے تھے یہ ہے مغلیہ آرٹ اور ہمارے قوی
 ورثے کا وہ رخ جو عالمی میڈیا کو دکھایا جاتا ہے یہ
 اور اس کے بہت سے گوشے ہر تاریخی ورثہ کی حامل
 عمارتوں میں لازماً ہوتے ہیں ہم دنیا کو اپنا فرض وہ
 چہرہ ہی دکھاتے ہیں جسے ہم سجا سنوار کر اس قابل بنا
 لیتے ہیں کہ اقوام عالم کے سامنے شرمندی سے بچ
 سکیں سیرا بھی تک ایک ٹرانس کے عالم میں اس
 سارے سیٹ اپ کو دیکھے جا رہا تھا کہ مٹی کی اگلی
 بات پر چانک کر اسے دیکھنے لگا تھا۔ اور ہو دیکھیں
 سیر بھائی وہ گارڈن یا باغیچے جانتے ہیں اس احاطے
 کی گاس کہاں سے منگوائی گئی تھی سوئیٹرز لینڈ سے یہ
 لٹل گرین گھاس یہ خوش رنگ اور خوشبودار پھول
 پودے سب اپورٹڈ ہیں یہ باغیچہ اس محل کا وہ حصہ
 ہے جہاں ان معزز شخصیات کے اعزاز ہیں محفل
 موسیقی غزل ٹائٹ محفل مشاعرہ اور اس طرح کی
 دوسری باتوں کا اختتام کیا جاتا ہے اب آپ ہی
 بتائیں بھلا آثار قدیمہ والے کچھ نہ کچھ تو کر ہی
 رہے ہیں یاں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تو نہیں بیٹھے ہیں
 مٹی کی اتنی مکمل انعام بخش اور تاج نے اسے واقعی
 بڑا متاثر کیا تھا۔۔۔ ایک بات پوچھوں مٹی۔۔۔ جی
 پوچھیں آپ یہ ب کیسے جانتی ہیں مطلب میں لاہور
 میں رہتا ہوں اور اتنا کچھ نہیں جانتا اور آپ کراچی

آج میں ہواؤں میں اڑا کے لے چلوں
تو ہی تو میری دوست ہے۔۔۔

برف سے ڈھکی مال روڑ پران کے پیچھے پیچھے
چلتے ہوئے حنا نے پھر سے اپنا لیورٹ گاٹا گنگناٹا
شروع کر دیا جس پر ٹوپیہ یک دم چڑ کر اسے گھورنا
شروع کر دیا تھا۔ مسلا کیا ہے تمہارے ساتھ اب
اس سے زیادہ اور اوپر کہاں لے جاؤ گے بے چاری
غریب کو، اور کون سی ہواؤں میں اڑانا چاہتے ہو
اپنی نادیدہ دوست کو۔ بتانا پسند کرو گے۔ دونوں
ہاتھوں کو کمر پر ٹکائے وہ اسے کھا جانے والی نظروں
سے گھور رہی تھیں جبکہ اس کے اس انداز و سب ہی
اسے دیکھنے لگے تھے۔

آج میں ہواؤں میں اڑا کے لے چلوں۔

تو ہی تو میری دوست ہے۔۔۔
سننے پر ہاتھ رکھے اس کے آنکھیں ہوئے
حنان نے شرارت بھرے انداز سے کہا تو سب ہی
بے ساختہ ہنس پڑے تھے اور ٹوپیہ مصنوعی غصے میں
چرچرائی ہوئی پھوپھو اور خالہ کی طرف بھاگ گئی
۔ ابھی کل ہی تو وہ لوگ بدعت پھوپھو، پھوپھا جان
۔ اور انا، خالہ، اور خالو جان مری آئے تھے۔ بے
حد حسین نگاروں نے انیسویں روح تک سرشار کر دیا
تھا ہر سو برف کی سفید چادر مٹی سرد قدر درخت برف کا
لہاؤں اور جسے بڑی شان سے سراٹھائے بادلوں سے
سرگوشیوں میں مصروف نظر آتے تھے۔ اونچے
اونچے پہاڑ اور ان پہاڑوں میں کے دامن سب
برف کی رداؤں سے ایک عجیب و حسین نگارہ پیش کر
رہے تھیوہ سب بچوں کی طرح اٹھیلیاں کرتے پھر
رہے تھے برف کے گولے بنا کر ایک دوسرے کو
مارتے جا رہے تھے، کہیں برف پر پھسلنے کے مقابلے
کر رہے تھے وہ لوگ، اور تو اور سنو مین بنانے میں
خالو، خالہ، او پھوپھا جان نے سب بچوں کو بھی مات

جو تپتے صحراؤں کے باسی ہونے کی وجہ سے لاہوری
سردی سیکانپتے چلاے جا رہے تھے تو پھر بھلا وہ
نادان لبریاؤں میں کیسے جاتے مگر دوسری طرف
دوٹ زیادہ تھے عمیر کا ساتھ دینے کے لیے اکا دکا
ساتھی ہی تھے۔ تو اور کیا ایسا زبردست موسم اور ایسی
سولڈ سردی تو کئی سالوں کے بعد پڑی ہے سنا ہے
پچاس لاک کا ریکارڈ ٹوٹ گیا ہے اس بار ٹھنڈ کا
اور آپ ہیں کہ سنو فال دیکھنے کے بجائے ان
دیوار وزن کو دیکھنا پسند کر رہے ہیں زیادتی ہے عمیر
بھالی زبردست زیادتی ہے ٹوپیہ ٹالا اور نوشی بھی ان کو
چائل کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی تھیں
۔ یہی تو میں کہہ رہا ہوں سمجھنے کا کوشش کرو نہ تم لوگ
پچاس سالہ ریکارڈ والی سردی تو ادھر ہی رہ گئی، میں
خون جم رہی ہے مثلی درجہ حرارت تو لاہور کا ہے کہیں
تم لوگ اپنی تگیاں جھانکے ارادے سے تو وہاں
نہیں جانا چاہتے ہو عمیر کا کمزور سا احتجاج اب بھی
حاری تھا۔ ہاں تو بھائی یہ بھی تو دیکھیں ناں کہ ہم
نیتنے عرصے کے بعد یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور پھر
اں کے بعد بھی چائے نہ قسمت کب ایسا موقع فراہم
کرے کہ۔۔۔ ہیں۔۔۔ ہیں ایسا کیوں کہہ رہے ہو تم
۔ اللہ خیر کرے ہم ہر سال ایسے ہی اکٹھے ہوتے
رہیں گے انشاء اللہ۔ عمر کی بات تیزی سے کاٹتے
ہوئے عمیر نے دہلی کر کہا تھا۔ او۔ بڑے بھائی نیک
ہی تو کہہ رہا ہوں دیکھیں ناں جلد ہی حرا آپی۔ اور
مشی آپی آپ کی شادیاں ہو جائیں گی پھر یہ لوگ
کہاں کہاں چاہیں۔ اور آپ کی بیگمات جانے
آپ کو کہاں کہاں اڑا لے جائیں تو پھر آپ ہی
بتائیں میں یہ نہ کہوں تو کیا کہوں عمر نے آئینہ آٹے
والی صورت حال کا نقشہ کچھ اس انداز میں کھینچا کہ
سب کے چہرے پھاڑتے تھے سے لاونچ گونج آتھا تھا
جبکہ یوں سب کے درمیان اپنی شادی کے ذکر سے
حرا اور مشی بے اختیار شرم کر رہ گئیں۔

مری ہمد میری دوست
70
Digest.pk
2014

رضوی سے گھر داری کے طریقے سیکھ رہی تھی جبکہ حنان اور ثوبیہ بی کام پارٹ ٹو کے اسٹوڈنٹ تھے ایک ہی کالج میں جاتے تھے اور وہ کئی شاوہ۔ آئی ایس، ایس فرسٹ ایئر کی اسٹوڈنٹ تھی اور میر بھی اپنی تعلیم مکمل کر کے ابو اور چاچو کے ساتھ بزنس جوآن کر چکا تھا۔ اسکی اور حنان کی دوستی بھی بہت تھی اور محبت بھی بے شمار تھی مگر مزاج دونوں کے یکسر جدا تھے حنان جتنا شوخ چلبلا اور ہنس کھتا تھا میر اتنا ہی سنجیدہ ریزور اور کم گو تھا مگر اس کے باوجود دونوں کی اچھی بنتی تھی اور پھر جب عمیر اور عمر آجاتے تو انکی محفل رات رات بھر جاری رہتی تھی یہ ہی حال حرا ثوبیہ اور ثنا کا تھا ان تینوں کی موجودگی میں انہیں بھی کسی چوتھے ساتھی کی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی ہاں جب حرا اور ثنا کی خالہ زاد مشی اور نوشی آجاتیں تو پھر وہ بھی خوب ہلہ گلہ کرتیں

ثوبیہ آپلی آپ کو پتا ہے اس بار چیشیوں میں ہمیں بہت۔۔ بہت مزا آنے والا ہے بائے میں تو ابھی سے ایکسا ٹیڈ ہو رہی ہوں ثنائے اسکے پاس دھپ سے بیٹھے ہوئے کہا تو وہ جوڈا ٹیسٹ میں منہ دیئے اپنے خورد ٹناون کی آخری قسط پڑھنے میں گم تھی اچھل ہی پڑی۔

کیا۔ کیا مطلب تم لوگ کہاں جا رہے ہو چیشیوں میں خالہ کے گھر یا ماموں کی طرف ثوبیہ نے اسکے دیکتے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ نفی میں سر جلائے گی۔

اونہوں۔۔ نہ ماموں کی طرف نہ خالہ کے ہاں بلکہ ہمارے گھر مہمان آرہے ہیں بھلا پو پو چیشی تو کون آرہا ہے ثنائے حسب عادت کسوٹی۔ کسوٹی کھیلنا شروع کر دی تو ثوبیہ کے ساتھ ساتھ حرا بھی جھٹلائی۔

کیا ہے ثنائے می طرح ثنائے کون آرہا ہے اور نہ ای سے پوچھ لوں گی جا کر تم اپنا یہ کوڑو اپنے پاس

طرف ایک کمرہ مچ گیا تھا دونوں قبل جہاں خوشی کا سماں بنا ہوا تھا ایک دم سے ہی وہاں ماتم کی فضا بچھل گئی میر سے تو ماں کی گود چھٹی ہی مگر غریب ثوبیہ تھی اس دنیا میں آتے ہی اس کی گود سے مرحوم ہو گئی عالم رضوی صاحب کے لیے تو اس کے لاڈلے بیٹے کا یوں اجڑ جانا بہت بڑا غم تھا ابھی تو ان کے دل کے تار اپنی تیکس کے غم سے ہی لرز رہے تھے کہ بیٹے کی محبوبہ بیوی بھی اسے کراگلے جہاں سدھار گئی وہ ایک دم سے خاموش اور نڈھال نڈھال حال سار بنے لگا تھا مدحت جو بھائی اور بھائیوں کی خوشیاں وہ بالا ہونے کی وعائیں مانگتی پھر رہی تھی بھائی کے یوں تنہا رہ جانے پر ششدر رہ گئی شگفتہ کے بوڑھے والدین جو اپنی اگلوٹی بیٹی کی طرف سے سے ملنے والی خوشخبری کے منتظر تھے یہ علم ناک کر سن کر ڈھسے سے گئے ان کی دنیا تو سہی معنوں میں اجڑی تھی ایک شگفتہ ہی تو ان کا جیسے سیارہ تھی اب وہ بھی نہ رہی ان کی حالت دیکھی نہ جانی تھی مگر پھر میر اور ثوبیہ کو دیکھ کر سنبھلنے کی کوشش کرتے اور سنبھلنا تو آمنہ کو بھی بہت جلد پڑا تھا کیوں کہ اس کے سر پر صرف حرا اور حنان کی نہیں بلکہ میر اور ثوبیہ کی بھی ذمہ داری تھی انہوں نے اس ذمہ داری کا احسان خوب سنبھال لیا تھا اور ان کی یہ کوشش آہستہ آہستہ سب کو غموں سے باہر کھینچ لاتی تھی پھر وقت کیسے گزرا کسی نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی زحمت ہی نہ کی وہ سارے نئے آمنہ کی محبت بھری گود میں پل رہے تھے نیشیل رضوی نے سب کے اسرار کے باوجود شگفتہ کی جگہ کسی کو بھی دینے سے صاف انکار کر دیا تھا ان کا اب زیادہ تر وقت بزنس میں ہی گزرتا تھا یا پھر وہ اپا جان عالم رضوی کی محبت میں ہی غار غ وقت گزارہ کرتے تھے

حرا اپنی تعلیم مکمل کر چکی تھی اور آج کل آمنہ

جولائی 2014

Digest.pk

صرف یہ ہی ایک بہن اور بھائی رکھتی تھیں۔
اسامہ خالہ کراچی جیدہ تو قیر ماموں اسلام آباد
رہائش پزیر تھے اور مشترکہ طور پر سب بچے ماموں
اور خالہ جانی تھے کیوں کہ آمنہ کی طرف انہوں نے
بھی کبھی فرق نہیں رکھا تھا اور ان پانچ سالوں بعد
پھوپھو جو ان خود پر دیکھ بھال کو دیکھ کر نہال ہو رہی
تھی وہی نازک حسین بھتیجیوں پہ بھی واری صدمے
ہو رہی تھیں اور پھر جیسے ہی مٹی اور نوشی کی آمد ہوئی
انکا کورم پورا ہو گیا روزانہ تلی کپڑے نہ کھینا سیر
سپانوں کے پروگرام سننے لگے ایک طرف تمام
بڑے دادا ابو کے کمرے میں بیٹھے نئے پرانے قصے
دہراتے نہ تھکتے اور دوسری طرف علیحدہ تو کبھی
مشترکہ طور پر ٹولہ بنائے باتوں اور شرارتوں میں
مصروف نظر آتے۔

جس طرح ہر پھول کی خوشبو اور رنگ جدا ہوتا
ہے اسی طرح ہی انسانوں کی خطرات اور عادات اور
خصائیل بھی الگ الگ ہوتے ہیں اور اسی تنوع میں
حسن ہی خوبصورتی ہے کشش ہے ان تمام بچوں کی
عادت اور مزاج بھلے الگ الگ تھے مگر کشش اور
محبت سب میں ایک جیسی تھی سیر اور عمیر ہم عمر اور ہم
مزاج تھے تھوڑے سنجیدہ تھے کم گو اور بہت زیادہ
حساس اور ڈسدار تھے جبکہ ان کے برعکس حنان اور
عمر ایک دوسرے کی کاپی نکلتے تھے چلبے شرارتی بظاہر
لا پرواہ نظر آتے مگر درحقیقت بہت محبت کرنے
والے نرم مزاج اور زندہ دل نوجوان تھے اذھر
لڑکیوں میں مٹی اور حرا ہم عمر بھی تھیں اور بہت محبت
کرنے والی فرمانبردار بیٹیاں ذہین سکھرا سلیقہ مند
اور شرمیلی شا اور نوشی کا حال بھی حنان اور عمر والا تھا
ہم عمر بھی مزاج بھی اپنی عمر کے عین مطابق
معصومیت شرارت اور لا پرواہی کا حسین امتزاج
اور وہ گئی تو یہ رضوی تو اس کے مزاج سب سے جدا تھا

ہی رکھو حرا نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو
ٹکانے جلدی سے اس کا ہاتھ تعام لیا۔

اگلے ہفتے ابو ظہبی سے پھوپھو جانی آ رہی ہیں
عمیر بھائی اور عمر بھائی کے ساتھ اور ان کے دونوں
کے بعد خالہ جانی مٹی آئی اور نوشی آ رہی ہیں کراچی
سے اب بتائیں آئے گا کہ نہیں مزہ ان چھٹیوں میں
پوری تفصیل ان گوش گزار کرتے کے بعد اس
نے فخریہ انداز سے اس کی طرف دیکھا تو وہ بھی
خوش ہو گئیں۔

ہاں پھر تو واقعی ہی بہت مزہ آنے والا ہے
خوب گھومیں گے سیریں کریں گے مزہ آئے گا یاد
۔ تو یہ کوا بھی سے انجانی خوشی ہو رہی تھی ان سب کو
پھوپھو سے بہت محبت تھی آخر کو اکلوتی پھوپھو تھی مگر
حرا کی آنکھوں میں جانے کیوں جگنوں سے بھر گئے
تھے اور ہونٹوں پر ایک مدھم سی مسکان ٹہر گئی تھی۔

اللہ۔۔۔ ابائی۔۔۔ سارے بچے ماشاء اللہ کتنے
بڑے ہو گئے ہیں اور کتنے حسین بھی مدحت پھوپھو
بار بار سب کو گلے لگا کر ایسے ہی چمکے بول رہی تھی
اور باری باری سب کو چوم بھی رہی تھی اور پھر دادا ابو
سے یہی چمکے بولتی جا رہی تھی جنہیں من کر وہ سب
مکھوٹا ہو رہے تھے اصل میں پھوپھو کا اس بار کا چکر
پورے پانچ سال کے بعد لگا تھا کچھ تاگر یز وجوہات
کی بنا پر وہ ہر سال آتے آتے رہ جاتی تھیں اور شاید
اس بار بھی ایسا ہی ہو جاتا کہ اگلے سسرال میں چند
فٹکشنز تھے جن کی وجہ سے وہ ڈانواں ڈول ہو رہی
تھی مگر بھلا ہو دادا ابائی کا جنہوں نے انہیں اور پھوپھو
جان کو جانے کیا کہا تھا کہ وہ فوراً دوڑی چلی آئی تھی
اور جلد ہی پھوپھو جان کی آمد بھی متوقع تھی اور یہی
حال خالہ جانی کا تھا۔ فٹفٹ رضوی تو مٹی ہی اکلوتی
اور ان کے بعد اس کے والدین بھی زیادہ عرصہ
حیات نہ رہے جبکہ آخر رضوی بھی مٹنے کے نام پر

ایک دوسرے کو پکڑے۔ تہ برف سے پھسلنے لگے۔
 سنچلتے سڑک کے کنارے آئے۔ گے روانہ ہوئے انہیں
 اس طرح بلا کڈھے کی طرف جاسے۔ دیکھ کر اور بھی
 گاڑیوں کے لوگ نیچے اتر آئے تھماؤ پھرز۔ مسکوبی
 ٹیوں کے وہاں پہنچے تنگ اپنی مدد آپ کے تحت کافی
 راستہ کلیئر کر چکے تھے اور گیارہ بارہ والوں نے آر
 جلد ہی سڑک صاف کر دی اور راستہ کھولنے پر سب
 نے کلمہ شکر ادا کرتے ہوئے اپنی اپنی راہ لی جب
 یہ وہ لوگ واپس آئے تھے ایک لچل سی ہوئی
 تھی ایک تو ان کے آنے سے پہلے ہی تیار کیے
 جانے والے سر پرانز جوان سب بڑوں کی ملی بھگت
 کی وجہ سے وقوع پذیر ہونے جا رہے تھے اس پھر
 اس پر اپنے استنباط کے لیے پہلے سے موجود توقیر
 ماموں، عطیہ ممالی، سفیر بھالی، اور عشتا بھالی
 ۔۔۔ بھان کے چنوں منوں کی موجودگی۔ وہ لوگ
 انہیں اس طرح اپنے سامنے دیکھ کر بے سکتہ اچھل
 پڑے خوشی سے۔ اکی یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔ ایسا
 کیسے ہو سکا ہے بھلا آپ تو سب باقی ہیں تان پھر
 بھی۔۔۔ جتنا کہ جب سے دادا جان کے درادوں کی
 کبر ہوئی تھی، ان کے دل کو جیسے پٹکے سے لگ گئے
 تھے اب جب بھی دیکھو تو بھی وہ اکی اور بھی پھر پھو
 جان کے ان کا اچھل تھا سہ منہنا تان پھرتا ہے نظر آتا
 ہے وہاں پرواہ کس کو تھی اس کی سوا باتوں کا ایک ہی
 جواب ملتا تھا۔ بھئی ہم کیا کر سکتے ہیں ہیڈ آف دا
 ٹیلی، تو ابا جان ہیں اور ہم ان کے کسی بھی فیصلے سے
 روگردانی کرنے میں سوچ بھی نہیں سکتے لہذا تمہیں
 جو بھی کہنا ہے دادا جان سے کہو ڈاریکٹ جا کر
 دوسرے گفتگوں میں ہماری جان چھوڑ دو اور خود ہمت
 کر بیگ ملی کے گلے میں گھٹی باندھو، دادا جان آپ
 اپنا فیصلہ بدل نہیں سکتے۔ کیا میں آپ کا پوتا
 نہیں ہوں یا پھر آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے۔؟ دادا
 جان تہجد کے لیے اٹھے ہی تھے کہ اپنے کمرے میں

کر ڈالا تھا موسم کی شدت بھی انہیں اس ہاؤس میں
 بٹکنے پر مجبور نہ کر پا رہی تھی۔ اور اب تو عمیر کو بھی
 ہنسوں ہو رہا تھا کہ وہ سب کو ایسے ہی منع کرتا رہا تھا
 آنے سے اسے بھی یہ موسم و تلاش نگارے مسکور کر
 رہے تھیا اور پھر جب وہ لوگ وادی ٹیلیم پہنچے تو وہاں
 بکھرے قدرتی حسن نے سب کو باندھ کر رکھ دیا تھا
 دو پہنچے پھر پورا انجوائے کرنے کے بعد وہ لوگ اٹھے
 تھے گو کہ ان کا ابھی کچھ خاص موڈ نہیں تھا واپسی کا
 مگر پھر وہی دادا جان نے جانے کیا کہا پھو پھو جان
 اور خالو جان تو فوراً وہاں سے نکل کھڑے ہوئے
 تھیاں کی کو سٹر اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی
 اور وہ لوگ ہم آواز ہو کر گانے گاتے تھے شرارتیں
 کرتے اس سفر کو بھی انجوائے کر رہے تھے کہ گاڑی
 جھٹکے سے رکی۔

کیا ہوا اللہ خیر کیوں روک دیا۔۔۔؟ وہ سب
 باری باری چلائے۔ لگے، آگے راستہ بند ہے بابا
 ۔ لینڈ سلائڈ تنگ کی وجہ سے روز جلاک ہے سب اب ہم
 کو نہیں کر سکتے راستہ کلیئر ہو گا تو گاڑی آگے چلی
 ڈرائیور خاں نے راستہ کھوتے ہوئے انہیں اطلاع
 پہنچائی تو وہ۔۔۔ الف۔۔۔ نو۔۔۔ کہتے ہوئے ایک
 دوسرے کے اوپر ڈھیر ہو گئے اب وہ نہ تو آگے
 جاسکتے تھے اور نہ آگے کس کے ان کے پیچھے بھی
 گاڑیوں کی لمبی قطار بن گئی شروع ہو گئی تھیں اور
 آگے تو پہلے سے ہی لائن لگی ہوئی تھی۔ پھو پھو جان
 ایسے ہی واپس آئے آج ہم ایک دو روز اور رہ
 جاتے کتنا مزہ آ رہا تھا اب یوں گاڑی میں بیٹھے بیٹھے
 جانے کتنا وقت گزارنا ہو گا نوشی نے بڑے معصوم
 انداز سے پھو پھو سے کہا تو سب اسی تائیدی انداز
 میں سر ہلانے لگے۔ چلو بھئی جوانوں تم لوگ کیا
 لڑکیوں کی طرح ڈرک اندام بنے بیٹھے ہو باہر نکلو
 اور جائزہ وائرہ لو آگے جا کر اس طرح گاڑی میں
 بیٹھے رہنے سے کیا ہو گا پھو پھو جان نے کہا تو وہ

جولائی 2014

Digest.pk

مری ہندم مہی کی دوست

ہے۔ ورنہ۔ دادا جان نے اسے ایک بار پھر تنبیہ کی اور اٹھ کر وضو کرنے والی روم میں گھس گئے۔

ادب شہزادہ حنان صاحب آج کدھر کی تیاریاں ہیں بھئی طفیل چاچو کے پکھرانے پر سب ہاتھ روک کر اسے دیکھنے لگے جو کہ سک سے تیار خشبوؤں میں بسا ڈرائنگ روم کے دروازے سے اندر آ رہا تھا وہ سب لوگ اس وقت وسیع عریض ڈرائنگ ٹیبل کے گرد بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے حرا، مٹی اور ثوبیہ کی کچن میں ابھی تک کوئنگ سروں جاری تھی اور اس وقت بھی ٹوٹی چاچو کی پلیٹ میں پرائیڈ رکھ رہی تھی کہ ان کی بات سن کر وہ بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگی کہیں نہیں چاچو جان میں نے سوچا کہ آج سے میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ آفس جایا کروں گا آخر کل کو مجھے بھی اس ٹیبل پر بس کو جوائن کرنا ہے ناں۔ تو پھر آج سے ہی کیوں نہیں۔ اور دیتے بھی کسی نے مجھے کہا ہے کہ میں بہت لا پرواہ اور غیر ذمہ دار ہوں اب مجھے ثابت کرنا ہے کہ میں بھی ذمہ داریاں اٹھا سکتا ہوں اپنی بھی اور کسی اور کی بھی نروٹھے انداز میں دادا ابو کو دیکھتے ہوئے بات ٹھیک کی جن کے چہرے پر شریر مسکراہٹ کھل رہی تھی وہ چاچو کے ساتھ والی کرسی ٹھیک کر بیٹھ گیا۔ وہ تو ٹھیک ہے پر خوردار مگر یاد رہے تمہارا رزلٹ آنے میں ابھی کچھ دن باقی ہیں جبکہ میرا شاء اللہ ایم بی اے مکمل کر کے پوری ذمہ داری کے ساتھ کاروبار معاملات میں اپنی قابلیت ثابت کر چکا ہے اور آپ کا تو ابھی خیر سے تعلیم بھی ادھوری ہے اور رہی لا پرواہی اور غیر ذمہ داری تو وہ آپ بھی خود اپنے منہ سے قبول کر چکے ہیں اب ہٹاؤ بھلا ہم کیسے آپ پر اعتبار کر سکتے ہیں ابو جان نے ٹیک کے اوپر سے جھانکتے ہوئے بظاہر بہت سنجیدہ انداز میں کہا تھا مگر ان کے لہجے میں کبھی شرارت

اپنے بیٹے کے پاس سر جھکائے ٹڈی حال سے بیٹھے ہوئے حنان کو دیکھ کر ان کے دل پر جیسے ایک گھونٹ سا بڑا تھا وہ بلاشبہ ان کا لاڈلا چلبلا پوتا تھا سارے گھر کی رونق اور جان تھا مگر اس وقت خود بے جان سا ہوا بیٹھا تھا الجھے کھرے ہوئے چلے اور ہلکی بڑھی شیو، اور کھرے بال اور روف سا حلیہ وہ تو بڑا ایک شک سے ریڑی رہنے والا بندہ تھا اس وقت اس کی حالت سے دادا جان پورے کے پورے مل گئے تھے۔

حنان بچے کیا ہوا اس وقت اس طرح یہاں کیوں بیٹھے ہو بیٹا انہوں نے اس کے جھکے سر پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا، دادا جان آپ اپنا فیصلہ بدل نہیں سکتے۔ کیا میں آپ کا پوتا نہیں ہوں یا آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے، یہ کیسا سوال کر ڈالا تھا اس نے وہ اسے دیکھتے ہی رو گیا۔ بتائیں نہ دادا جان، کیا کی ہے مجھ میں کیوں آپ سب میری فیملنگ کو سمجھ نہیں پا رہے ہیں بتائیں نہ دادا جان اب وہ رو دینے کے قریب تھا۔ ہم سب سمجھتے ہیں بیٹا مگر تم یہ بتاؤ کہ تم کیوں نہیں سمجھ رہے اپنی ذمہ داریاں تو تم سے اٹھائی نہیں جاتیں دوسروں کی کیا خاک اٹھاؤ گے انسان کی لا پرواہی اور لا اہالی انسان ہو تم غیر سنجیدہ سنجیدہ روئے کے ساتھ کب تک زندگی ضائع کرتے رہو گے اگر تم نے کوئی ذمہ دارانہ رویہ بھایا ہوتا تو ہم یقیناً کوئی اور ہی فیصلہ کرتے مگر اب تم خود ہی بتاؤ ہم کیا کریں بھلا بہت مشکل سے اپنے اندر دینی جذبات کو چھپا کر دادا جان نے الٹا اسے لتاڑ ڈالا تھا دادا جان پلیز ایک چانس تو مجھے ملنا ہی چاہئے ناں۔ اتنا تو میرا حق بنتا ہے اگر پھر بھی میں آپ کی توقع پر پورا نہ اتروں تو پھر آپ جو فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہو گا پلیز دادا جان۔۔۔ چلو ٹھیک ہے یہ بھی کر دیکھتے ہیں تمہارے پاس اب زیادہ وقت نہیں ہے پر خوردار، چند ہفتوں میں تمہیں خود کو اٹل ثابت کرنا

جولائی 2014

Digest.pk

مری ہدم میری دوست

جولائی 2014

اور حنان کے تاثرات دیکھتے ہوئے سب بے اختیار
تہلکا کر رہے تھے اور اس لمحے میں حنان کی
بھی جیسی جیسی ہنسی بھی شامل تھی۔

اس وقت لاؤنج میں رنگوں کی بہار اتری ہوئی
تھی بے حد دیدہ زیب رنگ برنگے ملبوسات جگ
جگ کر لی جیولری کھلکی چوڑیاں جوتے خشبو میں
باتیں دہلی دہلی سی ہنسی جلتی تھیں اور بے ساختہ
انہوں نے والے لمحے۔ وہ ساری کی ساری تمام امیدوں
کے ساتھ لواہیات میں بری طرح الجھی ہوئیں تھیں
لاؤنج کی تمام لائیکس آن تھیں اور ان چمکدار
روشنیوں میں سوگنا زیادہ اضافہ کر ڈالا تھا بلکہ ان
سے بھی زیادہ جگمگاتے چہرے اور پہنوں سے بھری
چمکدار آنکھوں کی روشنی تھی جو پورے ماحول کو خیرہ
کر رہی تھی ٹوپی ٹوپی کہاں ہو جی۔ وہ اسی وقت
حنان شور مچاتا ہوا اپنے مخصوص انداز میں اچھلتا کودتا
وا دیا دروازہ زور سے بند کرتا آن وارد ہوا تھا اس
طرح با آواز بلند پکارنے پر سب کا ماکہ زلزلہ ٹوٹ گیا
اور اسی وجہ سے وہ چلائی گئی تھی۔ اوہو حنان کیا ہے
کیوں شور مچا رہے ہو کوئی تمہارے پیچھے لگ گیا ہے
کیا۔۔۔ حرا آپلی جو اس کے اس وقت سب سے
نزدیک تھی انہوں نے ہی اسے آڑھے ہاتھوں لیا تھا
اسے آپلی خبر ہی ایسی شاندار ہے کہ مجھے کچھ سوچہ ہی
نہیں رہا جیسے ہی جنید کی کال آئی سیدھا آفس سے
اٹھ کر بھاگتا چلا آیا ہوں اس نے جوش اور خوشی کے
عالم میں آپلی کو ہی پکڑ کر گھوما ڈالا حنان ہر اذیت
آگیا ہے تو یہ سب کچھ بھیک بھانک کر اس کی
طرف ہلکی تھی اب اس کا بازو ہلا کر بولی تو وہ آپلی کو
چھوڑ کر اس کو گھماتے لگا تھا۔ ہاں ٹوپی جی آگیا
ہمارا در زلزلہ اوجھتا ہے پورے کال میں غائب کیا ہے تم
نے ائی ایم سو پینے وہ خوشی سے بے قابو ہو رہا تھا
۔ اور تم ٹوپی کے اچھے سوال پر وہ ایک لمبے کے

لیے رکھا تھا اور سب کو ایک ہی سوالیا نظروں سے پا
کر مسکرا دیا۔۔۔ میں بھی دو لفظی سوال کا دو لفظی ہی
جواب آیا تھا۔ مطلب ای جان بے تابی سے آگے
بڑھی نہیں۔ مطلب امی جان میں بھی اسے شاد لیا
ہے مگر نمبر ٹوپی سے کم آئے ہیں واہ۔۔۔ ایک بار پھر
لاؤنج میں شور مچ گیا امیاں تو فوراً شکرانے کے
لواہل ادا کرنے چلیں گئیں اور وہ ساری کی ساری
تیاریاں چھوڑ کر انہیں گھرے میں لے کر ٹریٹ
ٹریٹ کا شور کرنے لگیں۔۔۔ حنان جھپٹ بڑھیں لگتا
جب میں ہمیشہ تم سے زیادہ نمبر لے جاتی ہوں اور تم
دو چار نمبر کے فرق سے پیچھے رہ جاتے ہو تو یہ ان
کے شور غل کو نظر انداز کر لی ہوئی اس کے قریب
کھڑیاں سے پوچھ رہی تھی نہیں بالکل بھی نہیں اپنی
چمکدار آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈال کر بے
ساختہ اور اتنے یقین کے انداز میں بولا کہ وہ بس
اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔۔۔ مگر کیوں کیوں کہ تم ہی تو
میری دوست ہو وہ ایک بار پھر اس کے ساتھ چھکا
گنگنا نے لگا تھا تو سب بے ساختہ ہنس پڑے تھے۔

عالم دلا کی رونقیں آج دیکھنے سے تعلق رکھتی
تھیں باؤڈری اور لان کے چاروں طرف
خوبصورت اور رنگ برنگے سما بہار دکھا رہا تھا لان
کے تمام درخت اور پودے بے حد حسین اور جھمک
کرتی روشنیوں سے سجے ہوئے تھے ایک طرف
باربی کیو کا زبردست انتظام تھا جس کی وجہ سے
اشہارہ انگیز خوشبوئیں چاروں طرف چکرائی پھرتی
تھیں اور ان کی ذمہ داری شہر کے مشہور ترین کینرز
کے پاس تھی جن کے بارود دی بیرے ادھر ادھر
دوڑتے پھرتے تھے عالم دلا کے باسیوں کے لیے
یہ ایک خاص دن تھا آج کا دن لان کے مشرقی حصے
میں بہت خوبصورت اور مغلیہ طرز کا بڑا بنا تھا جس پر
مغلیہ طرز کی ہی آرکش اور سجاوٹ نے چار چاند لگا

جولائی 2014

Digest.pk

78

مری اہم میری دوست

اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے تھے مگر دادا جان کے اطمینان میں ذرا فرق نہیں آیا تھا وہ خود آگے بڑھے اور انہیں اسٹیج پر لے آئے ہر طرف ایک محسوس کیا جانے والا سناٹا چھا چکا تھا مٹی کے بارود کی ہیرے بھی اپنی اپنی جگہ پر آکر رک گئے تھے اور حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے مدحت پھوپھو نے حرا کو عمیر کے برابر لا بیٹھا جبکہ آمنہ رضوی نے مٹی کو عمیر کے پہلو میں بیٹھا اور اسماء خالہ نے ٹٹا کا ہاتھ پکڑ کر اسے عمر کے ہاتھ میں دیا عطیہ ممانی آگے بڑھیں اور ٹوپی کو حنا کے ساتھ بٹھا دیا اب روگنی نوشی۔۔ تو عشا بھابی کے پہلو میں لگی شرمارہی تھی عشا بھابی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ٹوپی کے برابر بڑی خالی کرسی پر بٹھا دیا اور خود مسکراتے ہوئے دادا جان کو دیکھنے لگی تمام مہمان کرائی اس ساری کارروائی کو حیرت بھرت انداز میں دیکھ رہے تھے۔ ارے بھئی منہ کی صاحب یہ بات ہے وہ ہے۔ ارے اور وہ نہیں پانچ۔ ارے وہ ہے۔ اس کے کہہ سہی تو لائیں تاکہ ہم بھی دیدار رہیں اس کا دادا جان کہہ ہم نوالہ ہم پیالہ جگری دوست نے اپنے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے کہا تو دادا جان بے اختیار ہنس پڑے اب اس راز سے پروہ انخانی دیتے ہیں دادا جان عشا بھابی کے ابو سے کہا تو وہ اور ان کی بیگم اپنے خوبرو بیٹے کیپن حنزہ کیساتھ اسٹیج پر آئے اور لا کر حنزہ کو نوشی کے ساتھ بیٹھا دیا پھر ان سب کو خوبصورت رنگز پہنائی گئیں اور جیسے ہی یہ عمل مکمل ہوا ہر طرف مبارک سلامت کا شور مچ گیا، حرا عمیر، مشا عمیر، شاعر نوشی حنزہ اور ثوبیہ حنا کیساتھ منسوب کر دیں گئیں حنا جو تھوڑی دیر پہلے سب سے تھا تھا منہ پھیلانے بیٹھا تھا اب سب سے زیادہ چمک رہا تھا اس کے بات بات پر نکلنے والے بے ساختہ قہقہے اس کی اندرونی خوشی کو نمایا کر رہے تھے اور خوش تو وہ سب ہی بے تحاشہ تھے

رکھے تھے وسیع و عریض لان میں جا بجا راؤڈ ٹیبل اور لان کے مشربی حصے میں جویلی طرز کی سجاوٹ دیکھنے والوں کو محکوم کر رہی تھی بڑی بڑی رنگین پائیوں والی چار پائیاں جن پر خوبصورت ڈیزائن والے ملتان کیس بنچے تھے اور خوبصورت دیدہ زیب شیشوں والے گاڑ ٹکے رکھے تھے جا بجا خوبصورت رنگین بیڑھے اور موڑھے الگ بھار دکھائے تھے ایک طرف ایک چھوٹا سا چند فٹ اونچا اسٹیج بنایا گیا تھا اور ادھر سے بے حد خوبصورت مسکورت کن فضاء یا حواں کو اور بھی خوشگوار بنا رہی تھی بے حد شاد ٹونس پر ملنے والے لہر دھوت پاموں کے باوجود ایک بڑی تعداد مہمانوں کی موجودگی اس وقت۔ اور محفل حیران پر اس وقت آتی تھی جب دادا

اپنے پورے۔۔۔ عمیر اور حنا۔ اور۔۔۔ جان کے حکم کے مطابق عمیر۔ اور۔۔۔ عمر کو اسٹیج پر لا کر بیٹھا گیا تھا وہ چاروں بے شاندار ٹک رہے تھے عمیر اور عمیر تو بے حس خوش اور مطمئن نظر آ رہے تھے مگر عمر کے انداز میں واضح ٹھہرا ہٹ موجود تھی جیسے اسے اچانک پکڑ کر ادھر بٹھا دیا گیا ہو اور رہا حنا تو اس کا منہ جانے کیوں سو جا سو جا سا لگ رہا تھا ناراض ناراض سا جیسے سارے زمانے سے تھا وہ بالکل خاموش اور لاعلم سا جیسے بت بنا بیٹھا تھا اور ہاں کبھی کبھار وہ ایک ناراض نظر دادا جان کی طرف اچھال دیتا تھا تھوڑی دیر کے بعد دادا جان کے ہی احلان پر ہی رہائش دینے کی طرف سے ان پانچ بیروں کو اندر لایا گیا وہ پانچوں کی پانچوں بے حد حسین لگ رہی تھیں بے حد خوبصورت کاہدار، اتار کلی فراک اور پوزی پا جامہ میں ملبوس خوبصورت بڑے بڑے دوپٹے بڑے خوبصورت انداز میں زبردست میک اپ اور جیولری سے مزین وہ پانچوں دلنشین، نیش اسٹیج کی طرف چلتی آ رہی تھیں ان سب کو اس طرح ایک ساتھ آتے دیکھ کر جہاں مہمان حیران رہ گئے تھے وہ چاروں بھی گھبرا کر

2014 جولائی

Digest.pk

اک ماں کی بددعا

تحریر۔ شمار احمد حسرت۔ نور جمالی ٹال۔ 0342.6235000

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں بہت مشکور ہوں ادارہ جواب عرض والوں کا کہ وہ مجھے مایوس نہیں کر رہے ہیں بہت خوش ہوں اور میری
کہانی جس میں شہزادوں کی جد ہی کر دی انور نے اور ایک انور سے پورا محفل تلک تھا نچانے کیوں وہ ایسا تھا
وہ جہاں سے بھی گزرتا کچھ نہ کچھ کر گزرتا تھا لوگوں کو تنگ کرنا اس کی عادت بن گئی تھی جب تک وہ کسی کو
تنگ نہ کر لیتا اس کا دن نہیں گزرتا تھا ایک ماں جو اپنی بیٹی کو اپنے گھر میں چھپا کے بیٹھی بھی مگر اس نے اپنی
کرتوتوں سے اس کا ایسا دل دکھایا کہ اسی ماں کی بددعا سے لے بیٹھی یہ تو آپ کو بڑھ کر پتہ چلے گا میں نے
اس کہانی کا نام۔ اک ماں کی بددعا۔ رکھا ہے مگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا پرائیڈ مسدا نہیں
ہوگا۔

وہ اس کا ساتھی بن گیا جس کے کندھے پر ہاتھ رکھے
انور گاڑیوں کے بیچ گھومتا ہے وہ انور اور اس کی
شرارتیں۔۔ تو بہ تو بہ ایک عالم پناہ مانگتا ہے کس کے
دروازے کی کنڈی بانگنی انور آدمی رات کو اس کی
چھت پر بیٹھ جاتا ہے اور ریسیوٹ کنٹرول دروازہ
کھولنے والے کو چوکت سے لٹکتا ہوا مسنوی سانپ
دیکھ کر چیخ مارنے پر مجبور کر دیتا ہے مگر جتنی دیر میں کہیں
اندر اطلاع دے پاؤں خدا لاٹھی تلاش کرے اتنی دیر میں
سانپ اوپر پرواز کر جاتا ہے اگر دروازے پر قاتل
والی کوئی خاتون یا لڑکی ہو تو ذرا حاطے کا رنگ گہرا
ہوتا ہے۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں سرکاری پیر کو اور
سرکاری کوئٹوں کی چھت تقریباً دس دس گھروں
مشتزک ہوتی ہے ایک بار تو پورے دس گھروں کی
کنڈیاں ایک ساتھ بج رہی تھیں وہ بڑے اٹھام سے
اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ چھت پر لیٹے ہوئے تھے
اپنا کارنامہ انجام دے رہے تھے۔

کبھی کوئی حقیقت اپنی تمام تر تلخیوں کے
ساتھ سامنے آ جاتی ہے وہ تلخیاں جنہیں
ہم بھٹا چکے ہوتے ہیں جو نچانے کیسے ہمارے
احساسات سے یکسر غائب ہو جاتی ہیں دراصل وقت
کی چٹکی میں واقعات ریزہ ریزہ ہو کر اپنا وجود
اور اہمیت کھودیتے ہیں مگر کسی سنگ میل پر یہ اہمیت
نقوش ابھرا کر ہمارے قدم سے بڑے نظر آتے
ہیں۔

ایسے ہی گجرات کے ایک چوراہے پر کسی کا
کندھا تھا ہے بھک مانتا ہوا ایسا ہی کردار انور ہے
میں جب بھی کبھی شہل پر رک کر اس کے ہاتھ پر ایک
سکہ رکھتا ہوں اس کا لمس اس کی بند آنکھوں کے ساتھ
پادوں کے اس کملے دور میں لے جاتا ہے جب وہ یہ
انور نہیں تھا کچھ اور تھا جواب ایک نشان عبرت ہے وہ
آہستہ آہستہ روشنی ہی سے نہیں محروم ہوا بلکہ سہارے
بھی ایک ایک کر کے اسے چھوڑ گئے۔

اور اب ایک نور سے سہارا اور معذور مگر آنکھوں

جولائی 2014

76

اک ماں کی بددعا

Digest.pk



Digest

منصوبوں کی تیاری کرتا۔
یہ لوگ نشر تو نہیں کرتے تھے مگر چڑھتی جوانی کا اندھے جذبات سے مرصع ہوتا ہے آہستہ آہستہ رنگ چڑھتا ہے جذبات دل اندھتے ہیں اور عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے جبکہ جذبات اور نفی جوانی کا ہر قدم بہکا ہوا ہی ہوتا ہے آتے جاتے پہلے وہ لڑکیوں اور خواتین کو گھر کے دروازے پر پہنچانے لگے پھر بس کے اڈے پر بھی رونق بڑھ گئی بال ماتھے پر بکھرنے لگے ہونٹوں پر پھلتے ہوئے لکھی گیتوں کی صدا گنگناہٹ سے پکار رہی تھی۔

کچھ بولندہ قسم کی لڑکیوں نے تو آڑے ہاتھ لیا پاپوش نوازی بھی ہوئی مگر بھٹوں فرہاد قسم کے لوگوں نے ہمیشہ اپنے اجداد کی پیروی کی اور کبھی ہتھیار نہیں ڈالے یہ نشان ہوئی ہے ماورین ہیروڈ کی لوگوں نے اپنے خاندان اور لڑکیوں کے تحفظ کی نگرانی شروع کر دی مگر وائے نصیب ایک اندھی بیوہ کی جوان بیٹی کے لیے اور کہاں تک اپنی حفاظت کرنی ماں اندھی اور اندھیری رات میں اگر کوئی عزت کا لیراد ہوا رکھ کر اندر آ جائے تو جوان لڑکی صبح اپنی چست سے لگی ہوئی کیوں نہ ملے بے چاری اندھی کے پاس کیا ثبوت کس کو الزام دے بس وہ ہر روز گھر کی چوکت پر بیٹھ کر صبح شام یہی کوئی یا اللہ جس نے میری بیٹی کا یہ حشر کیا ہے اسے بھی میری طرح ہی اندھا کر دے میرے ساتھ انصاف کر اسے مالک دو جہاں۔

مکھڑا لے دیکھتے تھے اور شرفاء اپنے دل مسوں کر رہ جاتے مگر کوئی بھلا آج کل اس طرح انصاف دلانے میں قدم بڑھاتا کرنا خدا کا کیا ہوا انور میاں کے گرب میں پھوٹ پڑ گئی اس دن سے مکھڑوں کو کچھ سکون ملا تھا۔

دلوں پار نیاں ایک دوسرے کے نقصان کے ورے رہتی آپس کے جھڑپے میں سر پھنول ہوتی بھی کیا نظر انداز نظر آتا تو کبھی کوئی بیاں لگی ہوئی

براہوا کہ ایک اناڑی کو چھینک آگئی پھر کیا تھا دے مار ساڑھے چار کی گردان ہوئی اس طرح کسی کے گھر میں مہمان آ کر ٹھہرے سخت کڑا کے کی سردی جانے کیسے ہو اور ہیڈ ٹینک پانی ساٹھن سسٹم سے رکنا گیا پہلے کمرے کے روشن دان سے شاہ اور لگا کر کمرے میں پانی کی پھوار اہلی یاد سے کمرے کے دروازوں کی پہلے ہی کندی چڑھا دی گئی پھوار کے بعد پھر ڈریکٹ پائپ سے اور پھر پائپاں پھر کے ٹھنڈی دھاریں برسا دیں۔

اندھ مہمان کچھ سمجھ نہیں پا رہے تھے ستم یہ کہ ایک پائپ میں صابن گھول کر بھی ڈالا گیا یا خدا کیا چست کزوری کے بائٹ ٹپک رہی ہے یا پھر جو بھی اٹھ کر کھڑا ہوا چاروں خانوں چست ہائے داویلا کی جینو پکار نے مکھڑے کو سر پر اٹھا لیا اور دروازے کے باہر تو موسم بالکل خشک تھا انور کی ایک شرارت کالی ولپسٹ بھی بہت عرصہ تک وہ کپڑوں کی ایک جوڑی کو مارکیٹ کے راستے سے مانوس کرتا اور سدھا رہا رہا جہاں سے چھوڑنے پر کپڑے سیدھے گھر آ جاتے کیوں کہ کپڑا اور ملی گھر نہیں بھولتے۔

ایک جوڑی کو مارکیٹ میں فروخت کر دیتا کپڑے موقع ملتے ہی گھر واپس آ جاتے یہ معاملہ تھڈی کپانے اور جیب خرچ کا تعاقب نئی شرارتوں سے دوستی لطف اٹھاتے تھے ایک بار ایک دور کے عزیز کی شادی کا موقع تھا گاڑی سے اترتے وقت میں کلو چینی اور چھوہارے اتار دے گئے چھوہارے تو بہت گئے اور چینی کا بیگ نہیں ملا سو وہ نہیں ہانٹا گیا ہیں دوسرے دن وہ حلوائی کی دکان پر دیکھا گیا مگر وہ نہیں پہچانتا تھا کہ کون دے کر رقم لے گیا ہے کیوں کہ چینی بازار میں شاد تھی پھر کم قیمت پر ملے تو بھلا کون چھوڑتا ہے انور کی پارٹی نے پکچر اور پلنگ مشنر کا انجوائے کی لوگ کی شکایتیں کرتے اس کی پٹائی اور کھنچائی بھی ہوتی مگر وہی اچھا کس کو تین بہت انور بھول جھانک کر بھرتے

بڑھنے لکھنے والے لڑکے تو ویسے ہی ان سے دور رہتے تھے۔
گھبرائے جانے والے لوگ بھی ان سے گھبراتے اور
کانوں کو ہاتھ لگاتے۔

یہ آخری واقعہ ہے جو مجھے یاد آیا ہے جب ایک
روز کسی کے گھر میں شادی تھی صاحب خانہ کا گھر کافی
وسیع تھا کئی فاضل کمرے تھے انہیں میں ایک کمرہ ایسا
تھا جس میں کاشی کباب اور پرانے فرنیچر بڑا تھا پشت پر
ایک کھڑکی تھی جو سڑک کے رخ پر تھی کھڑکی پر کڑی
کے جانے کی موجودگی اس بات کی غماز تھی کہ کمرہ
بہت عرصہ سے استعمال میں نہیں ہے۔

انور اور اس کی مخالف پارٹی کے افراد موجود تھے
انور گھومتا ہوا ایک سائھی کے ساتھ کمرے میں اسی
کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا اندر جانے زور شور سے ہو
رہے تھے باہر دیکھیں کھڑکی پر لٹکی ہوئی اور توروں
تیار ہو رہا تھا دفتر انور کی رنگ شرارت بھڑکی اس نے
مخالف گروپ کے ٹیگور، کو سڑک پر کھڑے دیکھا تو
زنج ہوتے ہوئے بکری جیسی آواز نکالی مخالف
گروپ کے لڑکے کافی دیر تک ہو جنگ برداشت
کرتے رہے۔

جب برداشت نہ ہو سکا تو ان میں سے ایک
لڑکے نے پتھر اٹھایا اور تنک پر کھڑکی کی طرف مارا جس
سار اکیلے ہی سے بگڑا اور اس فاضل کمرے
میں گھس گیا تھا کھڑکی کے بہت ہی قریب تھا مگر وہ
لاطم تھا کہ کھڑکی کے دونوں پٹ کے پیچھے زور بھڑوں
کے زبردست چھتے لگے ہوئے تھے پتھر سے بچنے کے
لیے جیسے ہی انور نے کھڑکی کے پٹ پکڑ کر زور سے
بند کئے تو یکایک اس کی انگلیاں پھٹوں میں گھس گئیں
پٹ زور سے بند کرنے پر چھتا بھی متاثر ہوا۔

اس ٹوٹ پھٹ اور پتھر لگنے سے بھڑیں بھڑک
گئیں انور اور اس کا دوست اس اچانک حملے کے
لیے تیار نہ تھے ان کے ہوشیار ہونے سے پہلے ہی
سادہ بھڑیں اس پر پڑیں وہ انور باجری

طرف چبھتے ہوئے بھاگے اور میدان شادی کے اس
مجمع میں گھس گئے جہاں زور زور برق لہاں پڑے
ہوئے عورتیں زور شور سے گانے میں مصروف تھیں بچے
میں لڑکیاں اور بچے بھی اس حملے کا نشانہ بنے جس بھڑ
نے جہاں سے رستہ دیکھا کپڑوں میں گھس گیا پہلے تو
ان کا شمار صرف دو تین تھے اب جتنے بھی لوگ شادی
میں شریک تھے نرم نرم ہانپوں والے تازہ سرخ لبو
بھرے گالوں والے ہوسکتا ہے بہت سے مدقوق اور عمر
رسیدہ اور گزیدہ لوگوں نے اپنے چہرے غارے اور
سیک اپ میں چھپائے ہوں۔

گھر بھڑوں کا شریک سب کو سادی تقسیم ہو رہا تھا
ہر کسی نے اپنی اپنی ڈھلی اپنا پارنگ الپنا شروع کر دیا
عورتیں اور بچے کھڑے کھڑے پھرنے لگے کچھ نے
بیٹھے بیٹھے ہی سگنا شروع کر دیا آستین اور شلوار کے
پاس کچے اور کھسکا نا دوڑے سروں سے پھینک کر مردوں کی
دھالی دینا اس طرح محفل مشترکہ ہو گئی بڑا لحاظ اور
خیال رکھنا پڑتا ہے آدمی فیشن میں بھی اتنا دلچسپ نہیں
ہوتا مگر اس بے خودی کو کیا کہتے بھڑوں کا نشانہ ایسا ہی
چڑھا تھا اس موقع پر چوراگ خصوصی لاپٹا جا رہا
تھا اس کی نوعیت کچھ یوں تھی۔۔۔ اللہ رے۔۔۔ ہائے
اللہ۔۔۔ ابوی اللہ۔۔۔ لیاں دی۔۔۔ ہائے مرگئی رے
۔۔۔ کات۔۔۔ لیا رے۔۔۔ مرگئی۔۔۔ ہائے اللہ مری رے
۔۔۔ یہ مری وہ نہر، جو اسلام آباد کے قریب ہے اسی کی
نوعیت سرہاں میں ہے ساختہ راگ اور الپ کا حصہ
ہے مارے بھیا رے۔۔۔ اپا رے۔۔۔ ساتھ ہی بھڑ
جہاں پیار سے بھوسہ لیتی کوئی ہاتھ شرم و حیا سے اسے
پرے دھکیلنے اور ممانعت بلکہ شاید کوئی اسے مداخلت
بے چادر ملوس سمجھتا اور توری اس کی جانب دلتوازی
سے بڑھتا مگر بھڑوں نے ایسے ہاتھوں کو بھی اپنے
لبوں سے نوازہ دراصل ان کے لبوں اور دانتوں میں
زیادہ فرق نہیں تھا لیکن آپ ان کی حسن پرستی کی داو
و بے بغیر نہیں رہیں گے ان کی ایک طرف سے توڑ

اپنا چہرہ اور اندھی آنکھوں کے ساتھ ایک درس عبرت بنا
چور ہے پر دست دراز کئے آج بھی نظر آتا ہے انور
نے ایک ماں کا دل دکھایا تھا اور اندھی ماں کی دعا
اسے لے ڈولی۔۔۔۔۔

کارنیں کی قیمتی آراء کا بڑی شدت سے انتظار
رہے گا اپنی تنقیدی اور تعریف رائے سے ضرور آگاہ
کیجئے گا۔۔۔۔۔

غزل

وصال یار ہو جاتا اگر ساون کے موسم میں
دلوں کے پھول کھل جاتے یونہی ساون کے موسم میں
ابھی تو ہجر کے موسم کا اختتام بھی لا چکا ہے
تو کیسے ہو جاتا وصال یونہی ساون کے موسم میں
گزار دیتے ساری زندگی وصال یار میں ہم
اک مل بھی مل جاتا اگر ساون کے موسم میں
اک گھڑی بھی نہ گزرے بن پیار کے
کیسے دل کو سمجھاؤں یونہی ساون کے موسم میں
ترقی ہوں میں تو وہ بھی تڑپتا ہے
مار گئی مجبوریاں ہمیں ساون کے موسم میں
نہ دن کو سکون ہے نہ چمن ہے رات کو
یہ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں ساون کے موسم میں
بہت تڑپاتی ہے یہ دوریاں ہمیں چاند
کہیں مر ہی نہ جائیں یونہی ساون کے موسم میں
(انجم نذیر چاند بواڑی)

محبت اور حسن

کہتے ہیں ہزاروں سال پہلے محبت اور حسن دوست
تھے ایک رات دونوں ساتھ تھے کہ چاند لکل آیا محبت
نے چاند کی تعریف شروع کر دی یہ بات حسن کو بری
لگی اس نے محبت کی آنکھیں نوچ لیں بس اسی دن
سے محبت اندھی اور حسن ظالم ہو گیا۔
(ملک علی رضا فیصل آباد)

کر پھینکا گیا تو وہ بڑی اول سے کسی اور مقام پر والہانہ
ہیں کا ثبوت لراہم کرتیں کیا والہانہ ہیں تھا طریق میں
ایک جذب جنوں۔ تو من شادی۔ من تو شدم۔ کا بین
اعتماد نہ کوئی ہدایت نہ تربیت جیسے سال نو کی پہلی
ساعت پر رات بارہ بجے بگ بین کے اطراف بلکہ
سارے عالم میں ایک نقص وحشت انداز مگر یہاں کسی
بگ بین کی ضرورت کہاں تھی بس چٹکارے دار ہائے
۔۔۔ ہو کی لکار سر ملی آوازوں کا ایک آواز کو برس لگتا تھا
کوئی بھی گونگا نہیں لگتا تھا گونگوں کے رنگ آلود
ساؤنڈ پیکیج کھل گئے تھے اور معصوم بچے۔۔۔ حلق کے
پاتال سے پوری گہر لگی اور گہرائی سے اس میں شامل
تھے بھڑیں ان سے اور وہ اپنی ماؤں بہنوں کی ناگوں
سے جتنے ہوئے تھے دونوں جدائی کے دم سے خوف
زدہ تھے انور نے یہ تبرک بھر ہر طور پر تقسیم کیا تھا کوئی
محروم نہ رہ جائے لیکن ایک نا اعلیٰ ہوتی اس نے اور
اس کے دوست نے سب سے زیادہ حصہ اپنی ذات
کے لیے رکھا۔ یا ان کے حصے میں آیا ساری خواتین
لڑکیاں لڑکے اور بچے جدید ترین رقص کر رہے تھے
۔۔۔ یہ رقص ہٹاک دھنا دھن ڈھن۔۔۔ دن نو دن نو
۔۔۔ رہا سہا۔۔۔ چا چا چا۔۔۔ ہلا ہوپ۔۔۔ سے کچھ
مختلف تھا دیسے ہر ایک آواز اپنی مرضی کا ناک تھا
کوئی زراست پڑتا تو کہیں نہیں ہوتی بھڑ بن دبا کر
اونچا کر دیتی اور پھر یہ بھی تھا کہ لوگ اپنے مرنے کا
اعلان یا فتویٰ صادر کرنے لگے جس اثنا میں یہ محفل
رقص سرور اپنے عروج پر پہنچی ہوئی تھی انور دیوانہ وار
چینٹا ہوا دروازے سے باہر بھاگا جہاں دیکھیں کھڑک
رہی تھیں ایک باورچی بڑے گہنے میں پکھلا ہوا تھی
لے جا رہا تھا انور کی ٹھوکر لگی اور۔۔۔ وہ کڑکڑاتا ہوا تھی
عجب انداز سے کام کر گیا یہ عبرت ناک منظر مجھ سمیت
تمام محلے والوں نے بھی دیکھا اس کے کڑکھنے کا منظر
کیسے بھلایا جاسکتا ہے تمام عورتیں اور بچے اپنا سونچا ہوا
مشاورہ بدن کچھ بدنوں تک تو لیے پھرتے رہے مگر انور

2014 جولائی

Digest.pk

اک ماں کی بددعا

آخری عشق

۔۔ تحریر: نزالہ مثل ۔۔ پیر محل

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ پہلی بار، میں بھائیوں کی دھجی عمری میں شرکت کر رہی ہوں میں نے جب بھی دکھوں کی کشتی میں سوہرہ ہو کر درود کے بادبان سنبھال کر غموں کے سمندر سے محبتوں کے سیب ڈھونڈنے کی کوشش کی۔۔۔ کرب کے بے رحم ٹھیسروں نے کئی بار نہ صرف میرا ستر روکا بلکہ مجھے منزل سے بھی دور کر دیا۔ جواب عرض کیا: جزیرہ ڈھونڈنے کی کھوج میں کئی بار بھنور میں پھنس پھنس کر لگی لیکن ٹکسن تھی اور یقیناً مستحکم ہو تو منزل خود بخود نظروں کے سامنے آ جاتی ہے کتنی ہی بار ساحل کے پاس آ کر میں دور دوری آج منزل منزل بھٹکتی ٹوٹا ٹوٹا کے بھنور میں پھنکے لے کھاتی جواب عرض کے جزیرے پر نظر انداز ہو چکی ہوں۔ کہانی آخری عشق کو جواب عرض کے دل جلوں کے قدموں میں لا کر رکھ چھوڑا ہے یہ عبرت ہے ان باتوں کے لیے جو غارنسی چکا چوندا اور خود صورتی پر مرنی ہیں جہاں ارسلان جیسے وحشی بھیڑیے مختلف روپ سجائے ان کی عزتوں کو پامال کر کے تار تار کر دیتے ہیں میری یہ کہانی ان بہنوں کے نام ہے جو اپنی ربوہ میں جھٹک راقی ہیں اور ظلم اور ایماندار کو چھوڑ چکی ہیں عبرت ہے ان درندوں کے لیے جو محبت کے نائیک رجا کر رہے ہیں اور معصوم بچیوں کو فوج رہے ہیں آخر میں اپنی باتوں سے گزارش ہے کہ بس اتنا ذرا ان فحش کمر لیں مرد اور ناک کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

تقریباً اگلے ریاض صاحب آپ کی تہہ دلی سے شکریہ گزار رہی کہ جس کی محبتوں نے مجھے یہ مقام دیا اور اس کم نام انستی کے نام یہ کہانی جس کی ان تحکیمت و کوشش کا ثمر آپ کے سامنے ہے تمام قارئین اگر رابطہ کرنا چاہیں تو مسدحیر صاحب اسلام سے رابطہ کریں آپ کی تمام ڈاک مجھے تک پہنچی جائے گی اور جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مصلحت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا اسٹوڈیو دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اور غلطی کے پیچھے دانشمندی پوشیدہ ہوتی ہے وہ بھی فرض کے عشق میں جتا اور فریب کے لبادے میں حقیقت کی متلاشی تھی

اگر انسان کی اہمیت میں جستجو ہوتی تو شاید اسے قدم اٹھانے کا سلیقہ بھی نہ آتا البتہ درست سمت کا تعین کر لینا بھی ایک خوبی ہے جو شاید ہر

محبت و عشق کو بازی ہر ایک کے انیسب میں نہیں ہوتی وہم و گمان کے ان گنت اندیشے بھی منزل صحرا چلے مسافر کو اچانک نظر آنے والی پانی میرا ب نظر اور اس کی حقیقت دکھا دیوں کا دھوکہ ہوتی ہے ضروری نہیں جو کچھ نظر آئے وہ حقیقت ہو بھی ایسی حقیقت کے پردے میں دامانی

2014 جولائی Digest.pk

آخری عشق



Digest.pk

ایک کے پاس نہیں ہوتی۔

زیر نظر کاوش بھی میری ایک دوست کی ہے جو خوب سے خوب کی تلاش میں کسی روح کی مانند بھٹکتی پھر رہی تھی

میں پہلے عروسی میں دلہن بنی کسی خواب کی حالت میں تھی سکری سکری کسی رنگین کھڑکی کی طرح بیٹھی تھی میرے مہندی لگے گورے ہاتھ پاؤں رنگی لباس کی سلوٹوں میں گم ہو گئے تھے میں یہ سوچ رہی تھی کہیں کوئی رنگین اور سہانا پہنا تو نہیں دیکھ رہی ہوں لیکن یہ خواب نہیں بلکہ حقیقت تھی یہ میری شادی کی پہلی سہاگ رات تھی زندگی کی سب سے حسین اور یادگار رات حسین کے خواب ہر لڑکی جوانی کی دلہن پر قدم رکھتے ہی دیکھنے لگتی ہے میری بڑی نند نے مجھے بٹھانے کے بعد میرا ہوا سا گھونگھٹ نکالا تاکہ کمرے میں داخل ہونے والے کو میرے حیرانہ بدن کا کوئی بھی حصہ دکھائی نہ دے تھوڑی دیر بعد میں کمرے میں اکیلی رہ گئی تھی کمرے کے اندر اور باہر ایک گہرا سناٹا طاری ہو گیا۔

اس سناٹے میں مجھے اپنے دل کی دھڑکتیں شور مچاتی ہوئی سائی دے رہی تھیں میری نس نس میں ایک عجیب سی سرشاری سائی ہوئی تھی ایک عجیب سی کیفیت جو میں کھنے میں قاصر تھی اسے کیا نام دو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا لیکن ایک انجانا سا نشہ محسوس ہو رہا تھا تھوڑی دیر بعد میرا شوہر کمرے میں آنے والا تھا زندگی کے ایک انوکھے اور حسین سفر کا آغاز ہونے والا تھا۔

میں نے اپنے شوہر کو پہلے نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی اس کی تصویر دیکھی تھی نہ ہی اس کے متعلق سنا تھا کہ وہ کیسا ہے وہ شادی سے ایک روز پہلے بسیلہ سے آیا تھا برسوں پہلے جو شادیاں ہوتی تھیں اب وہ ایک دہائی نویں اور فرسودہ بن گئی ہیں اور

نہیں معیوب بھی سمجھا جاتا ہے پہلے تو دلہن کو قبل عروسی گھونگھٹ اٹھا کر چہرہ دیکھتا اور دلہا منہ دکھائی دیتا تھا اور اب تو نکاح کے فوراً بعد ہی سچ پر دلہا دلہن کا صرف ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے فری بھی ہو جاتے ہیں جیسے برسوں سے اٹھنا بیٹھنا اور ملنا جلتا ہو دلہن میں نہ تو شرم حیا اور نہ ہی حجاب۔

میرا رشتہ میرے والدین نے طے کیا تھا میں نے غلطی اپنے شوہر کے بارے میں سنا تھا کہ اس کی اپنی بہت اچھی ہے میں اس لحاظ سے خوش قسمت تھی کہ میرا شوہر صاحب حیثیت تھا میں اس بات سے بہت سرشار تھی اور میں اب ایک خواب ناک اور پر مسرت زندگی گزار سکتی ہوں میں نے از دو اجی زندگی کے جو خواب دیکھ رکھے ہیں وہ ایک ایک کر کے پورے ہوں گے میں اس سے اتنا پیار کروں گی اتنی محبت دوں گی کہ اس سے مالا مال ہو جائے گا شوہر کو صرف جسمانی قربت نہیں بلکہ پیار اور جاہت کی بھی ضرورت ہوتی ہے میں اس کو دیوانگی کی حد تک چاہوں گی تاکہ وہ میری محبت کا سیر ہو جائے عشق میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔

جوانی کی دلہن پر پاؤں رکھنے کے بعد میں نے بھی عام لڑکیوں کی طرح سندھ بننے دیکھنے شروع کر دیئے جوانی نے شباب کو راہ دی جب میرا شباب اگلنے لگا تو میرے لیے رشتوں کی بھرمار ہو گئی جب کالج جانے لگی تو محلے کالج اور خاندان کے رشتے دار لڑکوں کے طویل ترین خط آنے لگے میں ان خطوط کو پڑھتی ضرور تھی کیوں نے ان میں میرے حسن و شباب کی تعریف ہوتی تھی جس میں بڑا خط اٹھائی تھی میرا دماغ اور خراب ہو جاتا تھا یہ سوچ کر کہ میں کس قدر حسین ہوں کہ لڑکے میرے لیے کس قدر پاگل ہو رہے ہیں اور ایسے اشعار بھی لکھتے تھے جو میرے حسن و شباب کی مدح سرائی

2014 جولائی

جولائی 2014

آخری عشق

Digest.pk

میں ڈوبے ہوتے تھے مجھ میں چادر حسن تھا میں
عشقیہ خطوط تو بڑھ لیتی تھی لیکن اس بات کو غلطی پسند
نہیں کرتی تھی کہ کوئی لڑکا مجھ سے سردار بات
کرنے اور عشقیہ خطوط دینے کی کوشش کرے مجھے
جو عشقیہ خطوط موصول ہوتے تھے وہ ڈاک سے

چونکہ لفافوں کی پشت پر ان کا نام نہیں
ہوتا تھا اس لیے امی سے کہتی تھی یہ میری سہیلیوں
کے خط ہوتے ہیں امی اس بات کا یقین کر لیتی تھی
اور خط کو پڑھتی نہیں تھی ان کو مجھ پر اعتماد تھا۔
دو ایک محلے کے لڑکوں نے مجھ سے سردار بات
کرنے کی جسارت کی۔ تو میں نے ان کی ایسی خبر
لی کہ ان کے دماغ درست ہو گئے دوسرے لڑکوں
کی ہمت نہیں تھی کہ مجھ سے بات کریں لیکن جب
راتوں کی تنہائی میں ان عشقیہ خطوط پڑھتی تھی تو میرا
بھی دل دھڑکتا تھا کہ آرزو میں تھیں کہ پنپ رہی
تھیں کہ کسی سے محبت تو کروں کوئی مجھ سے محبت
کرے۔ اگلہ ہمار عشق کرے میرے کرے میں لی
دی تھا کیہل سے غیر ملکی چھٹیوں پر جو فلمیں دکھائی
جاتی تھیں ان میں مناسب مناظر کی فلمیں ہوتی
تھیں۔ وہ میرے دل اور جذبات میں اچھل پیدا
کر دیتی تھیں میں کسی ایسے دیے لڑکے سے محبت کی
قائل نہ تھی۔ میں تو کسی ایسے بچے گھرانے کے رئیس
زادے سے محبت کرنا چاہتی تھی جس کے پاس بڑے
ماڈل کی گاڑی ہو اعلیٰ درجے کا اے سی ہو ہونٹوں
میں جا کر ڈنریا ہار لی کیو کھائے۔

شرجیل پہلی ہی ملاقات میں میرے حسن و
شباب کا اسیر ہو گیا وہ ایک بہت بڑے باپ کا
بیٹا تھا گو وہ ایسا خوبصورت اور کٹر میل سمارٹ نہ تھا
جیسا میں چاہتی تھی بس وہ قبول صورت تھا اس کی
مرسید بڑ گاڑی نے مجھے متاثر کیا تھا میں اپنی سبکی کو

ملنے اس کے پاس سکیم قمری میں مگنی ہوئی تھی وہیں
اس نے لفت کی پیشکش کی جو میں نے بغیر کسی
جھجک اور تکلف کے قبول کر لی۔ پھر اس نے صدر
لے جا کر ایک اعلیٰ ریٹورنٹ میں پر تکلف ناشتہ
کروایا اس طرح ہماری دوستی کا آغاز ہوا دوستی
نے عشق کا رنگ دھاڑ لیا یہ عشق میرا خواب
اور ارمان تھا جس نے خوابوں کی انجان میں
پہنچا دیا۔ ملاقاتوں کا سلسلہ چل پڑا تھا شامیں ایک
ساتھ گزرتی تھیں ایک برس تک ہم دونوں کے
درمیان محبت پروان چڑھتی رہی یہ ایک عشق
صادق تھا جس میں کوئی میل اور غلاعلت نہیں تھی
صرف ایک جذبہ تھا اس کی گہرائی کا اندازہ اس
طرح ہوتا تھا کہ وہ ایک سیدھا سادھا اور شریف
انٹنس شخص تھا۔ اس نے مجھے بھی ہاتھ تک نہیں
لگایا تھا مگر سنہ نگاہوں سے نہیں دیکھا تنہائی کے کتنے
ہی سنہری مواقع ملے۔ وہ چاہتا تو مجھے اپنے
بازوؤں کے حصار میں لے کر اپنی من مانی کر سکتا
تھا اور میں اس کی پیش قدمی اور حد سے تجاوز پر
کوئی تعرض نہ کرتی اس لئے کہ میں خود بھی یہ چاہتی
تھی کہ میں اس کے بازوؤں میں جمو لیتی رہوں یہ
فلسوں کے جذباتی مناظر کا اثر تھا جو میری
خواہشات پر کنڈ ڈالنے نہیں دیتا تھا اور جوانی کے
ارمان بے لگام ہو جاتے معلوم نہیں کہ اسے کیا
خوف تھا جبکہ میں اس سے بے حد تکلف بھی تھی
میرے لبوں نے جب بھی منہ اس جذب کرنے کی
کوشش کی وہ برف کا تودہ بنا رہا ایسے وقت میں
میرے دل میں شک آتا تھا کہ کہیں وہ سیراب تو
نہیں۔

پھر ایک روز ایک سال کے لیے امریکہ چلا
گیا جہاں اس کے ماموں مقیم تھے اس نے امریکہ
جا کر دو تین ماہ تو رابطہ رکھا مگر پھر رفتہ رفتہ وہاں کی
رہنمون میں ایسا گم ہوا کہ پلٹ کر خبر بھی نہ لی میں

جولائی 2014

Digest.pk

آخری عشق

اس کو بھلا بھی نہ سکی کلی بار اس کے فون کیا مگر ہر دفعہ اس کو نمبر پاؤر آف ہی بلا اس بات سے میرا دل ٹوٹ گیا مجھے اس بات کا غم تھا میں ایک اونٹنی گھرانے کی بہو نہ بن سکی میرا بڑا مان تھا کہ اس گھر میں جا کر راج کروں۔

علی سے رشتہ ہونے کے بعد میرے پاس کوئی چارہ نہ تھا کہ اس بے دعا کو بھول جانے کی کوشش کروں اس کا کام عشق کو دلوں کر دوں میں دیکھے تہہ خانوں سے اس کی تصویر مٹانے میں بڑی حد تک کامیاب ہو گئی میں دھڑکتے دل سے علی کا انتظار کر رہی تھی اس وقت میں عجیب و غریب احساسات سے دو چار ہو رہی تھی انہاںے لمحات کے تصور سے لسن میں خوب کی گردش تیز ہو رہی تھی جیسے صدیوں کے انتظار کے بعد دروازہ کھلنے کی آہٹ سی سنائی دی ایسا لگا جیسے کمرے میں کوئی داخل ہوا ہے اور دروازے کو بند کرنے اور اس کو چٹائی لگانے کی آواز سے میں سمجھ گئی کہ یہ علی ہی ہوگا وہ میرے پیچھے کی طرف بڑھ رہا تھا میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں وہ پیچھے کے پاس آکر رکا میں روایتی دلہنوں کی طرح گردن جھکا کر بیٹھنے کی تامل نہ تھی اس لیے کہ میں سچے دور کی لڑکی تھی اور اس کے علاوہ اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی تھی علی نے بستر پر بیٹھ کر بڑی آہستگی سے سرکوشی کے انداز میں کہا۔

یہ غلام حسن کے دربار میں مودبانہ سلام پیش کرتا ہے۔۔۔ مجھے اس کی یہ بات سن کر بڑے کی ہنسی آئی مگر میں نے ضبط کر لی وہ بے حد سیدھا سادہ لگا تھا میری شادی شدہ سہیلیوں نے مجھے بہت سی باتیں بتائیں تھیں یہ بھی بتایا کہ شادی کی پہلی رات شوہر کسی الو کے پٹھے کی طرح ہوتا ہے زرخیز غلام سا بن جاتا ہے بڑی مٹیں اور ساجتیں کرتا ہے گڑگڑاتا ہے بہت محبت بھری باتیں کرتا ہے اور وہ یہ سب کچھ شیشے میں اتارنے کے لیے

کرتا ہے ایک پتھر کو موسوم کرنے کی کوشش کرتا ہے غیر محسوس انداز میں اپنے شوہر کو جتنا ترس سکتی ہو ترسا لو پھر کبھی ایسا موقع نہیں ملتا اس میں بڑا مزہ اور لطف ہوتا ہے اس نے چند لمحوں کے بعد کپڑوں کی سلٹوں سے میرا ہاتھ باہر نکالا اور پھر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اس کے بعد بس سے میرے سارے بدن میں مستی دوڑ گئی پھر اس نے ایک انگلی لٹائی اور منہ دکھائی کی انگلی پیٹا دی پھر دونوں ہاتھوں سے میرے گھونٹ کے گونے الٹ دیئے اور اس کے منہ سے نکلا سبحان اللہ۔ اس لمبے فطری شرم جیانے مجھے اپنی آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا میرے لبوں پر عجیب سی تحریر اہٹ آگئی اس نے میرا چہرہ دیکھ کر اس لیے سبحان اللہ کہا تھا کہ میرے حسن نے اسے بہوت کر دیا تھا میں دلہن بن کر اور غضب اُچار رہی تھی چند لمحوں تک ہمارے درمیان گہر سکوت طاری تھا میرا دل کہہ رہا تھا کہ میں ایسی دیکھوں مگر فطری حیاء نے بھی میرا دل مجھے سمجھا رہا تھا کہ کچھ دیر اور صبر کر لو وہ بھاگا تھوڑا چارہ تھا وہ سدا کے لیے تمہارا ہو چکا ہے اب تو تمہیں زندگی بھر اسے دیکھنا ہے میرا خیال تھا کہ وہ میری تعریف میں زمین آسمان ایک کر دے گا لیکن علی نے میرے حسن جمال کی تعریف کے بجائے اپنے گھر والوں کے بارے میں مختصر سا پتھر دے ڈالا کہ مجھے کس طرح ان سے پیش آنا چاہئے جب اس نے مجھے کپڑے تبدیل کرنے کو کہا تو اب میں نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تو اسے دیکھتے ہی میرے دل کو ایک جھٹکا سا لگا اس کا چہرہ میرے آئینہ دل پر ایک پتھر کی طرح لگا تھا اور اس کی کرچیاں میرے وجود میں چھپی گئی تھیں اسے دیکھ کر میرے دل کو جو جدمہ ہوا بیان سے باہر تھا میرا سینہ کٹ رہا تھا میں نے دل تمام لیا تھا خصوصیت نہ ہی وجہ اس کا

رنگ بھی کالا تھا مجھے فوراً اسٹیشن پر پڑا دو تیل یاد آ گیا جس میں پکڑے تے جاتے ہیں ڈیزل سے بھی گہرا کالا میں سوچنے لگی کہ اس کے پسینے سے تو سیاہی کا بہترین کام لیا جاسکتا ہے وہ رات تھا تو میں دن میں چودھویں کے چاند کی طرح تھی ایسے گھپ اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہ دے بلکہ ایچڈ وائٹ جوڑا تھا ایک عام سا مرد قدرے موٹا پتہ تھا اس کی تو نہ نقل ہوئی تھی غم سے میری ایسی حالت تھی کہ اگر اس وقت مجھے زہر بھی ملتا تو میں کھا لیتی ایسی اذیت ناک زندگی سے تو مرنا بہتر تھا میں نے اپنی شادی شدہ سہیلیوں سے سنا تھا کہ یہ ایک ایسی رات ہوتی ہے جو ساری زندگی پر بھادی ہوتی ہے میں نے اس رات کوئی کف و سرور محسوس نہ کیا تھا اور اپنے آپ کو کسی سرد لاش کی طرح اس کے حوالے کر دیا تھا صرف میرا جسم اس کی ملکیت تھا اس کے لیے میں مجبور نہ تھی وہ میری روح کا بھی مالک نہ بن سکا تھا اس سے عشق کرنے کا تو تصور بھی نہ کر سکتی تھی میں نے شادی سے قبل سوچا تھا کہ میں اپنے شوہر سے ایک بیوی کی طرح نہیں بلکہ ایک محبوبہ کی طرح عشق کروں گی مگر اب میں نے اس سے غرت کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا وہ میرا جسم فتح کر چکا تھا میرا دل جیت نہیں سکا تھا وہ مجھے پا کر کتنا خوش تھا اس کا اندازہ یوں ہوتا کہ گھر کی عورتیں یا لڑکیاں میری تعریف کریں تو وہ کسی بچے کی طرح خوش ہو جاتا تھا لیکن اس سے بھولے سے بھی میرے حسن جمال کی تعریف نہیں کی تھی اور ہی میرے کانوں میں محبت بھرا دس گھولتا تھا میں چاہتی تھی کہ میرے حسن شباب اور سراپا کی دل گھول کر تعریف کرے یہی وجہ تھی کہ میں نے اسے نی تو جین سمجھا تھا ذلت خیال کیا آخروہ کیا تھا یہ کالا گلوہ بھلا مونا ہے آپ کو کیا سمجھتا تھا مجھے تو اس کی ایک بات نہ سمجھتی تھی تو دوسری طرف صدمے کا

بھی احساس تھا معلوم نہیں کیوں میں اس کی زبان سے اپنی تعریف سننے کے لیے کسی بھکارن کی ترپنے لگی تھی کیف کے لمحات میں بھی اس نے میری تعریف نہیں کی تھی میرے بیدار حسن کو گھیس لگتی تھی مجھے غصہ تو آتا ہی تھا میرے دل کے کسی کونے میں اس کی محبت نہ تھی میرے غرور اور انا اور پندار حسن نے پہلے دن ہی جس غرور کو جنم دیا تھا وہ میرے دل میں پرورش پانے لگی تھی سہیلیاں جب مجھ سے میرے شوہر کی برائیاں اور بے جوڑ شادی کے تبصرے کرتیں تو ان کی باتیں میرے دل پر ایک چابک بن کر لگتیں میرا دل کرتا کہ میں خود کسی کرلوں یا طلاق لے لوں مجھے کسی کو یہ کہتے ہوئے شرم آتی تھی کہ یہ میرا شوہر ہے شادی کو دو ماہ کا عرصہ گزرا تھا مگر میں اس کو اس کی محبت کا جواب محبت سے نہ دے سکی تھی اس کی باتوں سے یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ مجھ سے عشق کرتا ہو اس کی محبت میں بڑی گرم جوشی ہوتی تھی وہ مجھے جد سے زیادہ چاہنے لگا تھا اس کی وجہ صاف ظاہر تھی میں خود کی طرح تھی اور وہ کسی سیاہ فام غلام کی طرح لگتا تھا میرے حسن شباب اور جسم کی کرشمہ ساز یوں نے اسے بالکل کر دیا تھا میں اس سے سرد مہری سے پیش آنے لگی جب دو میز پر ضرورت پیش کرتا تو میں ایک لاش ہلکے آگھیس بند کر لیتی تھی میرا خیال ہے کہ وہ دو ماہ بعد چھٹیاں گزار کر واپس چلا جائے گا تو مجھے ایک برس تک ایک گدھ کے بچے سے نجات مل جائے گی اس کا رات دن ایک جوبک کی طرح چپکے رہتا مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا اس کی چاہت میں ڈوبی شامیں اور اتریں بڑی اذیت ناک اور ناگوار ہوتی تھیں لیکن تین ماہ گزارنے کے باوجود بھی وہ جانے کا نام نہیں لے رہا تھا ایک روز جب ہم دونوں سونے کے لیے گئے تو میں نے اس کے کتب سے بچنے کے لیے

جولائی 2014

Digest.pk

لہیں سے پوچھا آپ سبیلہ کب واپس جا رہے ہیں
چھٹیاں شاید ختم ہونے والی ہوں گی ناں۔؟

اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا تو اس کا
چہرہ بہت ہی بد نما اور کراہت آمیز تھا اس نے
سوالیا نظروں سے دیکھا۔ یہ تم کیوں پوچھ رہی ہو
کیا مجھ سے تمہارا دل بھر گیا ہے۔؟

اس نے ایسی نظروں سے دیکھا تو میں
نظریں نہ ملا سکی میں اس کی بات سن کر گڑ بڑاؤ بھی
میں نے خورا بات بنائی میں اس لیے پوچھ رہی تھی
کہ کہیں آپ کی چھٹیاں ختم تو نہیں ہو رہی ہیں پہلے تو
اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر مجھے اپنے بازوؤں میں
بھر لیا پھر چند لمحوں کے بعد میری آنکھوں میں
جھانک کر بولا کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں واپس چلا
جاؤں۔؟

نہیں تو میں اس کے بازوؤں کی گرفت میں
کسسا نے لگی تھی اس کی پیاسی آنکھیں کہہ رہی تھی
مجھے جلد سونے نہیں دے گا ان میں انجانے
جذبات کر دہیں لے رہے تھے میں نے ان
نگاہوں کی تاب نہ لا کر نفرت سے اپنی آنکھوں پر
چکوں کی پٹن گرا دی وہ کسی خون خوار درندے کی
طرح لگ رہا تھا میں نے دل پر جبر کر کے
ریا کاری سے کہا میں چاہتی ہوں کہ آپ سدا
نظروں کے سامنے رہیں اس نے کہا اچھا
۔۔۔ ہاں۔ اگر تم یہ چاہتی ہو تو پھر میں بھی
واپس نہیں جاؤں گا تمہارے پاس ہی رہوں گا کیا
میں نے ہونٹوں کی طرح اس کی شکل دیکھی سر
پیٹ لیا کہ میں نے یہ کیا کہہ دیا۔ کمان سے نکلا تیر
واپس آنے سے رہا تھا آخر بات بنائی تھی اگر آپ
نہیں گئے تو پھر گزارا کہیے ہو گا گھر کیسے چلے گا
آپ کے پاس جو رقم ہے وہ کچھ دن ہے بعد ختم ہو
جائے گی میں نے مستقل طور پر اپنے وطن میں
رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے وہ کہنے لگ اکہ میں سوچتا

ہوں کہ میں اپنا ہنرمندت اور صلاحیت کسی دوسرے
ملک کو کیوں دوں۔ مجھ جیسے ہنرمندوں نے غیر
ممالک میں جا کر اپنے ملک کو بہت پیچھے کر دیا ہے
اس لیے تو ہمارا ملک وہ ترقی نہیں کر سکتا جو اسے
کرنا چاہئے تھی اس کے خیالات و نظریات اتنے
عظیم ہیں مجھے تو اندازہ نہ تھا اس کے جواب نے
مجھے لا جواب کر دیا تھا میں نے آخری کوشش کے
طور پر اس خیالات سے یہ جادو اس پر چل جائے گا
اپنے دل پر جبر کر کے اپنی آنکھیں بند کر کے بڑی
اذیت سے ناگورای سے غمر سرد مہری سے موٹے
بھدے اور بے کیف ہونٹوں کا جواب دیتے
ہوئے کہا آپ وہاں چار پانچ سال اور رہ کر
آجائیں تو ہمارا مستقبل اور تاناک ہو جائے گا
ہمارے پاس اپنا گھر ہو گا گاڑی ہو گی دولت ہو گی
ہماری زندگی خوابوں سے زیادہ حسین ہو گی
۔۔۔ میری جان میری معشوق تمہارے عشق کا یہ
اندازہ مجھے جانے نہیں دے رہا ہے خدا کی قسم اب
تو میں تمہارے عشق میں ایسا گرفتار ہو گیا ہوں کہ
تمہیں کسی قیمت پر چھوڑ کر نہیں جاؤں گا تمہاری یہ
محبت اور قربت حاصل رہے گی تم دیکھنا میں اتنا
کماؤں گا کہ ہماری زندگی تمہارے تصورات سے
بھی کہیں حسین ہو گی پھر وہ مجھ پر بھٹکا چلا گیا یہ
ایک طوفان تھا جس نے میرے خوابوں کو تھس تھس
او ناخست و تاراج کر دیا تھا کوئی ایک ماہ بعد
میرے شوہر کو ایک بہت بڑی لیکٹری میں جاب مل
گئی اور لیکٹری کی طرف سے مفت رہائش کی
سہولت بھی تھی جس میں ہم شفٹ ہو گئے یہ گھر ہر
طرح سے اداست و براست تھا اس میں ضرورت کی
ہر چیز موجود تھی میں ایک طرف بہت دکھی تھی میرا
شوہر میری زندگی بھر کا روگ ہے اس سے نجات
پانے کی یہی ایک صورت ہے کہ میں اسے قتل کر
دوں لیکن اسے قتل کرنا میرے بس کی بات نہیں تھی

جولائی 2014

جولائی 2014

آخری عشق

Digest.pk

گہرا سکوت چھا گیا تھا وقت کی نبض جیسے رک گئی
میرا دل دھک دھک کرتا ہوا کبر رہا تھا تمہیں تو ہو
محبوب میرے

یہ ہے میرا عزیز دوست۔ ارسلان علی کی
آواز نے نہ صرف گہرے سکوت کو توڑا بلکہ اس نے
مجھے واپس آنے پر مجبور کیا ہے سبیلہ میں ہم دونوں
ایک ہی کھنٹی میں جاب کرتے تھے یہ بھی جان
چھوڑا کر یہاں آ گیا ہے آج اتفاق سے سربراہ
ملاقات ہو گئی تو میں اسے ساتھ لے آیا اس نے
وضاحت کی۔ اس نے توقف کر کے اپنے دوست
کی طرف دیکھا۔ اور یہ ہیں میری مسز نورین
تمہیں پسند آئی اپنی بھائی، کیوں نہیں ماشاء اللہ
لاکھوں میں ایک ہیں خدا نظر بد سے بچائے

میں ان دونوں کو باتوں میں مشغول چھوڑ کر
کچن میں چائے بنانے چلی گئی تھوڑی دیر بعد جب
چائے لے کر واپس آئی تو بولا آج رات کا کھانا
میری طرف سے ہو گا تم دونوں کو چننا ہو گا میری
خوشی کی انتہا نہ رہی لیکن شرم آ رہی تھی میں نے
اسے کہا کہ آج آپ فرسٹ ٹائم ہمارے گھر آئے
ہیں آج کا کھانا ہمارے گھر ہو گا میں ابھی تیاری
شروع کر رہی ہوں مگر وہ نہ مانا علی تو فوراً اٹھ کر
نہانے چلا گیا ہم دونوں رہ گئے چند لمحوں تک ہم
دونوں کے درمیان خلوت حائل رہی میں نے اس
کی طرف دیکھا وہ مجھے اپنی نگاہوں میں جذب کر
رہا تھا مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ میری سانسوں
میں خراماں خراماں اتر رہا ہے میرے حسن کے
نہال خانے میں اپنی تصویر نقش کر رہا ہو میں اس
کے سامنے بت بنی بیٹھی تھی میری پلکوں کی چلن
اچھٹی اور گر رہی تھی دل کی دھڑکنیں تھیں کہ شور مچا
رہی تھی آپ سے ملکر بہت خوشی ہوئی بھابی اس نے
اپنی سحرزدہ آواز میں مجھے اپنی جانب مائل کیا تو
سکوت ٹوٹ گیا میں نے کچھ خواب بھیاں میں بھی

وہ جیسا بھی تھا اب اس کے ساتھ ساری زندگی
بڑی اذیت سے گزار لی تھی ایک شام میں نے نہا
کر ایک گہرے بھورے رنگ کی ساڑھی پہنی تھی
اور اس رنگ کا استیصال اور نچی تراش کا بلاؤزر
پہنا سنگھار میز کے بڑے آئینے کے سامنے اپنے
چہرے سراپا نقدانہ انداز سے جائزہ لے رہی تھی
کہ اس کی سوئٹ سائیکل کے انجن کی آواز سنائی دی
میں نے دروازہ کھولا چھوڑ دیا تھا اس لیے کہ
پرپ اسٹک کی تہہ جا رہی تھی چند لمحوں کے بعد
وہ اندر داخل ہوا مگر خواب گاہ میں نہیں گھسا ادھر
سے مجھے پکارا لورین ادھر آؤ میں ساڑھی کا پلو
درست کرتے ہوئے ڈراستگ روم میں بڑھی
دبلیز پار کرتے ہی ٹٹک کر رک گئی میری نظروں
کے سامنے ایک کوندھا سا لپکا علی ایک اجنبی شخص
کے ساتھ بیٹھا تھا باتیں کر رہا تھا وہ شخص مجھے دیکھ کر
کھڑا ہو گیا میں نے جو اسے دیکھا تو اپنی نظروں پر
یقین نہ آیا مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے میں کوئی سیاہ
خواب دیکھ رہی ہوں یہ خواب نہیں بلکہ حقیقت تھی
وہ شخص میرا خواب تھا بلکہ میرے خوابوں کا شہزادہ
میرا آئیڈل تھا ایسے ہی تو شہزادے کو میں خوابوں
میں دیکھتی چلی آ رہی تھی میں ایسے دیکھ کر بے خود ہو
گئی اپنے آپ کو بھول گئی تھی اس کی شخصیت میرے
وجود میں چھا گئی وہ ایک خوب صورت
وجوہا سارٹ اور خوش پوش شخص تھا وہ بڑے مضبوط
اور توانہ بدن کا تھا اس کا سینہ چھوڑا چکا اور خوش
تھا اور ارقاضی کے باعث اس کی مردانہ وجہت میں
بے پناہ اضافہ ہو گیا میرا شوہر اس کے سامنے بد
صورت اور بونا لگ رہا تھا وہ بھی مجھے اسی طرح
دیکھ رہا تھا جیسے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ کسی عورت
کو دیکھا ہو اس کی مٹا طپسی بڑی بڑی آنکھوں میں
میرے حسن و شباب کے لیے خراج تھا پورے
کمرے میں اس کا مدح و تحسین پر ایک لمحے کے لیے

تھیں نے بڑے مہذب انداز میں پوچھا کیا میں اندر آ سکتا ہوں میں ایک دم چونکی مجھے اپنی بد اخلاقی کا احساس ہوا میں نے ایک طرف ہٹ کر ندامت سے کہا ۔ ااوہ۔ معافی چاہتی ہوں پلیز اندر تشریف لائیں وہ اندر داخل ہوا تو میں نے دروازہ بند کر دیا اس کو ساتھ لے کر پشت گاہ میں آئی میں نے اس کی طرف مخمور نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا آپ کیا پسند فرمائیں گے پینے کے لیے، چائے یا کافی، شربت یا کولڈ ڈرنک؟ آج گرمی اور جس بھی بہت ہی زیادہ ہے وہ بالا آپ شربت ہی بنالیں میں کچھ کی طرف بڑھی تو میری چال میں ایک ارتعاش سا تھا میرے دل کے کسی کونے میں ایک خیال کسی سانپ کی طرح پھنکارنے لگا نورین اپنے آپ کو سنبھالو اس مرد کو یہاں سے جلد از جلد رخصت کرو اس لیے کہ مرد اور ناگ کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا تنہائی کا زہر بے حد خطرناک ہوتا ہے گھر میں تم دونوں کے سوا کافی نہیں ہے یہ ایک جانی تمہاری عزت کے لیے خطرہ ہے ایسا بھی نہیں ہوا کہ تیل اور آگ کے ملنے پر کوئی جلنے سے بچ جائے اس کا ایسے وقت پر آتا تمہارا شوہر گھر پر نہ ہو اس کی نیت کو ظاہر کرتا ہے اسے چاہئے تھا کہ تمہارے شوہر کی موجودگی میں آتا میں نے اپنے من زور جذبات کو دباتے ہوئے شربت کے دو گلاس تیار کئے کمرے چلی تو وہ رسالہ دیکھا رہا تھا شربت کو دور چلا وہ مجھے اپنی نظروں میں جذب کرتا رہا اور اس کی نظریں میرے نشیب و فراز کا طواف کرتی رہیں نورین اس نے مجھے مخاطب کیا ۔ جی میں نے نظریں چراتے ہوئے کہا کسے کی صورت حسن شباب نے مجھے پاگل کر رکھا میری خندیں چھین لیں ہیں دن میں ایک پلیز بھی میرے دل کو قرار نہیں رہتا اس خیال سے کہ وہ کسی عورت کے لیے پاگل ہو رہا ہے میرے دل اندر ہی اندر

نہ سوچا تھا ہماری بھائی اتنی خوبصورت اور پرکشش ہوگی بلکہ بے حد نفیس عمدہ جامہ زیب اور سائست مزاج کی بھی ہوں گی دل میں مسرت کی لہر دوڑ گئی تھی ارسلان جتنا خوبصورت تھا اس کی باتیں بھی اتنی ہی خوبصورت اور دل میں اتر جانے والی تھیں وہ ایک جوہری معلوم ہو رہا تھا میرے کی قدر و قیمت معلوم مگر میرے شور کے تیار ہونے تک وہ میری تعریف کے پل باندھتا رہا پھر ہم تینوں ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر بازار چلے گئے وہاں کی رونق جوین پر تھی وہ ہمیں لے کر ایک جیولری کی شاپ پر گیا وہاں سے ہمارے متعلق کرنے پر بھی سونے کے ٹاپس لے کر مجھے دیے پھر وہ ہمیں ایک شاندار قسم کے چائیز ریسٹورینٹ میں لے گیا اس نے چکن کارن سوپ، ارتجانے کیا کچھ منگوایا مجھے تو کھانے بہت پسند آئے اس میں ایک عجیب سی لذت اور ذائقہ بھی تھا لیکن اس سے تو وہ زیادہ اچھا مجھے لگتا تھا وہ میرے شوہر سے نظریں بچا کر کسی نہ کسی حیلے بہانے سے مجھے دیکھتا تو میرے دل کی کلی کلپ جاتی تھی میں سوچتی کاش یہ لمحات جاوداں ہو جائیں وہ میری نگاہوں سیدل میں اترتا جا رہا تھا وہ ہمیں ٹیکسی میں رات گھر پر چھوڑ گیا تھا گیارہ بج چکے تھے آج کا دن میری زندگی کا بہت ہی خوشی کا دن تھا دوسرے دن غالباً دن کا ایک بج رہا ہوگا کہ دروازے پر دستک ہوئی تو میں چونک پڑی مجھے حیرت ہوئی کہ اس وقت کون ہوگا اس وقت میرے شوہر کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا میں نے جا کر دروازہ کھولا تو میری حیرت اور خوشی کی انتہا ہی نہ رہی تھی بسے بھر کے لیے اپنا آپ بھول گئی اپنی خبر ہی نہ رہی دو دروازے پر ارسلان کھڑا تھا میری طرف مسکراتے ہوئے وزیدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں دل میں اتر جانے والی چمک

کہاں بجک رہی تھی تمہیں پانے کے لیے تمہیں پہلی بار دیکھا تو میرے دل نے چیخ کر کہا کہ یہی ہے تمہارا محبوب وہ مجھ پر بجک گیا ہم وقت کے چکر سے نکل کر انسانیت کے ابتدائی دور میں پہنچ گئے جب اخلاق نے تہذیب کو چھوڑا نہیں تھا میں اپنا مقام اور فرض بھول گئی شوہر سے میرا جو رشتہ تھا وہ میں نے توڑ دیا تھا عشق کی خاطر میں اس کی ہو چکی تھی ارسلان طوفان گزر جانے کے بعد میں نے کہا کیا میں نے غلط نہیں کیا دیا کیا کہے گی نہیں نہیں وہ میرے بالوں کو سہلائے ہوئے بولا تم نے عشق کے سفر پر قدم رکھ دیا ہے عشق اور جنگ میں ہر چیز جانتی ہوئی ہے تم نے عشق کو لاڈ وال کر دیا ہے۔۔۔ عظیم کر دیا دیا بہت ہی آگے جا چکی ہے اور مزید جا رہی ہے عشق کا اختیار ہر کسی کو حاصل ہے مہارک ہو ہم نے عشق کی منزل پالی اس کی باتوں میں بڑا جادو تھا مجھے بڑی تقویت سی ملی ہوئی تھی میں سہم بہر تک مدھوش سی پڑی رہی میرے بدن کا جوڑ جوڑ دو کر رہا تھا میری کس کس میں عیب سی فرحت بھر گئی میں نے اس سچل ایسی سرساری محسوس نہیں کی تھی دل بستر چھوڑنے کو نہیں چاہ رہا تھا اور پھر رختہ رختہ وہ ہمارے گھر آنے لگا بھی شوہر کی موجودگی میں کبھی اس کی غیر موجودگی میں اور اکثر رات کا کھانا وہ ہمارے گھر سے ہی کھا کر جاتا تھا ایک دن وہ مجھے اپنے ساتھ اپنے فلیٹ میں لے گیا جو ہمارے گھر سے زیادہ دور نہیں تھا اس نے اپنے فلیٹ کو خصوصاً اپنی خواب گاہ کو ایسے شاندار طریقے اور سلیقے سے آراستہ و چیرا بست کیا ہوا تھا کہ اس کا ماحول بڑا خواب ناک تھا بستر کے عین سامنے ایک بہت ہی بڑا سا سنگھار میز تھا کھڑکیوں پر روشنی پر دے پڑے اور ایک لمبا چوڑا اینگ اور اس پر نرم و گداز بستر تھا جو مجھے آج تک نصیب نہیں ہوا تھا اس کمرے میں بچہ کدھر بھی تھا یہ

ڈوبنے لگا تھا میں نے مردہ لہجے میں دریافت کیا کہ وہ کون ہے۔۔۔ وہ تم ہو اس نے میری نظروں کے رو برو آ کر میرے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر تمام لیا اور میری آنکھوں میں جھانکنے لگا جب سے تمہیں دیکھا ہے میں پاگل ہو گیا ہوں اپنے ہو شو ہو اس کو بٹھا ہوں۔ میری وجہ سے میں اچھل پڑی تھی؟ مجھے اپنی سماعت پر یقین نہیں ہو رہا تھا میرے کانوں میں شریرانہ نغمے گونجنے لگا۔ ہاں تمہاری وجہ سے میں جانتا ہوں مجھے یہ بات زیب نہیں دیتی کیوں کہ تم میرے دوست کی بیوی ہو مگر کیا کروں میں مجبور ہو گیا ہوں دل کے ہاتھوں میں تم دونوں کی محبت اور زندگی کی راہوں میں پتھر نہیں پھینکا چاہتا تم بھی شاید اس بے اختیار محبت کرنی ہو میں میں اس سے محبت نہیں کرتی نہ چاہتے ہوئے بھی میرے منہ سے نکل گیا مجھے اس سے نفرت ہے۔۔۔ کیا نفرت؟ اس کے چہرے کی حیرت اور خوشی اس کی آنکھوں سے بھی نمایاں ہونے لگی تھی اسے جیسے یقین نہیں آیا تھا تم اپنے شوہر سے خوش نہیں ہو؟ میرا اس کا کیا جوڑ وہ ایک لنگور کی مانند ہے میرے والدین نے اس کی دولت اور آمدنی کو دیکھ کر مجھے اس کے لیے باندھ دیا تھا میں اس سے ایک لمحے کے لیے بھی محبت نہ کر سکی دولت ہی تو سب کچھ نہیں ہوتی وہ میرے قریب آ گیا میں وہ بات کہہ دوں جو میں کہنے کے لیے آیا ہوں؟ کہہ دو بلکہ وہ سب کچھ کہہ دو جو تمہارے دل میں ہے رکومت جو بھی بات ہے میں ضرور سنوں گی میں تمہاری کسی بھی بات کا برا نہیں مانوں گی مجھے تمہارے عشق نے پاگل کر دیا ہے میں کہاں جاؤں کیا کروں عشق کی آگ جلا رہی ہے اب تو میں تمہارے بغیر اس نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا کہہ رکومت جو تمہارے دل میں ہے وہ زبان پر لے آؤ بیچ پوچھو تو مجھے تمہارا ہی تلاش ہی جانے کہاں

رو تھ جھ سے برداشت نہیں ہوگا میں خودکشی کر لوں
 گا اس کے سوا کوئی چار نہیں میں اسکی بات سن کر
 یوں تڑپ اٹھی جیسے کسی نے میرے دل پر دھککا ہوا
 انگارہ رکھ دیا ہو میں نے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ
 رکھا تو اس نے بڑے جذباتی انداز سے تمام لیا
 ہونٹوں اور آنکھوں سے لگا لیا پھر اسے اپنے سینے
 پر دل کی جگہ رکھ کر جذباتی انداز سے پولا تمہاری
 اس چاہت نے تو مجھے پاگل کر دیا ہے تھوڑی دیر
 بعد اپنے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ کو دور
 کرنے کی تجویز بتائی جیسے سن کر میں اچھل پڑی
 جب اسے سمجھا یا تو میری سمجھ میں آیا کہ اس کے سوا
 کوئی چارہ نہیں اور نہ ہی کوئی راستہ ہے اس نے
 سمجھایا کہ میرے شور کو قتل کرنے کی نہ صرف جیدگی
 رقم دینی مجھے ملے گی بلکہ میں اس کی تمام دولت کی
 کانونی مالک بھی بن جاؤں گی پھر ہم شادی کر کے
 ایک ہو جائیں گے اس نے کل کا منصوبہ بنالیا وہ یہ
 تھا کہ وہ رات کے وقت عقیقہ دروازے سے اندر
 ہوگا میرے شوہر کو سائنس سرگے پستول سے گولی
 مار کر ہلاک کر دے گا اس سے پہلے میری مشکلیں
 کس الماری میں سے سارا زیورات اور نقدی
 لے کر چلا جائے گا اور میں بیان دوں گی کہ چار
 افراد میرے گھر میں گھس آئے تھے اور میرے
 شوہر کو مزاحمت پر مار دیا آج کل شہر میں ڈکیتی کی
 وارداتیں مسلسل ہو رہی ہیں اس لی سن کو اس کی
 مرنے کا شک نہیں ہوگا یہاں ایک بات بتانی
 چلوں کہ ہمارے گھر میں بہت سارا زیور پڑا تھا
 میرے گھردالوں نے تمیں تو بے کے تین سیٹ بنوا
 کر دیئے تھے علی بھی سبیلہ سیلاکھوں کا زیور اور ڈالر
 لے کر آیا تھا اس نے وہاں انقلاب برپا ہونے کی
 صورت میں کوڑیوں کے بہاؤ خریدے تھے اس
 کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً مجھے کچھ نہ کچھ خرید کر دیتا
 رہتا تھا دو لاکھ کے انعامی بانڈ بھی پڑے تھے یہ

خواب گاؤں کی شاہی محل سے کم نہ تھی یہ عشق کی آگ
 تھی جس میں جذبے سلگ رہے تھے جیسے جیسے میں
 اس آگ کی بھٹی میں جل رہی تھی ویسے ویسے اپنے
 شوہر سے میری نفرت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا
 ارسلان میں ایک سلیقہ تھا وہ محنت اور ادب سے
 پوری طرح واقف تھا وہ بہت ہی خوبصورت تھا
 اس نے اپنی محبت کے جادو سے مجھے پوری طرح
 اپنی اسیر بنالیا تھا میں تجھے میں اس کی باتیں سن کر
 پاگل ہو جاتی تھی اور اس کی قربت سے مدہوش ہو
 جاتی تھی وہ اکثر دن کو دفتر سے نکل کر کسی کام کے
 بہانے سے ہمارے گھر آ جاتا تھا دوا یک گہری میں
 عشق کی آگ فروزاں کر کے چلا جاتا تھا اس نے
 مجھے اپنے فلیٹ کی ایک ڈبلی کیت جالی دے دی
 تھی کہ میں اس کی غیر موجودگی میں آکر وقت گزار
 سکوں میں اپنے شوہر سے چھٹکارا مانا جا رہی تھی
 اس طرح چوری چھپے ملنے سے تنگ آ چکی تھی یہ گھر
 کاٹ کھانے کو دوڑتا میرا شوہر اور بھی بد صورت
 دکھائی دینے لگا تھا معلوم نہیں کیا بات تھی جب سے
 ارسلان آنے لگ تھا اس کی محبت میں بڑی گرم
 جوشی اور دھشیا نہ بن آگیا تھا وہ میرے منت ملنے
 لباس خرید کر لانے لگا تھا جن سے میرا حسن و جمال
 اور بھی آنکھ بن جاتا تھا میں آج تک خود پہردگی
 سے اس کے ساتھ پیش نہیں آئی تھی اور نہ ہی اس
 نے کبھی بھی شکایت کی میں بیک وقت دو مردوں
 کے منہ جوڑ سکیں کیسے کر سکتی تھی ایک دن نشات
 امیر لکھات گزر جانے کے بعد ارسلان نے خود اس
 موضوع کو پھیلانے لگا کر نے کے لیے میں نے سوچا
 تھا کہ وہ کہے گا آخر کب تک ہم اس طرح ایک
 دوسرے سے ملتے اور دور رہیں گے مجھ سے
 تمہاری یہ جدائی برداشت نہیں ہوتی تم نہیں جانتی
 کہ میں ساری رات کس طرح انکاروں پر لوٹتا
 رہتا ہوں اگر کچھ دنوں تک یہ سلسلہ یوں ہی چلتا

2014 جولائی

Digest.pk

آخری عشق

جانی ایسا لگ رہا تھا کہ بھونچال آگیا ہو کمرے میں وہ دونوں جانور لگ رہے تھے شاید ان کی گفتگو سے اندازہ ہوا تھا میں نے ایک لمحے میں بہت کچھ سوچ لیا تھا۔ انتقام۔ میں باہر لگی دروازہ بند کیا اور گھر آگئی نزدیک پولیس اسٹیشن کا نمبر لیا اور فون کیا پہلی بار میں نے کسی کو فون کیا تھا شام کو طی گھر آیا تو اس نے بتایا کہ آج پولیس نے عولی کے مکان پر چھاپا مارا ہے ارسلان اور اس کی دوست رنگ رلیاں مناتے پکڑے گئے اور پانچ گلو ہیر وٹن بھی میں نے علی کو بتایا نہیں کہ یہ فون میں نے کیا تھا اس کہنے نے مجھے دھوکہ دیا تھا میرا گھر اجاڑنا چاہتا تھا مجھے میرے سہاگ سمیت قتل کر دینا چاہتا تھا رات کو جب علی بستر پر دراز ہوا سونے کے لیے تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ مجھے بے حد خوبصورت اور پیارا لگا اور میں اپنے فریب کے جال سے نکل آئی اپنے رب سے گناہوں کی معافی مانگی اور دیر تک اسے سوچتی ہی رہی جس کی دالہا نہ محبت و جاہت کو یکسر میں نے نظر انداز کر دیا تھا وہ کتنا نکلس انسان تھا اور میں خوبصورتی اور دولت کے چکر میں اسے بھول گئی تھی میں پہلی بار وارنٹی دالہا نہ انداز اور پوری خود سپردگی سے اس پر نچاؤ ہو گئی وہ سحر زدہ ہو کر مجھ کو بچہ رہا تھا۔

زندگی صرف جی ہوئی ہڈیاں تھیں بلکہ اس میں بڑے دالوں کی طرح غلوں کے موتی بھی شمرے ہیں دھنیے ہوئے کی طرح ہری ہری گھاس ٹھنڈا اور گاجر کی طرح خوش رنگ پھول کڑوے کرلیوں کی طرح دشمن بھی ہے ہمیں پالک کی طرح مل بھل کر رہنا چاہیے زندگی تو ایک پیاز کی مانند ہے جس میں موتیوں کی طرح آنسوؤں کی لڑیاں بھیں ہیں لیکن ہمیں چاہیے کہ سلاو کی طرح ایک ہی ڈش میں رہیں یہی زندگی کی ڈش ہے۔

آرہار۔

جولائی 2014

سب ایک دن میں نے ارسلان کو دکھائے چونکہ میں جلد از جلد اپنے شوہر سے نجات چاہتی تھی لہذا ہم نے متفقہ طور پر اچھی رات کو گھل کرنے کا قائل کر دیا دوسرے دن علی کے دفتر چلے جانے کے بعد میں نے کپڑے بدل لیا اور برقع پہن کر فلیٹ چلی گئی میرا ذہنیت گھبرا رہا تھا اس لیے سوچا کہ چلو کچھ دیر فلیٹ جا کر آرام حاصل کروں جب میں فلیٹ کے دروازے پر پہنچی تو اندر سے ارسلان کی آواز سنائی دی جیسے وہ فون پر کسی سے بات کر رہا ہو میں نے چابی تالے کے سوراخ میں ڈال کر دروازہ بے آواز کھولا اور بند کیا اور ٹیوی لائچ میں پہنچ کر ٹھک کر رہ گئی سامنے خواب گاہ تھی اس کی دالہا نہ پر وہ پڑا ہوا تھا خواب گاہ میں ایک عورت کی لہسی کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہی تھی کہ، داد کیا خوب منصوبہ بنایا ہے آپ نے ہم پر سوچ مجھے بچے دانی فلیٹ سے نکل جائیں گے دینی اور بے جا رہی بعد میں خود ہی ڈیل و خوار ہو کر بیٹھ جائے گی۔ کہیں ایسا نہیں کہ تم مجھے فریب دے رہے ہو وہ ٹک آ کر بولی تم اپنے دوست کی بیوی سے رنگ رلیاں منانے چلے جاتے ہو۔ وہ میری محبوبہ نہیں اور نہ ہی میں اس کے عشق کرتا ہوں ایک کھلونا ہے وقت گزاری کا تمہیں خواہ مخواہ شک ہو رہا ہے مجھ پہ اتنے عرصے بعد تو اتنا اچھا مال ہاتھ لگا ہے کیسے اس موقع کو گنوا دیتا تمہیں پتا ہے کہ ہم کتنے عرصے پہلے خواب دیکھ رہے ہیں اچھی زندگی کا اور سنو میں نے فیصلہ کیا ہے کہ نورین کو بھی گولی مار دیں گے تاکہ کوئی بھی سراغ نہ رہے ارسلان کی آواز گونج رہی تھی اور یہ برقع کیس ہے اس میں پانچ گلو ہیر وٹن ہے نہایت عمدہ قسم کی اس سے بھی کروڑوں پولیس گے وہ کہہ رہا تھا میری نظروں کے سامنے دنیا اندھیر ہو گئی اگر میں کرسی کا سہارا نہ لیتی اور اعصاب کی مالک نہ ہوتی تو شاید بے ہوش ہو کر گر

آخری عشق

Digest.pk

شیشے کی گڑیا

تحریر۔ رفعت محمود۔ 03005034313

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
 نور اللہ سے دعا ہے کہ جواب عرض کی پوری ٹیم کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھے اور دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا
 فرمائے آمین۔ یہ دل بھی جانے کیا شے بھائی ہے ہر کسی کے لیے اس دل میں ایک نہ ایک کوتاہناؤا کہیں یہ ماں
 کے لیے روتا ہے اور کہیں اس کو باپ کی کمی محسوس ہوتی ہے اور کہیں یہ اس کو بھائی کا پیار اور کہیں بہنوں کی
 ڈانٹ پیار اور وہ عجب جو بچپن میں ملتا ہے اور ساری زندگی نہیں بھولتا اس کہانی میں بھی ایک ایسا درد ہے
 جو شاید میری طرح اور بھی بہت سے انسانوں کو ملا ہوا ہے یہ کہ کہیں کی ہے اور خدا کسی کو بھی کوئی کمی نہ دے
 میری دعا ہے میری بہن سدا خوش رہے اور پھولوں کی طرح مسکراتی رہے خدا نے ہمیں بہن تو دی مگر ہماری
 وہ کی پوری نہیں کی جس کو ہم تر سے ہیں بہن کا پیار لڑائی جھگڑا عجب یہ سب ابھی تک اوجھڑا ہے خدا را اگر
 بہن دی ہے اس کا پیار بھی ہمارے نصیب میں کرو مجھے اسید ہے سب کو پسند آئے گی میری یہ کاوش میں
 نے اس کہانی کا نام شیشے کی گڑیا رکھا ہے۔ وارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس
 کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام

تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا ر مشر ذمہ دار نہیں
 ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اچھے شیشے کی تھی اس لیے خراب نہ ہوئی تھی یہ گڑیا
 میری حاصل زندگی اور سرمایہ حیات ہے ایک
 زمانے میں یہ گڑیا میرا دل پسند کھلونا تھی اس گڑیا کو
 میں بہت آرزوؤں کے بعد پایا تھا ایسا معلوم ہوتا
 کہ تھا کہ میں دنیا کا خوش نصیب بچہ ہوں مجھے جیسا
 خوش نصیب پورے جہاں میں اور کوئی نہ ہوگا۔

اس گڑیا کو میں سکولی بیک میں رکھ کر سکول
 لے جاتا تھا اور اپنے دوستوں کو دکھاتا اور مفرد
 ہو گیا تھا کیوں کہ اتنا حسین و جمیل کھلونا کسی
 دوسرے کے پاس نہیں تھا اتنے خوبصورت کھلونے
 ہمارے ملک میں کہاں بنتے ہیں یہ کھلونے تو ترقی
 یافتہ ملک ہی بناتے ہیں۔

آج بارہ برس کے بعد مجھے لیلیٰ کی یاد شدت
 سے آئی دل میں ایک ہوک اٹھی اور میں
 تڑپنے لگا کہیں کسی ٹاڈا بھی کا شکار تو نہیں ہوں۔
 میں آپ کو بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ لیلیٰ
 میری اکلوتی بہن ہے مگر اس مقدس رشتے کو صرف
 چند لوگ ہی جانتے ہیں۔

پرانے کمرے سے سفائی کرتے ہوئے مجھے
 پرانے صندوق سے لیلیٰ کی شیشے کی گڑیا ملی گڑیا پر
 نظر پڑتے ہی میرے دل کو تھیس سی گئی اور میں لیلیٰ
 کے لیے تڑپ اٹھا کافی عرصہ پڑنے رہے یہ گڑیا
 اپنا اصل رنگ کھو چکی تھی آنکھوں کی خوبصورتی اور
 چمک ابھی بھی اس میں باقی تھی کیوں کہ وہ گڑیا

نولائی 2014

Digest.pk

شیشے کی گڑیا

ہمارے پاس بھی تو یہ بیرونی ملک سے آئی تھی یہ گڑیا میرے تمام دوستوں کے کھلونوں سے زیادہ خوبصورت تھی اس میں بہت سے کمالات تھے اس میں دو کمالات یہ تھے کہ اس کے پیٹ کا ہنر دباؤ اس کا پیٹ کھانا شروع ہو جاتا اور اس میں سے عطر کی شیشی نکلتی اور خوشبو سی پھیل جاتی۔

دوسرا اسکے پیشانی پہ لگا ہوا ہنر دباؤ تو یہ اپنی آنکھیں گھماتی اور زور سے پھونک مار کر زور زور سے ہنستی ہے شیشے کی گڑیا نے پورے سکول میں دھوم مچا دی تھی اور مجھے اس گڑیا کی وجہ سے کافی شہرت ملی تھی بہت سے بچے جو مجھ سے جلتے اور حسد کرتے تھے۔

اس وجہ سے کہ وہ میری برائی کرتے رہتے تھے اور مجھے پیچھے سے مار پڑتی تھی وہ باتیں اور لڑائی میں آج تک نہیں بھولا شیشے کی گڑیا کی باتیں کرتے کرتے میں لیل کو تو بھول ہی گیا تھا یہ گڑیا مجھے لیلیٰ نے دی تھی میں بچپن میں بہت شرارتی تھا میرے بھائی اور امی شرارتوں سے بہت تنگ تھے اس وجہ سے آئے دن مجھے مار پڑتی رہتی۔

مکملے میں میری امی کی بہت عزت تھی اس عزت کی وجہ یہ تھی کہ امی مکملے میں روئے ریتی رہتی تھیں اور اکثر شادیوں میں اپنا زور بھی عورتوں کو پہنچنے کے لیے دیتیں عورتوں میں یہ باتیں عام تھیں تھی کہ میری امی کا شوہر بہت امیر تھا اور جاپان میں تجارت کرتا تھا اس کا شوہ اس کو ہر ماہ دو لاکھ خرچہ دیتا تھا۔

میرے ابو کو کئی سال سے جاپان میں مقیم تھے اور وہی اپنا کاروبار کرتے تھے انہی کو ہر ماہ خرچہ کے لیے کافی روپیہ بھیج دیتے تھے ہم اپنے والدین کے چار بیٹے تھے ہماری کوئی بہن نہیں تھی اس وجہ سے بڑوں والے ہمیں بہت خوش قسمت سمجھتے تھے کہ انہیں بیٹی کی بچپن سے جوانی اور بڑھاپے تک

پانے کی کوئی فکر نہیں ہے۔

ہمارے بڑوں سلگنی کی بارہ بیٹیاں تھیں چار بیٹوں کے بعد میرے والدین کو قدرتی طور پر بیٹوں کی آمد تھی جب چوتھی بار بچے کی پیدائش تھی تو سب بہت خوش تھے کہ اس بار بیٹی ہوگی اور امی نے تین ماہیں اور دو ماہوں پہ بڑے ہمارے چڑھائے ہوئے مگر جب میں پیدا ہوا تو سب امی مایوس ہو گئے تھے جیسے میں پہلے سے ہٹا چکا ہوں کہ میں شرارت سے شیطان کے کان کا شائق تھا۔

امی جب کپڑے پہنتی تھیں تو میں مٹی میں کھیل کر سب گندے کر دیتا تھا مار پیٹ کا مجھ پر اثر نہیں ہوتا تھا مجھے ابو کا ساتھ رہنا یاد نہیں مجھے تو ان کی شکل بھی یاد نہیں ہے گھر میں چاروں طرف ابو کی تصویریں آویزاں تھیں ان کو دیکھ کر ذہن پر ابو کی شکل نقش ہو جاتی تھی میں چھوٹا سا ہی تھا کہ ابو جاپان چلے گئے تھے میرے قیوں بھائی جاپان میں ہی پیدا ہوئے تھے میں پیدا ہونے والا تھا کہ ہمارا خاندان اپنے آبائی گاؤں واپس چلا آیا تھا۔

اب تو ابو سالوں بعد ہی آتے تھے ابھی میں چار سال ہی تھا کہ ابو کا آنا بند ہو گیا۔

تنبہائی میں میں اکثر یہ سوچتا رہتا تھا کہ شاید گھر والے مجھے اس لیے ناپسند کرتے ہیں کہ میں نے ان کی ایک بیٹی کی جگہ لے لی جس کی سب کو تمنا ہے شاید یہی وجہ ہے میرے ابو گھر نہیں آتے تھے امی اگر میں لڑکی ہوتا تو ایک روز امی نے زبردستی نکڑ کر اپنے پاس سونے کو کہا تو میں پوچھا۔ چپ رہو خاموش رہو امی نے چیخ کر کہا اور انہوں نے مجھے اپنے پاس سے اٹھا کر بھاگ دیا اور وہ دوپہر میں درختوں میں گھوم گھوم کر گزاری تھی بہن کا وجود کتنی بڑی نعمت ہے میرے تمام دوستوں کی بہنیں کس کی چھوٹی تو کسی کی بڑی بھوپکی بہن عذر تو اس کی کتابوں پر جلدیں چڑھانی

جولائی 2014

Digest.pk

شیشے کی گڑیا

میرے ابو کا تھا انہوں نے لکھا تھا کہ میں بہت جلد گھر آ رہا ہوں ابو کے گھر آنے کی وجہ سے گھر میں گھبراہٹ ہو گئی تھی میری خوشی کی تو کوئی بھی انتہا نہیں تھی میں ابو سے چھ سال بعد ملے والا تھا میں ہر ایک سے پوچھتا کہ جاپان کا سفر یہاں سے کتنے دن کا ہے تو وہ بتاتے کہ جہاز پہ چوبیس گھنٹے لگتے ہیں۔

میری امی بھی ایک ایک دن گمن کر گز رہی تھیں ایک روز انہیں نے بتایا کہ تمہارے ابو اتوار کو آ رہے ہیں ہم سب بہت ہی خوش تھے اتوار کی صبح ابو گھر آئے تو سب سے پہلے میرے بڑے بھائی نے انہیں کھڑکی سے آتے ہوئے دیکھا ان کے پیچھے دو آدمی ان کا سامان اٹھائے ہوئے تھے۔

جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوئے انہوں نے مجھے سینے سے لگا لیا اگر مجھے کوئی فخر یا احساس پیدا ہوا تو وہ اسی لمحے ہوا تھا ابو نے سب کو باری باری بہت پیار کیا اور میں انہیں غور سے دیکھے چار ہاتھ ابو میرے تصورات سے زیادہ سائنوں سے تھے انہوں نے بہت خوب صورت سوٹ پہنا ہوا تھا اچانک میری نظر ایک چھوٹی سی ہتھی پر پڑی جو ان کے پیچھے کھڑی تھی اس کا رنگ سفید تھا چہرہ گول منول اور آنکھوں میں چمک اس کے منہ پر تھکنگ لالے بال اس کے کندھوں پر پھیلے ہوئے تھے اس نے سفید فرائڈ جس پر بڑے بڑے سرخ پھول بنے ہوئے تھے پہلی ہوئی تھی اور مجھ سے قد میں کچھ بڑی تھی۔

ابو نے اسے جاپانی زبان سے کچھ کہا تو وہ گھبراہٹ ہوئی آگے میں آ کھڑی ہوئی سارے گھر کی آنکھیں اسی لڑکی پر لگی ہوئی تھیں ابو کو نظر انداز کر کے سب اس کو دیکھ رہے تھے حالانکہ ابو چھ سال بعد آئے مگر سب اس کی ترقی کو دیکھتے رہے ان

اور ان پر خوبصورت تصویریں بتاتی اکثر وہ اپنے بھائی کا سکول کا کام بھی خود ہی کر دیتی تھی۔

اور جو ادکی بہن کی تو شادی بھی ہو گئی ہے سنا ہے اس کے شوہر کی بہت بڑی موٹھیں تھیں جو اد حزن سے لے کر مجھے اپنی بہن کی شادی کے بارے میں بتاتا تھا شادیاں بھی تھیں دھوم دھام سے منائی جاتی ہیں گھر میں چڑاغاں اور نقابوں سے تھی ہوئی لوگوں کے لیے بیٹھنے کی جگہ اور ڈھولک پر لڑکیوں کے شادی بیا کے گیت اور لوگوں کا ایک بڑا سا شور و غل یہ سب چیزیں مجھے بے حد پسند تھیں مگر افسوس یہ تھا کہ میرے گھر میں کوئی بھی بہن نہیں تھی اور نہ ہی ہمارے گھر میں بہن کی کوئی بارات آئے گی۔

اگر میری کوئی بہن ہوتی تو اس کی شادی بھی بڑی دھوم دھام سے ہوتی میں اپنی کتابوں پر جلدیں خود چڑھاتا ہوں سکول کا کام کرنے کے لیے اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں تو وہ انکار کر دیتے ہیں اور اگر میں ضد کرتا ہوں تو ہو میرے کان کھینچتے ہیں۔

ابو بہت باتا عددی سے خطوط لکھتے ہیں میرا بڑا بھائی جو کہ میٹرک میں تھا وہ خطوط بڑھ کر سنایا کرتا تھا وہ ہر خط میں میرا ذکر کرتے تو مجھے بڑا فخر سا محسوس ہوتا ابو کے متعلق میں ہر وقت سوچتا رہتا جو ہم سے اتنی دور تھے جاپان میں ان کا اپنا کاروبار تھا۔

میرے بھائی جاپان کی عجیب و غریب کہانیاں سنایا کرتے تھے جو بچہ وہاں سکول نہیں جاتا تھا اس کو لاوامرٹ بچہ سمجھا جاتا تھا دوپہر کے وقت بچوں کو گھروں سے نہیں نکلنے دیتے تھے ان کی یہ باتیں سن کر میں حیران سا ہو جاتا تھا کہ میرے ابو وہاں پتا کبھی کبھی رہتے ہوں گے۔

ایک روز ہمارے گھر ایک خط آیا

جولائی 2014

Digest.pk

نئی نئی شرت

سے لپٹ گئی اور وادی اماں کی طرف اشارہ کر کے وہ چا پانی زبان میں کچھ کہتی رہی۔

مجھے اس لڑکی کا چیخا ہوا لہلہا بھی پسند نہیں آیا تھا اور نہ ابو سے جا کر لپٹنا، اس رات میں نے امی ابو کو لڑتے سنا اور دونوں ساری رات لڑتے رہے یہ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ امی ابو سے اس قدر ناراض کیوں ہیں میرے اندازے کے مطابق حالات کچھ خطرناک تھے۔

سب آپس میں باتیں کر رہے تھے کسی نے کھانا کھایا اور کسی نے نہ کھایا آخر میں سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ سب گڑبڑ اس لڑکی کی وجہ سے ہوئی ہے۔

اس لڑکی کے نقوش سے تمہیں ظاہر نہیں ہو رہا وہیں آنکھیں وہی ناک تمہارے شوہر کی ہے تمہارے پڑوس کی سہیلی نے کہا۔

ارے بہن تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے امی نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

ان باتوں کو میں سن کر سمجھ گیا کہ لیلیٰ ابو کی اپنی بیٹی ہے اور میری بہن مجھے یہ بات سن کر بہت ہی خوش ہوئی لیکن یہ سب لوگ باتیں کیوں کر رستے ہیں میں سوچ رہا تھا کہ مجھے لیلیٰ کی زبان تو سمجھ نہیں آتی تھی لیکن میں اس کی معصوم نگاہوں کو دیکھنے لگا تھا مجھے ابھی تک یہ غم نہیں تھا کہ میری بہن عمر میں مجھ سے چھوٹی ہے یا بڑی ہے میں پوچھنا چاہتا تھا مگر میری بہن نہیں پڑتی تھی۔

میں نے جب کوشش کی اپنی بہن سے دوستی کرنے کی تو وہ ہم سے دور رہتی مگر گھر میں وہ صرف ابو کے پاس رہا کرتی تھی، دن کے وقت وہ ہر وقت اسے اپنی پیس کے پاس بیٹھی لیلیٰ رہتی تھی اگر اس سے کوئی بات کرتا یا اس کا ہاتھ پکڑتا تو وہ زور زور سے چیخا مگر وہ لڑکی تو

آدمیوں نے سامان برآمدے میں رکھا اس سامان میں ایک نیلا سا تپتی تھا جب اسے رکھا گیا تو لڑکی نے فوراً اسے الٹ کر کے رکھ دیا اور خود میرے پاس آ کر کھڑی ہو گئی چائے منگوائی گئی میری وادی اماں جب کمرے سے باہر آئیں تو ماحول کچھ سا زگزار سا ہوا غصہ کم ہوئی خاموشی ٹوٹ گئی۔

پینا تم صبح کی فلیٹ سے آئے ہو وادی اماں نے ابو کو پیار کرتے ہوئے پوچھا۔

جی امی فلاٹ کچھ لیٹ گئی ابو نے بڑے ادب سے جواب دیا۔

وقت بھی کتنا بدل گیا ہے پہلے لوگ سالوں میں پہنچتے تھے اب تو فاصلے سمٹ گئے ہیں۔ وادی اماں نے کہا۔

باتوں کے دوران وادی اماں بڑے غور سے لڑکی کو دیکھ رہی تھیں جو حیران کن تھی جیسے وہ اندھیرے میں طوطی بدلتے گزار کر آئی ہو وادی ابھی تک ابو کے پاس نہیں آئیں تھیں یہ بات مجھے عجیب سی لگی کہ چھ سال بعد ابو گھر آئے ہیں اور وہ ان سے ملنے بھی نہیں آئیں مگر کے ماحول میں ایک خاموشی سی طاری تھی ابو بتا رہے تھے کہ جاپان میں ایک ایکسیڈنٹ میں کچھ لوگ ہلاک ہو گئے ان میں ابو کے ایک دوست بھی ہلاک ہوئے اور یہ لڑکی ان مرحوم کی بیٹی ہے لیلیٰ کا اس دنیا میں کوئی بھی نہ رہا تھا۔

جب وہ چھوٹی سی تھی تو اس کی امی اللہ کو پیاری ہوئی اور پھر ابو نے اسے سہارا دیا تو وہ بھی چل بسے اس لیے میرے ابو اسے اپنے ساتھ پاکستان لے آئے ہیں۔

مجھے اس پییم بگ پر بہت رحم آیا وہ شکل و صورت سے بہت پیاری تھی وادی اماں نے اسے بلایا تو وہ انجان بن گئی وادی اماں نے خود جا کر اس کے سر پر ہاتھ سے ہاتھ رکھا تو وہ چیخ کر ابو

انہوں نے مجھے قریب بلا کر کہا۔
 بیٹا تم سکول نہیں جا رہے ہو۔
 جی نہیں میں سب کچھ بھول کر ہوں۔ دراصل
 ابو آپ کے آنے کی وجہ سے میں نے چھٹیاں لی
 ہوئی ہیں اس کے بعد انہوں نے کچھ نہیں کہا میں
 بھی چپ رہا تھا اس کے بعد میں نے گڑیا کے
 متعلق سوچنا چھوڑ دیا تھا سکول میں سب دوست
 مجھے تنگ کرتے ان کو گیلی کے بارے میں علم ہو چکا
 تھا۔

دعا ص۔۔ ایک لڑکی یا سمین بلند آواز میں
 کہہ رہی تھی۔ سنا ہے کہ تیرے ابو جاپان سے ایک
 لڑکی بھی ساتھ لائے ہیں کہاں سے۔ پیچھے سے گئی
 آواز میں آئیں یہ سن کر میرا دل سب کو مارنے کو
 چاہا لیکن میں خاموش رہا کیوں کہ کل ہی یا سمین
 نے مجھے چاکریٹ دی تھی۔

لیکن پھر بھی اب ابو کے بارے میں ایسی
 بات نہیں کرنی چاہئے تھی ابو کی کوئی بیوی جاپان
 سے یہ بات بالکل جھوٹ تھی یا سمین کو بھلا کیسے پتہ
 ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں پھر بھی یہ خیال
 مجھے تنگ کرتا رہتا ہی میں نے ایک روز امی سے
 پوچھا۔

میری کلاس فیلو یا سمین کی امی کہتی ہے کہ
 ۔۔؟

کیا کہتی ہے۔۔ امی نے میری بات غصے
 سے کاٹتے ہوئے کہا یہی کہ ابو کی ایک اور بیوی
 اور بچے جاپان میں ہیں۔

میں نے دھیرے سے پوچھا تو امی نے کہا
 کہ مجھ سے کیا پوچھتا ہے جا کر اپنے باپ سے
 پوچھ ابو کو آئے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا میں ان
 کے ساتھ والے کمرے میں ہوتا تھا۔

ایک رات جسے میں سو نہ جا رہا تھا تو میں
 بند کھڑکی کے بل بوتے پر ابوبکر کے سر پر ہاتھ رکھ کر

اس کا اپنی خوبصورت کپڑوں سے بھرا ہوا
 تھا جب وہ اسے کھولتی تو عطر کی خوشبو سے فضا
 مہک جاتی اس کے آنے کے دو دن بعد مجھے وہ
 شیشے کی گڑیا نظر آئی اس نے اپنا اپنی کھولا تو میں
 نے جسکے سے جھانکا اس کی فراکوں کے درمیان وہ
 شیشے کی گڑیا رکھی ہوئی تھی۔

یہ کیا ہے۔ میں نے اسے پوچھا تو اس نے
 مجھے غور سے دیکھا اور مجھے محسوس ہوا کہ وہ میرا
 مذاق اڑا رہی ہے اسے میری زبان کی سمجھ نہیں آئی
 میں نے اس گڑیا کی طرف اشارہ کیا تو اس نے
 گڑیا ہار نکالی وہ خود اس کی خوبصورتی میں کھو گئی
 تھی اس نے اس کے پیٹ کو چھوا تو گڑیا کی
 آنکھیں کھولنے لگیں۔

مجھے دکھاؤ میں نے شرماتے ہوئے اسے
 کہا۔

میں نہیں چاہتا تھا کہ مجھے کوئی گھر والا دیکھے
 ورنہ وہ مجھے ڈانٹنے لگتی نے مجھے گھور کر دیکھا اور
 خاموشی سے گڑیا کو اپنی میں رکھ دی اس کی اس
 حرکت سے مجھے بہت دکھ ہوا اور میں بد دل سا
 ہو گیا لیکن کو غم تھا کہ مجھے اس کی گڑیا اچھی لگی ہے وہ
 مجھے دیکھ کر جانے کے لیے گڑیا نکال لیتی اور خود
 کھیل کر رکھ دیتی مجھے لگتی بہت ہی بد مزاج معلوم
 ہوتی اگر مجھے گڑیا کی ضرورت ہوتی تو میں ابوت
 کہتا وہ مجھے بازار سے لادیتے میں اس خیال سے
 دل کو تسلی دے لیتا اگر مجھے گڑیا مل جاتی تو مجھے خوشی
 ہوتی میں اس کو سکول لے جاتا اور دوستوں کو
 دکھاتا میں ابو سے کہوں گا لیکن میں تو ابو سے بات
 کرنے میں ڈرتا ہوں ویسے کوئی خاص وجہ تو نہ تھی
 لیکن مجھ میں بات کرنے کی ہمت نہ تھی ابو بھی مجھ
 سے زیادہ بات نہیں کرتے تھے۔

میں تو دور سے ہی ان کو دیکھتا تھا لیکن بہت
 کر کے میں گڑیا کے بارے میں کہنے لگا تھا

شیشے کی گڑیا

جولائی 2014

99

نواز امی کے رشتہ دار بھائی تھے اور وہ جاپان میں ہی رہتے تھے ابو خاموش ہو گئے۔ مگر امی کا غصہ اور بھی بڑھ گیا اور پھر وہ ایک دوسرے کو طعنہ دینے لگے بستر پر لیٹ کر میں اللہ کے حضور گڑ گڑا کو دعا مانگ رہا تھا۔

اسے اللہ اس بھگڑے کا انجام برائہ ہو ایک روز مجھے چیزیں بیچنے اور لڑنے بھگڑنے کی آوازیں آئیں میں نے کانوں میں انگلیاں دے لیں مگر آنکھوں سے آنسو جاری تھے کافی دیر کے بعد مجھے امی کے سیر حیاں اترنے اور سسٹے کی آواز میں آئیں صبح جب میں اٹھا اور دیکھا کہ ابو اپنا اور امی کا سامان پیک کر رہے ہیں۔

ابو کہاں جا رہے ہیں میں نے بڑے بھائی سے پوچھا۔

جہنم میں۔۔۔ وہ جھلا کر بولا۔ میں نے خود سے سوال کیا آخر سب کو کیا ہو گیا ہے لیکن اس بات کا میرے پاس بھی جواب کہاں تھا۔

ابو نے پہلے دادی اور پھر امی کو الوداعی سلام کیا پھر ہم سب کو سینے سے لگا کر پیار کیا میرے دونوں بھائیوں نے اپنی آنکھیں صاف کیں ابو نے یوں دیکھا جیسے یہ منظر انہوں نے دیکھا ہی نہ ہوا انہوں نے امی کو اپنی زبان میں کچھ کہا۔

اور وہ فوراً اٹھ کر کٹری ہوئی اس کی فراق بہت پیاری تھی بڑے بڑے گلاب کے پھول بنے ہوئے تھے میں ستون سے لگا خاموش کھڑا تھا وہ میرے نزدیک آ کر مسکرائی مگر میں مسکرا بھی نہ سکا وہ میرے اور قریب آئی اور شیشے کی گڑیا مجھے تھا دی اور ایک بار پھر مسکرائی اور پھر اپنی زبان میں کچھ کہتی ہوئی میز چوڑی سے نیچے اتر گئی۔

ابو آگے اور امی ان کے پیچھے پیچھے بوجھل قدموں سے چلتے ہوئے دروازے سے باہر نکل گئے اور وہ ہم کو سوا دو بج رہے تھے۔

امی کی طرح ہم بھائیوں نے آج تک ابو سے کبھی کھل کر بات نہیں کی تھی مجھے امی سے جلسہ ہونے لگی تھی میرا خون کھول اٹھا تھا میرے پاس نہ اتنے کپڑے تھے نہ شیشے کی گڑیا تھی چٹون ہمیشہ گندی رہتی اور اس میں بن بھی نہیں تھے کیا یہ وجہ ہے کہ ابو مجھے پسند نہیں کرتے۔

اس وقت میرا دل چاہا کہ خوب روؤں اور پھر میں سسکیاں لے کر خوب رو یا ایک دم مجھے ابو کے بلانے کی آواز آئی۔

امی ابو بھی آتا ہوں۔۔۔ میں نے جواب دیا میں آہستہ سے ابو کے کمرے میں داخل ہوا تو امی ابو کے گلے میں بائیں ذالے بیٹھی تھی مگر میں نے اسے نظر انداز کر دیا۔

آؤ وقاص بیٹا۔۔۔ یہ کہہ کر ابو نے مجھے گلے سے لگالیا اور چا پالی زبان سے امی سے کچھ کہا پتہ نہیں ابو نے امی سے کیا کہا تھا لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا تھا اس رات ابو نے کہا تھا کہ امی یہ تمہارا بھائی ہے اس رات گھر میں ایک طوفان پیدا ہو گیا تھا۔

وہ لاوا جو پچھلے آٹھ دنوں سے چک رہا تھا ایک دم ابل پڑا امی اور ابو میں سخت لڑائی ہوئی کسی کی ہمت نہیں تھی کہ درمیان میں آتا یہ لڑائی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی گئی ابو کی تو یہی کوشش تھی کہ اپنے اوپر قابو پائے رکھیں کہ تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو وہ اپنی صفائی میں کہتے رہے امی کہتیں۔

تمہاری صفائی پر یقین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے سب کچھ پتا چل گیا ہے امی نے غصے سے کہا۔

تمہیں کیا پتا ہے ابو نے غصے میں کہا۔ تمہیں کچھ پتا نہیں۔

مجھے بے وقوف مت بناؤ مجھے نواز نے سب کچھ لکھ دیا ہے۔ امی نے طیش میں آ کر کہا۔

جولائی 2014

Digest.pk

100

صفحہ

شیشے کی گڑیا

سفر میں خوش ہو ہوں
 لبو پہ لفظ روتا ہے، لبو پہ لفظ روتا ہے
 یہی وعدہ لیا تھا نا
 ہمیشہ خوش ہی رہنا ہے
 تو دیکھ لو آ کر
 (پر یا، انگ)

غزل

دن رات ترسے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
 ہم ٹوٹ کے بکھرنے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
 کچھ اپنی تم کو بتائیں کیا حال ہمارا ہوتا ہے
 ہم تمہارے رونے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
 یہ سانس بھی ختم جاتی ہیں یہ دھڑکن بھی رک جاتی ہے
 ہم جینے مرنے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
 جب تم کو بھولنے لگتے ہیں تو خود کو مردہ پاتے ہیں
 ہم بھرے جینے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
 (روینہ نواز، راجن پور)

غزل

کیسے ہم اپنی محبت کو اس کے سامنے جان کریں
 وہ ہماری زندگی ہے یہ کہہ کر کیوں اسے حیران کریں
 ہم تو اجڑ چکے ہیں محبت کی راہوں پہ چل کر
 اب اس کی زندگی کو کیوں ہم دیران کریں
 چھوڑ دیں گے اس کی دنیا کو اک دن ہمیشہ کے لیے
 اسے کہہ دو کہ وہ نہ خود کو اتنا پریشان کرے
 (روینہ نواز، راجن پور)

چند حوں بعد میں ان کے سرور سے
 اجمل ہوئی آج بارہ برس بعد پھر مجھے لکلی کی یاد
 آتی اور میں اس بارے میں سوچ رہا ہوں شاید
 میں اسے یاد بھی نہ ہوں لیکن میری دعا ہے کہ اللہ
 میری بہن کو جو مجھ سے کوسوں دور ہے ہمیشہ خوش
 فرما رکھے آمین۔
 قارئین کیسے لگی میری کاوش اپنی قیمتی رائے
 سے ضرور نوازے گا مجھے بے چینی سے انتقاد ہے
 گا اور میں مشکور ہوں ان قارئین کا جو میری
 کہانیاں پسند کرتے اور میری حوصلہ افزائی کرتے
 ہیں آخر میں سب کے لیے دعا گو ہوں اللہ سب کو
 خوش رکھے آمین۔

یہی وعدہ لیا تھا نا.....

ہمیشہ خوش ہی رہنا ہے، تو دیکھو
 دیکھ لو آ کر، میری آنکھوں کو دیکھو تم
 کتنی خوش، کتنی
 میرے ہونٹوں کو دیکھو، ہمیشہ مسکراتے ہیں
 یہی وعدہ لیا تھا نا
 ہمیشہ خوش ہی رہنا ہے، تو دیکھو، دیکھ لو آ کر
 کوئی بھی غم اگر آیا، اسے ہنس کر سہا میں نے
 میرے چہرے کو دیکھو تم، ہمیشہ پر سکون ہو گا
 تو سوچو گے کیا تھا جو میں نے تم سے
 وہ وعدہ کر دیا پورا
 مگر اک بات ہے پیارے، کبھی جو وقت مل جائے
 تو میری شاعری پڑھنا، تمہیں محسوس ہو گا
 کہیں کتنی بھرا لہجہ، کہیں یہ سرد سا لہجہ
 کہیں درد کی جھیلیں
 کہیں لہجے کی کڑواہٹ

جولائی 2014

جواب عرض 101

شیشے کی گڑیا

Digest.pk

بدنامی کی موت

-- تحریر: مصباح محبوب -- گھر سنگھ، جڑانوالا

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آپ کی خدمت میں ایسی کہانی لے کر حاضر ہوئی ہوں جو سبق آموز کہانی ہے مجھے امید ہے کہ آپ سب کو پسند آئے گی اور آپ میری حوصلہ افزائی ضرور کریں گے یہ ایک نئی اور تازہ سناٹے کی کہانی ہے میں نے اس کا نام۔ بدنامی کی موت رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور ملاحظت محض انتہائی ہوگی جس کا ادارہ یا اسٹریٹس ڈائری نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کہانی بانٹا چکی ہے اور میرے ہی علاقے
کی ہے دسمبر کی سرد ترین رات تھی جب ناصر
اپنی بھائی کے چچے اپنی چھو پھو کے گھر گیا تھا اپنی
بھائی سے کہنے لگا کہ بھائی رخسانہ کسی کے ساتھ
بھاگ گئی ہے بھائی ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔
اچانک بھائی کی نظر رخسانہ کے والد پر پڑی
جو کافی دیر سے وہاں کھڑا کچھ ڈھونڈ رہا تھا سب
کے چہروں کو پہچان رہا تھا۔
لیکن ایسا لگ رہا تھا جو کچھ وہ ڈھونڈ رہا تھا
اسے نظر نہیں آ رہا تھا اسی طرح رات گزر گئی پھر صبح
پورے گاؤں میں ڈھنڈورا پٹ گیا کہ رخسانہ بھا
گئی ہے اسی طرح تین دن گزر گئے اور کسی کی
زبان پر کچھ اور کسی کی زبان پر کچھ یعنی جتنے من اتنی
نئی باتیں
ناصر کی چھو پھو کی شادی نہیں کی تھی اور وہ
فقری لائن میں تھی اس کے گھر میلا گٹا نظر پکڑا تھا
لوگ جمع ہوتے تھے ہر کوئی وہاں آتا جاتا کھانا
کھاتے لوگ ان کے ہاں کسی دربار کی طرح

گزر رہے تھے۔
ناصر کی پوری فیملی چھو پھو کے گھر تھی اس دن
جس دن بھائی نے ناصر کو بتایا ٹھیک تین دن بعد فجر
کی آذان کے وقت رخسانہ کے گھر سے تین گرنے
کی آواز آئی جیسے کوئی اتنی اونچی آواز میں رو رہا ہو
تھلے دھلے اکٹھے ہو کر ان کے گھر گئے تو رخسانہ کی
ماں اونچی آواز میں رو رہی تھی۔
اور رخسانہ چار پائی پر حردہ حالت میں پڑی
تھی ان کے گھر میں مہمان آئے اور اسے نہانے کا
وقت آیا گاؤں میں جو عورتیں مردوں کو نہلاتی ہیں
جب اسے نہانے لگیں تو اس کے گلے میں نشان
تھے صبح تو معلوم ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے لیکن جو بات
سامنے آئی اس سے پتہ چلا کہ رخسانہ کو بچل لگا کر مارا
گیا تھا کفن دفن کے بعد آہستہ آہستہ وقت گزرتا گیا
گھر میں رخسانہ کی موت کا دکھ صرف اس کی ماں کو
تھا اور کسی کو بھی اس کا ٹولی دکھ نہ تھا۔
چار بھائی تھے ایک بیرونی ملک رہتا اور باقی
گھر میں رہتے تھے کچھ نے مولیٰ وغیرہ رکھے

جولائی 2014

جواب عرض 102

بدنامی کی موت

Digest.pk



Digest.pk

ہے نہیں بتاتی اور اس نے وہاں سے سوٹ لیا اور۔
دورزی کو سلائی کے لیے دے دیا۔

اس نے وہ سوٹ دینا تھا کہ پورے گاؤں
میں اس کے چرے ہونے لگے۔

اب تو آئے دن رخسانہ کے جسم پر بھی کہیں
زخم ہوتا تو کبھی کہیں وہ اپنے جسم کے بھی کسی حصے کو
کھاتی اور کبھی کسی حصے کو اور پین میں خیر کہ اکرم کو خط
لکھتی تھی وہ دل و جان سے اکرم کو چاہتی تھی مگر
اکرم اپنی ہوس پوری کرتا تھا۔

اتنے میں سوٹ سل گیا اور وہ پر فیوم اور دھج
اور سوٹ لے کر اکرم کو دے آئی اور ساتھ ہی اپنے
دل کی بات کی کہ اکرم اب ہم شادی کر لیں اب
تمہارے بغیر نہیں رہا جاتا کیوں کے شادی کرتی تو
اس کے گھر والے اسے قبول نہیں کرتے ایسا کرتے
ہیں گھر سے بھاگ کر کوڑٹ میرج کر لیتے ہیں۔

اسے رخسانہ کی یہ ترکیب اچھی لگی دونوں نے
پاؤں بٹایا کہ کل شام کو گھر سے بھاگ جائیں گے
اگلے شام رخسانہ گھر سے زور تمام نقدی لے کر اکرم
کے گھر آگئی ایک رات تو اس نے اکرم کے گھر میں
ہی گزار دی بنا نکاح کے ہی رخسانہ تو اس حق میں نہ
تھی کہ وہ نکاح کے بغیر اس کے ساتھ رہے مگر اکرم
نے اسے باتوں میں ایسا پھنسا دیا کہ اسے مکمل یقین
دلایا کہ میں تم سے ہی نکاح کروں گا مگر پوری رات
اگلے گزار کر اگلی صبح وہ چار دوستوں کو لے کر کھیت
میں پہنچا اور انہیں ساری بات بتا دی اور آکر
رخسانہ سے کہا کہ چلو رخسانہ ہم کسی اور جگہ چلتے ہیں۔

یہ سب کچھ ادھر ہی رہنے دو جو تم لے کر آئی
ہو اگر ضرورت پڑی تو چھوٹا دے آئے گا پھر اسی
جہان سے وہ رخسانہ کو گھر سے کھیت میں لے کر آ گیا
کھیت میں چاروں کے حوالے کر کے کہو کہ جو مرضی کرو

کی موت بھی تھی ہوئی جب اس کی ماں بھینسوں کا
وودھ نکالنے لگی ہوئی تھی

رخسانہ نے بہت چھوٹی عمر میں بڈل پاس کیا
تھا اس کا قد درمیانہ اور گندی رنگت اور سارے
تھکی۔

وہ بہت تیز تھی اس نے ہر کام بہت تیزی سے
سنہالتی تھی گھر کے کام اور پھر کھیتوں میں بھی اور
حویلی میں سوبشیوں کا کام بھی بہت اچھی طرح
سنہالا ہوا تھا گھر سے حویلی اور پھر باہر کا کام اتنی
آزادی نے اسے موت کے قریب کر دیا تھا۔

رخسانہ کے گھر کے پاس ہی اکرم کا گھر تھا
اکرن ایک دورزی تھا رخسانہ اس سے بٹن لینے لگی
تھی اور یہی سے اس کی تباہی شروع ہوئی تھی وہ جن
لے کر واپس مڑی تھی کہ اکرم بولا۔

ایک منٹ میڈم آج آپ بہت ہی
خوبصورت لگ رہی ہو تم عمری میں کسی نوجوان سے
اپنی تعریف سن کر بہت خوش ہوئی اب تو بہانے
بہانے سے وہ اکرم کے پاس جاتے تھی۔

اسی طرح ایک دو مہینے گزر گئے اکرم کی محبت
رخسانہ کے دل میں گھر کر گئی اور اسے اپنے دل کی
گہرائیوں سے چاہنے لگی بھی اس کے لیے مختلف
مزیدار کھانے بنا کر لے جاتی آج اس کی ہونے
والی سانس اس کی خالہ سندھ سے آئی ہوئی تھی جو
کے بہت امیر تھی رخسانہ کی والدہ کا ارادہ تھا کہ وہ
اپنے بٹی اپنی بہن کے گھر میں بیاہے۔

لیکن اس کی خالہ امیراگوں کو پسند کرتی تھی
دل سے وہ اس رشتے پر خوش نہ تھی آج پھر رخسانہ
ناصر کے گھر آئی اور اس کی بھابی سے کہنے لگی کہ
میں نے اپنے منگیتر کے لیے سوٹ لینا ہے مجھے
کپڑے کا معلوم نہیں ہے کون سا سوٹ اچھا اور
کون سا برا ہے میرے ساتھ چلو اور ساتھ میں یہ بھی

کر مٹی فضیلت کا دماغ اب اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا وہ بالکل پاگلوں کی طرح رہنے لگی۔

رفیق نے جب اپنی بیوی کی یہ حالت دیکھی تو سوچا کہ اس کے بیرونی ملک واسے بیٹے کو بلا کر اس کی شادی کروا دوں رفیق نے ایسا ہی کیا۔

اور اپنے بیٹے سلیم کو بلا کر اور اپنی بہن یعنی وسیم کی پھوپھی کی بیٹی سے اس کی شادی کر دی وسیم نے اپنی بیگم کے ساتھ چار مہینے گزارے تھے کہ اس کی چھٹی ختم ہو گئی اور پھر بیرونی ملک چلا گیا۔

پھر وسیم کے گھر بیٹا ہوا اور اس کے دوسرے بھائی کی بھی شادی ہو گئی تھی اس کے ہاں تین بیٹیاں ہوئیں وہ رفیق کو اپنی پوتیوں کی شکل میں رخسانہ کنی بار نظر آتی مگر وہ کسی کو کہہ نہیں سکتا تھا۔

کیوں کہ اگر کہتا تو اس کا پول کھل جاتا کہ اس نے اپنی بیٹی کو مل کیا ہے۔

ادھر رخسانہ اس کو ہر چل ہر وقت ستانے لگی تم نے مجھے کتنی بیداری سے مارا ہے اب تیرے خاندان کی کوئی بھی لڑکی کو زندہ نہیں چھوڑ دیں گی۔

تم اور تمہارا خاندان پوری زندگی لڑکیوں کو ترسو گے بیٹیاں تو اویں گی مگر تم لوگ انکو پیانہ سکو گے۔

یہ کہہ کر رخسانہ تے بکلی کے تار سے ایک تار کھینچ کر اپنے نانبھوں سے اسے پھیلا اور رفیق کے پاؤں میں پھینک دیا رفیق بھاگتا چاہتا تھا مگر اس کے پاؤں اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

اسی طرح اسی تار کے ساتھ چپک کر رفیق نے اپنی جان دے دی پھر صبح جب رفیق کا بیٹا اپنی بھینسوں کا دودھ لینے آیا اور اس نے اپنے باپ کی حالت دیکھی اور ڈر گیا بجائے کہ وہ ہاتھ لگاتا مگر کچھ بھاگ گیا اور گھر والوں کو اطلاع دی اور گھر والوں نے سمجھا کہ بیٹا سے انہوں نے جدائی سے ڈانٹ کر بلایا اور ڈانٹتے دیکھا تو وہ تو کافی دیر

ان چاروں نے رخسانہ کو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑا اور اس کی عزت کو تار تار کو دیا۔

رخسانہ کے والد نے اکرم کے گھر والوں کو دھمکایا کہ اگر وہ دون کے اندر ہماری لڑکی نہ آتی تو میں تم لوگوں کی ساری بیٹیاں انھا کو لے جاؤں گا اکرم کے والد نے اکرم کو کال کی کہ جلد واپس آ جاؤ یہاں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔

اکرم کہنے لگا کہ ماں ہم تو سندھ کے قریب ہیں اور ہم جلد واپس نہیں آ سکتے اکرم کے والد نے یہ سب رخسانہ کے گھر والوں کو بتا دیا کہ وہ تو سندھ کے قریب ہیں اب ہم جلدی واپس نہیں آ سکتے۔

اکرم کے والد نے سب رخسانہ کے والد کو بتا دیا کہ وہ لوگ سندھ کے قریب ہیں اور ان کو پیار سے گھر لے جاؤ۔

رخسانہ کی خالہ تو پہلے ہی جان چھوڑا چاہتی تھی کہیں وہ میرے گھر کی بہن نہ بن جائے۔

رخسانہ کے والد نے اکرم کا نمبر دیا اور کہا پیار سے بات کرنا اس کی خالہ نے ان سے بات کی اور گھر آئے کو کہا ان دونوں کو ان کی باتوں پر اعتبار ہو گیا اور وہ دونوں خالہ کے گھر کی طرف چلے گئے خالہ نے انہیں پہلا پھسلا کر واپس بھیج دیا اور رخسانہ کے والد کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ اسے زندہ مت چھوڑنا۔

رفیق نے اپنی بیٹی کو تو مار دیا مگر اکرم کو کچھ نہ کہا رخسانہ کی وفات کے بعد نہ کن نے اس کا ختم دلایا اور نہ ہی کوئی اس کی قبر پر جاتا اگر اس کی والدہ جاتی تو اسے بھی کوئی نہ جانتے دیتا۔

فضیلت جو رخسانہ کی ماں تھی وہ جب بھی کسی کے پاس بیٹھ جاتی تو کہتی کہ میں نے غصے سے رخسانہ سے بات نہیں کی تھی اگر مجھے پتا ہوتا کہ یہ لوگ اسے مار دیں گے تو میں اس سے کوئی بات ہی

کا مرنے چکا تھا۔

وقت اپنی روانی میں چلتا رہا فضیلت نے اپنے دوسرے دونوں بیٹوں کی بھی شادیاں کر دیں اور ان کے پاس بھی بیٹیاں ہی ہوئیں اور حسین اور شہباز کی اولاد بڑی بھی مگر دوسرے دونوں کی چھوٹی اور جب بالکل شادی کے قائل ہوئی تو ایک دن وسیم کی بڑی بیٹی جو کہ اپنے کمرے میں اچھی بھلی سولی بھی مگر صبح تک نہ اٹھی تو سب نے اس کا ورہانہ بیٹا شروع کر دیا آخر کار ورہانہ تو نہ بنا پھر دیکھا تو وہ بھی بالکل رخسانہ کی طرح مری ہوئی تھی۔ گاؤں والوں نے دیکھا تو کہا کہ انہیوں نے خود ہی مارا ہے۔

یہ لوگ سب کو بتاتے کہ ہم ایسا کیوں کریں گے سب گاؤں والے کہنے لگے کہ ایسے ہی رخسانہ کو بھی مارا تھا ہو سکتا ہے جہانے ایسی حرکت کی ہو مگر سب مانتے تھے کہ سبیا انہی نہیں ہے اسی طرح اس خاندان کی لڑکیاں جوانی میں قدم رکھتے ہی ایسی حالت میں جاتی سب بہت ہی پریشان تھے۔

مگر جب ان کی بیٹیاں مردوہ حالت میں جاتی تو سوچتے کہ یہ سب رخسانہ کو مارنے کا نتیجہ ہے مگر فحشیات بہت ہی ذریعہ ہوتی تھی۔

ایک دن عامل بابا کے پاس معنی اور کہا کہ ہمارے گھر کی لڑکیوں کے ساتھ یہ واقعات ہو رہے ہیں عامل بابا نے کہا وہ بھی بتاؤ جو پہلے ہوا تھا اس کو ساری بات بتانا پڑی۔

عامل بابا نے کہا کہ کل آنا اور اپنی ساری بیٹیوں کو بھی لے کر آنا فضیلت کل پھر معنی عامل بابا نے کہا مگر میں نماز پڑھو اور قرآن خوانی کروا کے رخسانے کے نام کا ختم دلو اور تمام لڑکیوں سے کہا کہ تم سب رخسانہ سے معافی مانگ لینا وہ تمہاری بہن ہے تم کو معاف کر دے گی اور ساتھ میں فضیلت کے بیٹوں کو وہ عمل بھی بتایا جس سے رخسانہ

کی روح حاضر ہو سکتی تھی اور دم نہ کیا ہوا پانی بھی دیا۔ اور کہا کہ گھر چار کونوں میں پانی کا چھڑکاؤ کرنا ہے انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر قرآن خوانی کی گئی اور رخسانہ کو حاضر کیا گیا اور اس سے معافی مانگی مگر رخسانہ بہت ہی غضبناک ہو چکی تھی۔

وہ بولی کہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا تم نے جو کرنا تھا وہ تو کر لیا لیکن میں تم سب کو چھوڑوں گی نہیں سب اس کے قدموں میں گر گئے۔

رخسانہ کی ماں بھی رخسانہ نے دیکھا کہ ماں تو بے قصور ہے مگر میرے پاؤں میں کیوں تو اسے زخم آگیا اس نے سب کو معاف کر دیا اس کی روح کہنے لگی کہ میں غلط تھی مگر میری غلطی کا فائدہ یہ اٹھایا کہ میں تو اپنے ابا کو بتانا چاہتی تھی کہ میں اپنے دشمنوں سے اپنی عزت کا بدلہ لے سکوں۔

مگر مجھے ایسی موت دی کہ بجلی کے تاروں کے ساتھ تڑپ تڑپ کے مری میں چھٹی رہی مگر میری ایک نہ سنی تھی یہ سب بتانے کے بعد رخسانہ نے ہاتھ پاندھے اور اوپر آسمان کی طرف اڑنے لگی کافی اونچائی تک نظر آتی رہی۔

اس کے بھائیوں کے سر سے مصیبت لگی اب ان کی بیٹیاں بالکل ٹھیک ہیں۔

اور ان کی شادیاں بھی ہو رہی ہیں سب اپنے اپنے گھروں میں خوش ہیں۔

کارمین کسی گلی میری تحریر ضرور بتائیے گا

کلاب کو بھی کنول بنا دیتے ہیں
ان کی اک نظر پر غزل بنا دیتے ہیں
کسی لہجہ نے ہم سے وفا نہیں کی ورنہ
ہم اپنے پیار کا تاج تخلص بنا دیتے

بنا کر چھوڑ دیتے ہیں وہ اپنی ذات کا قیدی
کچھ لوگ اس طرح بھی محبت کا انتقام لیتے

2014

Digest.pk

106

بدنامی کی موت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرنگ نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

تیر

تڑپے دل اور آہ بھی نہ اٹھے زبان سے
چپ چاپ آنسوؤں کو بہایا کر دے تم
جذبات میں آ کر جلا دے میری ساری وفا میں
اب کس طرح جی کو بہلایا کر دے تم
اب کس طرح جی کو بہلایا کر دے تم
موت تو برحق ہے جدا کر کے ہی چھوڑے گی
دعا کر دے میری قبر پہ آیا کر دے تم
(شاہ کنول، چکوال)

غزل

وہ شخص جو مجھے زندگی سے پیارا ہے
جس کے بغیر گنتا دیران جہاں سارا ہے
وہ ایسا شخص جس کی ذات ہے
میری نظروں میں چمکتا وہ محبت کا ستارہ ہے
تہیں ملتا تو دل کی حالت عجیب ہوتی ہے
اس میں میرا نہیں دل کا قصور سارا ہے
جب وہ محبت بھری باتیں کرتا ہے غور
پتہ چلتا ہے وہ محبوب بتاتا ہے
(مولانا عبدالغفور نقشبندی گیلانی، حافظ آباد)

حسرت بھری نگاہوں کو آرام تک نہیں
وہ یوں بدل گیا کہ اب سلام تک نہیں
جس کی طلب میں زندگی اپنی گزار دی
اس بے وفا کے لب پہ میرا نام تک نہیں
جو کہہ گئے تھے شام کو بتائیں گے آج پھر
کچھ سال ہو گئے کوئی پیغام تک نہیں
مدفون ہوں تیرے جہر کی اک ایسی قبر میں
کتبے پہ جس کے آج کوئی نام تک نہیں
بے اختیار اٹھتے ہیں میرے قدم ادھر
حالانکہ اس گلی میں مجھے کام تک نہیں
(مرد بینہ نواز، راجن پور)

اپنی وفا کا اتحاد خود نہ کیا کراے جان جانا
میں نے تو کو بھی جسم سے بیوفائی کرتے دیکھا

بے

بے رخی کبھی کسی کو جیت نہیں سکتی
محبت تہی ہو تو چھوڑ جانے والے بھی لوٹ
آتے ہیں

زمین ظفر۔ رانا ناؤن

غزل

من نسبت جہر غم کے ماروں سے
بات کی تھی جو چاند تاروں سے
چاندنی رات میں رہے بے تاب
جل بھیجے آتشیں نظاروں سے
ان کی محفل میں بات کر نہ سکے
راز دل کہہ دیا اشاروں سے
اشک بہتے ہیں روشنی ہی سے
میری ہلکوں پہ ان شراروں سے
ان کی نظروں میں ہو گئے کم تر
بڑھ گئے درد میں ہزاروں سے
کیوں ازا لے گئی خزاں جاوید
پھول مائے تنہا جو بہاروں سے
(محمد اسلم جاوید، فیصل آباد)

غزل

جب وفا میں میری یاد کر کے رو یا کر دے تم
نہ نیند آئے گی نہ سویا کر دے تم
اس وقت میری یاد تمہیں بہت ستائے گی
جب کسی سے آنکھ ملایا کر دے تم

بدنامی کی موت

جولائی 2014

جولائی 2017

Digest.pk

کیوں بدنام ہے محبت

۔۔۔ تحریر: منیر رضا۔ ساہیوال۔ 0315.4398843۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں آج پھر ایک کہانی لے کر آپ سب کی خدمت میں پیش ہو رہا ہوں مجھے امید ہے قارئین اسے ضرور پسند کریں گے اور یہ ایک ایسی کہانی جو ہمارے معاشرے کو کوئی تو خدا خونی پیدا کرے گی جن لوگوں نے سچے پیار کو تماشا بنا رکھا ہے ان کو اس کی کوئی بھی بات دل میں بیٹھ گئی اور وہ ایسا غمناک نہ رہے۔ خود کو بچا سکیں تو میں سمجھوں گا میرا کہانی لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے میں نے اس کہانی کا نام۔ کیوں بدنام ہے محبت رکھا ہے

ادارہ جواب غرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اختیاق ہوگی جس کا ادارہ یا راسخ ز مددگار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

خوب نوٹ جاتے ہیں۔
بہت سی بیٹیاں بے آبرو ہو جاتی ہیں آخر کب تک ایسے حالات رہیں گے۔
تک تک ہماری نادانیاں ہمارے والدین کا شرمندگی کا باعث بنیں گی آئے روز کے واقعات سے ہم کھینچتے کہاں حاصل کرنے والے ہیں۔
جب تک ہم پر غلطی نہ کر لیں ہمارے کانوں پہ جوس نہیں رہتی۔
محبت وہ پاکیزہ شب ہے جسے ہم نے اپنی نادانیوں کی کے باعث بدنام کر دیا ہے دوسروں کے عیب بڑے واضح دکھائی دیتے ہیں۔
مگر آدمی خود میں تلاش کرے تو خامیوں کے انبار لگے ہوں گے آج کون چاہتا ہے کہ وہ خود کو غلام تصور کرے۔
یہاں تک کہ وہ اپنے رونگ کو بھی رانٹ ہی تصور کرتا ہے۔

واقعی حیا ہے دل ایک بچہ ہے جو وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ پردان چڑھتا ہے زندگی کے شیب و فرائز انسان کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔
یوں تو آئے روز ہم ناقابل فراموش واقعات اور عبرت ناک کہانیاں پڑھتے ہیں آئے روز کئی واقعات ہوتے ہیں۔
جن سے فل وقت تو ہم سبق لیتے ہیں اور ہر قدم پھونک پھونک کر دیتے ہیں۔
مگر جیسے وقت گزر رہا جائے دنیا کی رنگینیاں ہمارے دل و دماغ پر نقش ہونے لگتی ہیں اور ہم سب واقعات کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں۔
اور مستیوں میں اتانگن کو جاتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر ہی نہیں رہتی کہ ہمارے آس پاس کیا ہو رہا ہے ہمیں تو فقط اپنی اسائنمنٹ سے غرض ہوتی ہے کہ اور ہمارے سامنے کئی زندگیاں لقمہ اجل ہو جاتی ہیں

جولائی 2014

108

Digest.pk

کیوں بدنام ہے محبت



Digest.pk

اب خاور کا معمول بن گیا تھا کہ مجھے روزانہ رات کو ایک غزل سینڈ کرنا تھا اسکا معمول مجھے اس کے قریب تر کرنا چاہا تھا۔

اب میں بھی اسے صبح کا جواب دینے لگی تھی ہم ایک دوسرے کے بہت ہی قریب ہو چکے تھے ایک روز خاور نے فیس نو فیس ملے کا اسرار کیا میں نے ہاں کہہ دی اس نے ایڈریس پوچھا تو میں ٹھہرانے لگی مگر بہت سے کام لیا میں نے اسے ایڈریس بھی بتا دیا اگلے صبح خاور نے کال کی اور کہا کہ وہ جلد ہی آ رہا ہے میں نے کھانا تیار کیا ابھی میں مصروف تھی کہ دروازے پہ دستک ہونے لگی۔

میں نے دروازہ کھولا تو ایک خوش پوش نوجوان میرے سامنے کھڑا تھا جی آپ کی تعریف تعریف اس خدا کی جس نے ہمیں تخلیق کیا بندہ کو خاور کہتے ہیں اور آپ کا نام جی میرا نام راجین ہے۔

آئیے ناں آپ باہر کیوں کھڑے ہیں میں نے کہا میں نے خاور کو کھانا پیش کیا اس نے کہا آپ بھی میرے ساتھ کھائیں بھی تو بات بنے گی جی ضرور کیوں نہیں میں نے کہا ہم نے مل کر کھانا کھایا۔

خاور کا شاعرانہ مزاج تھا وہ کھانے کے ساتھ ساتھ ہی شاعری کہنے لگا

آنکھوں میں کچھ خواب سجائے چل پڑے ہیں
محبت کی راہوں پہ یوں انجان ہیں
یاد آتی سی پہچان سے اپنی
کبھی گزر نہیں بدامیت کے آئین سے
نجانے کیسا مزاج رکھتی ہے محبت
شنا تو ہے جان لیوا ہے محبت
مگر اتنی مٹاس میں اتنا زہر کیوں
چھپائے پھرتے ہیں
محبت کب تک رسوا کرے گی
کب تک دل جلانے کی محبت
ہمیں کب بھولوا دے گی محبت

اور یہی تصور اس کی زندگی پر باد کرتا ہے جب وقت بیت جاتا ہے تب پچھتاوا بھی فضول ہوتا ہے یہی پچھتاوا انسان کے لیے فضول بن جاتا ہے۔

اور اس روگ کو مٹانے کے لیے وہ سہارے تلاش کرتا ہے مگر افسوس منشیات کا سہارا اس کی جان بھی لے سکتا ہے۔

آئیے قارئین راجین کی داستان سنئے
میں اپنے معمول کے مطابق اپنے گھر کے کام کاج میں مصروف تھی موبائل تو اکثر میرے پاس ہی رہتا ہے اچانک گھنٹی بجنے لگی اور مسلسل بج ہی رہی تھی میں نے دیکھا تو ایک نیا ہی نمبر تھا۔

میں نے انڈ نہ کیا دوبارہ پھر فون بجنے لگا اس بار دل نے چاہا کہ سنا جائے آخر کون ہے جو مسلسل فون کر رہا ہے میں نے رسیو کیا ہیلو کون؟

جی میں خاور بات کر رہا ہوں
ہو میں کس سے بات کرتی ہے۔؟
جی میں نے آپ سے ہی بات کرتی ہے

جی بولیں کیا بات ہے۔ میں آپ کا نام جان سکتا ہوں کیا میں نے فون بند کر دیا۔
اس کے بعد مسلسل فون کی بل بھتی رہی مگر میں نے کوئی بھی رسپانس نہ دیا۔

میں اپنے کام میں مگن ہو گئی تھوڑے کھیتوں میں کام کے لیے چلے گئے میں اکثر گھر میں رہتی ہوتی تھی دو تین روز گزر گئے خاور کی کال نہ آئی تھی چوتھے روز اس کا ایک ایس ایم ایس آیا پلیز اپنا نام تو بتا دو میں نے جواب میں لکھا جس سے نمبر لیا اسی سے پوچھ لو مگر وہ بار بار ایک ہی مسجج کر رہا تھا۔

میرا بھی ایک ہی جواب تھا آخر کار وہ رک گیا اور اسی کے مسجج بھی آنا بند ہو گئے میں بھی ایک الجھن میں پڑ گئی اب کیا کروں مگر چند روز بعد پھر وہی سلسلہ شروع ہو گیا بار بار ایک مسجج آخر کار میں تنگ آ کر اسے بتا دیا کہ میرا نام راجین ہے۔

کا آخری دن ہوگا۔

تم گھرنہ کرو میں شام کو ہی تمہارے گھر کی دیوار پر اسے لی ون گولیاں رکھ دوں گا تم ان سب کو چائے میں کھلا دیں۔

ایسا ہی ہوا نجانے کب خاور دیوار پر گولیاں رکھ کر چلا گیا میں نے ان میں سے دو گولیاں چائے میں ملا دیں سب آہستہ آہستہ خیل کی دنیا میں کھو گئے رات دس بجے خاور نے کال کی میں دروازہ کھولا اور اسے اپنے کمرے میں لے گئی یہاں سے پیار کی باتوں کا آغاز ہو گیا ہم پیار بھری باتوں میں کھو گئے۔

آج میں بھی بے بس ہو گئی تھی اور اسی بے بسی نے مجھے سب کچھ بھلا دیا اور قارئین اور سے کے ردوں کے مطابق کچھ باتوں پر پردہ پانا بھی ضروری ہوتا ہے صبح ہونے کے آٹھ گھنٹے آنے لگے۔

خاور نے بھی جانے کی تیاری کی میں بھی جلدی سے فریش ہو کر اپنے بستر پر لیٹ گئی سورج طلوع ہو چکا تھا میری آنکھ بھی کھل گئی۔

سب کمرہ والے بھی بیدار ہو چکے تھے میں نے ناشتہ بنایا اور سب نے ناشتہ کیا اور اپنے اپنے کام پہ چلے گئے گھر میں ہم دونوں رہ گئی تھیں۔

رضیہ نے رات کی ملاقات کا پوچھا تو میں ڈر گئی کہ بھی کیا سکتی تھی آخر رضیہ کو سب کچھ بتانا پڑا میری نادانی پر رضیہ مجھ سے بہت غصہ ہوئی۔

پور ہوئی راضیہ تم کو ذرا بھی پسے والدین کی عزت پر ترس نہیں آیا تم نے اپنے جذبات میں اپنا ہوش بھی کھو دیا آخر ایسی کون سی مجبوری تھی یہ سب تو شادی کے بعد بھی ہو سکتا تھا رضیہ تمہیں کیا بتاؤں میں بے بس ہو چکی تھی۔

اور میری اس بے بسی نے مجھے اتنا بڑا قدم اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے راضیہ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو ہم جیتے جی مر جائیں گے وہ دن سوچو کیسا ہوگا خیر آئندہ احتیاط کرنا اور ماں اب خاور کو کبہ دو اپنے

اسے خاور صاحب آپ تو اچھے شاعر بھی ہیں راضیہ تمہیں سن گیا ہوں۔

اور یہ سب آپ کی کرم نوازی ہے راضیہ آپ سے ایک بات کہنی تھی جی کہیں آئی لو پور راضیہ۔ سیم نوید خاور ان شبوں کے ساتھ ہی خاور کہنے لگا راضیہ میں اب چلتا ہوں۔

وہ خود تو چلا گیا مگر مجھے ایک بے قراری سی دے گیا اب طبیعت میں پہلا سا مزاج نہیں رہا تھا ہر لمحہ خیالوں میں گزرتا تھا پہلے تو ہر وقت اسی مذاق چلتا تھا مگر اب اضطرابی اور بے چینی ہر وقت مزاج میں رہتی ہے انداز گفتگو کافی بدل چکا تھا۔

اکثر رضیہ باہمی میری خاموشی پہ خفا ہو جاتی تھی میں کبھی کیا سکتی تھی کوشش تو بہت کرتی کہ سب سے اچھا برتاؤ کروں مگر یہ بات بھی اب شاید میرے بس میں نہیں تھی

کیوں دل پہ چھا گیا ہے اضطراب کا موسم

کہاں سے آگیا ہے اضطراب کا موسم

اپنے ہی پٹی سے گوشہ دل میں

آتے ہی سا گیا ہے اضطراب کا موسم

آنکھ قلمت ہی پھر کھل جاتی ہے

مجھے اب چکا گیا ہے اضطراب کا موسم

فٹکا ایک شب اب زباں پہ پر پا ہے

چوچکے سے گن گنا گیا ہے اضطراب کا موسم

خیل کی دنیا میں گم رہتے ہیں ہم

کچھ اس طرح چھا گیا ہے اضطراب کا موسم

رضنا سنو تو دل میں شور کیسا ہے

امید کی شمع جلا گیا ہے اضطراب کا موسم

اب ہر صبح شام خاور کے خیالوں میں گزرتی تھی

ایک دن خاور کا فون آیا راضیہ میں تم سے تین رات ملنا

چاہتا ہوں مگر خاور یہ ناممکن ہے سب گھر والے اس

وقت گھر میں موجود ہوتے ہیں۔

اور اگر انہوں نے دیکھ لیا تو وہ دن میری زندگی

جولائی 2014

Digest.pk

کیوں بدلتے ہیں

1

ساتھ یہ سب ہو چکا ہے جتنی جلدی ہو سکے یہاں پر آجائے میں نے خاور کو فون کیا پہلو خاور۔

نی راین میں اس وقت ہسپتال میں ہوں اور جو نہیں ہوتا تھا وہ ہو گیا ہے ہو سکے تو تم جلد ہسپتال آ جاؤ ماں کو بھی بت چل گیا ہے۔

اور اس وقت ماں میرے ساتھ ہے اس نے ہی کہا ہے کہ اسے فون کرو جلد آ جاؤ پلیر اگر تم نہ آئے تو میری زندگی برباد ہو جائے گی سمجھو راین یہ جان کے بھگتے بھی اپنے کئے پر ملامت دیتی ہے میں اب خود سے بھی آنکھیں نہیں ملا سکتا۔

اور ہاں اس میں بہاؤ لپور میں اور میرا آنا مشکل ہے خاور تم اگر ذرا بھی مجھ سے محبت کرتے ہو تو ضرور آؤ۔

راین میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور شادی بھی تم سے ہی کروں گا خاور اس وقت تمہارا آنا بہت ہی ضروری ہے ڈاکٹر بھی کہہ رہے ہیں۔

میں اب کیا کروں تم کسی طرح یہ معاملہ رفع دفع کرو ورنہ میں آکر سب دیکھ لوں گا۔

یہ کہتے ہی خاور نے فون بند کر دیا۔

ماں نے پوچھا کیا وہ آنے کو تیار ہے میری آنکھ سے بے اختیار آنسو اگل پڑا۔

ڈاکٹر نے مجھے حوصلہ دیا اور کہا بیٹی زندگی میں ایسے معاملات تو ہوتے رہتے ہیں۔

اگر تم بہت بار جاؤ گی زندگی گزارنا تمہارے لیے دشوار ہو جائے گا تم تو اس بات کا ہے

وہ کون لوگ ہیں جو محبت پالیتے ہیں
بھیس تو کہیں مدلی دل کے آئین میں
دل کی دھڑکن میں ہم نے دل کا ہر اک
گوشہ دیکھا ہر اک داوی ہر اک چمن دیکھا
کہیں بھی کسی بھی سوز پر ہم کو محبت نہ ملی
مگر ہاں ملی تھی جیسے زہر کے روپ میں
زہریلی ناگن کے بھیس میں

والدین کو ہمارے گھر بھیجے تاکہ اس راز کو فاش ہونے سے پہلے ہی تمہاری شادی ہو جائے۔

اور ہم بھی ذلیل ہونے سے بچ جائیں رضیہ کی باتوں نے مجھے خوف زدہ کر دیا میں نے خاور کو فون کیا اور اسے کہا کہ جتنا جلدی ہو سکے اپنے والدین کو ہمارے گھر بھیجیں۔

خاور نے کہا کہ اتنی جلدی بھی کیا ہے اور کہا راین میں کل رات والی حرکت پہ بہت شرمندہ ہوں خاور جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا اب بجائے کہ ہم اس پہ شرمندہ ہونے کے ہمیں اس کا کوئی حل تلاش کرنا ہوگا راین تم ذرا بھی فکر نہ کرو میں بہت جلد اپنے والدین کو تمہارے گھر بھیج رہا ہوں۔

سات دن گزر گئے مگر خاور نے ایسا کوئی قدم نہ اٹھایا جیسے جیسے دن گزرتے گئے میری پریشانی میں اضافہ ہوتا گیا۔

ایک روز ماں نے پوچھا کہ راین کیا بات ہے تمہارا رنگ اتنا زرد کیوں پڑ گیا ہے ماں کچھ نہیں ہے ایسی تو کوئی بھی بات نہیں ہے۔

آپ بے فکر ہو جائیں خیر ماں کو تو میں تسل وے دی مگر میرے دل میں بس ایک ہی خدشہ تھا کہیں یہ راز فاش نہ ہو جائے۔

اگر ایسا ہو گیا تو میری بدنامی تو ہوگی مگر میرے والدین کی بھی عزت خاک میں مل جائے گی دو ماہ سے زیادہ ہو گئے تھے میری طبیعت واضح ہوتی جا رہی تھی میری ای کو مجھ پہ شک ہو گیا تھا۔

ماں نے کہا راین میرے ساتھ میری دوست رخصانہ کے پاس چلو ہم صبح صبح ڈاکٹر رخصانہ کے پاس چلے گئے اس نے میرا چیک اپ کیا اور کہا کہ مبارک ہو آپ کی بیٹی ماں بننے والی ہے ماں یہ سنتے ہی چلا اٹھی اسے بخت ماری تم نے ہماری عزت خاک میں ملا دیا ہے اور ذرا بھی نہ سوچا۔

اب فون کر دیا اپنے باپ کو اور کہو کہ میرے

دل کے ہر اک کو نے میں دستی چلی گئی
برباد کرتی چلی گئی خود کا عادی بنا کر
وہ ہم سے دور رہی گئی تم تو اس بات کا ہے
ہم کو محبت نہ ملی

بچی راہین آج کے اس دور میں محبت بدنام ہو
چکی ہے اور محبت کا سچا جذبہ رکھنے والے لوگ خاک
ہو چکے ہیں۔

آج کے اس دور میں محبت کا نام صرف ہوس
ہے اور آج محبت کے بھیس میں پھرتے درندے
انسان کی عزت کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے یہ سب
وقت کی نزاکت خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔
اور موقع ملتے ہی ڈس لیتے ہیں تم پر شان نہ
ہوں میں تمہارا علاج کروں گی۔

اور تم بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گی اس نے میرا
علاج کرنا شروع کر دیا ہم کو جلد گھر واپس جانا تھا
ڈاکٹر سے کل کا وقت لے لیا جب گھر پہنچے تو سب
افراد گھر میں تھے۔

ابو نے پوچھا راہین کو کیا ہوا مان نے بتایا اس کا
بھار بگڑ چکا ہے اس لیے اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئی
تھی اور اس نے کل پھر چیک اپ کروانے کا کہا ہے
یہ جلد بہتر ہو جائے گی۔

ابو کو ذرا بھی شک نہ ہوا کل صبح پھر ڈاکٹر کے
پاس گئے ماں نے بتایا کہ ڈاکٹر راہین کو کل دوائی دوائی
سے ذرا بھی فرق نہیں ہوا اسے انجکشن لگانا پڑے گا
جس کے دو منٹ بعد ہی مجھے ہوش نہ رہا۔

میرے لیے یہ لمحہ زندگی اور موت کا تقابلی
زندگی اور موت کے درمیان جنگ لڑ رہی تھی۔
مگر خفور نے فون کر کے یہ نہ پوچھا کہ میں کس

حال میں ہوں

وہ کیا جانے کس حال میں ہیں
موت اور زندگی کے جال میں ہیں
ہم بھی شہنشاہ تھے اپنے بچپن میں

اب تو جوانی کے نذول میں ہیں
ابھی تک رہائی مقدر میں نہیں
قید تیری سیا زلف کے جال میں ہیں
کیا پوچھتے ہولٹ جانے کا سبب
بہت سے دوستوں کی ڈھال میں ہیں
دلا سدا سے کر سلا تو دیئے بچے ہم نے
رضایہ نہ کیا کہ ہم قاتل میں ہیں

بہت وقت گزر چکا تھا مجھے کافی دیر بعد ہوش آیا
ڈاکٹر نے کہا کہ راہین کو مشن جتنا ہو سکے اتنا ہی کھلاؤ یہ
بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی۔

شام ہونے کے اثرات چاروں جانب عیاں
تھے ہم نے رکشہ بک کر دیا اور گھر روانہ ہو گئے ابھی
سب لوگ جاگ ہی رہے تھے ابو کام سے واپس نہیں
آئے تھے۔

ماں نے جلدی سے مجھے بستر پر لٹایا اور خود
تصاب کی دکان پر چلی گئی دو کلو مشن قیر لے آئی اتنی
دیر میں ابو بھی آ گئے اور انہوں نے آتے ہی سوال
کرنے شروع کر دیے

مگر ماں کی متانے میری نادانی کو اپنے آجمل
میں چھپا لیا تھا اور ان سے کہا کہ راہین تو وہاں جاتے
ہی بے ہوش ہو گئی تھی۔

ڈاکٹر نے چیک کیا اور کہا کہ یہ بخار کی وجہ سے
بہت کمزور ہو گئی ہے اس لیے اسے ہفتہ دس دن مشن کا
قیر کھلائیں یہ بہتر ہو جائے گی۔

ابو بھی ماں کے جواب میں خاموش ہو گئے تو
پول یہ راز راز ہی رہ گیا مگر بڑی آبی سب کچھ جان
چکی تھی مجھے ذرا سی بات پہ طعنے کرنی رہتی تھی میں سمجھ تو
چکی تھی کچھ کہہ نہ سکی۔

شاید وقت حالات کا فیصلہ بھی تھا رزم تاب
لانے لگے مگر جو حالات گوشہ دل میں تھی وہ شاید کسی
طیب کے بس کی بات نہ تھی دل کو تو اس طیب کا
انتظار تھا جس نے بہت بڑا دکھ دیا اور بھول گیا

جولائی 2014

Digest.pk

کچھ بدنام محبت

تھا اس نے شادی شدہ ہو کر یہاں تک تین بچوں کا
باپ ہو کر مجھے دھوکہ دیا۔

میں نے رات کی چائے میں نشہ آور گولیاں ملا
وہیں سب سو گئے کچھ ہی دیر بعد خاور بھی آ گیا ہم کافی
دیر تک ہاتھیں کرتے رہے پھر میں نے سوچا اصل
مقصد کی طرف آنے ہیں۔

میں نے خاور کو قسم دی کہ بچ بولنا کہ تم شادی
شدہ ہو خاورہ سنتے ہی حیران ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہاں
میں شادی شدہ ہوں اور میرے تین بچے بھی ہیں میرا
شک پک میں بدل گیا۔

میں اسے طعنہ و ملامت کرنے لگی ذلیل انسان
تم اتنے گھٹیا فکلو گے میں سوچ بھی نہیں سکتی اور تم
شادی شدہ ہونے کے باوجود میری زندگی سے کھیلتے
رہے کیسے تمہاری اتنی گھٹیا سوچ تھی۔

اور پچھلے دو سال سے مجھے دھوکے میں رکھا ہے
میں زور زور سے رونے لگی۔

میری آواز دور دور تک گونج رہی تھی خاور
دھوکے باز اور کے مارے بھاگ گیا اسے اپنی جان کی
بن گئی

سب ٹوٹ گئے اپنی انا کے بھرم

بے پردہ ہو گئے حیا کے بھرم

وہ فقیر نہیں جب ہوا معلوم

بادشاہ کی گدا کے بھرم

پور کچھ نہیں چاہئے اے عمر رواں

دے دے مجھے میری جد کے بھرم

کون جانے مریض عشق کا علاج

کچھ تو رکھنا میری دوا کا بھرم

اب کے بار نہیں بھول ہوگی

اے خدا چھاپنا رکھنا میرے آئینا کا بھرم

فریب دوستی میں رہے عمر بھر

رکھتے رہے تیری ادا کا بھرم

رضا اور کچھ نہیں مانتے خدا سے

اب تو لوٹ آؤ اس سے پہلے

زندگی کی شام ہو جائے

دل کی وادیاں ویران ہو جائیں

اور ہر طرف سناٹا ہو

دور تک ذرا سی آہٹ تا ہو

تم خود کو بھی نہ ڈھونڈ پاؤ گے

مجھے برسات نہیں تیری یاد میں اشک بہتے ہیں

نظم اتنا کہ دو اب تو لوٹ آؤ

میں صبح شام خاور کے فون کا انتظار کرتی اور

جب بھی اسکا نمبر ڈائل کرتی وہ آف ہوتا اسی انتظار

میں دو ہفتہ گزر گئے خاور نے آتے ہی محلے میں کچھ

دوست بنا لیے تھے۔

ایک دن میں نے اس کے دوست فخر سے

پوچھا یہ جو تمہارے ساتھ لڑکا ہوتا ہے یہ کون ہے فخر

نے میرے سوال کا جواب مذاہبہ لہجے میں دیا اے بی

بی اس کے پاس ایک ہی دیکھنی خالی تھی۔

وہ بھی پر ہو گئی ہے میرا مطلب ہے وہ شادی

شدہ ہے اور اس کے تین بچے ہیں۔

میں یہ سنتے ہی پریشان ہو گئی اس وقت جو

میرے دل پہ بیت رہی تھی شب نہیں ملنے کہ بتا سکوں

خیر میں گھر واپس آ گئی اب کسی سے اپنی ناکامی کا ذکر

بھی نہیں کر سکتی تھی۔

میں کسی سے کہتی کہ میری عزت کے ساتھ کھیلا

گیا ہے تا بھی دیتی تو شاید یہ بے رحم زمانہ میرا بیٹا

حرام کر دیتا۔

ابھی میں انہی خیالوں کے الجھنوں میں تھی خاور

کا فون آ گیا پلورا میں کسی ہو۔

میں تھیک ہوں اور تم سے ملنے کو بہت بے قرار

تھی میری جان میں آج رات ہی تم سے ملنے آ رہا

ہوں تم سب کو ملانے کا انتظام کرویتا خاور تم پریشان

نہ ہونا میں سب سنبھال لوں گی۔

اب مجھے خاور سے اس کی شرافت کا معلوم کرنا

2014 جولائی

Digest.pk

جواب 414

کیوں بدنام ہے محبت

مانگتے ہیں اپنی دعا کا بھرم
میرا شور سن کر بڑی آپنی کی آنکھ کھل گئی وہ دودھ کر
میرے پاس آئی رات میں کیا ہوا۔

آپنی ایک بہت ہی ڈرونا خواب دیکھا تھا خدا کا
شکر ہے جلد ہی آنکھ کھل گئی وگرنہ میں تو خوف کے
مار سے مرتی جاتی ارے نگلی ایسا کچھ نہیں ہوتا تم کلمہ
پڑھ کر سو جاؤ خود بخود پر سکون نیندا آ جائے گی۔

آپنی چلی گئی اسے شک تو تھا مگر وہ شک کی بنیاد
پر کوئی بات نہ کہنا چاہتی تھی خیر نیند کی گولی کا سہارا لینا
پڑا مجھے پھر ہوش نہ تھی میں کہہ رہی ہوں۔

صبح بھر وہ میرے آنکھ کھلی دیکھا تو ماموں اور اس
کے گھر والے آچکے تھے اور میرے رشتے کی بات ہو
رہی تھی ماں نے ہاں کر دی۔

اور ایک ہفتے کے بعد میری شادی تھی تیار پاں
بڑے زور شور سے ہو رہی تھی۔

وہ دن بھی آگیا مجھے سب کو الوداع بھی کہنا پڑا
کیوں کہ اس سے پہلے میں اپنے دل کی مان چکی تھی
اور مجھے فریب اور دھوکے کے علاوہ کچھ نہ ملا شادی
کے بعد کے حالات بہت اچھے۔

نکلے میرا کزن ریاض مجھے بہت پیار کرتا تھا
آئے دن میرے لیے کوئی نئی چیز لے آتا تھا ہم اپنی
زندگی میں بہت خوش تھے۔

کئی تھی تو صرف ایک جس کی ہر آوی کو ہوتی
ہے اور وہ کی اولاد تھی۔

جوشایہ ہمیں ہر موڑ پر مایوس کرتی چلی آ رہی ہے
مگر یہ سب میری نادانیوں کا نتیجہ تھا۔

میں اگر ایسا قدم نہ اٹھاتی تو شاید ایسا نہ ہوتا رشتہ
رفتہ وقت گزرتا گیا پانچ سال ہو گئے ہیں۔

آج بھی میں اپنے کئے پر شرمندہ ہوں میرا
کزن مجھے یاد کرتا ہے۔

مگر میں اسے مایوسی کے سوا کچھ نہیں دیتی آج
بھی اولاد کی کمی بہت ہی محسوس ہوتی ہے زندگی ایسے تو

خوش گزرتی ہے۔
مگر ابھی تک حقیقی خوشی ہمارے مقدر میں نہیں
آئی آج بھی اپنے ماضی کی ملامت ہوتی ہے قارئین
محبت وہ سچا جذبہ ہے جو ایک عبادت کا درجہ رکھتا ہے
ہم یوں ہی کہہ دیتے ہیں۔

بیس محبت نہیں ملے شاید ہمارے اندر کا انسان
محبت کے قابل ہی نہ ہو آج ذرا سی ملاقات کیا ہوئی
سو بائیں ان بکس آئی لو پو کے ایس ایم ایس سے بھر
جاتے ہیں۔

ایک بار چچی محبت کا تہیہ تو کریں مگر یہ تب ممکن
ہے جب ہم اپنے ناپاک ارادوں کا خاتمہ کریں گے
نہیں تو اس خاورِ لور راتین کی طرح ہاتھ میں کچھ بھی
نہیں آئے گا۔

خدا برا عورتوں کا احترام کرنا سیکھیں جو صرف
محبوب کا ہی درد نہیں ہے۔

بہن! بہن! نور ماں بھی ہو سکتی ہے زندگی تو وہ ہے
جو دوسروں کو خوشی دے کر گزرے تاکہ غموں کے اہلار
لگا دیئے جائیں

آخر میں یہ دعا گو ہوں جو اب عرض کا شاف اور
قارئین کا خدا حامی و ناصر و آئین

ہم سے الجھو گے تو زمانے میں جیو گے کیسے
ہم تو علم کرنے والے کو بھی دعا دیتے ہیں
بندہ کر انکار میرے پاس آنے سے دلی
خدا بھی روٹھ جاتا ہے کسی کا دل دکھانے سے
کاغذ کو ہلک کر دیا ہیں کی سیاحی نے
ولی مجھے غموں سے غڑھالی کر دیا تیری جدائی نے
تو بول یا نہ بول تیرے بولنے کا غم نہیں
تیرا ایک ہار مسکرا کر دیکھنا تیرے بولنے سے کم نہیں
وہ ایک موقع تو مجھ کو دے بات کرنے کا شاء
تو انہیں یہ بھی رولا دوں گی انہی کے ستم سنا کر
(میں نے یہ دعا گو کیا ہے)

جولائی 2014

Digest.pk

ہم تو بس آپ کے ہیں

--- تحریر: ایسہ ناز ---

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آپ کی خدمت میں ایسی کہانی لے کر آئی ہوں جسے پڑھ کر شاید آپ کو پتا چلے گا کہ ایسی کہانی آپ نے بھی نہ پڑھی ہو یہ ایک ایسی کہانی ہے ایک ایسے دیوانے کی کہانی ہے جس نے پیار تو کیا مگر اظہار نہ کر پایا جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس سے دور ہی رہا جس نے اپنی محبوبہ کو پانے کے لیے نجانے کیا کچھ کیا کتنی برسوں کی ملی اسے وہ بالکل باپوس ہو چکا تھا مگر تقدیر نے اس کی مایوسی خوشی میں بدل ڈالی مجھے امید ہے آپ سب کو بہت ہی پسند آئے گی میں نے اپنی اس کہانی کا نام ہم تو بس آپ کے ہیں رکھا ہے
ادوارہ جواب عرض کی باپسی کو نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقدمات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادوارہ یا رائٹرز ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

طرف دیکھ رہی تھی وہ لڑکی اتنی پیاری اور معصوم لگ
رہی تھی کہ وہ بے اختیار اسے دیکھتا رہ گیا وہ لڑکی اب
بٹ کر مائیڈ پر لگے درخت کے سائے میں جا کر
کھڑی ہو گئی تھی شاید سورج کی بے رحم کرنوں سے
بچنے کے لیے اسے یہ شجر ہی موزوں تھا شاید کسی کا
ویٹ کر رہی تھی روٹانے ساتھ ہوتی تو شاید اسے بھی
پک کر لیتے مگر وہ تو جانے سوئی پڑی ہے تھکی گری
میں جان لیوا انتظار اور اوپر سے اس کی ہمدردانہ
طبیعت اسے اس پر پی جیکر پر رحم سا آنے لگا یہ نہیں تھا
کہ وہ کوئی افغانی قسم کا لڑکا تھا یا اس نے پہلے کبھی مسین
لڑکی نہیں دیکھی تھی۔

اسٹری کے سلسلے میں کتنا عرصہ ہیرپ میں مقیم
ہونے کے باوجود ان باتوں سے وہ دور ہی رہا تھا مگر
نجانے اس لڑکی کے معصوم بے پرواہی سے پر ایسا کیا تھا
کہ وہ نظریں ہی نہ ہٹا رہا تھا نجانے اس کے دماغ

سورج سورج پوری آب و تاب سے سنہری
کرنیں زمین پر اتار رہا تھا مگر اپنے
جوہن پر تھی اس نے اپنی گاڑی سڑک کی دائیں طرف
کی لور لگا ہیں پونڈرنگی رہیں۔

روٹانے کی بھی آج بھی جاؤ سر پر پنے بھونتی گری
سے ٹھک آ کر وہ منہ میں پڑ پڑا آفس سے تھکا ہوا گھر
پہنچا ہی تھا کہ ایک نیا حکم صادر ہوا وہ جتا بھلا روٹا
نے کو لینے تو آ گیا تھا مگر گھر میں ڈرائیور کو کون سے کا
سلسلہ زور و شور سے جاری رکھا جواہلی ماں کی وفات پہ
گاڑی گیا ہوا تھا سامنے گیٹ سے لڑکیوں کا گروپ پر
آد ہوا تھا وہ ان میں سے روٹانے کو لا حوط نے کی
کوشش کرنے لگا مگر ٹکا ہیں تو جیسے ایک ہی منظر پر جم
گئیں وہ لڑکی اپنی پیشانی سے پینہ صاف کرتے
ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی ایک ہاتھ سے سر پر دوپٹہ
ٹھیک کرتے ہوئے اور دوسرے ہاتھ میں فائلیں
پکڑے ہوئے وہ بار بار اپنی نکائی پر بندھی گھڑی کی

جولائی 2014

Digest.pk

ہم تو بس آپ کے ہیں



Digest.pk

آپ کی ہیلپ نہیں ہوتی۔ روشا نے لقمہ دیا
ملازم وہ کی تو پوری نہیں کر سکتے جو کوئی خاص فرد
ہی کر سکتا ہے مگر یہاں تو کوئی اپنے پروں پر پانی بھی
نہیں پھیرنے دیتا کتنی دفعہ موصوف کو شادی کا بول
چکی ہوں مگر میری کوئی مانتے تب بھی۔ عاصمہ بیگم نے
ہیش کی طرح پسندیدہ موضوع چھیڑا۔

ہاں تو بیگم میں نے انکار تھوڑا کیا ہے تمہاری
مرضی میں ہی ہم بھی راضی ہیں ہماری کیا مجال کہ آپ
کی بات پر انکار کریں آپ نیک کام کی شروعات تو
کریں۔ تیور صاحب کی بات پر روشا نے اور نقاش
کی اتنی چھوٹ گئی جبکہ عاصمہ بیگم جھلبلا گئیں۔

ادنبہ۔ بڑی گھوڑی الال لگام۔
میں آپ کی بات نہیں اپنے بیٹے کی بات کر رہی
ہوں پورے پچیس سال کا ہو گیا ہے مگر ابھی تک کنوارہ
ہی بیٹھا ہوا ہے میری خوشی کا خیال ہوتا تو کب کا میری
بات مان چکا ہوتا۔ انہوں نے نقاش کو جذباتی بلیک
میل کرنا چاہا۔

ہاں تو میں کب انکار کر رہا ہوں آپ کی جو مرضی
ہو وہ کیجئے مگر تھوڑا انتظار تو کریں پلیز۔
نقاش کی بات پر عاصمہ بیگم تو جیسے خوشی سے
نہال ہو گئیں روشا نے بھی خوشی اور حیرت سے اسے
دیکھ رہی تھی کئی سال سے یہ موضوع چلتا آ رہا تھا مگر
نقاش کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ٹال دیتا تھا مگر آج اس کا
جواب سن کر تو سب حیرت زدہ ہو گئے۔

مجھے تو اولیٰ روز سے ہی یہ مشکوک چلتا رہا مگر آپ
کو تو اپنے بیٹے کے علاوہ کوئی اور نظر ہی نہیں آتا کیوں
برخوردار گون ہے۔ کیسی ہے کیا نام ہے۔ کہاں رہتی
ہے عاصمہ بیگم کی زبان پر پھلتے ہوئے سوالوں کو تیور
صاحب نے زبان دی۔

ارے نہیں پاپا ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ کا بیٹا
کوئی ایسا لگتا ہے اور وہ کئی لڑکی کی بات تو میں نے
اسے صرف ایک بار دیکھا تھا اس کے نام کے سوا میں

ایڈیٹ۔ نان سینس۔ اندھے ہو کیا دیکھ کر نہیں
چل سکتے۔

کچھ گرمی کا دماغ پر اثر تھا کچھ گاڑی نہ پہنچنے کا
فصل تھا کہ وہ تمام ادب لحاظ بالائے عاق رکھ کر اس پر
چلائی۔

آٹم ویری سواری میں نے جان بوجھ کر یہ سب
نہیں کیا۔ کہنے کے ساتھ ہی وہ جھٹک کر اس کی فائلیں
سیٹنے لگا ایک فائل کو سیدھا کر کے کھولا سامنے اس کا
نام دیکھ کر بند کر کے اس کو تھما کر بغیر کچھ کہے گاڑی کی
جانب واپس آ گیا جہاں روشا نے شرمندہ سی فرنت
سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی

سواری بھائی کل اسائنمنٹ کی لاسٹ ڈیٹ ہے
میں لیب میں بیٹھی اتنی کمین تھی کہ۔۔۔۔۔؟

اٹس اوکے مائی ڈیر سسٹر۔۔۔۔۔ روشا نے کی
وضاحت اس نے ٹوکتے ہوئے کہا نہ تو اب پہلے جیسا
فصل باقی تھا اور نہ ہی کوئٹ مریم زریب نام کو
وہراتے ہوئے اس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور مسکراتی
نظروں سے سامنے بیٹھی ہوئی سیاہ تارکوں کی سڑک پر
گاڑی دوڑانے لگا

اف امی جان کیا ذائقہ ہے جی چاہتا ہے کہ بس
کھاتا ہی جاؤں۔ رات ڈیز کرتے ہوئے عاصمہ بیگم
کا ہاتھ تھامتے ہوئے پتھر یوں کے پلے باندھنے لگا
اسی لئے تو مجھے ہر وقت اپنے کاموں میں ہی
لگائے رکھنا ماں کا خیال نہیں کہ بڑھاپے میں کوئی مدد
کرنے والا ہے بھی نہیں۔ عاصمہ بیگم نے اسے پیار
سے گھورا۔

تو یہ کریں امی جان ملازموں کی فوج سے بھی

دو ایلی 2014

Digest.pk

طبیعت ہی ٹھیک نہیں لی لی ہو ہونے لگتا ہے ذرا سا کام کر لوں تو آئے ہائے دشمنوں کی نظر کھا گئی مجھے مہمانی نے اپنے گز لیے ماتھے پر دوپٹہ باندھ کر واویلا کیا اور یہ جاوہ جا ہو کر چھپاک سے کمرے میں غائب ہو گئی میرے لئے چاول ابلانا اور سلاو بھی تیار کر لینا اوروں کی طرح ڈھیر سارا کھانا نہ بنانا میرے لئے ڈانٹنگ پر ہوں میں۔

مریم روز ہی ڈانٹنگ کرتی تھی مگر اتنا ہی پھیل رہی تھی اچھا بھلا اس کا گھر تھا اپنی خوبصورتی کو مزید نکھارنے کے لیے وہ ایسے ہی جتن کرتی رہتی تھی دل کرتا ہے زہر ملا دوں ان دونوں کے کھانے میں جان چھوٹے ہر وقت کی ٹینشن سے وہ برتنوں کو بیخ کن کر رکھتے تھی اسکے سوا غبار نکالنے کا اور کوئی راستہ جو نہ تھا۔

نقاش صاحب یہ سب فائلز تیار ہیں آپ انہیں چیک کر لیں اور جاپان سے آنے والا ہے ان سے تمام مینٹنگ کی ساری تفصیلات بھی موجود ہیں۔۔۔ ظاہر صاحب نے نقاش کے آگے فائل رکھی۔

ٹھیک ہے میں انہیں دیکھ لیتا ہوں
پاپا چلے گئے ہیں یا ابھی یہی ہیں
وہ تو کب کے چلے گئے ہیں ظاہر صاحب کے جواب پر اس نے سرسری ہی نگاہ فائلز پر دوڑائیں اور گاڑ کی کی چابی لے کر باہر نکل آیا موسم میں اتنی خاصی جنگی تھی آسمان پر پادل کے ٹکڑوں کی آنکھ چھوٹی ہو رہی تھی دل میں بارش کی دعا کرتے ہوئے وہ گاڑی میں بیٹھ کر دروازہ بند کرنے ہی والا تھا کہ ہاتھ وہی تھم گیا اور اس کی دن رات کی دعا قبول ہو چکی تھی اس سے ملنے کی خواہش نے گھیرا تن کیا تو دل کی مان کر وہ اس کے پیچھے لپکا

ایکسکوز می۔ آپ میری بات سنیں گی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کب سے بات کر رہے اس

کچھ بھی نہیں جانتا اس کی نگاہوں میں جھم سے اس کا سراپا آن سلا مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کر لیا اب صرف ایک ہی خواہش تھی کہ جیتو تھی اپنی محبت کو اس کے ساتھ پہلی ملاقات میں اس کے دل کی ٹکین بن چکی تھی اور اب وہ اسے پانا چاہتا تھا اپنے دل ماننا چاہتا تھا مگر کیسے یہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا

سینک میں برتنوں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا سارا کچن بکھرا ہوا تھا اسے شروع سے ہی گندگی سے نفرت تھی ایک جگا بھی پڑا ہوا تھا اسے ہٹا کر دم لگتی تھی اس نے سر آہ بھری اور دوپٹہ سائیڈ پر رکھ کر دو بارہ کچن کا جائزہ لیا۔

چھوٹے میاں چھوٹے میاں بڑے میاں
سبحان اللہ۔

اس گھر میں تو ہر کوئی گند پھیلا نے میں ماہر ہے اور سینے میں کابل۔ مریم کی چھوڑ و ممانی کو بھی خیال نہیں صبح سے کاموں میں جتی ہوئی ہوں پھیلاوا سمیٹتے ہوئے منہ میں بڑبڑائی فری نہیں رو شانے نے میری اسائنمنٹ تو دی ہوگی میرے کمرے میں لے آؤ مریم کی چٹکاڑی ہوئی آواز پر اسے فوراً یاد آیا۔

میرے کمرے وہ فائل پڑی ہے خود لے لو میں فارغ نہیں ہوں یونیورسٹی کا کام الگ اور گھر کا الگ ارے تو کام نہیں کرو گی تو اور کیا کرو گی ہم نے تمہیں روٹیاں توڑنے کے لیے تو نہیں رکھا کھاتی ہو تو کام بھی کرنا پڑے گا۔

فریال اور مریم کی بکھرا ہوا اور مہمانی فری کی طبیعت صاف نہ کریں ایسا ممکن نہیں
چھوڑ دای اسے یہ تو منہ کو آتی ہے ابو کی جیتی ہے نا۔ تو انا دعب تو جھاڑے گی ہی۔

مریم کی گل افشانی پر اسے رونا آیا مگر اپنا غصہ برتنوں پر نکالنے لگی

جگن صاف نہ کر کے رات کا کھانا جاوے میری تو

جولائی 2014

Digest.pk

سے لہر کو ایک گھر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی
اس نے گاڑی آگے بڑھائی دروازے پر چسپاں نیم
پلیٹ پر کندہ نام دیکھ کر گاڑی آگے بڑھا دی
کیمینٹرک جناب لنگا اسکی امت کیسے ہوئی
مجھے راستے میں روک کر فضول ڈائیلاگ جھانڈنے کی
آف اگر کوئی دیکھ لیتا تو کیا ہوتا میری تو پہلے ہی اس گھر
میں کوئی جگہ نہیں ہے اگر کسی کو پتہ چل جاتا تو یہ سوچ
کر ہی اس نے جھر جھری سی لی اور ہینڈ پر لمبے لمبے
سانس لینے لگی وہ اس بارے میں مزید کچھ نہیں سوچنا
چاہتی تھی

جب تک ماں باپ زندہ تھے وہ ہر فکر سے آزاد
تھی ہر لڑکی کی طرح وہ بھی پھول بارش کی دیوہنی تھی
مگر باپ کی ناگہانی وفات کے چند سال بعد ماں کا
سایہ بھی سر سے اٹھ گیا تو اسے دنیا کا بھیانک چہرہ
انہی رخ از بر ہو چکا تھا دو دھیال میں سب اپنے مال
میں مست تھے اس کا مسئلہ کون حل کرنا چاہا گھر میں
اس کے لیے جگہ نہ تھی نہ دل میں اور مجبوراً اسے ماموں
کا سہارا لینا پڑا تھا ماموں اسے بہت ہی پیار کرتے
تھے مگر مافی اور ان کی بیٹی کو جھیلنا دنیا کا سب سے بڑا
مشکل کام تھا

اب جب یہ مشکل آ پڑی تو وہ بہت ہی سہی
ہوئی تھی اس کو نیا سنانے کے بعد دل چاہ رہا تھا کہ اس
کی باتوں پر یقین کر لے مگر وہ میثانی کو خود سے باتیں
گھڑنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی
خیر نقاش صاحب آج آپ اپنا روزانہ آفس
جانے کا ریکارڈ کیوں تو زور ہے ہیں
وہ آج بغیر تیار ہوئے اپنے روم سے نکلا تو تیمور
صاحب نے ناشتے میں اسے چھیڑا

ہاں ناں بابا جان میرا نے بھی سوچا کہ آپ
آفس میں اکیلے کام کریں اور آپ کو بھی ذرا موصول
کی اہمیت کا اندازہ ہو وہ بھی انہیں کا پینا تھا اس کے ہی
انداز میں ہوا

کی آنکھوں میں غصہ اور حیرت کے آثار دیکھ کر وہ
جلدی سے بولا۔ دیکھیں آپ مجھے غلط مت سمجھیں
میں کوئی ایسا دیوانہ لڑکا نہیں ہوں پلیز مجھ سے دو منٹ
آرام سے بات کر لیں میں آپ کا زیادہ مانتا نہیں ہوں
گا۔۔۔۔۔ ہو گئی تمہاری بکواس کیوں پڑے ہو میرے
پچھے لوگوں کے درمیان مجھے یوں زبردستی روک کر کیا
ثابت کرنا چاہتے ہوں وہ ادھر ادھر دیکھ کر اس پر
دھاڑی

دیکھیں میڈم میں نے آپ سے پہلے ہی کہہ دیا
ہے کہ مجھے غلط مت سمجھیں میں آپ سے بہت پیار
کرتا ہوں آپ کا اندر میں

اس سے پہلے کہ اس کی بات ختم ہوتی اور اس کا
تھپہر نقاش کے منہ پر پڑتا اس نے غصے سے اس کی
طرف دیکھا نگاہوں میں ملامت غصہ دک اور خوف
سب کچھ تھا جس نے نقاش کو شرمندہ کر دیا
تمہیں دیکھ کر لگتا نہیں کہ اتنے مہذب شخص کے
چہرے کے پیچھے اصل چہرہ کون سا ہے آئندہ میرا رستہ
روکنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ بہت برا ہوگا اس کے منہ
سے گویا چٹکڑیاں نکل رہی تھیں ہاتھ ہلا کر ٹیکسی روکی
اور اس کی طرف دیکھتے بغیر ہی ٹیکسی میں بیٹھ گئی

نقاش کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کو کیسے
روکے اس نے بغیر کچھ سوچتے سمجھتے اسے سر اور روک لیا
تھا مگر اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا تاثیر تھا کہ وہ اپنی
بے ساختہ قنوت پر پختہ شرمندہ ہوتا کم تھا

نہیں میں تمہیں اب نہیں کھو سکتا کیسے
سمجھاؤں پہلی نظر میں ہی دل ہار بیٹھا ہوں اب اپنی
محبت کو نا کام حسرتوں میں شمار ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتا وہ
منہ میں بڑبڑایا اور گاڑی میں بیٹھ کر ٹیکسی کا تقاب
کر رہنے لگا جواب نگاہوں سے اونچل ہو رہی تھی اس
سے نائیکسیلر پر پاؤں کا دباؤ ڈال کر گاڑی کو مزید تیز کیا
اور ٹیکسی کے پیچھے لگا دیا اس پر ایک دھن سوار بھی کافی
دیر بعد گاڑی ایک متوسط علاقے میں رکی اور وہ ٹیکسی

جولائی 2014

Digest.pk

ہم تو بس آپ کے پیچھے

جب وہ مجھے گھاس ڈالے گی وہ ثقافت لےجے میں بولا۔
ارے کیوں تم ابھی تک اس سے ملے بھی نہیں
ہو رہیں بے چین کر رکھا ہے اور گھاس کیوں ڈالے گی
ہمارا بیٹا تو ایسا ہے کہ کوئی انکار کر نہیں سکتا عاصمہ بیگم
کے لہجے میں مان تھا۔

میں ان چکروں میں پڑنا ہی نہیں چاہتا میں
ڈائریکٹ اس کے گھر اپنا پر پوزل بھجوا کر اپنی محبت کی
سچائی اس پر واضح کرنا چاہتا ہوں نقاش کے لہجے میں
کچھ ایسا تھا کہ عاصمہ بیگم دل میں بیٹے کی دائمی خوشی کی
دعا مانگنے لگیں۔

امی وہ بہت اچھی لڑکی ہے آپ اس سے مل کر
بہت خوش ہوں گی مریم کی نام ہے اور اس کا ایڈریس
میں آپ کو بتاتا ہوں آپ پلیز جلدی کیجئے میں اسے
کھوٹا نہیں چاہتا۔ وہ عاصمہ بیگم کے نزدیک بیٹہ کران
کے ہاتھ تھام کر لپا جت سے بولا کہ عاصمہ بیگم اس
کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کر کے مسکرا دیں۔

عاصمہ بیگم روشانے کے ہمراہ اس کے گھر اپنا
مدعا لے کر گئیں تو پھر اپنی بات منوا کر ہی واپس
آئیں تیمور صاحب تو کچھ زیادہ ہی خوش تھے سکندر
صاحب ان کے پرانے محلہ دار تھے اور ان کے دیرینہ
دوست تھے اب سترہ رشتے کے روپ میں دیکھ کر
نبایت خوش تھے ان کا گھر انہ ماحول سب کچھ پرفیکٹ
تھا روشانے تو گویا وہاں اپنی دوست مریم کو دیکھ کر
نبال ہو گئی۔ اور اب نقاش کی خوب کلاس لے رہی
تھی۔

بھائی آپ تو بڑے جیسے دستم لگے میری فریڈ پر
میں دل ہار بیٹھے اور مجھے ہوا بھی نہ لگنے دی جی میں
کہوں کہ آپ مجھے کیوں خوشی خوشی یونیورسٹی پہنوز سنے
آتے ہیں روشانے مان اسٹاپ بول رہی تھی اور نقاش
صرف مسکرنے پر ہی رہا تھا اس سے تو بھی خواب میں
بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اتنی جلدی اس کی ہو جائے گی

اوکے بائے میں یونیورسٹی سے لیٹ ہو رہی
ہوں روشانے نے چہرہ کو دھکیلے ہوئے کہا اور اپنا بیگ
لینے کمرے کی طرف بھاگی

روشانے جلدی کرو آج میں تمہیں ڈاراپ کو
دیتا ہوں نقاش بھی اس کے پیچھے چل پڑا تو تیمور
صاحب بور عاصمہ بیگم دونوں نے حیرت سے اسے
دیکھا۔ گھنگس بھائی جان میری اب دلی دعا ہے کہ
آپ کا انتظار جلد ختم ہو روشانے گاڑی سے اترتے
ہوئے شرارت سے بولی اور گیٹ کی طرف بھاگی
جہاں فریالی مریم اور دوسری فریڈ اس کا انتظار کر رہی
تھیں کس کے ساتھ آئی ہو تم روشی؟

فری نے دل میں مچلتا ہوا سوال آخر کبھی ڈالا
ٹی نقاش بھائی ہیں میرے بتایا تو تھا کبھی لان کے ساتھ
آئی نہیں ناں اس لئے دیکھا نہیں ہے ویسے روشی
ایک بات تو مانتی پڑے گی تم دونوں بہن بھائی ہو بہت
خواہ صورت مریم تو چھٹی انداز میں بولی تو فری نے بھی
دل ہی دل میں اس کی تائید کی

آج سٹڈ ہے تھا معمول کے مطابق جائنگ
اور ناشتہ فراغت کے بعد وہ لان میں پودوں کی
تراش خراش میں مشغوف تھا پھولوں سے لگاؤ اس کو
ورثہ میں ملا تھا ان کے لان میں ہر رنگ کے پھول
تھے۔ نقاش اور تیمور صاحب اسے تھے اور ان کی
حفاظت بھی نقاش خود کرتا تھا مگر آج کل ٹف دشمن کی
وجہ سے کتنے دنوں کے بعد وہ اس کام میں تندی سے
مصرف تھا۔

چھوٹے صاحب آپ کو بیگم صاحبہ بلادی ہیں
۔ ملازم کی آواز پر وہ ہاتھ جھماڑ کر لاؤنج میں گیا تو
عاصمہ بیگم نے بات شروع کی۔

ہاں بیٹا کب ظاہر ہے ہیں آپ ہمیں اپنی بہو
سے ہم تو انتظار کر رہے تھے کب آئیں گی۔

امی جان میں آپ سے اس کو تب ملواؤں گا ناں

جولائی 2014

Digest.pk

وہ بہت خوش تھا بہت ہی خوش اس نے اپنی منزل پائی تھی

وہ بھائی مجھے یہ تو بتائیں کہ آپ نے اس کا نم کیسے پوچھا اور اس کے متعلق معلومات کیسے اکٹھی کیں روشانے نے ایک اور ٹاپک چھیڑا تو افش اسے ہنس ہنس کے پہلی بات اور اگلا کارنامہ سنانے لگا تھا اور روشانے یہ کھول کر سنتی رہی۔

سرت خاتون کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ان کی بیٹی کے لیے اتنا اچھا رشتہ آئے گا اس کے تو پاؤں زمین پر تک ہی نہیں رہتے تھے انہوں نے اپنے چھتے باق کے لیے مریم کو سوچ رکھا تھا مگر اب باق انہیں دور دور تک دکھائی نہیں دے رہا تھا

ای آپ نے مجھ سے پوچھے بغیر ہاں کیسے کر دی میں خدا خواستہ کوئی سولی بھدی یا کوئی اپالچ تو نہیں ہوں جس کے متعلق آپ کو اتنا ڈر تھا کہ بغیر میری مرضی جانے ہاں کر دی مریم سے یہ اتنی جلدی برداشت نہیں ہو رہی تھی اور اب سرت بیگم سے آکر پوچھ بیٹھی اونہ تمہاری مرضی تو میں جانتی نہیں ماہہ باق تمہارے خوابوں میں ہے وہ کچھ نہیں دے سکتا تمہیں مان لو میری ریت زندگی سنو جائے گی تمہاری سرت بیگم نے اپنے تئیں اس کا بھلا چاہا

جس باق کے خواب آپ خود مجھے دکھائی آرہی ہیں آج وہ کوٹھڑی ہے مجھے کچھ نہیں چاہیے سوائے باق کے وہ تمام تر تیز بھلا کر چلی

بہت لمبی ہو چکی ہے تمہاری زبان باپ کو پتہ چلا تو آکر کٹ بھی دے گا خیر وار جواب اس شخص باق کا نام بھی لیا تو اور ہم تو نکاح کا سوچ رہے ہیں اور اوہر ہم یہ نیا ڈرامہ رچا رہی ہو سرت بیگم جب سمجھ گئی کہ ان کی بیٹی اب پیار سے نہیں مانے گی تو انہوں نے بھی اپنا انداز بدل لیا

کیا نکاح دیکھتی ہوں میں بھی کہ آپ میری مرضی کے بغیر کیا کرتی ہیں

کر لو جو کرنا ہے لڑکے میں کمی ہے جو تم بھر رہی ہو ہم نے نکاح کا اس لیے بالا کہ تمہاری بڑھائی اور دھوری نہ رہ جائے ہوش میں آ جاؤ اور خود کو سمجھا بھی لو سرت بیگم کا ہنس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا گلہ بھی دبا دے وہ بارے ہوئے انداز سے انہیں دیکھتی رہی ابو کے سامنے تو بولنے کی بات ہی ناممکن تھی وہ جتنے اچھے تھے اتنے ہی اصولوں اور زبان کے پٹے تھے۔

ابھی تو صرف نکاح ہی اور ہاتھ ناں رخصتی تک کچھ بھی کیا جاسکتا ہے وہ کچھ سوچتی ہوئی پلٹ گئی جب کہ دروندے کے باہر بلا ارادہ این کی گفتگو فریال سن ہو چکی تھی اتنا بڑا دھوکہ اس نے بھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا آنکھوں میں پھٹی نمی کو ہاتھ سے رگڑتے ہوئے وہ کمرے میں جا بند ہوئی کسی پر بھروسہ کرنے کا انجام بھی تو سہنا تھا۔۔۔ دونوں طرف نکاح کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں مریم بھی دل کھول کر تیاریوں میں مصروف تھی مریم بیگم اس کے بدلے ہوئے انداز کو اپنا دیا جانے والا لیکچر سمجھ کر بے فکر تھی جو بھی تھا اب ٹھیک ہو رہا ہے۔

فریال بھی سب کامیوں میں پیش پیش تھی وہ بے بھی اس نے کونسا وعدے نہیں کئے تھے فالتو شے کی طرح آفریح کا اتنی سوچا ہوگا یہ خیال اس کو جب بھی آتا دل کرتا وہ سامنے آئے اور اسے جان سے مار دے نکاح کے لیے چوڑا اور چوڑی کا سامان دیکھ کر سرت بیگم اپنی بیٹی کی قسمت پر جتنا رشک کرتی تھی خدا خدا کر کے نکاح کا دن آیا فریال نے بوہل دیا کہ ساتھ نکاح میں شرکت کی نکاح کے بعد مریم نے خود ہی افش سے نہ ملنے کا سوچ کر خود کو کمرے میں بند کر لیا

افش کی تو خوشی کا عالم ہی نہیں تھا وہ اسے حاصل کر چکا تھا یہ احساس ہی اسے سرشار کر رہا تھا اس

جولائی 2014

Digest.pk

نے ابھی تک اپنی دہن کو نہیں دیکھا تھا رخصتی کا ڈیٹ
تیس ماہ بعد انگریز ختم ہونے کے بعد دیکھی گئی

نقاش کو بزنس کے سلسلے میں ایروڈ جانا تھا
خوب مصروفیت میں بھی وہ اسے بے حد یاد آتی تھی
پورے ایک ماہ بعد جب واپسی ہوئی تو بلا ارادہ ہی اس
کی انگلیاں دشمن جان کے گھر کا نمبر پر پریس کرنے
لگیں وہ بارہل جانے کے بعد فون اٹھایا گیا
ہیلو کون؟ اس کی رستلی آواز کانوں میں رس
مکھول گئی۔

یہ تو آپ ہی بتائیں کہ ہم آپ کے کون ہیں؟
شرارت سے بھر پور آواز پر فریال جزیرہ بولی سوری
میں آپ کو نہیں جانتی روٹنگ نمبر وہ فون رکھنے ہی والی
تھی کہ وہ بول پڑا ارے واہ ادھر میں اتنا بے چین
ہوں اور ادھر آپ مجھے نہ جاننے کا وعدہ کر رہی ہیں
ایسا بھی کیا بات ہے رعنائی آواز میں شوخی برقرار تھی
اب کے بارہ وہ بھی یہ آواز وہ پہلے بھی سن چکی تھی اور
نقاش صاحب آپ بات کر رہے ہیں سوری جی میں
نے آپ کا ٹائم ویٹ کیا۔ میں آپ کی وائف کی
کزن ہوں آواز میں نمایاں ملز تھا وہ سنبھلا

تو کیا آپ مریم نہیں ہیں جی نہیں میں مریم نہیں
فریال بات کر رہی ہوں جسے آپ بے وقوف بنانا
چاہتے تھے بار بار رستے میں روک کے پیار کے
دعوے مجھ سے اور شادی کسی اور سے آپ کو شرم بھی نہ
آئی کب سے دلی میں چھپا ہوا غبار وہ نکالنے لگی۔

کیا آپ مریم نہیں ہیں؟ میں نے خود آپ کا
نام دیکھا تھا آپ مریم ہی ہوں نقاش تو جیسے ساکت ہو
چکا تھا کبھی کبھی آنکھوں دیکھا دھوکہ بھی ہو سکتا ہے اور
کانوں سنا بھی آپ نے مجھے دھوکہ دیا میں آپ کو کبھی
معاف نہیں کروں گی اس نے روتے ہوئے فون بند
کر دیا۔ نقاش کی آنکھوں میں دھند سی چھانے لگی تھی
اس نے اندھا دھند لڑی گھر کے راستے پر ڈال دی

ہم تو بس آپ کے ہیں

اب سب گھر میں گھر جا کر ہی کھلیں گئیں
ارے بیٹا تم یوں بغیر اطلاع دیئے ہی آ گئے
عاصمہ بیگم نقاش کو یوں اچانک سامنے دیکھ کر حیران
ہوئیں مگر اس کے چہرے پر پتھر کیلے تاثرات دیکھ کر وہ
پریشان ہوئی

ای جان اس گھر میں مریم کے علاوہ کوئی دوسری
لڑکی ہے؟ ہاں مریم کی کزن فریال ہیں کے ساتھ ہی
رہتی ہے دشمن نے میگزین سائیڈ ٹیبل پر رکھتے
ہوئے کہا

وہ اپنا سر ہاتھوں میں پکڑ کر صوفے پر ڈھلے گیا
یہ کیا کر دیا میں نے اتنی بڑی بے وقوفی۔

اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا جو کچھ سوچا تھا
تسست کے ایک وار سے سب کچھ ختم ہو گیا وہ سکتے کی
کیفیت میں تھا کہ عاصمہ بیگم کی کچھ انہونی کا احساس
ہوا کیا ہوا کچھ بتاؤ تو کسی اتنے پریشان کیوں ہو۔ اس
نے سر اٹھایا تو اس کی سرخ انگلیا رستے کی طرح دھکتی
ہوئی آنکھیں دیکھ کر سب کا دل دھک سے رہ گیا چنا
ایسے کیوں دیکھ رہے ہو وہ حقیقتاً فکر مند ہوئیں۔ جس
لڑکی کے لیے میں نے پر پوزل بھجوایا تھا وہ مریم نہیں
فریال ہے اس نے گویا ان کی ساعتوں میں دھماکہ کر
دیا۔ کیا یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟

ہاں میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں ان کے ہیروں
تسلے سے زمین سر کی میں فریال کو مریم سمجھ کر اس کے
گھر آپ کو بھجوایا یہ میں نے کیا کر دیا وہ لئے ہوئے
انداز میں بولا۔

دشمن نے کب سے خاموش کفری تھی حیرت
سے سب کی باتیں سن رہی تھی اچانک بولی مگر بھائی
آپ نے خود مریم کا نام لیا تھا اتنی بڑی غلطی کیسے ہوئی
آپ سے۔ اس نے پورا واقعہ دہرا دیا کے اس کے
ہاتھ میں مریم کے نام کی قفل دیکھ کر وہ غلط فہمی کا شکار
ہوا عاصمہ بیگم اس کی اس قدر لا بردہی پر کھول کر رہ گئی
تم نے اتنا بڑا فیصلہ بغیر کسی چھان بین کے کر لیا اس

2014 جولائی

Digest.pk

مجھے حیرت ہے میرے پاس کچھ نہیں بچتا
میں جب اپنی ذات سے تمہیں تفریق کرتا ہوں
اس سے پہلے کہ وہ مزید سوچوں میں الجھتا
موبائل کی تیز ہپ نے اسے خیالوں سے چونکا دیا
اس وقت کس کا فون ہو سکتا ہے اس نے موبائل
کان سے لگایا

پہلو آپ نقاش بات کر رہے ہیں مسوائی آواز
بہت مختاطھی رات کے اس پہر یادوں میں گم اس کی
مداخلت اسے بری طرح کھلی تھی محترمہ نقاش بات
کر رہا ہوں رات کے اس پہر آپ کو مجھ سے کون سا
ضروری کام پیش آ گیا ہے وہ تنگ آ کر بولا پلیز آپ
بارخص نہ ہوں میں مریم بات کر رہی ہوں مجھے اس
سے پہلے کہ اس کی بار پوری ہوئی وہ بچھ کر بولا
اوه تو آپ ہیں مریم میں کوئی بات نہیں کرنا
چاہتا تھا۔ برائے صبر اپنی آکندہ فون مت کیجئے
گا۔

اور مجھ سے بھی کوئی ایسی ایسی بات مت کیجئے گا
مریم کی آواز نٹ اسے جلتے تو نے پر بیٹھا یاد کیجیں
مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ ایسے کیوں بنی ہو کر رہے
ہیں بہر حال جو بھی ہے میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں
اور میرا آپ سے ملنا بہت ہی ضروری ہے میں آپ کو
کسی بھی دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتی کل تجھے بچے
ہماری یونیورسٹی ہے عجب میں جو ریسٹورنٹ ہے وہاں
آجانا وہ تحصیل سے بولتے ہوئے بغیر اس کی بات
سے لٹھک سے فون بند کر گئی وہ موبائل ہاتھ میں لئے
کھڑے کا کھڑا ہوا وہ گیا اس کی باتیں اس کوئی ابھمن
میں پتلا کر چکی تھیں وہ جانا تو نہیں چاہتا تھا مگر اسکی
دو معنی باتوں نے اسے جانے پر مجبور کر دیا تھا وہ
ریسٹورنٹ کے قدرے تاریک کونے میں بیٹھ کر اس کا
انتظار کرنے لگا

ایک سکھ نرئی نسوائی آواز پر وہ چائیک کرات
دیکھنے لگا مگرین گھر چلی آئی اسے لپٹا کر میں ملبوس

سے بات تو کرتے کچھ معلوم تو کرتے مگر اب کچھ نہیں
ہو سکتا تمہارا نکاح اب مریم سے ہو چکا ہے اب جو کچھ
تمہارے دل میں ہے اسے بھول جاؤ مجھے تم سے ایسی
بے وقوفی کی توقع نہیں تھی عاصمی بیگم فون لے کر
کھینچی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک منٹ بھائی ذرا
ٹھہریں میں نے اپنے موبائل میں مریم کے منٹ
کرنے کے باوجود بھی اس کی تصویریں لی ہیں میں
ابھی لاتی ہوں آپ دیکھیں تو سہی کیا پتہ کس انڈر
شیٹنگ ہو روٹھانے یہ کہتے ہوئے جلدی سے
موبائل اٹھا لائی اور نقاش کو اتحاد یا نقاش نے جیسے ہی
تصویر دیکھی ٹھک گیا وہ تصویر میں موجود تھی ہمیشہ کی
طرح ہسوت کر دینے والے حسن کے ساتھ مگر دلہن
کے روپ میں نہیں دیکھنی مریم کے پہلو میں اس کی
رہی سہی امید بھی دم توڑ چکی تھی کھولتے ہوئے دماغ
کے ساتھ ہاتھ میں پکڑا ہوا موبائل دیوار کے ساتھ
دے مارا جو گھر کر جا بجا پر زوں میں تبدیل ہو گیا

کون کہا تھا ہے محبت خالی ہاتھ رکھتی ہے

او اس شامیں ویران زندگی

سوئے روتے ٹوٹا دل

یہ سب ملی محبت کی سوغات

نہیں تو کچھ بھی نہ دیتے ہوئے

محبت نے سب پتھر دے دیا

کیا میں اس کو بھول سکتا ہوں اس کے بغیر اپنی
زندگی کی شروعات کر سکتا ہوں۔

رات چاروں طرف اپنے پر پھیلا چکی تھی جب
وہ کھڑکی میں کھڑا جانے لگتا تو نکتے ہوئے اپنا دل منوں لے لگا
اس نے ایک پل کے لیے اسے ہر نظر سے ہٹا دیا
ہوئے سوچا مگر اسے یوں محسوس ہوا کہ اس کی سانسیں
رکنے لگی ہیں وہ اب لٹے کی طرح اس کی رگوں میں
سراست کر چکی تھی اس کو بھلانا ناممکن تھا ہے اختیار
اسے ایک شعر یاد آیا

2014

Digest.pk

ہم تو بس آپ کے

اٹھ کر ٹیبل پر بیٹھ گئے ڈالنا شروع کر دے مگر یہ بات اتنی سہل نہیں تھی جتنی وہ سمجھ رہی تھی آپ کا کیا خیال ہے کہ حقیقت معلوم ہونے کے بعد میں نے یہ نہیں سوچا ہوگا بابا جان کے آپ کے والد کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے اور ان کی عزت ختم ہونے کا سوچ کر مجھے یہ ممکن نہیں لگتا کیا آپ خود مجھ سے خلع نہیں مانگ سکتی نقاش جلدی سے بولا۔

جو مجھوری آپ کی ہے وہ وہی میری بھی ہے میں تو بہر حال ناقب سے ہی شادی کروں گی مگر میں نے سوچا کہ مرد ہونے کے ناطے آپ آواز اٹھا سکتے ہو اس نے چالاکی سے اس کی مردانگی پر وار کیا وہ غصے سے کھول اٹھا

شٹ اپ مجھے طعنہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے طلاق کی ضرورت نہیں ہے لہذا تم ہی کچھ کرو تو گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں آپ کے مجھے ڈانچہ دے دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ خوش ہیں اس نے پانسہ پلٹا

میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا وہ بیٹنا اٹھا تھا تو چلو ٹھیک ہے اگر آپ نہیں چاہتے تو میں بھی اپنے موقف سے ہٹ جاتی ہوں وہ اٹھتے ہوئے بولی تو وہ حینکار بیٹان ہوا تھا وہ تو کچھ ایسا کرنا چاہتا تھا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاشی بھی نہ ٹوٹے مگر اسے لگ رہا تھا کہ ایسا ناممکن ہے لو کے ٹھیک ہے میں خود بھی تمہارے ساتھ اس نام نہاد رشتے میں بندھنا نہیں چاہتا میں خود نہیں طلاق بھیج دوں گا جب پیار کیا تو ڈرنا کیا وہ ایک عزم سے کہتا ہوا اٹھ کر چلا گیا جبکہ مریم سرشار کھڑی گلاس ڈور سے دھکتی رہی

نقاش نے گھر میں بات کی تو طوفان کھڑا ہو گیا تیمور صاحب کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ نقاش کو اٹھا کر باہر پھینک دے تمہارا دامخ خراب ہو چکا ہے اسی لئے ایسی سنگی سنگی باتیں کر رہے ہو تمہارا کیا خیال ہے کہ جو

وہ ابھی خاصی خوبصورت تھی مریم نقاش نے سوالیہ انداز سے آہستہ آہستہ کہا اور اثبات میں سر ہلاتی ہوئی اسکے سامنے چہرہ کھینچ کر بیٹھ گئی

جی فرمائیے کیوں بلایا ہے آپ نے مجھے یہاں پر وہ دنیا جہاں کی ہے ذرا ہی لمبے میں سو کر چھوٹا آپ جیسی ہی اتنے آدم بیزار یا پھر خود کو ایسا شو کر رہے ہیں وہ اسی کے انداز میں بولی

میرا بانیڈنا معلوم کرنے کے بجائے جس مقصد کے لیے مجھے یہاں بلایا ہے وہ واضح کریں میرے خیال میں زیادہ بہتر ہوگا لہجہ سابقہ تھا ظاہر ہے وہی بات کروں گی آپ نے اپنا پر پوزل میرے گھر کیوں کھوایا جبکہ میرے خیال میں آپ نے مجھے دیکھا تک نہیں ہے وہ کام کی بات تک آئی

میں نے اپنا پر پوزل آپ کے گھر کھوایا تھا آپ کے لیے نہیں کسی اور کے لیے وہ باہر کی طرف دیکھنے لگا کسی اور کی طرف کہیں آپ کا اشارہ فریال کی طرف تو نہیں ہے وہ چونک کر بولی۔

ہاں مجھے غلط فہمی ہوئی تھی جس کا نتیجہ بھگت رہا ہوں اس کا دکھ پھر سے تازہ ہو گیا

گذاب تو مجھے اپنی بات واضح کرنے میں اور بھی آسانی ہوگی اس کی خوشی سے چٹکتی آواز نے نقاش کو شکار کیا کیا مطلب؟

بات تو بہت ہی سہل سی ہے آپ فریال سے شادی کرنا چاہتے ہیں اور میں ناقب سے مگر بد قسمتی سے ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بندھ گئے ہیں مگر اب ہم مزید اس بندھن کو قائم نہیں رکھ سکتے وہ اس کو سمجھاتے ہوئے بولی

اور تو اس کا مطلب ہے ڈالنی درس... نقاش کو سمجھ آگئی تھی اس کی بات ساری کے دہاؤ کی وجہ سے میں اس رشتے پر راضی تو ہو چکی تھی مگر ناقب کو چھوڑنا میرے بس میں نہیں ہے آپ مجھے ڈانچہ دے کر اپنا اور میرا رشتہ صائب کر سکتے ہیں نقاش کا دل چاہا کہ

سمجھا کر تھک چکا ہوں مگر کوئی میری بات نہیں مان رہا
سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کروں موبائل کان سے
لگائے ناچارگی سے نقاش کی آواز ابھری
میں تو کسی سے بات بھی نہیں کر سکتی اب تو میرا گھر
وہاں میں گئے

تم نے فریال سے بات کی وہ سمجھ رہی ہے میں
اسے دھوکہ دینا چاہتا تھا تم پلیز میری بات اس سے
کرنا وہ میں تمہاری اس سے بات تو نہیں کروا سکتی اور
نہ ہی وہ تیار ہو گی مگر میں نے اپنی ملاقات کا سب کچھ
بتا دیا ہے مگر وہ ہماری کچھ مدد نہیں کر سکے گی وہ شروع
سے ہی ڈر پوک ہے مریم کے لہجے میں بے بسی تھی مگر
آگے سے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے ایک فقرہ کہہ کر
موبائل بند کر دیا اب جو کرنا ہو گا مجھے ہی کرنا ہو گا میں
اتنی بڑی قربانی نہیں دے سکتی نقاش تھک کر موبائل کو
دیکھنے لگا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ مریم نے جو مجھ کو ارادہ
کیا ہے وہ پورا بھی کرے گی یا نہیں۔

صبح سو کر اٹھا تو ایک نئی خبر سنی جو ناشتے کی ٹیبل پر
تیجور صاحب اور عاصمہ بیگم نے اسے نظریں چراتے
ہوئے کہا کہ مریم گھر چھوڑ کر چلی گئی ہے سکندر صاحب
کا فون آیا تھا وہ بہت شرمندہ تھے اور کہاں گئی ہے کسی کو
کچھ پتہ نہیں ہے۔ ہم نے اپنے بیٹے کے لیے کیا کچھ
نہیں کیا سوچا تھا مگر اتنی ذلت و رسوائی تو میں نے
خواب میں بھی نہیں دیکھی تھی عاصمہ بیگم ڈوپٹ منہ پر
رکھ کر ہلکے ہلکے کر رہی تھیں وہ بے تاسر لگا ہوں سے
سے ان کی طرف دیکھتا رہا مریم سے اس جلد بازی کی
اسے تو قلع نہ تھی

ہم آپ سے بہت ہی شرمندہ ہیں وہ میرے سر
میں تو خاک ڈال کر چلی گئی مگر آپ کے لیے بھی
شرمندگی چھوڑ گئی مجھے مجھے پہلے سے ہی پتہ ہوتا تو میں
خود اسے ثاقب کے کمرے میں دیتا مگر یہ ذلت تو نہ ہوتی
جوان جینی کے گھر چھوڑ جانے پر سکندر صاحب کے

تمہارا دل چاہے گا وہ کر دے اور ہم تمہارا ساتھ دیں
گے ہاں جب میں کسی اور کو چاہتا ہوں تو کیوں اس کو
اسنے ساتھ باندھتا پھروں میں اس کیساتھ خوش نہیں
رہ سکتا آپ سمجھتے کیوں نہیں ہیں وہ ان کو سمجھا سمجھا کر
تھک چکا تھا تم نے پہلے ہمیں سکندر صاحب کے گھر
بھیجا ہم وہاں گئے یہاں تک تمہارا نکاح ہو چکا ہے
ان کی بیٹی سے اور اب تم کہہ رہے ہو کہ تم اس کو طلاق
دے رہے ہو تمہاری کچھ عزت بے عزتی ہو نہ ہو مگر ہم
عزت دار لوگ ہیں اور ان کو یہ دکھ کیسے دے سکتے ہیں
میں کہہ رہا ہوں یہ خناس نکال دو دماغ سے اور پانی
کر لیے لیے سانس لینے لگے عاصمہ بیگم گھبرا کر بھیجی
تیجور کی اور کبھی نقاش کی طرف دیکھ رہی تھی رو شانے
الگ گھبرائی ہوئی ایک کونے میں کھڑی تھی اس میں
صرف میری خوشی نہیں ہے بابا جی مریم بھی یہی چاہتی
ہے کہ میں اسے ڈانڈوں دوں بس خاموش ہو جاؤ اور
اب ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نہ نکالنا اور نکل جاؤ اس
گھر سے نا انہار، نا لائق اسے مقصد کے لیے اس بیٹی
پر الحرام لگا تا ہے یہی تربیت تھی تمہاری

تیجور غصے میں گھرے ہوئے نقاش کی طرف
بلا رہے تھے کہ عاصمہ بیگم نے بھٹک کر ان کا بازو
تھام لیا اور ان کی منت سماجت کرنے لگی آپ قصہ نہ
کریں آپ کی صحت کے لیے اچھا نہیں ہے اور
ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ ہم ان سے فریال کا ہاتھ
مانگ لیتے ہیں کر دیکھ تم صرف خود غرض ہو کر اپنے
بیٹے کے بارے میں سوچ رہی ہو ان کے بارے میں
بھی سوچو کہ ایک بیٹی کو طلاق دینے کے باوجود وہ ہمیں
دوسری بیٹی کا ہاتھ دیں گے بھی نہیں شادی کسی گڑیا کا
کھیل نہیں ہے میں سمجھاؤں گی نقاش کو وہ جذباتی ہو
کر کہہ رہا ہے ٹھنڈے دماغ سے سوچے گا تو ہماری
بات سمجھ میں آ جائے گی عاصمہ پر امید انداز میں کہہ
رہی تھی اور نقاش تن فتن کرنا ہوا سر حیاں چڑھ گیا
محکم ہر ممکن طریقے سے گھر والوں کو اپنی بات

تعب اتنی ندرت ان کے دل میں اس کے لیے کیوں تھی مگر اس کی خدمت کا ملا اسے ان نظروں میں ڈوبنے کے نشتروں سے ملا تھا۔

اسے مریم نے نقاش کی محبت کا کایقین دلایا مگر فریال ان دونوں کے بیچ میں نہیں آنا چاہتی تھی کہ جو بھی تھا وہ اب شادی شدہ تھا مگر اب جب اس کا رشتہ فریال کے لیے آیا تو ممانی نے اسے بتائے بغیر ہی فریال کے رشتے سے انکار کر دیا تھا اسے یقین نہیں ہو رہا تھا مگر یہ سب حقیقت ہی تھی۔

ماموں جان آپ نے مجھے بے باک سے میں ایسا سوچ بھی کیسے لیا کہ میں آپ کا سر جھکھنڈتی آپ ایک بار مجھ سے کہتے تو وہ کب کی ٹھنڈی ہوئی جائے لے کر مگن میں چلی گئی ماموں جان میں چچا کے گھر جا رہی ہوں وہ مجھے آج آکر لے جائیں گے انہوں نے خود مجھے فون کر کے تیار رہنے کا کہا ہے آپ کو ابھی اس لیے بتا رہی ہوں کہ آپ رات جلد سو گئے تھے بھرم قائم رکھنے کے لیے وہ جھوٹ پر جھوٹ بولنے لگی تھی

جو تمہاری مرضی جیسا تمہارا دل کرے ویسا ہی کرو ہم کون ہوتے ہیں تمہارا فیصلہ کرنے والے ماموں جان کے بیگانے سے کہنے پر بھی وہ اس امید پر ان کے پاس کھڑی رہی کہ کچھ تو پوچھیں گے مگر کافی دیر کے بعد وہ اپنی آنکھوں میں آنسوؤں کو دھکیلتے ہوئے وہ کمرے میں جکر اپنا سامان پیک کرنے لگی ممانی کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے اس کی اچانک ردائی پر اس نے تو تقریباً گھر کے سارے کام سنبھال رکھے تھے۔۔۔ اب کیا ہو گا وہ سر تمام کر سوچنے لگی تھی دو چا چا کے ہمراہ چلی گئی چچا کے بے زار اور لیے دیئے والے روپیے نے ان کو یہ ظاہر کر دیا کہ وہ یہاں اپنی مرضی سے گئی ہے چچا کے کہنے کا تو شاید بہانہ تھا

اس واقعے کو کئی ماہ گزر چکے تھے مگر نقاش کو یوں محسوس ہوتا کہ کل کی بات ہے فریال کے پاس کے پیار کا

کندھے ڈھے گئے تھے اور سر شرمندگی سے جھک گیا جو ہوتا تھا وہ ہو چکا اللہ تعالیٰ جو ان نسل کو ہدایت دے اور گمراہ ہونے سے بچائے تیمور صاحب سے سکندر کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی جو غلطی میری بنی کر چکی ہے اب اس کا لڑا لڑا ممکن نہیں وہ تو یہ بھی بھول چکی ہے کہ شادی شدہ ہے سریت خاتون رنجیدہ ہونے لگی وہ شادی شدہ ہے نہیں بلکہ کئی کل رات ہی اس کی طرف سے خلع کا نوٹس آیا ہے اور وہ کئی اڑالے کی بات تو آپ فریال کا ہاتھ ہمیں دے کر یہ کر سکتی ہیں کیوں کہ لوگوں کو پتہ ہے کہ نقاش اس گھر کا داماد ہے عاصم جیگم کوئی لگی کچھنی رکھے بغیر ہی بولیں سکندر اور مسرت دونوں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

یہ کیسے ہو سکتا ہے ہم اس کی مرضی کے بغیر کے یہ کیسے کر سکتے ہیں اور نقاش ماضی ہو گا اس پر کیا مسرت خاتون اچھے سے بولی۔

آپ نقاش کی مرضی کو چھوڑیں وہ ایسا ہی کرے گا جو ہم اس سے کہیں گے آپ صرف فریال بیٹی سے پوچھ کر ہم کو بتادیں تیمور صاحب نے بات ختم کو ڈالی

فریال چائے بنا کر ماموں کے کمرے میں انکو دے جے جا رہی تھی مگر کمرے میں ہونے والی گفتگو کے چند الفاظ سن کر وہ وہی رک گئی اس کا دستک دیتا دل اس ک پہلو میں گر گیا میں نے تو سوچا تھا کہ ہماری بیٹی سے جو غلطی ہوئی ہے وہ ناقابل معافی ہے مگر اس کی خطائی تو فریال کے ہاتھ میں تھی مگر میں پھر بھی بھول چکا تھا کہ اس کی اپنی بیٹی من کا لاکر چکی ہے تو پر لکی سے کیا امید

ان کی گفتگو کا کو یہ لفظ بھی اس کے بچے نہیں پڑ رہا تھا میں نے تو اسے بہت دیکھا کہ بیٹی ہماری عزت رکھ لو مگر اس نے تو مریم کا طعنہ دے کر ہی مجھے چپ کر دیا اب میں کیسے اس کا انکار اقرار میں بدلوں ممانی کی باتوں نے اسے برف کی سل بنا دیا تھا

جولائی 2014

Digest.pk

ہم تو بس آپ سے ہیں

ناہید جو تیمور صاحب کی دور پار کی رشتہ دار تھی اس نے عاصمہ بیگم کو جس لڑکی کے بارے میں بتایا تھا رد شانے اور عاصمہ بیگم جب اس سے مل کر آئیں تو خوشی ان کے چہرے سے پھوٹ رہی تھی

بھائی لڑکی بہت ہی اچھی ہے آپ دونوں کی جوڑی بہت پیاری لگے گی سچی میں بہت خوش ہوں وہ وقتاً فوقتاً اپنی خوشی کا اظہار کرتی رہی

آپ خود بھی جا کر لڑکی اوکے کر دیں مجھے امید ہے میں نے جو بہو پسند کی ہے آپ کو وہ بہت اچھی لگے گی چھوٹا سا متول گھرانہ ہے ہمیں تو لڑکی کے سوا کچھ بھی نہیں چاہئے

سنی جلدی سے سب کچھ بھول گئے یہ لوگ اور میں چاہ کر بھی نہیں بھلا سکا

عاصمہ بیگم کو تیمور صاحب سے باتوں میں تکیں دیکھ کر نقاش نے سوچا کیا میں کسی اور کیساتھ خوش رہ پاؤں گا نہیں بلکہ رہنے کی کوشش کر سکوں گا

لڑکی والوں کی رضا مندی لیے کر تیمور والوں نے شادی کی تیاریاں شروع کر دیں انہیں کی سب چیزیں تو پہلے سے ہی تیار تھیں باقی ضرورت کا کام تیمور صاحب خود ہی کر رہے تھے نقاش نے بھی ان کا ہاتھ بٹھانے کی ضرورت محسوس نہ کی وہ خود کو ایک لڑکی تصور کر رہا تھا جو اپنے ماں باپ کی خوشی کے لیے قربان ہو رہی تھی

خدا خدا کر کے شادی کا دن بھی آگیا گولڈن شیر وانی میں اپنے مفرد نقش اور ساحر پرستانی کے ساتھ وہ کوئی یونانی دیوتا لگ رہا تھا آنکھوں پر چھائی بیگم کی اور چہرے پر سچے پتھر لے تاثرات کے ساتھ کوئی اسے دیکھ کر یہی کہہ سکتا تھا کہ اس کی شادی مرضی سے نہیں بلکہ گن پوائنٹ پر کی جا رہی ہے

کاخ نامے پر سائن کرتے وقت دوسرا نام دیکھ کر اس کا ہاتھ ایک لمحے کے لیے رک سا گیا مگر اس

مذاق اڑانا اس کا رشتے سے انکار کرنا سب خواب لگ رہا تھا محبت کرنے کی سزا ملی تھی یا یکطرفہ محبت کی وہ تو بالکل بھی نہیں سوچنا چاہتا تھا جتنا اس کے بارے میں سوچتا پرانے دھم پھر سے ہرے ہونے لگتے تھے

چنا میں نے تمہارے لیے یہ لڑکیاں دیکھی ہیں جو پسند ہو بتا دو عاصمہ بیگم نے چند تصاویر اس کے سامنے رکھیں

مجھے شادی نہیں کرنی جب وہ نہیں تو کوئی بھی نہیں آپ کیوں یہ سب کر کے میرا دل دکھا رہی ہیں اس نے دیکھے بغیر ہی تصویریں صوفے پر پت پٹ دیں لیور کیوں اس کے لیے خود کو روگ لگائے بیٹھے ہو جب اسے تمہاری پروا نہیں تو بھول جاؤ اس کو کیوں سراب کے پیچھے بھاگ رہے ہو

بھاگ کہاں رہا ہوں میں تو سراب کے پیچھے بھاگ بھاگ کر تھک چکا ہوں تکی داماد ہو چکا ہوں اس کے سیاست مجھے لہجے سے عاصمہ بیگم کا دل کٹ کر رہ گیا

اس لیے تو کہہ رہی ہوں کہ شادی کر لو تو نئی زندگی میں مشغول ہو کر سب کچھ بھول جاؤ گے اگر تمہاری ان لڑکیوں میں کوئی پسند نہیں تو کوئی بات نہیں ناہید کے محلے دار ہیں بہت ہی اچھی لڑکی ہے پڑھی لکھی ہے اور سلیقہ شعار ہونے کے ساتھ ساتھ بہت پیاری بھی ہے مجھے ناہید نے سب تفصیل سے بتایا ہے میں خود جا کر لڑکی دیکھ کر آؤں گی دیکھو بیٹا مجھے مایوس مت کرنا مجھ سے اب یہ سب برداشت نہیں ہو رہا۔ وہ رقت زدہ لہجے میں کہتے ہوئے رو پڑی تو نقاش نے ان کے ہاتھ تھام کر چم لے دیے جیسے آپ کی مرضی آپ کریں مگر پلیز یہ آئسو پوچھ لیں

عاصمہ بیگم اپنے فرما بردار بننے کو دیکھنے لگیں جس کی خوشی کے لیے وہ ہر بل دنا کو نہیں

جولائی 2014

Digest.pk

کر آپ کے ساتھ چل رہی ہوں کہہ موقع ہی نہ ملا
دل کو زبان دینے کا تو پھر انکار کیسے کرتی وہ بھی جب
ماموں کی عزت کا سوال تھا یہ سب تو ممانی کی ہی
سازش تھی مگر چھوڑیں اس بات کو جو گزر گیا سو گزر گیا
جو کل آئے گا وہ صرف ہمارا ہے وہ ایک جذب سے
بول رہی تھی چلو اس بہانے یہ حقیقت تو کتنی کہ تم بھی
مجھ سے پیار کرتی ہو وہ اس کے رعنائی ہاتھ تمام کر
سرشاری سے بولا۔ اس میں بہانے کی کیا بات ہے جو
میرا ہے وہ میرا ہے اور اس کا اظہار میں پوری دنیا کے
سامنے کر سکتی ہوں۔ اتنی ہمت ہے تم میں وہ اسے
چھیڑتے ہوئے بولا۔

ہمت پہلے نہیں تھی مگر اب آپ کی ہمراہی بہت
باہمت ہوں ایک احساس سا سرشار کر رہا تھا کہ کوئی تو
ہے جو میرا ہے جو میرا افتاد میرا بھروسہ ہے اس کی
ہمراہی میں جو دکھ بھی ملے خوشی سے سبہ لوں گی
بشرطیکہ وہ ہمیشہ ساتھ رہے تو پردہ کے میرا ساتھ تمام
زندگی تمام عمر پر لکھ ہر پل۔

اس نے امید کا دامن تمام کرفاش کے سامنے
بہتیلی پھیلا دی جو اب اس نے فریال کا نازک سا ہاتھ
اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر ایک تحفظ کا احساس
دلا یا پھر اس کے کانوں میں مدھم سی سرگوشی کی اب تو
میری دنیا تمہارے ہی ساتھ ہے تمہارے ہی ساتھ
زندگی کے ہر نقش میں رنگ بھرنے ہیں میں تو پہلے بھی
تمہارا تھا اب بھی تمہارا ہوں اور تمام عمر تمہارا ہی
رہوں گا نقاش نے فریال کو رنگ پہناتے ہوئے دل
ہی دل میں سجدہ شکر بجالایا تھا اور اس کریم کا شکر ادا کیا
جس نے اسے خالی ہاتھ نہیں رکھا تھا زندگی کی ہر خوشی
سے ہمکنار کیا تھا اور اب کسی چیز کی چاہ باقی نہیں رہی
تھی۔

کارنمیں کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے
ضرور آگاہ کیجئے گا۔

نے جلدی سے سائن کر دیئے اور کسی اور کو زندگی کا
ہمسفر بنالیا آدمی رات گزر جانے کے بعد جب شادی
کا ہنگامہ تھا تو اس نے کلائی پر بندھی گھڑی پر نگاہ ڈالی
جو رات کے ساڑھے بارہ بج رہی تھی وہ تھکے قدموں
کے ساتھ کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا کہ عاصمہ بیگم کی
آواز کے ساتھ چونک پڑا۔ آپ ابھی تک جاگ رہی
ہیں ہاں تمہارا انتظار کر رہی تھی بیٹا میری تو دعا ہے کہ
پوری زندگی خوش رہو زندگی کا ہر پل ہر لمحہ تمہارے
لیے خوشیوں کا پیغام بن کر آئے بیٹا تم اپنی بیوی کو تنہا
دینا مجھے سنا ہے کہ تم نے ابھی تک کچھ بھی نہیں لیا ہوگا
پھر وہ آہستگی سے کمرے کی جانب بڑھ گیا اور دروازہ
کھولا تو دلہیز پر ہی کھڑا دو گھبرا کر کمرہ گلاب اور
موتیوں سے بھرا ہوا تھا پھولوں کی مسکراتی مہک نے
ماحول کو خوشگوار بنایا ہوا تھا وہ مضطرب ہو کر ٹپٹپٹ لگا تھا
کیا ہوتا اگر اس کی جگہ وہ ہوتی تو زندگی کا سفر
کتنی خوشی اور راحت سے گزر جاتا مگر وہ یہ سب سوچ
ہی سکتا تھا

کیا اپنی شادی کے روز آپ نے پیدل مارچ کا
عہد کیا تھا؟

شرارت سے بھرپور آواز پر وہ سرنگ کی طرح
اچھلا یہ آواز تو وہ لاکھوں گردنوں میں بھی پہچان سکتا
تھا تیر کی طرح وہ اس تک پہنچا اور جلدی سے ٹھوٹھٹ
اٹھا دیا مگر یہ کیا سامنے وہ پر پی چہرہ اپنے ٹھوٹھٹ
کے ساتھ براجمان تھی نقاش پر مارے خوشی کے سکتا ہو
گیا انت تم وہ بڑی مشکل سے بولا۔

ہاں میں یعنی فریال نقاش تو کیسا لگا میرا سر پر اتز
وہ نچلا ہوٹ شرارت سے دانتوں تلے دبا کر
بولی

سر پر اتز۔ میرے رشتے سے تمہارا انکار کرنا اور
پھر اپنے بچا کے گھر چلے جانا وہ ناگہی سے بولا۔
میں نے بھی ابھی انتظار تو نہیں کیا تھا مگر جو محبت
آپ مجھ سے کرتے ہیں اس محبت میں میں بھی قدم ملا

ہم تو بس آپ سے ہیں
129
جولائی 2014
Digest.pk

وہ دس روپے

تحریر۔ ملک علی رضا۔ فیصل آباد

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قادر میں آپ سب کی خدمت میں ایک ایسی کہانی ہے جو آپ کے دل کو اچھی لگے گی اور ایک سبق آموز کہانی ہے جس نے اس کا نام۔ وہ دس روپے رکھا ہے۔
ہمارے جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ سعید تھا وہی طالب علم جس سے میں نے کالج میں دس روپے ادھائے تھے مجھ سے بڑا غلوں سے ملا دوجھنے پر معلوم ہو کہ اسکے ایک رشتہ دار آرہے ہیں جن کو لینے دو وہاں آیا تھا کالج کی سہانی یادوں کا ذکر چمڑ گیا اور اس تقریب کے حوالے سے مجھے یاد آگئے جو میں نے اس سے لاہائے تھے میری جب میں اس وقت صرف پانچ روپے تھے میں نے مناسب سمجھا کہ فی الحال ان دس روپے کا ذکر مناسب نہیں۔

شاید وہ بھی مروتا تھا ضامن کر رہا تھا میں نے سوچا کہ اس کے گھر کا پتہ معلوم کر لوں تاکہ وہاں جا کر اس کو واپس کر دوں گا چنانچہ اس کے گھر کا پتہ معلوم کر لیا پھر کافی دن گزر گئے میں اسے ادھار واپس دینا پھر بھول گیا۔

ایک دن میں بازار سے گزر رہا تھا کہ کسی نے پیچھے سے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا مڑ کر دیکھا تو سعید تھا اب پھر مجھے ان دس روپوں کا خیال آیا حیرت کی بات تھی کہ میں گھر سے جو رقم لے کر آیا تھا وہ خریداری میں صرف کر دی تھی اب چند روپے باقی تھے میں اس سے گونہس گونہس کے باتیں کر رہا تھا۔

کالج میں ادنیٰ گروپ کی جانب سے کوئی تقریب تھی جس سے کچھ روز پہلے گروپ کے انچارج پروفیسر نے تمام لڑکوں سے کہا کہ وہ اپنے اپنے حصے کے چندے کی رقم جلد از جلد جمع کرادیں جو کہ دس روپے فی کس بھی چندہ وصول کرنے کے لیے ایک دن تعیین کر لیا گیا۔

سب لڑکوں نے اس دن دس دس روپے جمع کروائے میرے پاس اس دن اتفاق سے کوئی پیسہ نہیں تھا اس لیے میں نے ایک ہم جماعت سعید سے ادھار لے کر جمع کروائے تقریب منعقد ہوئی اسی گھبراہٹ میں دن گزرتے رہے یہاں تک کہ کالج کی سہانی زندگی سے رابطہ ختم ہو گیا۔

سب دوست چمڑ گئے میں بالکل بھول چکا تھا کہ میں نے کیا سے دس روپے ادھائے تھے جن کو واپس کرنے کا میں اخلاقی طور پر پابند ہوں نہ ہی اس نے بھی تقاضا کیا۔

کالج چھوڑے قریب ایک برس بیت گیا تھا ایک دن میں ریلوے سٹیشن گیا جہاں ایک دوست کو الوداع کہنا تھا ہاں اچانک ایک سا چہرہ نظر آ گیا جی ہاں

وہ دس روپے

جولائی 2014

130

جواب

Digest.pk

دل میں ایک شخص ہی لٹھی دس روپے کا نوٹ مجھ کو آج کی طرح چلا رہا تھا۔

میں واپس مڑا بازار کی بکڑ پر ایک پہنوں والی دکان تھی میں نے وہاں سے دس روپے کے بار لیے اور دو بارہ سعید کے مکان پر آ گیا اس کے گھر کھرام مچا ہوا تھا جوان بیٹے کی موت نے والدین سے بڑھاپے کا سہارا چھین لیا تھا۔

لوگ آ رہے تھے ان سے تعزیت کر رہے تھے میت کو غسل دیا جا رہا تھا تھوڑی دیر میں میت کی مسبری لگی میں رکھ دی گئی میں نے قریب جا کر دیکھا سعید سفید کفن اوڑھے ابدی خیمہ سوار ہوا تھا۔

میں نے وہ بھولوں کے بار اس کی میت پر رکھ دیئے اور گرفتہ دل واپس آ گیا۔

قارئین دعا کیجئے گا کہ میرے دوست کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اپنی مقام عطا فرمائے آمین یہ قارئین کیسے لگی میری داستان ضرور بتائے گا آپ کی قیمتی آراء کا بے چینی سے انتظار رہے گا امید تو ہے کہ سب کو پسند آئے گی مجھے آج بھی وہ دس روپے سانپ کی طرح ڈستے ہیں مجھے یہ احساس تو ہوا ہے کہ کسی سے ادھار نہ لوں اگر لوں تو اپنے وعدے کے مطابق واپس کروں میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے یہ دس روپے معاف کر دے جو دن رات تڑپاتے ہیں۔

قطعہ

آجا میں اپنے ہاتھوں سے تجھ کو سنوار دوں تجھ پر جو اٹھیں گی بری نظریں اتار دوں تو سوچ بھی نہ پائے گی میرے تصورات کو سمندر کے قطروں سے بھی زیادہ تجھ کو پیار دوں ریاض احمد

مگر دل ہی دل میں شرمندہ و زور رہا تھا۔ سعید نے مجھے اس کے گھر آنے کا وعدہ یاد دلایا میں نے عنقریب اس کے گھر آنے کا وعدہ کر لیا جب بھی اس سے ملاقات ہوتی شوخی میں میری قسمت میری جیب میں دس روپے بھی نہ ہوتے تھے۔

ایک دن وہ مجھے بازار میں مل گیا وہ جلدی میں تھا اس نے مجھے بتایا کہ اسے یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا ہے جاتے جاتے اس نے پھر مجھے یاد دلایا کہ میں نے اس کے گھر آنے کا وعدہ پورا نہیں کیا اس ملاقات کے چند روز بعد ہی ایک شب میں گھر میں لینا ریڈیو سن رہا تھا یونیورسٹی میگزین کا پروگرام آرہا تھا طلبہ اپنی نگارشات سنارہے تھے اب سعید اپنا افسانہ دس روپے کے سامنے پیش کریں گے آواز میرے کانوں میں گرا دی میں نے وہ آواز فوراً پہچان لی یہ وہی سعید تھا جس سے میں نے دس روپے ادھار لیے تھے وہ اپنا افسانہ سنارہا تھا اور میں خود کو زمین میں گڑتا محسوس کر رہا تھا۔

اس نے افسانے میں انہیں دس روپیوں کا موضوع بنایا تھا جو اس نے مجھے ادھار دیئے تھے اس نے ان تمام ملاقاتوں کا اس میں ذکر کیا جو میری اور اس کی کالج چھوڑنے کے بعد ہوئی تھیں میں افسانہ سننا جاتا اور خود کو مجرم محسوس کرتا جاتا تھا میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ سعید ان دس روپیوں کو بھول چکا ہوگا مگر آج افسانہ دیکھ کر مجھے حقیقتوں کا احساس ہو رہا تھا۔

میں نے پکا ارادہ کر لیا کہ صبح سب سے پہلا کام دس روپیوں کا کروں گا اگلے روز میں تیزی سے گھر سے نکلا سعید کے گھر کی راہ لی جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اس کے گھر کے سامنے دری پر بیٹھے تھے۔

پوچھنے پر معلوم ہوا کہ رات کو سکونر پر ریڈیو شیشن سے گھر آتے وقت سعید کی موٹر سائیکل ایک ٹرک سے ٹکرائی اس حادثے میں وہ اپنی جان کو بیٹھا میرے

میرا مان ٹوٹ جاتا ہے

تحریر: مس افتخار لاہور

شعبہ بھائی۔ اسلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین شازم کے ساتھ کیا ہوا کسی زندگی ملی رہا ہے وہ تو اپنی زندگی بھی اپنی مرضی سے نہیں جی سکتا ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھنے کے بعد اسے ماموں کے گھر میں رہنا اور لان کا ہی بچا کچا کھا کر جوان ہونا بہت ہی مہنگا بڑا کاش کہ اس کے ماں باپ ہوتے تو وہ اس گھٹ گھٹ کر جینے والی زندگی سے بچ جاتا اس کا پیار اسے مل جاتا اور اس کی ہر خواہش پوری ہوتی اب اسے ماموں کے احسانوں کا بدلہ اتارنے میں پوری زندگی اپنی خواہشوں کو اپنی ناعدنی دھکا دینا اس کا کوئی بھی اپنا نہیں ہے اگر ماں باپ پالیں تو ان کا اپنی اولاد پر کوئی احسان نہیں ہوتا مگر کسی اور کو کون اپنا بنا کر پالتا ہے خدا کسی کو کسی کا حاجت نہ کرے میں نے اس کہانی کا نام میرا مان ٹوٹ جاتا ہے رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اور وہ جواب عرض کی باتیں کوہِ نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائر فونڈ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

بچپن سے باپ کی شفقت چمن گلی اور دوھیال والوں نے دلوں میں بیٹے کو گھر سے نکال دیا اور جائیداد پہ خود قبضہ کر لیا ایسے مشکل وقت میں ماموں جان نے سہارا دیا شازم کی ماں سارا دن کام کرتی رہتی تاکہ بھائی کو بوجھ نہ لگے ماموں جان کی کرم لوازی تھی کہ انہوں نے بھی شازم اور اپنے بیٹے میں فرق نہیں سمجھا تھا۔

عادل اپنے سب بہن بھائیوں میں بڑا تھا اور سمجھدار بھی دوسرے بہن بھائیوں طرح اس نے کبھی اپنے باپ کے شازم پہ کئے جانے والے احسانوں کا ذکر نہیں کیا تھا اکثر دچستر وہ اپنے بہن بھائیوں کو شازم کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے ڈانٹ دیتا تھا جس سے شازم کا مان بڑھ جاتا۔
جب تک شازم کی ماں زندہ رہی شازم کو کبھی یہ

میرے ہاتھوں کی ٹکیروں میں یہ عیب چھپا ہے محسن میں جس شخص کو چھو لوں وہ میرا نہیں رہتا مجھے لگتا ہے محسن نقوی نے یہ شعر میرے انسان ہی لیے لکھا ہو پتہ نہیں کیا ہے جس کو بھی اپنا سمجھتا ہوں وہی اُس لیتا ہے۔

یاد لیکن ہر چیز قربان کی دلاؤ پڑ نہ ملی تو میں مر جاؤں گا شازم نے عادل بھائی کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا عادل اور شازم دونوں کزن ہیں اور ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔

شازم اپنی ہر بات اپنے ماموں زاد کزن سے خیر کرتا تھا کیوں کہ اسے عادل بھائی پہ اندھا اعتماد تھا اور عادل ہی آخری کزن تھے جو ویلپ کر سکتا تھا شازم کی کیوں کہ شازم اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنے ماموں کے ہاں ہی رہتا تھا۔

میرا مان ٹوٹ جاتا ہے 132 جواب 2014 جانی 2014 Digest.pk



نہیں ہوا تھا کہ وہ کسی کے کڑوں پر ہل رہا ہے لیکن جب ماں کی مستاحچن گئی تو پھر احساس ہوا کہ زندگی کیا ہے اور ماں کے ہوتے ہوئے زندگی کیا تھی۔

شازم کی ماں اس کے لیے ساجان تھیں ایسا سایہ جس نے دکھوں غموں محرمیوں کی شازم کو ہوا نہ لگنے دی بہت برے وقت پہ چھوڑا ماں نے لیکن کس کا دل کرتا ہے اپنی اولاد کے لوگوں کے طعنوں اور باتوں کے لیے چھوڑے یہ تو مکافات عمل ہے جو کیا ہے اسے جانتا ہے کوئی پہلے تو کوئی بعد میں پندرہ سال کی عمر میں ماں بھی تنہا شازم کو چھوڑ گئی کہتے ہیں کہ خدا اپنے بندے کو اتنی ہی تکلیف دیتا ہے جتنی اس میں برداشت ہوتی ہے۔

شازم اکثر خدا سے گلہ کرتا رہتا تھا کہ یا اللہ شازم کا اتنا ہی بڑا بھکر ہے جو تم نے اتنے غم دے دیئے۔ نہ باپ رہا نہ ماں اور نہ ہی کوئی بہن بھائی اور جائیداد میسر کے بعد جس کاغ میں عادیل پڑھتا تھا ماموں نے اسی کاغ میں شازم کا ایڈمشن کروایا ممانی جان کو برا تو بہت لگا لیکن ماموں کے سامنے زیادہ بحث بھی نہ کر سکی لیکن شازم کو ہر وقت سنا رہتی تھی ایسی نازک چوائشن ہونی کہ کاغ کے اخراجات بڑھ گئے تو شازم نے کاغ چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تو عہد مل نے ہمت بڑھائی کہ شازم یاد کاغ نہ چھوڑنا لایا کرو پارٹ ٹائم جاب کر لو شازم نے عادیل بھائی کی بات مان لی عادیل نے اپنے ایک دوست کے میڈیکل سنٹر میں شازم کو جاب دلا دی۔

یوں شازم کو ماموں جان کے آگے ہر چیز کے لیے ہاتھ نہ پھیلا پڑنا عادیل کی سپورٹ سے شازم نے بی ایس سی کھیلت کر لی جن دنوں شازم نے بی ایس سی کا امتحان دینا تھا انہی دنوں عادیل کی بہن نمرہ کے رشتے کے لیے گھر میں لوٹ آتے جاتے تھے۔ جو بھی آتا نمرہ کو اس کی سانبولی رحمت کی وجہ سے

رجسٹر کر دیتا نمرہ پورے خاندان میں ہی ایسی تھی جبکہ اس کے دونوں بھائی سب حد فواہ صورت تھے شازم بھی اسی گھر کا فرد تھا لہذا وہ یہ سب صورت حال سے آشنا تھا لیکن لڑکا ہونے کی وجہ سے اسے گھر کی ایسی باتوں میں کوئی خاص دلچسپی نہ تھی ایسی باتوں میں لڑکیوں کو دلچسپی ہوتی ہے۔

ممانی جان بہت پریشان رہتی تھی یہ تو میں جانتا تھا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ ممانی جان میرے ساتھ کیوں پیار سے پیش آ رہی تھی اس کیوجہ میں جاننے سے قاصر رہا مجھے اس سے کیا سروکار تھا شے تو سکون ہو گیا تھا کہ آج کل ممانی جان کی چلی کئی نہیں سننا پڑتی کہتے ہیں ٹاپ بھی دیتی ہے کرتے ہیں جن کو کوئی گھریلو پریشان نہ ہو ہر طرح سے سکون کی ہوا چلتی ہو اور غریب کے بچے نے ٹاپ کیا کرنا ہے دماغ سوچوں سے خالی ہوگا تو کچھ دماغ میں سمائے گا ناں اچھے ہونے ذہن نے کیا ٹاپ کرنا۔

ممانی نے پیار سے بات کرنا شروع کی تو میں پچھلی باتیں بھولی گیا اور سکون سے ہپروں کی تیاری میں لگ گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں نے اپنے پورے کاغ میں تقریباً پوزیشن حاصل کی آج کل میں بالکل فری تھا میڈیکل سنٹر سے میں کافی حد تک سٹبل ہو گیا تھا سیکری بھی پچیس ہزار روپی شہر کا بہت بڑا میڈیکل سنٹر تھا پر فارمنس پچیس پہ مجھے میڈیکل سنٹر کا انچارج بنایا گیا۔

اسی میڈیکل سے ایک لڑکی اکثر ویسٹروڈا کنری کی طرف سے رتی کھیڑ کئے ہوئے شیشہ اور مسابین کے لیے آتی تھی کیا کمال کی لڑکی تھی وہ جب بھی آتی میرے دل کے تار ہلا کر رکھ دیتی تھی دل کی دھڑک بے ترتیب ہوا جانی اس مادہ جیس کے چہرے سے نظر ہتی ہی نہیں تھی میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف کھینچا جا رہا تھا۔

اب میں اکثر دعا نہیں کرتا کہ وہاں نہیں جلدی

دعائی 2014

Digest.pk

جلا کے راکھ کر گئی تسخ کہا ہے حسن والوں سے اللہ بچائے

کوئی دل میں لیے ارمان چلا گیا
کوئی کھوئے ہوئے اوسان چلا گیا
حسن والوں سے کہہ دو نہ لکھیں باہر
دیکھنے والوں کا ایمان چلا گیا
مست نظروں سے اللہ بچائے
ماہ جمالوں سے اللہ بچائے
ہر بلا سر پہ آ جائے لیکن
حسن والوں سے اللہ بچائے
ان کی معصومیت پہ نہ جانا
ان کے دھوکے میں ہرگز نہ آنا
لوٹ لیتے ہیں یہ مسکرا کے
ان کی چالوں سے اللہ بچائے

اف کیا حسن تھا انتہا تھی حسن کی اسے دیکھ کر کوئی
بھی فدا ہو سکتا تھا میں تو پھر حسن پرست تھا حسن میری
کمزوری تھی مجھے حسین لوگ بہت پسند تھے میرا شمار
ایسا ہے پائی سز - موت - پائی سز - والے تسخ
معتوں میں حسن کی قدر کرتے ہیں اس اب مجھ سے
مزید صبر نہیں ہو رہا مجھے گرین سنگل تو مل ہی گیا ہے
اب جب دو دو بارہ آئی تو میں نے اپنا کارڈ دیا اور اس
کا نام بھی پوچھ لیا جی میرا نام دلاؤ دیز ہے سچ میں دلاؤ دیز
چن آپ میں نے زیر لب کہا - جی آپ نے کیا کہا
- نہیں میں نے کچھ نہیں کہا تو وہ مسکرا دی اور میرا کارڈ
لے لیا شام کو بار بار میری نظر مو پائل کی سکرین پہ جاتی
لیکن نظریں ہر بار ہاتھوں لوٹ آتی رات گزر گئی مگر کال
نہ آئی اگلے دن پھر وہی سلسلہ رہا پورا دن انتظار کرتے
گزر گیا مگر وہ نہ آئی رات پھر وہی حال تھا بار بار
سکرین دیکھتا ہر انجان نمبر کو بڑے پیار سے دیکھتا
دیتا لیکن بے شور آخر کار رات گیا رہے ایک انجان
نمبر سے کال آئی میں نے کال انیڈ کی تو میری تو
مارے خوشی کے باجیس ہی کھل گئیں جب اس نے کہا

چکر لگایا کرے اب میں پروڈکٹ کے سلسلے میں بات
بھی کر لیتا تھا اور وہ بھی ہنس ہنس کے اب مجھ سے
بات کرتی تھی۔

اور ایک دن تو اس نے بات ہی بڑی عجیب سی
کی کہ شازم جی ہم آپ پہ اندھا اعتماد کرتے ہیں دیکھ
لیجئے گا ہمیں دھوکہ نہ دیجئے گا۔

میں اس کی اس بات پر چونک گیا آج اس نے
پہلی بار میرا نام لیا تھا آج جب اپنا نام اس کے منہ
سے سنا تو یہ احساس ہوا کہ رکھنے والے نے کتنا
خوبصورت نام رکھا ہے۔

شازم کہنے والے کے کہنے میں ہی اتنا اثر تھا
شیریں لہجہ کمال تھا کہ شازم نام دنیا کا سب سے
خوبصورت نام لگنے لگا حالانکہ یہ نام ہر وقت میرے
کونیک پکارتے رہتے ہیں کہ شازم بھائی یہ دیں
شازم بھائی وہ دیں شازم بھائی یہ میڈیسن دیں شاید
یہی وجہ تھی کہ اس ماہ ہمیں کو بھی آسانی سے میرے نام
کا پتہ چل گیا تھا۔

جب اس نے یہ بات کی کہ شازم جی ہم آپ پر
اندھا اعتماد کرتے ہیں دیکھ لیجئے گا دھوکہ نہ دیجئے گا تو
میں انگشت بند انداز پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتا ہی
رہ گیا کہ اس نے بات کیا کی ہے میرا منہ کھلے کا کھٹا ہی
رہ گیا تو وہ مسکرا کر بولی اے صاحب کہاں کھو گئے میں
ان پروڈکٹ کی بات کر رہی ہوں کہ آپ کے مشور
سے ایک نمبر چیز ملے گی اس لیے آنکھیں بند کر آپ
کے مشور سے چیزیں لے جاتے ہیں۔

ہاں۔ ہاں۔ ہاں۔ جی جی آپ نے ٹھیک کہا
۔ اسی طرح سلسلہ چلتا رہا دو معنی ہائیں ہوتی رہیں
ایک دن اس نے مجھے کہا شازم جی آپ بہت ظالم
ہیں۔ اتنا خفا خفا سا لہجہ تھا میں اس کے تیرے سمجھ گیا کیا
کہنا چاہتی ہے۔

لیکن مشرقی لڑکی ہونے کی وجہ سے کہہ نہیں
پارتی اس کی اس بات پہ میں مسکرا دیا۔ یار کیا حسن تھا

جولائی 2014

135

Digest.pk

انکھپاتے ہوئے کہا۔

جی بھائی وہ اصل میں میرے میڈیکل سٹور پر آتی تھی بلکہ ابھی تک آتی ہے بہت خوبصورت لڑکی ہے آپ بھی اسے دیکھیں مگر تو بس دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں عادیل بھائی میری اس بات پر کھل کھلا کر فیس دیتے یہ ناممکن ہے کہ میں کسی لڑکی کو دیکھوں اور دیکھتا ہی رہ جاؤں ایچ سی بی یار یا رشا زام پھر قہقہہ لگا کر فیس دیا اچھا بتاؤ کب ملواری ہے ہوا اس حسینہ سے۔ جی عادیل بھائی جب آپ کہیں گے میں آپ کو ملوا دوں گا میں سچ کہہ رہا ہوں عادیل بھائی۔

دل لاؤیز سچ لاؤیز ہی ہے یار لاؤیز تو ہمارا شازم بھی کسی ہیرو سے کم نہیں ہے عادیل بھائی اگر آپ کو لاؤیز پسند آگئی تو پلیز ماموں ممانی کو میرے رشتے کے لیے منالینے گا۔

وائے ناٹ یار لیکن تو پہلے مجھے تو ملواری بھائی جب آپ کے نام ہوگا تو میں آپ سے ملوادیوں گا یار شازم نام کو چھوڑ نام تو کبھی بھی نہیں ملنا لیکن اپنوں کے لیے نام نکالنا پڑتا ہے تو یہاں کرنا ہی ملوادیوں کس نام ملوادیوں گا کس جگہ ہے۔

جی بھائی آواری ہوٹل میں بلا لوں گا

دن۔ صبح تین بجے کا نام ٹھیک۔

صبح نہیں تین بجے دوپہر کا نام ٹھیک ہے۔

چلو ٹھیک ہے کنفرم ہو گیا۔

میں نے فوراً لاؤیز کو کال کی کہ دل آویز میں صبح تمہیں اپنے بڑے بھائی سے ملوادیوں گا ان کو پسند آگئی تو سمجھو رشتہ پکا پھر جٹ سنگھ اور پٹ جیاد ہوگا۔ اور ان کو تم پسند نہ آؤ یہ تو بھائی نہیں سکتا کیوں کہ میری پسند ہے ہی زبردست کہ کوئی رجسٹر کر ہی نہیں سکتا لاؤیز بہت خوش تھی کہ چلو یہ چوری چھپے بات کرنے اور ملنے ملانے کا چکر تو ختم ہو گئی یا شادی ہو جائے تو پھر محبوب کا برا ملاؤ کر کرنے کا لائنس مل جاتا ہے۔

ہم دونوں بہت خوش تھے ہمیں ہماری خوشیاں

لاؤیز بات کر رہی ہوں لاؤیز میں نے فرسٹ ٹائم ہی یوں بات کی جیسے صدیوں سے جانتا ہوں اس ماہ جنہیں سے یوں کالز کا سلسلہ رہا مجھے ایس الگ رہا تھا کہ مجھے تو کسی غم نے چھو ہی نہیں جیسے میں دنیا کا سب سے لگی بندہ ہوں میرے منہ سے بار بار خدا کا شکر نکل رہا تھا مجھے جب زیادہ خوشی ہوئی ہے تو میرے دل میں کہ خدا مجھ سے بڑی محبت کرتا ہے وہ مجھے دکھ دیتا ہی نہیں میں پرانے سب دکھ بھول جاتا ہوں اور اس کے بعد میرے (ایک) میں آتا ہے کہ اللہ تیرا شکر ہے میں پاکستان میں رہتا ہوں یہاں تو بڑی آزادی ہے بہت سکون ہے کوئی ٹینشن نہیں ہے کوئی روک ٹوک نہیں ہے ہمارے ملک میں۔ میں اپنے غموں کی طرح پاکستان کو درپیش مسائل کو بھی بھول جاتا ہوں میں اور لاؤیز بہت ہی خوش تھے عادیل بھائی مجھے دیکھ کر بہت ہی خوش ہوتے تھے کہ شازم اب اپنی زندگی سے مطمئن ہو گیا ہے تقریباً یوں کرتے کرتے ایک سال کا عرصہ بیت گیا میں نے ایم ایس سی میں ایڈمیشن لے لیا عادیل بھائی ایم بی اے کر رہے تھے ان کا لاسٹ ایئر چل رہا تھا انہیں مجھ پہ پہلے ہی شک تھا کہ آخر ایک دن انہوں نے میری چوری پکڑ لی لی انہوں نے مجھے فون پر باتیں کرتے ہوئے سن لیا تو مجھ سے کہا۔

ہوں تو شازم صاحب کی زندگی میں بہار آنے کی وجہ یہ محترمہ ہے۔ ارے شازم صاحب ہمیں بھی تو ملوادیے اپنی محبوبہ سے ارے عادیل بھائی ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہے ہیں اچھا شازم صاحب وہ کیا ہے جو میں نہیں سوچ رہا بس جلدی سے بتاؤ میری بھائی کا نام میں نے آنکھیں اچکاتے ہوئے اور تاک سکود کہ منہ کہ عجیب ایک سپریشن دیتے عادیل بھائی میری نیت بھانپ گئے تھے وال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے تمادے یا بڑا بھائی ہونے کے ناطے لگاؤں ایک چپت میں نے ہاتھ گردن کے نیچے رکھتے ہوئے

جولائی 2014

جواب 436

Digest.pk

ملنے والی تھیں۔

بھائی پہ زور ڈالنا شروع کر دیا کہ عادیل بھائی جائیں
ناں میرا رشتہ لے کر دلاویز کے گھر عادیل بھائی روز
ٹال دیتے اچھا آج جاؤں گا اچھا پہلے ای سے تو بات
کر لوں ای مانتی بھی ہیں یا نہیں ڈنٹ وری میرے
یار ہم ضرور جائیں گے دلاویز کے گھر رشتہ لے کر بور
دلاویز ای گھر میں دلہن بن کر آئے گی۔

عادیل بھائی کے منہ سے یہ الفاظ سن کر میں
خوش ہو جاتا اور دلاویز بھی خفا خفا سی رہنے لگی تھی صبح
سے بات بھی نہیں کرتی تھی اس کے دل میں یہی آتا
ہو گا کہ شازم شاید جھوٹ بولتا ہے یہ شاید مجھ سے ناظم
پاس کر رہا ہے شادی کہیں پہ ہی کر دائے گا کوئی بھی
لڑکی ہو اس کے ذہن میں۔ یہی بات آتی ہے جب کوئی
لڑکا لارے لگائے جائے کہ اسے گھر والوں سے آج
بات کروں گا کل کروں گا میرے گھر والے نہیں مانتے
یا میری تجبوری ہے بھلے لڑکا بچ ہی کہہ رہا ہو مگر لڑکی
کے دل میں ایک ہی بات آتی ہے مرد ذات ہے
دھوکہ دے دے گا۔

مردوں کی یہ بھی تو پراہل ہے پہلے کسی سے
بات کر سنے کو کہہ رہے جاتے ہیں اس کی گلی کے چکر لگا لگا
کے جوتیاں کھس جاتی ہیں اور جب وہ معصوم ذات
اس فریبا ابن آدم کی باتوں میں آ جاتی ہے جیسے ہم
محبت کا نام دیتے ہیں اس موڈی مرض میں مبتلا ہو
جاتی تو آخر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ اپنا دین
ایمان اسے سمجھ پھٹتی ہے تو پھر کیا ہوتا ہے اسے محبت
کے بدلے محبت مل جاتی ہے۔

ارے نہیں یہ آپ نے کیسے سوچ لیا پھر اسے یہ
سننے کو ملتا ہے تم دتی اچھی ہوئی تو میرے ساتھ ہی فری
ہوتی میں تو کسی شریف خاندان کی لڑکی سے شادی
کروں گا۔

اچھا پھر ان دعا بازوں کے ساتھ پتہ ہے کیا ہوتا
ہے اپنی محبوبہ جو انہیں کی ہوتی ہے اسے بد بخت ٹھکرا
دیتے ہیں اور پھر کسی اور کی محبوبہ سے شادی کر لیتے

اگلے دن ہم دونوں کزن ہونٹل میں پہنچ گئے اور
دلاویز کا انتظار کرنے لگے آخر وہ زہرا جیسے آئی گئیں
کیا زبردست ڈریسنگ کی تھی وہی سوٹ پہنا تھا جو
دلاویز کی سالگرہ پہ اسے دلایا تھا ریلوے چوڑی پا چاند
سکین فرائیڈ دوپٹہ کسی حور کی طرح لگ رہی تھی
میں نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹا کر عادیل
بھائی کی طرف دیکھا جو کہ کھوچکے تھے ان کے حسن کو
دیکھ کر۔ دلاویز کو دیکھ کر یہ گانا منہ سے نکلا۔

تو نے ماری انگریاں رہے

دل پہ بھی گھنٹیاں رہے

میں نے عادیل بھائی کو دیکھ کر مسکرا دیا اور جاکسا
سر ہلایا کہ کوئی حال نہیں عادیل بھائی کا بھی میں نے
عادیل بھائی کے سامنے چٹکی بھائی کہ عادیل بھائی
آکھیں تو جھپک لیں میں نے کہا تھا نہ کہ آپ دیکھیں
گے تو دیکھتے ہی رہ جائیں گے وہی ہونا عادیل بھائی
خاموش ہی رہے۔

میں نے نکھانے کا آڈر دیا عادیل بھائی تو جیسے
اپنے حواس کھو بیٹھے تھے میرے بارے میں تو بات کر
ہی نہیں رہے تھے یہی سادھا عرف کر دیا میں نے
دلاویز کا پھر عادیل بھائی نے گھر کے بارے میں بتایا
اور اپنی تعلیم کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ
شازم میرا کزن ہے بہت اچھا لڑکا ہے بچپن میں ہی
یتیم ہو گیا تو ہم نے پالا ہے ہمارے ہی گھر میں رہتا
ہے اور ہمیں ہی اس کی شادی کرنا ہے۔

مجھے عادیل بھائی کا یوں اپنے بارے میں
تعارف کر دانا اچھا نہ لگا شازم میرا کزن کہنے کے
بھائے یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ شازم میرا بھائی ہے مجھے
قیم بھی کہتے تو کیا تھا لیکن شاید وہ دلاویز کو سب کچھ
سچ بتانا چاہتے تھے تاکہ بعد میں دلاویز کوئی اعتراض
نہ کرے ہم لوگوں کی ملاقات بہت اچھی رہی بھائی کو
بھی دلاویز بہت اچھی لگی اس دن سے شازم عادیل

میرا مان نوٹ جاتا ہے

2014

Digest.pk

سے جب میں نے دیکھا کہ ہی لڑکی یہاں سے بٹنے والی نہیں تو میں خود ہی اٹھ کر باہر جانے میں اپنی عافیت سمجھی مجھے اس کی اس حرکت پر بہت غصہ آ رہا تھا کیسے اتنے بھدے ہونٹوں پہ لپ اسٹک لگائے آنکھوں میں کا جل لگائے میرے پاس چلی آئی تھی سچ کہتے ہیں جو بندہ خوبصورت نہیں ہوتا وہ شوقین بہت ہوتا ہے۔

ایسے ہی ہماری مہارانی صاحبہ ہر وقت سچ سنور کر گھر میں ہوں شہلی رہتی تھی میں نے تو بھی اسے منہ ہی نہیں لگایا تھا کام مطلب سے بلاتا تھا اور دائر اس کی طرف دیکھنا بھی مناسب نہیں سمجھتا تھا کہتے ہیں کہ شہل راجن نہ ہو تو بندہ کام ہی اچھے کرے تو بندہ اچھا لگنے لگتا ہے لیکن یہاں تو کھانا ہی خالی تھا۔

میں نے یوں ہی پوچھا کہ نمبرہ آپ کی گھر والے کہاں ہیں تو وہ بتانے لگی وہ شازم صاحب وہ عادل بھائی نے امی کو کسی لڑکی کے بارے میں بتایا تھا کافی دنوں سے ضد کر رہا تھا کہ دیکھتے گا امی جان آپ کو پسند آئے گی تو امی نے کہا کہ چلو دیکھ آتے ہیں۔

امی تو انٹوشی بھی لے گئی ہیں عادل بھائی نے لا کر دی تھی کہتے تھے کہ امی آپ فوراً منٹلی کن انٹوشی پہنا دیتے گا آپ کو دلادیز پسند آئے گی میرے تو مارے خوشی کے گال لال ہو گئے۔ آئی لو یو۔ عادل بھائی آپ تو واقعی گریٹ ہیں۔

میں نمبرہ کے منہ سے یہ خبر سن کر بہت ہی خوش ہوا اب تو مجھے نمبرہ کی شکل بھی اچھی لگنے لگی میں ہنس ہنس کے نمبرہ آپ سے باتیں کرنے لگا لیکن نمبرہ نے یہ محسوس ہی نہ ہونے دیا کہ دلادیز اور میرے انٹوشی کے بارے میں جانتی ہے مجھے لگتا ہے کہ عادل بھائی نے میرے اور دلادیز کے بارے میں گھر میں کسی کو نہیں بتایا میں نے بھی نمبرہ آپ کو کچھ نہ بتایا اور اس کی انٹوشی باتیں بھی نہیں ہنس کے سنتا رہا میری نظریں تو باہر ہی جمی ہوئیں تھیں کہ کب ممائی جان آئیں اور خوشخبری

ہیں ظاہری بات ہے آپ کی ٹھکرائی ہوئی لڑکی کسی سے تو شادی کرتی ہے ناں اس طرح آپ کی محبوبہ کسی اور کے پاس اور کسی اور کی چاہت آپ کو مل جاتی ہے خیر اصل بات کی طرف آتے ہیں۔

دلادیز اور میری اب بات بات پہ بحث چھڑ جاتی جس کے نتیجے میں ہم دو دو تین تین دن تک بات نہ کرتے آج بھی ایسا ہی ہوا میں بہت خفا تھا عادل بھائی میرے کمرے میں آئے تو میں نے عادل بھائی کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا۔ ہر چیز کھودی مجھے دکھ نہیں ہوا لیکن اگر دلادیز مجھے نہ ملی تو میں مر جاؤں گا عادل بھائی خاموشی سے کمرے سے نکل گئے اور مجھے کچھ نہ کہا میں جانتا تھا ممائی جان غصے کی بہت چیز ہیں اسی لیے عادل بھائی کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی ممائی جان سے بات کرنے کی مجھے اپنی ماں بہت یاد آ رہی تھیں کاش میری ماں زندہ ہوئی تو مجھے ان کی منتیں نہ کرنا پڑتیں جب چھوٹا ہوتا تھا تو ماں کہتیں تھیں کہ بیٹا دعا کرو خدا کسی کو کسی کا محتاج نہ کر سبب مجھے اتنی عقل نہیں تھی اور میں سچ بتاؤں میں نے بھی یہ دعا بھج نہیں کی تھی کیوں کہ مجھے لفظ محتاجی کا پتہ ہی نہیں تھا اب بھج آئی کہ محتاجی کیا ہوتی ہے سچ میں خدا بھی کسی کو کسی کا محتاج نہ کرے۔

عادل بھائی روز نال دیتے تھے کہ آج جائیں گے کل جائیں گے اب تو میں نے کہنا ہی چھوڑ دیا تھا دلادیز کو بھی اب صفائیاں پیش نہیں کرنا تھا ایک دن جب شام کو میں کام سے تھکا ہارا گھر آیا تو گھر میں صرف نمبرہ ہی باقی گھر والے کہیں گئے تھے میں چپ چاپ اپنے کمرے میں آ گیا اور میں اپنے پاؤں کو جوتے کی قید سے چھوڑا رہا تھا کہ نمبرہ چلی آئی میں کچھ گھبرا سا گیا وہ بڑے کوئیذ نہیں سے میرے پاس آ کے بیٹھ گئی میں نے نظریں چرا لیں جو ان لڑکی تھی اچھا نہیں لگتا جو ان لڑکی کا یوں کسی لڑکے کے کمرے میں آ کے بیٹھنا میں پریشان ہو گیا اس کی اس حرکت

جولائی 2014

Digest.pk

دیکھا وہ بالکا سا سر ہلا کر مسکرا دیئے مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میرے ساتھ یہ کیا نیم ہو رہی ہے۔

مجھے عادل بھائی سے یہ امید نہ تھی کہ عادل بھائی میرے ساتھ ایسا کر پس گئے عادل بھائی ہی تو میرے محسن تھے لیکن میرے محسن نے میرے ساتھ کیا کیا ٹھیک ہی کہا ہے محسن نقوی نے۔

عمر گزری ہے تلاش محسن میں اے محسن عمر بیت گئی پر محسن کو کوئی محسن نہ ملا

مجھے عادل بھائی بہت مان تھا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرا بھائی میرا عادل بھائی میرے ساتھ ایسا کرے گا۔

یہ لفظ میرا بھی کیا چیز سے میرا بھائی میرا بھائی میرا دوست میرا کزن کہتے ہیں لیکن میرا کہہ کر بھی ہم اپنا نہیں سمجھتے کسی کو۔ عادل بھائی تو مجھے کہتے تھے کہ شازم تم مسکراتے بہت اچھے لگتے ہو پھر میرے بھائی نے میری مسکراہٹ کیوں چھین لی بھلا کوئی بھائی اپنے بھائی کے ساتھ ایسا کرتا ہے میں کتنا مان کرنا تھا اپنے عادل بھائی پر مجھے سب نے دھوکہ دیا مگر عادل بھائی مجھے دھوکہ دیں گے یہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا میرے بھائی نے میرا دل نہیں میرا مان توڑا تھا کیوں کہ دل نہیں ٹوٹا اگر دل ایک بار ٹوٹ جائے تو دوبارہ نہیں جڑتا یہ مان ہی تو ہوتا ہے جو بات بات پہ ٹوٹ جاتا ہے میرے بھائی نے بھی میرا مان ٹوڑ دیا تھا مجھے اپنے بھائی پر بہت مان تھا۔

عجب حادثہ احباب ہے محدو میں محسن
قد مقدم ہے میرا مان ٹوٹ جاتا ہے
مجھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے کسی نے میرے
جیروں تلے سے زمین چٹائی ہو کسی نے سب مان توڑ
دیئے ہوں میرے ارمانوں کا خون کر دیا ہو کوئی آرزو
میں نہ رہی تھی کچھ منہ سے نکل ہی نہیں رہا تھا۔
شکوہ کرنا میری عادت نہ تھی جسے ایک بار اچھا
کہہ دیا وہ بھلا برا کیسے ہو سکتا ہے نہ تو نہیں ہم

مٹائیں۔
آخر ممانی جان اور عادل بھائی اور ماموں
جان اور شرجیل گاڑی سے اگلے ممانی جان کے ہاتھ
میں مٹھائی کا ذبہ تھا۔

میں نے جب ان کی گاڑی کی آواز سنی تو میں
بھاگ کر باہر گیا عادل بھائی کو میں نے زور سے پک
کیا عادل بھائی بالکا سا مسکرائے ماموں بھی مسکرائے
مے ہم سب ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھ گئے نمرہ نے پیٹ
میں مٹھائی ڈالی اور سب کا منہ میٹھا کر دیا۔

میں نے دس گلا چکڑا اور عادل بھائی کے منہ
میں ڈال دیا ماموں جس دینے اور کہا کہ عادل واقعی
شازم کی پسند تو بہت زبردست ہے میں ماموں کی
بات پہ شرمایا تو بھی شازم ہمیں تمہاری پسند بہت ہی
اچھی لگی یاد کرے گا عادل تمہیں ساری عمر واقعی تم نے
عادل کے لیے بہت اچھا سوچا بھی لڑکی والوں کو تو
شادی کی بہت جلدی ہے لڑکی کی ماں تیار ہے اور وہ
جلدی شادی کرنا چاہتے ہیں۔

میں نے کہا کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں میں کچھ
کنفیوز سا ہو گیا ماموں کی بات سن کر ماموں کیا کہہ
رہے ہیں کہ میں نے عادل کے لیے بہت اچھا سوچا
میں اس سٹش وٹچ میں تھا کہ ماموں نے کیا کہہ دیا ہے
شازم بیٹا میں چاہتا ہوں کہ عادل کی شادی کیسا
ساتھ نمرہ کی شادی کے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں
میں نے کہا جی ماموں آپ نے ٹھیک سوچا لیکن مجھے
ماموں کی بات کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ماموں کیا کہہ
رہے ہیں۔

بیٹا میں نے تمہیں پڑھایا لکھا یا اپنے بچوں میں
اور تم میں کوئی فرق نہیں سمجھا تو بیٹا مجھے امید ہے کہ تم
میرا مان نہیں توڑو گے۔

بیٹا ہم نے تمہارے کہنے پہ آؤ بیڑ اور عادل کا
رشتہ طے کر دیا ہے۔ میں تو حیران ہی رہ گیا کہ ماموں
نے یہ کیا کہہ دیا ہے میں نے عادل بھائی کی طرف

سب خوش ہو گئے ممانی جان نے زندگی میں پہلی بار میرا ہاتھ چوم لیا تھا۔

میں خاموشی سے وہاں سے اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا اور جی بھر کے رویا آج دکھ ہی اٹھتا تھا دلاؤ بڑھتی ہے وفا نکلی اس نے محبت کی نہیں دولت کی قدر کی مجھے بہت رونا آ رہا تھا میں ٹوٹ کر رویا۔

اس لیے ٹوٹ کر رویا ہوں میں اکثر محسن کچھ تو دل کھول کے جیسے کا قریب آئے میں رو رہا تھا کہ عادل بھائی ٹوک کر کے میرے کمرے میں داخل ہوئے کمرے کی لائٹ آف تھی میں نے منہ پہ تکیہ رکھا ہوا تھا سونے کا بہانہ کیا عادل بھائی نے لائٹ آن کی اور میرے پاس آ کر بیٹھ گئے۔

کچھ دیر خاموشی ہی بیٹھے رہے پھر خاموشی کا قتل توڑا شازم بس کرو بے وفاؤں کے لیے آنسو نہیں بہاتے میں خاموش ہی رہا عادل بھائی نے تکیہ ہٹایا اور مسکرا کے تکیے کی طرف دیکھا اور بولے کیا بچپنا ہے شازم دیکھو تکیہ گھبرا کر دیا آنسوؤں سے لڑکیوں کی طرح رورہے ہوا تھو شازم اور میری بات سنو دیکھو جب میں نے دلاؤ بڑھ کر یہ بتایا کہ تم ہمارے بھائی نہیں ہو تو اس کی نیت تب ہی بدل گئی میں نے تمہارے سہل نمبر سے اس کا نمبر لیا اس سے بات کی تو یار وہ پہلی بار ہی مجھ سے فری ہو گئی اور بولی کہ میں تو بھی کہ شازم بہت امیر لڑکا ہوگا مجھے محبت نہیں تھی شازم سے میں نے کہا کہ اچھا لڑکا ہے چلو اس سے ہی شادی کر لوں گی لیکن میں ایک ایسے لڑکے سے شادی نہیں کر سکتی جس کے پاس رہنے کے لیے اپنی چھت بھی نہ ہو۔

تویار میں نے سوچا کہ شازم سے جب اسے محبت ہی نہیں تو کیوں نہ میں اس سے شادی کر لوں یار مجھے دیکھتے ہی وہ لڑکی بھاگتی تھی کچھ فون کالز سے ہم لوگ اتنا فرینک ہو گئے کہ تمہارا سوچا ہی نہیں تمہیں یہ سب اس لیے بتایا کہ تم سارا الزام مجھے ہی نہ دے دو

کسی کو بے وفائی کے بدلے میں بے وفائی ہی دیں پھر اس میں باور ہم میں کیا فرق رہے گا۔

میں نے عادل بھائی سے کچھ بھی نہ کہا میں اٹھ کر اپنے کمرے میں جانے لگا ماموں جان کہتے بیٹا جینھو میری بات سنو بیٹا میں چاہتا ہوں کہ تمہاری شادی نمبر سے کروں۔

جی ماموں جان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں میں نے کبھی نمبر آپلی کے بارے میں ایسا نہیں سوچا تو بیٹا اچھی بات ہے ناں سوچنا بھی نہیں چاہیے تھا۔

بیٹا پلیز افکار مت کرنا میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں پلیز میری الٹیج رکھ لو ارے ماموں جان پلیز آپ مجھے شرمندہ مت کریں میں نے ماموں جان کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھ دیئے پلیز ماموں جان میری نمبر آپلی سے شادی۔۔۔ میں اس سے پہلے کہ کچھ کہتا عادل بھائی بول پڑے دیکھو شازم جب کسی کو پتہ چلے گا کہ تمہارا کوئی گھریا رینک بیلنس نہیں ہے تو کسی نے بھی تمہیں اپنی بیٹی کا ہاتھ نہیں دینا تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تمہارے بات مان جاؤ ہم تمہارے اپنے ہیں ہم تمہارا کبھی بھی برا نہیں سوچیں گے۔

ممانی جان بولیں ساری عمر ہمارے ہی ٹکڑوں ہی پلٹا رہا ہے آج اتنا سا کام ماموں نے کہہ دیا تو کیسے دو ٹوک جواب دے دیا بیٹا پلیز مان جاؤ مجھے تم پر بہت مان ہے مجھے امید ہے میرا مان نہیں توڑو گے۔

کس نے ہم سے لہو کا خراج پھر مانگا
حسن ابھی تو سوئے تھے قتل کو سر فرو کر کے

میں نے دل میں سوچا کہ مجھے مان ہی نہیں تھا کسی پر خیر ماموں جان کے مجھ پر احسان ہی بہت تھے انہوں نے مجھے کبھی نہیں ڈانٹا تھا میری ہر ضرورت پوری کی تھی میں نے ماموں جان سے کہہ دیا ماموں جان جیسے آپ مناسب سمجھیں ویسے ہی کریں میری کیا مجال جو میں آپ کا کیا نہ مانوں میرے اس فیصلے پہ

جولائی 2014

Digest.pk

شادی کر کے علیحدہ گھر میں رہنے لگے عادیل بھائی
اور دلاویز اپنے گھر میں خوش تھے نمرہ بھی خوش تھی لیکن
میں۔۔۔ میری خوشی کا کیا۔۔۔ میری خوشی کا کیا۔۔۔ کچھ
لوگ بٹتے ہی دوسروں خوشیوں کے لیے ہیں ان کی
اپنی کوئی زندگی نہیں ہوتی وہ کسی کے لیے جیتے ہیں
ایسے ہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا بس خدا بھی کسی کو کسی
کا محتاج نہ کرے یہ احسانوں کے بوجھ سے بڑھ کر کوئی
بوجھ نہیں دیتا بس سانس پوری کرتا ہے کر رہے ہیں
میں نے بھی بھی شادی کے بعد دلاویز کو نہیں بلایا بس
دل میں ہی دن کر لیا اور لگتا ہے ساری زندگی ماموں
کے احسان اتارنے میں گزار جائے گی۔۔۔

ہر پھول کی قسمت میں کہاں شبِ عروس
کچھ پھول کھلتے ہی مزاروں کے لیے ہیں

شکوہ نہیں کسی سے کسی سے گلہ نہیں
نصیب میں نہیں تھا جو ہم کو ملا نہیں
قارئین کیسی مگر میری کہانی اپنی قیمتی آراء سے
ضرور نوازے گا

غزل

اس کڑی دھوپ میں جلتے ہوئے پاؤں کی طرح
تم کسی اور کے آگن میں ہو چھاؤں کی طرح
تم تو واقف ہو میرے جذبات کی سچائی ہے
پھر کیوں خاموش ہو پتھر کے خداؤں کی طرح
میں تو خوشبو کی طرح ساتھ رہی ہوں تیرے
تم بھٹکتے رہے بے چین ہواؤں کی طرح
وہ جو برباد ہوئے وہی بدنام ہوئے ہیں
تم تو معصوم رہے اپنی اداؤں کی طرح
غم تو یہ ہے کہ ہمیں کوئی خوشی داس نہیں
زندگی کاٹ رہے ہیں سزاؤں کی طرح
(نثار کنول، چکوال)

مجھ سے زیادہ قصور دلاویز کا ہے میں آنکھیں بند کئے
ساری باتیں سننا رہا کتنی بے وفا تھی یہ لڑکی عادیل اپنی
صفا کی جان کر کے چلا گیا۔

عادیل بھی اس کی حسن اداؤں اور چہرے کا
دہونہ ہو گیا تھا مجھے بہت دکھ ہوا کہ دلاویز کتنی بے وفا
لنگی میں نے تو سنا تھا کہ عورت بے وفا نہیں ہوتی تو کیا
دلاویز عورت ذات نہیں۔

وہ اکثر مجھ سے کہتی تھی

وفا ہے ذاتِ عورت کی

مگر جو مرد ہوتے ہیں

بہت بے درد ہوتے ہیں

کسی بھنور کی صورت میں

گل کی خوشبو لوٹ جاتی ہے

سنوٹم کو قسم میری

روایت تو زردینا تم نے تبھا چھوڑ کر جانا

نہ یہ دل توڑ کر جانا

مگر پھر یوں ہوا اک دن

مجھے انجان راستے پر اکیلا چھوڑ کر اس نے

محبت چھوڑ دی اس نے وفا ہے ذاتِ عورت کی

روایت تو زردی اس نے محبت چھوڑ دی اس نے

میں کافی دن ماتم کرتا رہا اپنی محبت کا پھول تھا

سنجھل گیا تمام آرزوئیں ختم ہو گئیں۔

ماموں جان نے اپنے احسانوں کا اتنا بڑا بدلہ

مانگ لیا تھا میں جو اتنا حسن پرست تھا ایک ایسی لڑکی

سے شادی کر رہا تھا جسے میں دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا

تھا اب وہ ہمیشہ کے لیے میرے گلے پڑ گئی تھی میں

چپ کر کے بغیر گلہ شکوہ کئے یہ کڑوا گھونٹ پی گیا لیکن

مجھے یہ پراہم تھا کہ ایک ہی گھر میں کیسے رہیں گے شکر

سے عادیل بھائی نے یہ کہہ دیا کہ شازم اور نمرہ کو

علیحدہ گھر لے دیں۔

ماموں کو بھی عادیل بھائی کی یہ بات اچھی لگی

ماموں جان نے ہمیں علیحدہ گھر لے دیا نمرہ اور میں

جولائی 2014

41

میزان لٹریچر

Digest.pk

تیری جدائی مارنی پر دیسی

تحریر۔ ایم یعقوب ڈیرہ غازی خاں

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں ادارہ جواب عرض کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میری کہانیوں کو جگہ دے کر مجھے شکریہ کا موقع دیا اور
قارئین کا شکر گزار ہوں کہ وہ میری کہانی کو پسند کرتے ہیں اور میری حاسہ افزائی کرتے ہیں آج پھر ایک
کہانی کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں امید ہے آپ کو پسند آئے گی میں نے اس کہانی کا
نام۔ تیری جدائی مارنی پر دیسی۔ رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں
دلہ جو اب عرض کی پاسکی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دلی شکئی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا اولاد یا دائرہ ذمہ دار نہیں
ہوگا۔

میں نے کے ساتھ مشقت کرتی جس سے ہشکل نزر
بسر ہوئی وہی چہ برس کی عمر میں مجھے ایک سکول میں
داخل کروایا گیا میں چھوٹے بہن بھائیوں کو
سنجالنے میں انی کا ساتھ دیتی پر انمیری کرچکی تو ہم
دادا جان کی وفات پر اپنے گاؤں گئے تو سب
اصرار کرنے لگے کہ تم لوگ واپس آ جاؤ اپنے
بھائیوں کی خواہش پر ابونے واپس کا فیصلہ کر لیا تو ہم
ایک بار پھر اپنے گاؤں آ گئے مقام نہیں تھا کسی کی
حوالی میں عارضی طور پر مقیم رہے پھر نئی جگہ خرید کر
اپنا گھر آباد کیا۔

یہاں چاروں طرف دیت کے نیلے تھے جو
دو دو کلو میٹر تک پھیلے ہوئے تھے میرے چاچاؤں
نے جہاں زمین خریدی تھی وہاں سے تین کلو میٹر
میری نانا امی اور نانا رہتے تھے۔

جہاں زمین خریدی گئی وہاں کے لوگوں سے
اتنی واقفیت نہ تھی مگر جلد ہی وہاں اس پاس کے
گھروں سے واقفیت ہو گئی جو تارنی طرح پنجابی
تھے ان کے گھروں کی عورتیں بہت اچھی تھیں میں
عالم شباب میں قدم رکھ چکی تھی مجھے سکول سے گھر

نام آسید تے میرے دو بھائی اور ایک
میرا بہن ہے ہمارا ایک غریب گھرانے سے
تھا میرے ابو کا ایک گروہ کام نہیں کرتا تھا۔
مگر پھر بھی وہ اولاد کی خاطر محنت مشقت
کرتے رہتے تھے میرے پیدا ہونے پہ نہ میرے
والدین خوش تھے نہ ہی ابو کے بھائی نہیں اور دادی
دادا کے چہرے بھی میری پیدائش پر مرجھا گئے
تھے۔

میرے دادا کی زرعی زمین تھی جب اس
جائیداد کی تقسیم کا مرحلہ آیا تو جھگڑے شروع ہو گئے
پھوپھو اپنا حق مانگ رہی تھی اور بھائی اپنا اور دادا
جان نے اس جھگڑے کو یوں ختم کیا جائیداد
فروخت کر دی اور رقم کسی کو زیادہ اور کسی کو کم دے
کر اپنی جان بخشی کر دائی ہم دہات میں رہتے تھے
جب زمین نہ رہی تو مجبوراً ہمیں ہی گاؤں چھوڑنا
پڑا اور ہم امی کے مینے گاؤں آ گئے۔

ہمیں اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے جدائی
ہو گئی میری عمر اس وقت تین سال تھی ابو یہاں
زمینداروں کے تختوں میں مزدوری کرتے امی بھی

جداوی 2014

جولائی 42

تیری جدائی مارنی پر دیسی

Digest.pk



Digest.pk

دوسرے کو دیکھتے رہے پھر اس نے خاموشی توڑی اور بولا یہاں محمد حسین ہے میں نے کہا میں ہوں میں تو جیسے بت ہی تھی پھر کہتا میں نے کچھ پوچھا ہے آپ سے میرے ابو کا نام محمد حسین تھا اتنے میں ابو آگئے۔

پوچھا کون ہے جی میں نے کہا یہ نہیں کوئی آپ کو بلا رہا ہے ابو نے کہا اچھا میں دیکھتا ہوں پھر میں اندر چلی گئی مجھے اک مل میں ہی کیا ہو گیا تھا اس کے سامنے میں اس کو کیوں دیکھ رہی تھی اس نے میری روح قابض کیوں کر لی تھی ایک منٹ میں مجھے کیا ہو گیا اس وقت میرے ماتھے پر پسینہ چھوٹ رہا تھا چھوڑی دیر بعد ابو اسی شہزادے کو اندر لے آئے میں نے اپنے ہاتھوں سے لسی کا گلاس اسے دیا دیتے وقت میری آنکھیں چار ہوئیں دل سے دل ملے اس وقت مجھے اپنے ماں باپ کا خیال نہ تھا نہ پتہ چلا کہ ابو نے کیا کہا ہے کہ جی مہمان کو سی کا گلاس دو یہ غصہ ہے میرے بہت پرانے دوست مظہر حسین کا بیٹا ہے پھر میں جا کر دوسرے کاموں میں لگ گئی ابو نے کہا جی تم اور تمہاری ماں اس کے ساتھ جاؤ کھیتوں میں تمہارا کاشت کرنا ہے ان کے ساتھ ٹھوڑا سا کام کرو آؤ اور پھر میں اور امی اس کے ساتھ چلی گئیں۔

میرا دل چاہتا تھا کہ ہونجی وہ قدم بقیہ میرے ساتھ چلے زندگی کا سفر ختم نہ ہو اور نہ ہی شام آئے نہ ہی رات ہو اور ہمارے عہد و حیات ہوں کہتیں وعدے ہوں ہمیں کوئی غم نہ آئے میں چلتے چلتے اسی شہزادے کے بارے میں سوچتی رہتی تھوڑی دیر بعد ہم اپنے کام میں مصروف ہو گئے لیکن میرا وہم و گمان میری روح و دل جان پہ غصہ ہی چھایا ہوا تھا اور وہ بھی کبھی نظریں اٹھا کر دیکھ لیتا تھا جب میں دیکھتی تو وہ کام میں مگن ہو جاتا ہونجی دن کا ایک بج گیا وہ تمہارا کوئی پیڑی ٹھیک کر رہا تھا جو

بٹھالیا گیا یہاں آکر بھی امی ابو کے ساتھ کھیتوں میں مزدوری کرتے میں بھی ان کے ساتھ جایا کر لی تھی۔

کچھ دنوں بعد ہی ابو نے بتایا کہ ہمارے ساتھ والی زمین کسی نے ٹھیکے پر لے لی ہے وہ ہمارے دور کے رشتہ دار ہیں دو بھائی اور ایک ان کا بھانجا ہے غصہ میں تب میں پڑ گئی کہ یہ لوگ کیسے ہیں دور سے دیکھتی رہتی جو سارا دن کام کرتے رہتے ان دنوں کاشت تمہا کو کی کاشت کا پتہ تھا۔

ہمیں یہاں آئے ہوئے تین سے چار ماہ ہوئے تھے پھر ہمارا آنا چانا لگا رہا ہم بھی اپنا کام کرتے اور وہ بھی کرتے رہتے میں اکثر انہیں دور سے دیکھتی رہتی تھی۔

پھر اسی طرح ان میں جو لڑکا تھا وہ بھی ہمیں دور سے دیکھنے لگا اور پھر ایک دوسرے کو دور سے ہی دیکھنے لگے پھر ہم گھنٹوں پھر ایک دوسرے کو دیکھتے تھے دور سے شکل و صورت تو دیکھائی نہ دیتی تھی مگر یہ لازمی ہوتا ہے وہ لڑکا مجھے اور میں اسے دیکھتے رہتے ہم میں ایک کشش تھی جو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

وہ اکثر سکول کے یونیفارم میں ہوتا تھا چار دن ہی گزرے تھے ایک دن ہمارے گھر کے دروازے پر دستک ہوئی میں دیکھنے گئی جب میں دیکھا تو میرے ہوش دھواں میں ہوئے اور میرا ذہن آف ہو گیا جیسے کسی نے میرے دل میرے ہوش زبردستی مجھ سے چھین لیے ہوں وہی یونیفارم میں لمبوس خد بصورت میرے خوابوں کا شہزادہ میری زندگی کا مالک میرے سامنے کھڑا تھا میں تو چند منٹ پہلے ہی اپنا سب کچھ اسی کے نام کر چکی تھی وہی ہی تو تھا نہ سے بھی بولنے کی ہمت جا چکی تھی وہ بھی جب تھا دونوں آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ایک

تیری جدائی مار گئی ہر دلی 144 جواں بخت 2014 جون Digest.pk

اولاد کو کبھی پریشان نہیں دیکھ سکتی اولاد جیسے بھی ہے
قدری خالق نافرمان ہو مگر ماں اپنے سانبان میں
چھپا لیتی ہے امی نے میری خوشیوں کے لیے دعا کی
مجھے ملے گا انتظار تھراوات سوچوں دوسو سو میں گزر
گئی دل میں سوچتی کہ وہ میرا ہو جائے میں نے خود
کو جواب دیا وہ تیرا تو ہے تیرے ہی لئے بٹا ہے خدا
نے اسے تیرے لیے ہی تر میں پر بھیجا ہے تیرا ہے
تیرا ہی رہے گا۔

اتنے میں اذان ہو گئی تیس نے اٹھ کر وضو کیا
نماز پڑھی اور اللہ سے اپنے محبوب کو مانگا آج میری
زندگی اور موت کا سوال ہے اسے پروردگار میری
لاج رکھ لے تو بڑا مہربان ہے میری آنکھیں برس
پڑیں آج میرے آنکھوں نے کسی کے لیے بغاوت
کر لی پھر امی کو جگایا کہ اٹھو کام پہ جانا ہے مجھے تو
کسی کا انتظار تھا تا کہ میرا شہزادہ نظر آئے اور
آنکھوں کی پیاس بجھے پھر دل سے دل ملے آنکھوں
میں آنکھیں ڈال کر ساری زندگی گزر جائے کاش
ایسا ہوتا پھر کام کا ٹائم ہوا میں اور میری امی چل
پڑیں کچھ ہی دیر میں ہم وہاں پہنچ گئیں۔

غضر اور اس کے ساتھ اس کے دو ماسوں
موجود تھے میں نے سب کو سلام کیا امی نے بھی
کیوں کہ ہم ایک دوسرے کے بہت قریب آئیے
تھے کوئی ذر خوف نہ تھا کیوں کہ ہماری بہت پرانی
واقفیت تھی اور دشمنی بھی جو سب دشمنی کو بھول چکے
تھے پھر آہستہ آہستہ سب ملنے لگے کام شروع ہو گیا
وہ کبھی ملتے دیکھتا میں تو اس پر ہی نظریں ہٹائے کبھی
پھر مجھے موقع مل گیا میں پھر اس کے پاس گئی اور
آہستگی سے پوچھا کتنے میری بات کا جواب دو اس
نے کہا میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں میں بھی ساری
رات تیری یاد میں سوئیں۔ کا میرا دل کہیں دل نہیں
لگا تھا ہر وقت تمہاری ضرورت محسوس ہوتی آئے
ساری زندگی ساتھ بیٹھا تو میں تیرا ساتھ دیتا ہوں

زمین پر گھری پڑی تھی۔
میں موقع کی تلاش میں تھی آخر مجھے موقع مل
ہی گیا اس کے پاس جانے کا میں اس کے پاس
جا کر بیٹھ گئی باقی سب لوگ گھور گھور کے دیکھ رہے
تھے میں ڈر رہی تھی کہ کیا کہوں آخر میں نے ہمت کر
کہ کہا غضر ایک بات پوچھوں۔

اس نے کہا جی پوچھیں اس کا پول جواب دینا
ایک بار تو دل گھائل ہو گیا میں۔۔۔ میں۔۔۔ میں بکلائی
ہوئی وہ غضر۔ جی کیا ہوا پہلے تو آپ ٹھیک تھیں۔۔
اچانک۔۔۔ میں کانپ رہی تھی میرا چہرہ سرخ
ہو گیا تھا پھر میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ آئی لو یو۔
پھر اس نے کہا میں نے سنا نہیں ذرا اونچا بولو اس
وقت میں نے ہاتھ چھوڑ دیا کہ باقی لوگ شک نہ
کر دیں۔

پھر میں نے کہا کہ۔ آئی لو یو۔ اس بار اس
نے من کر کہا کہ یہ کیا ہوتا ہے آپ نے مجھے گالی تو
نہیں دی میں نے کہا کہ نہیں میں تم سے پیار کرتی
ہوں اور کر لی رہوں گی۔

غضر نے یہ بتاؤ یہ لو یو کیا ہوتا ہے وہ جان
بو جھ کر بے وقوف بنارہا تھا پھر وہ بولا کہ سوچ کر
بتاؤں گا کل اس نے وقت مانگا تھا وہ جانتا تھا پھر
شام کے چار بج گئے سب لوگ اپنے اپنے گھروں
میں جانے لگے میرا دل کر رہا تھا کہ یوہی اس کو
دیکھتی رہوں کبھی رات نہ ہو پھر سب سے اجازت
مانگی اور غضر سے اس نے الوداع کرتے ہوئے
مسکرا دیا تھا ہم پر قیامت سے زیادہ ارمان لگا دیا
تھا۔

کاش وہ یوں آج الوداع نہ کرتا پھر سب
اپنے گھروں کو چلے گئے شام کو پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا
نہ کھانے کو دل نہ سونے کو کرتا میری امی میری
ذات سے واقف تھی اس نے سب کچھ دیکھ لیا تھا تو
میں نے بھی امی کو کس کچھ بتا دیا تھا کیوں کہ ماں اپنی

جدائی 2014

Digest.pk

وردہ ابھی وقت ہے ہم چل جائیں میری جان میں تم سے وعدہ کرتی ہوں ساری زندگی تمہاری غلام بن کر رہوں گی ایک بار میرے ساتھ قدم بچھڑا دو۔۔

چلو چلیں آج اک نئی منزل کا رستہ دیکھیں یقیناً شاید ہم بھی ایک ہو جائیں کسی کے نام زندگی کر کے پھر اس نے وعدہ کیا ان کا کام اب مکمل ہو چکا تھا کام کرتے کرتے چھ دن گزر چکے تھے۔

ہم نے ایک دوسرے سے ملنے کا وعدہ کیا پھر وقت اپنی ڈگر پر چلتا رہا اس کے بچا ایک بل بھی رہنا مشکل ہو گیا تھا پھر اس کی یاد بہت ستانی کوئی ایسا موقع ملتا تو میں اسے دیکھتی ہر روز گھر کی دہلیز پر اس کا انتظار کرتی کاش کوئی ایسا قاصد اس کا کوئی پیغام دے خیر و خبر دے دو دن بعد اس کی خوشبو میرے سینے سے ٹکرائی پورے جسم کو مغلط کر گئی جس کا انتظار تھا وہ آیا ہوا تھا میں معمول کے مطابق گھر کی دہلیز پر پہنچی اس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ آیا اور آتے ہی کہا مجھے پانی کا گلاس چاہئے میں نے کہا کہ میں قربان ہو جاؤں تیری خاطر مر جاؤں اسنے دن کہاں تھے۔

اس نے کہا گھر میں کچھ کام تھے اس لیے نہیں آسکا سواری میری جان۔ ناں بابا ناں اس میں سواری کی کیا بات ہے تڑپتے دل کو کچھ سکون ملا ترسی آنکھوں کی پیاس بجھی پھر میں نے کہا کہ یہ دوری ہم سے برداشت نہیں ہوتی تم اس کا کوئی حل نکالو ہو کچھ سوچنے لگا محبت ایسے بھی ہو چکی ہے وہ بھی چاہتا تھا کہ ہم ایک ہو جائیں لیکن کوئی ایسا حل نہیں مل رہا تھا میں نے کہا کہ اس کا ایک حل ہے کہتا دو کیا میں نے کہا کہ اپنے والدین کو بھیج دو تمہارے گھر رشتے کے لیے غصہ نہ کرنا اگر تمہارے گھر والے انکار کر دیں گے پھر میرے والدین کی بے عزتی ہو جائے گی اب کچھ نہیں ہو گا میں اپنی امی سے بات

کروں گی میری امی تو تمہاری محبت ہے ہے سب سے میں تمہارے کہنے پر اپنے والدین کو تمہارے گھر بھیجتا ہوں آگے تمہارا کام ہے پھر دو دن کے بعد غصہ کے گھر والے آگئے میں نے ان کے لیے چائے بنائی ایسے میں عورتیں جب ملتی ہیں تو کہاں سے کہاں نکل جاتی ہیں رشتے ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ دور کے رشتہ دار جو بچپن میں اکٹھے کھیلتے تھے۔

میری امی اور غصہ کی امی ایسے ملیں جیسے پانی میں چھنی ملتی ہے خیر سارا دن باتوں باتوں میں گزرا پھر غصہ کی امی مجھے بار بار دیکھتی رہی غصہ کی امی نے میری امی سے رشتے کی بات کی تو میری امی نے کہا میری طرف سے ہاں ہے لیکن اس کا باپ گھر میں نہیں ہے میں کل آئیہ کے ابو سے بات کروں گی پھر تین دن بعد چا کر لینا۔

پھر غصہ کی امی چلی گئی میرے لیے سو سو سے چھوڑ گئی پھر وہ تین دن گزرنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے میں نے امی کی منت کی باؤں پکڑے اور کہا کہ اگر آپ لوگوں نے ہاں نہیں کی تو میں زہر پی لوں گی مر جاؤں گی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پھر امی نے مجھے بہت تسلیاں دیں میں خدا کے حضور دعا میں کر کے روئی رہتی اپنے پیار کے لیے شاید وہ رونا میرے کسی کام نہ آئے۔

پھر میرے ابو نے اپنا فیصلہ سنایا جب میرے کانوں میں ابو کی آوازوں میں امی کی زبانی سنا تو مجھے یقین ہی نہیں ہوا میرے ہوش دھواں کھو گئے زمین ٹھوکتی ہوئی محسوس ہونے لگی اور آسمان میرے سر پر گرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ ابھی زمین پہنے گی اور میں اس کے اندر زندہ دفن ہو جاؤں گی اب کرب کا قہر میری روح دل و جان دماغ کز چٹ کر گیا میرے ابو نے کہا غصہ کے گھر والوں کو انکار کر دو میں نے آئیہ کا رشتہ اپنے ابو کے سوتیلے کزن سے طے کیا ہے۔

جانی 2014

جانب عرض 146

تیری جدائی مار گھڑی

Digest.pk

نہ کہتی مہاراجی احسان ہندو ہوں گی۔

اب میں کسی اور سے پیار کرتی ہوں اور اس کی نیدی بننا چاہتی ہوں پھر وہ روتا ہوا واپس چلا گیا اور ایک ہفتے بعد میری شادی کی تاریخ طے ہوئی ٹھیک پندرہ دن بعد میری شادی بھی اس نے اپنے گھر سے دوست شہباز کو بتایا اس نے اسے بہت روکا پھر یونہی پندرہ دن گزر گئے پتہ ہی نہیں چلا پھر میری مہندی کی رسم ہوئی جو ایک ہفتے بعد میرے سسرال کی ذحول کی تاپ پر میری پرواز بھی میں آئے دن وقت کے ساتھ سوچو چار میں ٹکن رہتی اب ہو گیا جو ہو گیا پھر شام سے رات ہو گئی میرے سسرال والے مہندی کی رسم ادا کر کے واپس جا چکے تھے۔

پھر آہستہ آہستہ سب سونے چلے گئے مجھے آج کسی کے نام کی مہندی لگ چکی تھی میں کمرے میں بیٹھی مہندی کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی کہ اچانک دیوار سے کسی کے غیب لگانے کی آواز آئی میں سمجھی کہ کوئی بیوی وغیرہ ہوگی میرے کمرے کا دروازہ کھلا تھا جہاں سے باہر والا پاؤں آگیا مجھے دیکھ سکتا تھا پھر میں اپنے ہوش میں ٹکن بیٹھی تھی میرے گھر والے چاندو وغیرہ سب سو چکے تھے جو خراٹے لے رہے تھے مجھے باہر سے آتا ہوا ایک شخص دکھائی دیا میں نے پوچھا کون میرے پوچھنے سے پہلے وہ میرے کمرے میں آ چکا تھا۔

اور منہ کو رد مال سے چھپایا ہوا تھا میرے قریب آتے ہی اس نے اپنا نقاب اتار دیا وہ عنصر تھا اس کے ہاتھ میں چاکو تھا اس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا اس میں خون بھی بہہ رہا تھا اس نے کٹے ہوئے ہاتھ سے میرے ہاتھ کو پکڑا اور چاکو سے اجمل کے نام کی مہندی اتار دی اور اپنے بہتے ہوئے خون سے میرے ہاتھ رنگ دیئے اور کہا کہ تو میری نہ سہی کسی اور کی بھی نہیں ہونے دوگا۔

اس کا نام اس کا وہ بی بی مجھ سے سیاقی کرتا چاہتا تھا اس کی ایک بہن تھی جو میری اچھی دوست تھی وہ مجھے طرح طرح کی باتیں اپنے بھائی سے دوستی کرنے کی کرتی جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہو گئی شہباز جو ہمارا بڑا بڑا دوست تھا وہ عنصر کا بہت گہرا دوست تھا اور اجمل کا واقف تھا شہباز اجمل اور عنصر یہ تینوں آپس میں بہت گہرے دوست تھے پھر ہر روز اجمل کی بہن میرے لیے گھر والوں سے چوری مٹھائی لے آتی تھی مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا۔

چند ہی دنوں بعد عنصر کا خیال رکھنے یا پوچھنے کا بھی دل نہ کرتا میں ہر روز اجمل کی ہوتی جا رہی تھی پتہ نہیں وہ مٹھائی بڑھی ہوئی ہوئی یا پھر کوئی تحویز وغیرہ ان دنوں اجمل کو میرا اور عنصر کا پتہ چل چکا تھا تو وہ خدا کا جوڑا تھا جو میں اجمل کے حصے میں آئی تھی۔

پھر عنصر نے ہم سے ملنے کیلئے کہا میں نے انکار کر دیا کہ میں نہیں مل سکتی اور آج کے بعد میرا نام بھی نہ لینا اب میں کسی اور کی ہونے والی بیوی ہوں۔ عنصر نے کہا یہ کیا بات ہوئی پہلے تم نے ہی میرے ساتھ جینے مرنے کے وعدے کیے تھے میں کیا میرے پیار کو بھول گئی ہیں۔

میں نے کہا کہ بھول جاؤ انہیں میرا تقاضا کہنا تھا کہ عنصر کی آنکھوں میں ٹپ ٹپ کرتے ہوئے آنسوؤں کی لڑی بہنے لگی جو اس کے رخساروں کو چھوتے ہوئے میرے قدموں میں آ رہے تھے شاید اس وقت میں اس کی چاہت پر اپنی جان نچاؤ کر دیتی اب میں بہت سنبھلے رحم بن چکی تھی یہ عبت کی آگ میں نے خود ہی لگائی تھی جواب اس سے بچ نکلنے کی کوشش کر رہی تھی پھر میں نے کہا کہ میری ماما مجھے بھول جاؤ میں تمہارے پاؤں پکڑتی ہوں ہم پر آخری احسان کرو میں ساری

جولائی 2014

جولائی 2014

اتھری جہان کی مار گئی ہوں

Digest.pk

مجھے آج پتہ چلا کہ واقعی غصہ مجھے بہت پیار کرنا تھا جو میں اسے کوہنکی تھی۔

پھر اس کا مارنا معمول بن گیا غصہ کے دوست شہباز سے بھی کبھی بات ہو جاتی تھی میں اس کو سب حال دیتی رہتی جب اس کو پتہ چلا کہ میرے رہنے سے کوئی مار کھاتا ہے تو غصہ فوراً کراچی چلا گیا میرے شوہر کا پیٹے جیسا حال تھا اکثر غصہ کے دم سے مارتا رہتا تھا اور شہباز غصہ کو فون پہ حال احوال دیتا رہتا تھا میرا کبھی دل کرتا کہ اب غصہ بھی میرا واحد تھا جو میرا درد میری غم جوڑی جانتا تھا آج چار سال گزر گئے اب میرے شوہر کو غصہ کے جانے کے بعد مجھ پہ ترس آیا مار پیٹ لم ہوئی حالات معمول پر آئے مگر اب صرف غصہ کا انتظار ہے مجھے اس کی محبت پر یقین ہے وہ میری بات مانے گا۔

اب ہر وقت اس کی یاد ستاتی ہے اس پیار کی قسم ایک بار واپس آ جائے مجھے تیری جدائی مار گئی ہے پر دیکھ میں بہت بے چین ہوں میری روت کا سکون ہے آج اتنے سال ہو گئے ہیں تجھے میری یاد نہیں آتی اگر پڑھ رہے ہو تو پلیز شہباز سے رابطہ کرو۔

قارئین یہ تھی میرے دوست کی کہانی آپ سے درخواست ہے کہ غصہ کی واپسی کے لیے دعا کریں۔

میں کہاں تک پہنچا ہوں اپنی قیمتی رائے سے آگاہ کرو۔

غزل

کتاب	آنکھیں	شراب	آنکھیں
میں	تو ہیں	لا جواب	آنکھیں
انہیں	میں الفت	انہیں	نفرت
ثواب	آنکھیں	یا عذاب	آنکھیں
بجھی	نظر	یا کی	شوخی

پھر وہ چلا گیا اسے پیار کرنے پر میں نے ہی مجبور کیا تھا اور اب شادی کی اور سے کر رہی تھی پھر دن گرتے گئے اور میرا جدائی کا وقت قریب آتا گیا ایک دن ایسا آیا کہ جس دن میری ڈولی اٹھنی تھی پھر غصہ کا پیغام آیا کہ بے وفا ہو کا باز میں تمہیں پورے گاؤں میں بدنام کروں گا تم اب تماشہ دیکھنا یوں وقت کے ساتھ میری شادی ہو گئی میں نے ایک خط لکھا جس کی تحریر یہ ہے شاید میں نہ سہتی میری مجبوری تھی۔ مائی ڈیئر غصہ۔

اسلام علیکم غصہ ہاں میں نے کبھی تم سے جھوٹ بولا تھا واقعی طور پر مجھے تیری محبت کا یقین ہو گیا تھا اس دن جب تم نے مجھے اپنے خون کی مہندی لگائی تھی میں اب شادی کر چکی ہوں آپ کے لیے میرے دل میں بہت جگہ ہے سمندر کی گہرائی سے بھی زیادہ اور میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ جو مجھے مل گیا ہے وہ بھی بے حد پیار کہتا ہے میری روت میری آرزو میری تمنا میرا شوہر ہے تمہارا پیار دینا ہوتا جا رہا ہے پلیز مجھے بھول جاؤ اور میں اپنی چادر بھیج رہی ہوں ایسا سمجھنا کہ میں تیرے قدموں میں ڈال رہی ہوں پلیز میرا گھر جہاں مت کرنا آپ کی نہ ہونے والی۔

پھر کچھ دن ہی گزرے تھے کہ میرا شوہر پہلے بہت جتنا تھا اب بدل گیا تھا۔

بات بات پر غصہ کرنا چھوٹی چھوٹی بات کو برا کرنا اس کا معمول بن گیا تھا تو میں بھولی گئی کہ میں نے ایک خط اور باہر شہباز کو دیا تو اسے آیا تھا شادی کو دو ماہ ہی گزرے تھے ایک دن غصہ میرے گھر کے پاس سے گزرا تو میرا شوہر گھر آتے ہی برس پڑا تیرا عاشق غصہ آیا تھا مجھے دیکھنے چل اس کو دیکھ کر وہاں میں نے کہا کہ میرا کوئی چکر نہیں سب کچھ اس نے اس نے مجھے اتنا مارا کہ مار مار کے میرا برا حال کر دیا۔

2014

Digest.pk

ہے وہ اپنا پھر کیوں یوں سنا رہا ہے
اسے کہہ دو کہ نہیں وہ سکتے ہیں اس کے
کیوں ہمیں وہ جیتے جی مار رہا ہے
وہ جانتا ہے کہ اس کے بن نہیں ہے گزارا
پھر کیوں وہ مجھے ہمیشہ کی طرح آزما رہا ہے
اب تو ہر طرف سے ہی بار پیٹھی ہوں
کیوں وہ محبت میں بھی ہرا رہا ہے
خدا بھی جانتا ہے مانگا ہے ہر گھڑی اسے ہی
پھر بھی وہ کیوں اٹی چال چلا رہا ہے
میرے ساتھ خوش نہیں رہ سکتا خدا جانتا ہے
پھر کیوں وہ مجھ سے ہی بار بار پوچھ رہا ہے
محبت بھی کرتا ہے مجھے وہ مجھ سے بھی زیادہ
پھر وہ کیوں مجھے میری سوچ بدلنے پر مجبور کر رہا ہے
جی نہیں سکتی میں تو رہ وہ بھی نہیں سکتا چاند
پھر کیوں وہ مجھے ہماری ہی محبت میں آزما رہا ہے
(انہم نذیر چاند، دہلاڑی)

بھی بھائی ہیں دل کی کتاب آگئیں
کسی نے دیکھی ہیں جھیل جیسی
کسی نے بالی سیراب آگئیں
وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے
حضور آگئیں جناب آگئیں
عجب تھا گفتگو کا عالم آگئیں
سوال کوئی جواب آگئیں
ست ست ہے مثال آگئیں
مصور کا کمال آگئیں
شراب رب نے حرام کر دی
مگر کیوں رکھی حلال آگئیں
ہزاروں ان پہ قتل ہوئے ہیں
خدا کے بندے سنبھال آگئیں
منظور اکبر تہم

غزل

آج پھر کوئی ٹوٹ کے یاد آ رہا ہے

صحت اور طاقت حاصل کرنے کیلئے توجہ کریں

اگر آپ یا آپ کا کوئی عزیز کسی بھی بیماری میں مبتلا ہے تو اس کے علاج کیلئے ہم سے رابطہ کریں نیز مردوں اور عورتوں کے پوشیدہ امراض کا خصوصی علاج بھی کیا جاتا ہے۔
ہمارے ماہرانہ مشورے اور علاج کے لیے کامیاب اور خوشگوار زندگی بسر کریں
خط لکھیں یا موبائل پر مشورہ کریں

ڈاکٹر زاہد جاوید F-22 و ہاڑی 0314-6462580

Digest.pk

تیری جدائی مار گئی ہے
جولائی 2014

محبت رنگ بدلتی ہے

تحریر۔ سیدہ جنیا عباس۔ مرالی چکوال

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
پیار بھی انسان کو کہاں سے کہاں تک لے جاتا ہے پیارا اگر سچا ہو تو کبھی بھی ہار نہیں سکتا مگر جھوٹا پیار پیار نہیں
ہوتا جوتی ہے اور اس ہوش میں آج جانے کتنے لوگ ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں یہ کہانی بھی ایسی ہی
ہے کہ جس سے بھی پیار کیا وہی بدل گیا مگر حقیقی پیار تو وہی کہتا ہے جو زندگی بھر کا ساتھی ہوتا ہے میں نے
اس کہانی کا نام۔ محبت رنگ بدلتی ہے۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اپنے ایک دوست کے ساتھ ایک ٹریفک حادثے میں
ہم سے ٹکرائی اس حادثے نے ہمیں تو ذکر رکھ دیا۔
بھیا اور ابو کو ایسی چپ کلی پھرنے لونی۔ لہی اور
قہقروں کی جگہ اب سسکیوں اور آہوں نے لے لی
۔ درو بام پر خاموشی اور سنانے کے ساتھ اس قدر
گہرے تھے اور حوصلوں کے بند یوں ٹوٹے کہ زندگی
کا تصور ہی ختم ہو گیا بس کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہم
روبوٹ بن گئے پھر اچانک میری مایوس زندگی میں
ایک امید کی کہن نے نظر آئی لی وہ بہار کا موسم تھا ایک
دن صبح میرے نمبر پر ایک نئے نمبر سے کال آئی
میں چونکہ آفس جا رہی تھی تو نئے نمبر سے کال آنا
باعث حیرت کی بات نہ تھی میں نے کال پک کی تو
سلام کی خوبصورت آواز میری سماعتوں سے ٹکرانی اس
آواز میں کچھ ایسا سحر تھا کہ میں کئی لمحوں تک سانس
کھری روکتی۔۔

ہیلو۔۔۔ میرے فون سے مسلسل پھرے
جانے کی آوازیں مجھے دنیا میں واہس لاتیں۔

میرا نام شہینہ احمد ہے اور بہن بھائیوں
میں دوسرے نمبر پر ہوں مدلل گھرانے سے
تعلق ہے بچپن سے جوانی تک صرف اور صرف
مشکلات و مسائل میں گھرے پایا اپنے آپ کو اور اپنی
ذیلی کو مگر مجھے آج بھی زندگی کے وہ چند سال یاد ہیں
جب ہم سب بہن بھائی اپنے والدین کے ساتھ تھے
ہر طرف سکون تھا۔

ماں باپ نے موسموں گرم سرد سے بچا کے رکھا
ہوا تھا مگر کہتے ہیں۔ ما۔ کہ بخت اور موسم ڈھلتے ہیں
وقت نہیں لگتا ہماری خوشیوں کو بھی نظر رنگ مٹی بڑے
بھائی اور بہن کی شادی کر دی۔ لہی اور ابو پر سکون تھے
کہ چلو سب اچھا ہو رہا ہے بھائی اور بہن کے گھر اللہ
نے اپنی رحمت بھیجی ہماری خوشیاں اور بڑھ گئیں میں
اور چھوٹا بھائی ہر وقت ایجاب سے کھلتے اس کے ناز
امٹاتے آپس میں مستی مذاق لڑائی جھگڑا کرتے چھ
سال بیت گئے کچھ اچانک وہ ہوا جس کا کسی کو گمان تک
نہ تھا۔ یعنی میری جان میرا دوست میرا محبوب بھائی

محبت رنگ بدلتی ہے

جولائی 2014

Digest.pk



جب تمہیں محبت ہوگی تب پوچھیں گے تم سے
عالیہ جو اپنے کزن سے بے پناہ محبت کرتی تھی اس
نے محبت کی صفائی میں کچھ کہنا چاہا لیکن میں اسے
ہیش کی طرح ٹوک دیتی۔

عالیہ تم بھول رہی ہو وہ تمہارا نامحرم ہے اور پھر
اسے کوئی دلچسپی بھی نہیں ہے تم میں۔ تم کیوں اپنے
والدین اور بھائیوں کو دکھ دیتی ہو۔

مگر جانے کیوں وہ بھی مجھ سے متفق نہیں
ہوتی تھی ہمیشہ فضا ہو کر چلی جاتی تھی اور آج مجھے عالیہ
کی وہی بات یاد آ رہی تھی۔ میں ایک اجنبی کی کال
کے لیے تڑپ رہی تھی۔

مگر ایک ہفتے کے طویل اور بے قراری انتظار کے
بعد بھی اس کی جانب سے کوئی کال یا ایس ایم ایس نہ
آیا تو ایک رات دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں نے
ایک ایس ایم ایس کیا۔

اے شخص اب خلوص کے رشتے نہ کر تلاش

دنیا بے ثبات میں یہ نام کوئی نہیں
دھڑکتے دل کے ہاتھوں یہ ایس ایم ایس بھیج
کر بہت بے چینی سے اس کے جواب کا انتظار کرنے
لگی مگر اس کی جانب سے کوئی اسپانس نہ آیا دل بے حد
اداس ہو گیا۔

دن کا کھانا کھانا شام کی چائے پی ڈیز بھی ای
کے بے حد اصرار پر دو چار ڈالنے سے ذرا مدت کر پائی
آخر اللہ نے میری سن لی اور رات نو بجے جیسے ہی میں
اپنے کمرے میں آئی اس کا ایس ایم ایس آ گیا۔

امبر کی طرح بے وہ یوں نہ چھو سکوں لیکن
باتھ جب بھی پھیلائے آگیا دعاؤں میں
یہ شعر پڑھ کر بے اختیار میرے چہرے پر
مسکان پھیر گئی۔

تو جناب کو ہماری طرح شعر و شاعری سے بے
شغف ہے۔ واہ۔۔۔

میں نے ایک ایس ایم ایس کے ساتھ بھیج دیا۔

کیا کوئی ہے جو ہماری آواز سن رہا ہو پلیز بات
کریں وہی خوبصورت آواز میرے کانوں تک آئی۔
نچ۔۔۔ جی آپ۔۔۔ آپ کون۔؟ میں نے بڑی
مشکل سے جملہ نکلایا۔

جی میں عالیان بات کر رہا ہوں پلیز میری اسد
صاحب سے بات کروادیں۔

یہ اسد صاحب کا نمبر نہیں ہے آپ نے غلط نمبر
ڈائل کیا ہے مسٹر۔۔۔ اب کے بار میں نے کچھ کئی سے
جواب دیا۔

اوہو۔ ایم سو ری میڈم آپ غصہ کیوں کرتی ہیں
غلطی میری ہے معاف کر دیں۔۔۔ اس نے بہت ہی
شائستہ لہجے میں معذرت کی۔ جواباً بے اختیار میرے
چہرے پر مسکراہٹ رتھاں ہو گئی۔ اس اوکے آئندہ
خیال رکھنا۔

اوکے میڈم میں خیال کروں گا بہت شکریہ اللہ
حافظ۔ اس نے کال ڈراپ کر دی۔

میں کئی پل پوٹھی فون کان سے لگائے بیٹھی رہی
دل کو عجیب سی بے قراری نے آن گھیرا من چاہ رہا تھا
کہ وہ مجھ سے بات کرے اس کی آواز بھی ہی اتنی
پیاری تھی میں ان لڑکیوں میں سے نہ تھی جو لڑکوں پر
دولت اور حسن کی وجہ سے مرتی ہیں۔

نہ۔۔۔ ہی مجھے محبت پر یقین تھا میرے نزدیک
محبت دنیا کا سب سے فضول کام تھا جہاں پاکیزہ محبت
اور چاہت میرا خاصہ تھی وہیں آج کی لڑکیوں اور لڑکوں
کی فریڈ شپ ہمیشہ میری تنقید اور ہٹ لسٹ میں
ہوتے دوستوں کو نرنگ کاچ فیلو سب سے ہی کہتی کہ
سب سے یہی کہتی کہ یا محبت محبت کچھ نہیں ہوتی
سب بکواس ہوتا ہے۔

کیسی محبت کیسی چاہت کیسا عشق کہ لڑکیاں
والدین کے چوہیں پچیس سالہ محبت اور شفقت کو پس
پشت ڈال کر چار دن کے وعدوں اور انجان فرد کی
خاطر سب کچھ کر گزرتی ہیں۔

جولائی 2014

جلد 152

Digest.pk

کسی کے طرف سے بڑھ کر نہ کر مہر دو کا ہرگز

کہ اس بے جا شرافت سے بڑا نقصان ہوتا ہے
اس کا جواب آیا۔۔۔

پاتے ہیں کچھ گلاب چٹانوں میں پرورش
آتی ہے پتھروں سے بھی خوشبو کبھی کبھی

اب میں جواب دینے کا سوچ ہی رہی تھی کہ
اس کا نمبر میری سکرین پر جھلکانے لگا میں نے کچھ
جھجکتے ہوئے کال پک کی کچھ دیر تو ہم دونوں میں
سے کوئی نہ بولا پھر اس نے سلام کیا تو میں نے
دھیرے سے جواب دیا۔۔۔

میڈم کیسی ہیں کیسے یاد کیا ہم غریبوں کو وہی
اعزاز وہی آواز جس نے گزشتہ ایک ہفتے سے میری
نیند اڑا رکھی تھی میرے بے قرار دل کو قرار آنے لگا میں
ٹھیک ہوا اور پلیز آپ مجھے میڈم مت کہا کریں۔ میں
نے درخواست کی۔۔۔

اچھا تو پھر کیا کہوں جی۔؟ وہ اسی سنجیدہ سے
لہجے میں بولا۔

میرا نام شہینا ہے سب پیار سے مجھے گڑیا اور
شانی کہتے ہیں ہم تین بہن بھائی ہیں ایک بھائی فوت
ہو چکا ہے میری تعلیم ایم اے ہے اور میں نے کمپیوٹر
عربی ہسک اور تجویذ کے علاوہ کشیدہ کاری کا کورس بھی
کیا ہے آج کل ایک انٹرنیشنل کمپنی میں جاب کر رہی
ہوں میں نے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے
تا نہیں کیوں مجھے اس پر اعتبار سنا آنے لگا تھا۔ وہ
گرینٹ یعنی آپ ماشاء اللہ پڑھی لکھی اور میچور لڑکی
ہیں اس نے کہا۔۔۔

آخر کو میں نے پوچھ لیا آپ نے اپنے
بارے میں کچھ نہیں بتایا۔

میرا نام ذریاب احمد ہے میں پنڈی سے تعلق
رکھتا ہوں ایم اے کر چکا ہوں اور اب آپ ہی
کے شہر میں میرا بزنس ہے میری پوری فیملی پنڈی میں
ہے۔۔۔ آپ کتنا عرصہ یہاں پر ہیں میں اس کی آواز

سننے کے لیے بات کو بڑھا رہی تھی۔۔۔

جی میں دس یا بارہ سال سے یہاں ہوں
جمہرات کو گھر چلا جاتا ہوں جمعہ کا دن گزار کر ہفتے کی
صبح واپس آ جاتا ہوں۔ اب سو بھی جاؤ صبح فجر کے لیے
اشتہ نہیں ہوا می جان کی آواز سننے ہی میں نے اللہ
حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔

میں بے حد خوش تھی کہ ایک طمانیت کا احساس
رگ۔ پے میں سرایت کرنا محسوس ہو رہا تھا پھر میں اس
کے بارے میں سوچتے سوچتے جانے کب خیند کی
آغوش میں چلی گئی اگلی صبح میرے لیے ایک نئی صبح تھی
بھائی کی موت کے بعد پہلی بار دل میں ٹی امنگ نے
جذبات اور احساسات نے سراٹھایا۔

تیار ہو کر آفس کے لیے نکلتے وقت میں اسے گڈ
مورنگ کا میسج کرنا نہیں بھولی تھی اس نے بھی جواب
خوبصورت و عا سینڈ کی تھی۔

دن بہت ہی اچھا گزارا کام کے ساتھ ساتھ اس
کے خیالوں میں بھی کھوئے کھوئے شام ہو گئی
ذہان میں جن کے ستم پر خاموش رہتی ہیں
دلوں میں ان کے خلاف احتجاج ہوتے ہیں
برانہ مان کے بولے ہیں تلخ لہجے میں
ہم ایسے لوگ ذرا بد مزاج ہوتے ہیں
اس کی جانب سے ایک خوبصورت شعر پڑھ کر
میں نے بھی نائپ کیا۔

بادل جو گرجتے ہیں وہ برس نہیں کرتے
حسن بھی حساس کا چہرہ نہیں کرتے
آنکھوں میں بسا لیتے ہیں رونگھے ہوئے منظر
جاتے ہوئے لوگوں کو پکارا نہیں کرتے

میں نو بجے آپ کو کال کروں گا اس کا پیغام پڑھ
کر میں جلدی جلدی اپنا کام مکمل کرنے لگی پھر
پورے نو بجے اس کی کال آگئی کافی دیر ہم ادھر ادھر کی
باتیں کرتے رہے بہت دل چاہ رہا تھا کہ اس کو حال
دل سنا دوں مگر تباہی نے کیوں بہت سے کمر پائی بس امید

جولائی 2014

جولائی 2014

محبت رنگ

Digest.pk

میں ہولادیکھو شانی یہ محبت کچھ نہیں ہوتی میں بھی کالج
اور یونیورسٹی میں لڑا کیوں کے ساتھ بڑھا مگر کبھی ان
فضول باتوں پر دھیان نہیں دیا نہ ہمیں کسی سے محبت
ہوتی نہ کسی کو ہم سے ادنیٰ۔۔۔

محبت کی نہیں جانی ہو جاتی ہے بس مجھے بھی
اونکی ہے محبت میں نے تقریباً رو دینے والے انداز
میں کہا۔ اس نے مجھے بہت سمجھایا مگر میں نے کبھی میرا
اصرار بڑھتا گیا جب دل بہت بے قرار ہوتا تو اس
کے آفس چلی جاتی میری محبت بربادی کا دن وہ تھا
جب اس نے مجھے بتایا کہ وہ شادی شدہ اور چار بچوں
کا باپ بھی ہے۔

اس لیے وہ محبت کے پتھر میں نہیں بڑھا جاتا
اس دن میں گھر آ کر بہت روئی جب بھی جو بھی مجھے
پسند ہو مجھے ملنے سے پہلے ہی چھین کیوں جاتا ہے دو
دن ہنگام میں تڑپتی رہی ڈاکٹر نے کہا ٹینشن ہے۔ ای
ابو پوچھ پوچھ کر تھک گئے مگر میں کیا بتائی میرا دل تو
بہاروں کے موسم میں راجز چکا تھا دو دن وہ مجھے کال کرتا
رہا مگر میں انکو نہ کر لی رہی۔ دن رات چسپ چسپ کر
آسو بہا رہی تھی۔

تیسرے دن اس کا پیغام ملا پلیز شانی مجھ سے
بات کرو میں مشکل میں ہوں میں ساری ناراضگی
سادے دکھ بھول کر اس سے بات کرنے پر راضی
ہو گئی محبوب جو تھا میرا پھر جو اس نے کہا سن کر مجھے اپنی
سامعتوں پر مٹی گھٹنے بھر دس نہ اولا

شانی میں بھی آپ کے بتائیں رہ سکتا میں بھی
آپ سے بے پناہ محبت کرتا ہوں مگر کیا کرتا شادی
شدہ ہوں چار بچوں کا باپ ہوں پورے خاندان کی
امیدوں کا مرکز ہوں پھر عمر میں دس سال تم سے بڑا
ہوں یہ ساری باتیں مجھے ہر بار اقرار کرنے سے روک
لتی ہیں میری بیوی شکی حزانہ ہے ویسے بھی میرا بیٹا
حرام کئے رہتی ہے۔

میں گھر اور بچوں سے دور صرف اس

کے دیپ جلانے اس سے جزل ٹاپس پر پات چیت
ہوتی رہی شروع شروع میں میں ادا اس ہوتی تو وہ مجھے
ایسے ایسے مذاق کرتے کہ ہنس ہنس کر میرا برا حال ہوتا
اور وہ چپ چاپ میری ہنسی سنتے۔ سنو تم ہنستی بہت
خوبصورت ہو ہمیشہ ہنستی رہا کرو۔ اچھا جی یہ کس نے
کہا میں نے شرارت سے کہا۔ ہم نے بھگم مسٹر
زریاب احمد نے بھی اسی لہجے میں کہا تو ہم دونوں بے
اختیار ہنس پڑے۔

اب ہمیں فون پر بات کرتے ایک ماہ تو چکا تھا
ایک دن مجھے آفس ورک کی وجہ سے اس ایریا میں جانا
پڑا جہاں زریاب کا آفس تھا میں نے اسے فون پر کہا
کہ میں سی این جی کے سامنے ساجد کے گھر آئی ہوں
اس نے مجھے فوراً کال کی اور کہا کہ چائے پائے بغیر
نہیں جانے دوں گا۔ سو اس کے بے حد اصرار پر میں
مان گئی۔ اور اپرل میں ہماری پہلی ملاقات زریاب
کے آفس میں ہوئی۔ وہ بہت شرف النفس تھا گڈ ٹلنک
چائے بسکٹ وغیرہ کے بعد وہ مجھے اپنی گاڑی میں
ڈراپ کرنے میرے آفس تک آئے میں بے حد خوش
تھی اپنے خوابوں کے شہزادے کو اپنے سامنے بٹھا کر
دیکھا اور اس سے باتیں کیں اب میں نے فیصلہ کر
لیا تھا کہ زریاب کو سب کچھ سچ سچ بتا دوں گی، پھر
رات میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔

زریاب آپ میری زندگی میں آنے والے
پہلے مرد ہو جس پر میں نے اعتبار کیا ہے آپ جانتے
ہو مجھے لڑکوں کی محبت پر کبھی یقین نہیں تھا مگر نجانے
کب کیسے آپ میرے دل میں سما گئے ہو اور چند ہی
ماہ میں آپ سے یوں شناسائی ہوئی لگتا ہے کہ جیسے
برسوں سے آپ کو جانتی ہوں دل بے اختیار آپ کے
نام پر دھڑکتا ہے آپ کی کال دیکھ کر لیاں کو ایک نرم
وگداز سی مسکان چھوٹنے لگتی ہے آپ سب سے الگ
ہو بے مثال ہو۔ آئی او یو۔ سوچو زریاب۔

میری بات سن کر وہ کافی ٹھہرے ہوئے لہجے

2014

Digest.pk

محبت رنگ بدلتی ہے

دعا کی وہ نہ ملا شاید وہ میرا نصیب ہی نہ تھا۔ میں نے اپنے دن رات اپنے شوہر کے نام کر دیئے ہیں اس نے مجھ پر اعتبار کیا مجھے پیار دیا جان دیا چادر اور چادر پواری کا تحفظ دیا عزت دی تو میں کیوں نہ اس کی عزت کروں۔ کیوں نہ دوں اسے چاہت محبت اور پاں محبت بھی شاید ہو ہی جائے۔

قارئین آپ میرے حق میں دعا کریں کہ میں اسے بھول کر صرف اور صرف اپنے شوہر سے محبت کروں اور ذریعہ اب بھی صرف اور صرف اپنے بیوی اور بچوں کا ہو کر رہے کیوں کہ اس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ کسی لگی عزیز بہنوں اور بھائیوں میری پہلی کاوش امید ہے آپ ضرور مجھے دوبارہ انٹری کا موقع دیں گے آپ کی قیمتی آراء کی منتظر ہوں۔

گلاب آ نکھیں شراب آ نکھیں
یہی تو ہیں لاجواب آ نکھیں
انہیں میں الفت انہیں نہیں نفرت
ثواب آ نکھیں یا نذاب آ نکھیں
کبھی نظر میں بلا کی شوقی
کبھی سراپا حجاب آ نکھیں
کبھی چھپائی ہیں راز دل کے
کبھی ہیں دل کی کتاب آ نکھیں
کسی نے دیکھی ہیں پھیل جیسی
کسی نے پائی سیراب آ نکھیں
وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے
حضور آ نکھیں یا جناب آ نکھیں
عجب تھا گفتگو کا عالم
سوال کوئی جواب آ نکھیں
یہ مست مست بے مثال آ نکھیں
مصور کا کمال آ نکھیں
شراب و ب نے حرام کر دی
مگر کھانا حلال آ نکھیں

کے رویے کی وجہ سے ہوں بہت عرصے بعد مجھے کسی سے بات کر کے سکون ملا ہے۔ زندگی زندگی گلنے لگی ہے شانی تم بہت ٹائس ہو۔ آئی لوہو۔ پلیز مجھے مت چھوڑنا یونہی ایک بے نام سے چھپے بندھن میں بندھ کر میرا ساتھ دینا اور نہ میں اجڑ جاؤں گا۔

اس کے اقرار پر دل کی کلی پھر سے کھل گئی اب ہم تقریباً روزانہ ملنے لگے دو میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر مجھے سامنے بٹھا کر دیکھا کرتا میری ہر فرمائش پوری کرتا اسے میری ہی فکر رہتی ایسے زندگی کے خوبصورت لمحے کتنی جلدی گزر جاتے ہیں اور اپنے پیچھے بس یادوں کی راکھ چھوڑ جاتے ہیں۔

ہمارے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی دوامیرے گھر میں میری شادی کا ذکر چلا تو میں نے ذریعہ اب سے بات کی تو اس نے کہا کہ اگر وہ اچھے لوگ ہیں تو تمہیں شادی کر لینی چاہئے کیوں کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ کیا میں اس کے جانتی پاؤں کی۔

پورا پورا دل اور پوری پوری رات جاگ جاگ کر جس سے احوال دل کیا کرتی میں نے روتے ہوئے کہا۔ پلیز مجھے اپنے سے جدا مت کریں میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی پلیز۔ مگر نبانے اس کے من میں کیا سنائی اس نے بار بار مجھے کہا کہ شادی کر لو آخر تنک کر ایک دن مجھ سے کہا کہ اگر مجھ سے محبت کرتی ہو تو میری بات مان جاؤ بس اس دن تنکے بارے میں سفر کی طرح میں نے اپنے دل کا خون کر دیا اور ماں باپ کے فیصلے کو قبول کر لیا میری شادی بہت سنجیدگی اور خاموشی سے ہوئی کیوں کہ میں یہ جانتی تھی میرے شوہر مجھ سے بے حد پیار کرتے تھے۔

آج بھی ذریعہ اب میرے لیے روتا ہے تڑپتا ہے اور اسے مجھے کھو دینے کا بچتا رہا ہے وہ وقت کے بے وقام گھوڑے کو اپنی طرف موڑنا چاہتا ہے مگر اب وقت گزر چکا ہے فیصلہ ہو گیا ہے ایک پیار کرنے والا دل مر چکا ہے میں نے اسے لوٹ کر چاہا اس کی ہر ایک

2014 جولائی

155

محبت رنگ بدلتی ہے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرنگ نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

لمبی جدائی

تحریر: آصف جاوید زاہد۔ 03046552827

شہزادو بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
پہلی ہی ملاقات سے محبت ہوئی اور پھر ایک دوسرے سے وعدے قسمیں کئے مگر کیا تھا پہلی بار ملنا اور پہلی
ہی بار بچھڑ جانا شاید وہ بچھڑنا پہلا اور آخری تھا جو آج تک ملاقات نہیں ہوئی اسکی یہی یہ کہانی آپ کی
خدمت میں لے کر آیا ہوں جس کا نام۔ لمبی جدائی۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اپنی دہائے سے
ضرورت نوازے گا

اولاد جواب عرض کی پائیں کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا اوارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں
ہوگا۔

محاشرے کی برائیوں کو لوگوں کے سامنے لائے
تاکہ لوگ دھوکے سے بچ سکیں اگر ایک انسان
نے بھی میری ان باتوں سے کچھ سیکھ لیا تو میرا یہ
لکھنے کا مقصد پورا ہوگا سوری قارئین بہت ناظم لیا
آپ کا اب آئیے اصل کہانی کی طرف یہ میرے
ایک دوست کی کہانی ہے آئیے اسی کی زبانی سنتے
ہیں۔

چھ بہن بھائیوں سے میرا نمبر پہلا ہے ماں
باپ کا خواب کہ بیٹا پڑھ لکھ کر وکیل بنے گا خدا کا
دیا سب کچھ تھا گاؤں میں بہت عزت تھی میں
آٹھویں کلاس میں پڑھتا تھا ہمارے ایک برشتہ دار
کی شادی تھی ابو کے گزن نے مہندی سجا کے لے
کر جانا تھا لہذا ہمیں بھی مہندی پر جانے کو کہا گیا۔
میں اور میری والدہ صاحبہ بھی مہندی میں
شریک ہوئے مہندی شادی والے گھر پہنچی میں بھی
دوستوں کے ساتھ بلاگلا کرتا ہوا ساتھ تھا کافی دیر
ہم دوست ڈھول پر گھومر کھیلنے رہے اب مہندی
لگانے کی رسم شروع ہوئی دسمبر کی رات گیارہ بجے

زندگی کا مقصد انجوائے کرنا نہیں ہے زندگی کا
ایک مقصد ہے اللہ نے انسان کو کس
مقصد کے لیے بھیجا ہے کہ وہ اس دنیا میں آئے اور
انجوائے منت کر کے چلا جائے جو انسان رسول
پاک ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلا اور
انسانیت کی بھلائی کی گویا اس نے زندگی کا مقصد
پورا کر لیا اور جو لوگ زندگی کو انجوائے منت کا نام
دے کر گزاردیتے ہیں یاد رکھیں کہ ایک دن اللہ
کے حضور حاضر ہونا ہے۔

جس طرح زندگی کا ایک مقصد ہے اسی طرح
جواب عرض کا بھی ایک مقصد ہے وہ مقصد یہ ہے
کہ لوگوں کو زندگی کے خلیب و فراز سے آگاہ کرنا
جو برائیاں محاشرے میں زور دیتی ہیں ان کو قارئین
کے سامنے لانا تاکہ قارئین ان سے سبق سیکھ سکیں
میری قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ہر سنوری کو
محض دل بہلانے یا ناظم پاس کرنے کے لیے نہ
پڑھیں بلکہ ایک سبق حاصل کریں ہر رائٹر کی
خواہش ہوتی ہے کہ وہ قلم کی مٹھاپی سے

لمبی جدائی 166 جولائی 2014

Digest.pk



Digest.pk

پتہ تب چلا جب صبح کے نو بجے اسی نے اٹھایا کہ بیٹا شادی پہلے ہی جانا ہے جلدی اٹھو مجھے کہا گیا کہ تم یارات کے ساتھ ملے جاؤ میں بہت خوش ہوا کہ اپنے خوابوں کی شہزادی کو خوب دیکھوں گا۔

جب وہاں پہنچا تو وہ مجھے نظر آگئی میں نے اپنی آنٹی سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے آنٹی نے بتایا کہ جاوید شہر سے مہمان آئے ہوئے ہیں اس کا نام عائشہ ہے اور ساتویں کلاس میں پڑتی ہے اور تھوڑی دیر بعد میری اس سے بات ہوگئی میں نے اٹھارے محبت کر دیا اس نے بھی کہا کہ مجھے بھی تم جیسی نظر میں ہی اچھے لگے تھے میں بہت خوش ہوا۔

یارات بڑی دھوم دھام سے دلہن کے گھر پہنچی لیکن میں اپنی محبوبہ کوئی دیکھتا رہا مجھے پھر بات کرنے کا موقع مل گیا ہم دونوں کافی دیر ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے ایک دوسرے سے بہت وعدے کئے میں نے صاف کہہ دیا کہ اگر شادی کروں گا تو تم سے اس نے بھی کہا کہ جاوید میری جان میں بھی تم سے ہی شادی کروں گی ورنہ ساری عمر شادی نہیں کروں گی پھر اس نے کہا کہ اپنا نمبر مجھے دے دو کل ہم نے واپس جانا ہے اور میں تم سے بہت جلد رابطہ کروں گی۔

اگلے دن میں نے اسے ایک گفت دیا اور اس دل کے ساتھ اور اس وعدے کے ساتھ کہ بہت جلد ہم دوبارہ رابطہ کریں گے پھر میں نے اسے رخصت کر دیا اور اس کے بعد میری ہر رات ایسے گزری کہ جیسے کوئی پرندہ اپنے محبوب سے چھڑ جاتا ہے اور وہ پرندہ رات کے پچھلے پہر چاندنی رات اور جھمکاتے تاروں کے ساتھ بہت تہا ہوا اور بہت اوتھا اپنے محبوب کو ڈھونڈتا ہوا اپنی پرواز کو بندھتا ہو بالکل ایسا ہی میرے ساتھ ہوا میرے سب خواب چکنا چور ہو گئے میں جیسے مومن مری جہلا ہو گیا۔

کا نام میری آنکھیں ایک حینہ سے جا کر نکرائیں دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہو گیا جو میں نے بھی زندگی میں سوچا بھی نہ تھا صرف ایک بار آنکھیں ملانے سے مجھے محبت ہوگئی۔

اور اتنی شدت سے ہوئی کہ میں اپنا آپ بھول گیا جب میں نے اس سے نظریں ملایں تو خود کو اس کی طرف کھینچا ہوا محسوس کیا۔

میرے ابو کے کزن کی شادی تھی ابو لوگ وہاں تھے اور ہمیں بھی کہا گیا تھا کہ آپ لوگ بھی وہاں آ جانا جب تک مہندی کی رسم ادا ہوتی رہی میں اس پری چہرے میں گم رہا میں نے سوچا کہ کاش وقت یہی پر رک جائے اور میں اس حسین چہرے کو دیکھتا رہوں لیکن یہ تو میری سوچ تھی وقت تو ایک سیکنڈ بھی نہیں رکتا اور بے لگام گھوڑے کی طرح بھاگ رہا ہے۔

سب کو کھانا پیش کیا گیا لیکن میری تو بھوک جیسے ختم ہو چکی تھی خواہش تو صرف اسے دیکھتے رہنے کی جب اسی کے ساتھ دوسری شادی پہنچا تو جیسے گھوکھلا ہو چکا تھا بالکل ایسے جیسے کسی پرندے کے گھونسلے سے عقاب اس کے بچے لے جائے اور اس گھونسلے کو گھوکھلا کر دے اسی طرح اس حسین چہرے نے میرے سینے سے دل ہی نکال لیا سب نے مجھے کہا کہ آؤ ڈھونڈ کر گھومر کھیلیں لیکن میرا دل نہیں جاوہر ہاتھ وہ طرح طرح کی روشنائی مجھے اچھی نہیں لگ رہی تھی اور اس ہجوم میں بھی میں تنہا تھا وہاں سے گھر آ گیا اور اس کے خیالوں میں گھو گیا۔

وہ کون ہے کہاں رہتی ہے اس کا نام کیا ہے اسی خیالوں میں گم تھا کہ یہ شعر یاد آ گیا۔
کتنی محبت ہے میرے اندر کی تنہائی جاوید
ہزاروں اپنے ہیں مگر یا تم ہی آتے ہو
پتا نہیں کب نیند کی دیوی مہربان ہوگئی اور

2014

Digest.pk

بسی جدائی

مکراؤں کے رستے پہ ٹھٹھے لگا کر چلا گیا
 الاتا تھا جن سے جن کے میرے لیے وہ پھول
 اب کانٹے میرے رستے میں بچھا کر چلا گیا
 وہ بچ کر میری دقاؤں کو سر عام
 فیروں میں اپنی قیمت بڑھا کر چلا گیا
 اس کے گھر میں دیں گے چراغوں کو جگر کا خون
 میری زندگی کے چراغ بچھا کر چلا گیا
 سوچا تھا سنائیں گے اسے داستانِ دل
 وہ میری ہی زندگی کا افسانہ بنا کر چلا گیا
 (کشور کرن، چنکی)

غزل

بدنِ محسن سے چور ہے
 پر خیند ہم سے دور ہے
 اس کا خیال ساتھ ہے
 بڑی اداس رات ہے
 ہوا ر غم کا زور ہے
 سمندروں کا شور ہے
 جدائیوں کی بات ہے
 بڑی اداس رات ہے
 ہر نظر شراب ہے
 اس کے لئے کا خواب ہے
 یہ کون سا عذاب ہے
 بڑی اداس رات ہے
 مجھے دلوں کی یاد ہے
 تھکا تھکا سا چاند ہے
 بڑی اداس دیکھی سی بات ہے
 بڑی اداس رات ہے

آج آٹھ سال گزر گئے ہیں میں آج بھی
 عائنہ کا انتظار کر رہا ہوں وہ لمبی جدائی دے گئی ہے
 اس کی یاد آئی جب بھی اس کی یاد نے میرے دل
 پروار کیا میں نے نشے کا سہارا لیکر اس کو بھگانے کی
 ناکام کوشش کی میں نے کھانا چنا گھر بار سب کچھ
 چھوڑ دیا لیکن بھائی آصف جاوید کی بھرپور
 کوششوں کے بعد اب اپنی معمول کی زندگی گزار
 رہا ہوں۔

اور بھائی آصف کے کہنے پر نشہ بھی چھوڑ دیا
 ہے اور اپنا علاج کر دار رہا ہوں گھر والے کہتے ہیں
 شادی کر لو لیکن میں آج بھی اس کا انتظار کر رہا
 ہوں۔ قارئین کرام یہ بھی میرے دوست کی کہانی
 میرے دوست کو میرے سیل فون پر مشورہ ضرور
 دینا وہ شادی کرے یا پھر عائنہ کا انتظار کرے
 انتظار رہے گا اللہ حافظ۔

دنیا کیا جانے میری محبت کی
 داستان کو خیانت
 ہم تو ان کو بھی دعا دیتے ہیں جو
 ہمارے نام سے نفرت کرتے ہیں
 (خیانت علی۔ کوٹلی)

غزل

آیا تھا زندگی میں وہ آ کر چلا گیا
 وہ شخص میرا آشیاں گرا کر چلا گیا
 کہتا تھا خوشیاں بچ کر خریدوں گا تیرے غم
 مگر بھر کا غم میری زندگی کو لگا کر چلا گیا
 کبھی جو لکھتا تھا ہواؤں میں میرا نام
 اب اپنے دل سے میرا نقش مٹا کر چلا گیا
 دنیا کی رونقوں میں کبھی جو ہمسرا رہا

جولائی 2014

Digest.pk

لمبی جدائی

دیوانگی کہاں جا کے ٹھہری

تحریر: منظور اکبر بسم - 03453487779

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم! امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
آپ کی دلچسپی میں دیوانگی کہاں جا کے ٹھہری ہے کہ قارئین کی نظر کمرہ ہاؤں پہلے کی تحریریں شائع کر کے حوصلہ افزائی کا بہت شکر یہ امید ہے یہ تحریر بھی شائع کر کے شکر یہ کا موقع فراہم کریں گے یہ بندہ ناچیز ہر اہل حق آپ کو خیر و صحت کی تحیم کے لیے دعا گو ہے میری طرف سے تمام دوستوں کو سلام
ادارہ جواب عرض کی پابندی گوہ نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا دار اسٹریڈ مارک نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اصلیت کا منہ دیکھنے پر انسان غموں کی آگ میں سٹلنے پر مجبور ہو جاتا ہے وہ الہی الخد تو بٹ کر جہاں سے ہے خیر اپنی سوچ میں گم سم رہتا ہے اس کے سامنے پیار و محبت کی قدر قیمت بالکل قسم ہو جاتی ہے۔
پھر کوئی اس کے سامنے پیار و محبت کی جتنی بھی قربانی دے اسے اس کو اعتبار ہی نہیں آتا میری پہلے کہانی بھی ایسی ہی حالت کی نمونہ لڑکی کی کہانی ہے جس نے ایک آستین کے سانپ پر اللہ کا اعتماد کیا اور اپنی اور اپنے خاندان کی پروا کئے بغیر اس کے ساتھ قدم طمانے پر تیار ہوئی۔

جب اس کو پتہ چلا کہ وہ تو جسمانی دیوی کا قائل ہے تو اس لڑکی نے اپنی عزت بچا کر اپنی محبت کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا تو خود کو دنیا کی کامیاب لڑکی اس نے سمجھتی ہے کہ اپنی عزت بچا کر بکری لڑکیوں کی نظر میں بدنامی کا خوف بھی اپنے دل میں لیے جیتی ہے۔۔۔ آئیے کہانی اس کی زبانی سنتے ہیں۔

قارئین میرا نام مسدق ہے میں نے ایک متوسط گھر اپنے میں آنکھ کھولی جب بوش منہ لالہ

سے کہتا بہت اداس ہوں تیرے جانے سے
بوسے تو لوٹ آنا کسی جہان سے
نہ اچھٹھا کسی ہم سے مگر
ایک بار دیکھ تو کسی کوئی لوٹ گیا ہے تیرے جانیسے
انسان جب بنا سوچے سمجھے کوئی قدم اٹھاتا ہے
نہ کام ہونے پہ انتہائی عزم ہوتا ہے اس
وقت اس کی آنکھوں میں آنسو اور غموں کا سمندر
نہ نہیں مارتا ہوا اس کو تر پاتا ہے وہ اپنی غلطی پہ اتنا
شرمندہ ہوتا ہے کہ اس کے دل میں حسرت پیدا ہوتی
ہے انہی اس بے اعتماد دنیا سے ناپے توڑ کر اس جہاں کو
زندہ کے لیے چھوڑ کر اپنی زندگی سو جاتی۔

اس کا اعتماد اس حد تک اٹھ جاتا ہے کہ اس کے
نہر والے بھی اسکو نہ ہر گتے ہیں۔

زندگی میں ایسے انسانوں سے بھی واسطہ پڑتا
ہے جو ظاہری طور پر معصوم نظر آتے ہیں مگر باطن ایک
ہر یار ناگ بن کے ڈستار ہوتا ہے دور حاضر میں
نہان ہو چکے بول بولے والوں پہ اتنا اللہ کا اعتماد نہ
ہیستہ ہے کہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر اس پہ اتنا دیتا ہے لیکن

بہن! کہیں کہاں جا کے ٹھہری
Digest.pk
2000



Digest.pk

اپنے آپ کو ایک ہنسی ہنسی ٹیلی میں پایا مگر میرے ابو اچھائی تخت طبیعت کے مالک تھے۔ مجھ سے پہلے ہمارے خاندان کی کوئی بھی لڑکی سکول نہیں جاتی تھی مگر مجھے پڑھنے کا بہت ہی شوق تھا جب بچوں کو بستہ اٹھا کر جاتے دیکھتی تو وہی میں ایک حسرت ہی پیدا ہوتی کہ میں بھی سکول جاؤں اس حسرت کی تکمیل کے لیے میں نے ضد کی تو حسرت پوری ہو گئی قرعہ پر انٹری سکول میں داخل کروادیا گیا ہمارے خاندان میں لڑکیوں کو حجاب وغیرہ نہیں کرنے دیتے تھے اس لیے پڑھائی کو زیادہ ترجیح نہیں دیتے مگر میں نے تمام ہرسم اور رواج کو توڑ دیا۔

خود اور دوسروں کے اندر شعور کو پیدا کرنا میرا مشن تھا پرائمری پاس کرنے کے بعد ہائی سکول میں داخلہ لیا اور میٹرک اچھے نمبروں سے پاس کر کے اپنے آپ کو ایک کامیاب لڑکی مان لیا مگر میرا دل کے بھی پڑھنا چاہتا تھا پھر گھر والوں نے کہا کہ گھر پر تیاری کرو اور پرائیویٹ امتحان دینا اس لیے گھر میں کتابیں اٹھائے بیٹھی تھی۔

میرے بڑے بھائی کی شادی ہوئی تو وہ اپنی بیوی کو لے کر اسلام آباد چلے گئے میرے بھائی کی وہاں اپنی جانب تھی میرے دل میں حسرت پیدا ہوئی کہ میں بھی اسلام آباد کے دیدہ زیب مقامات کی سیر کروں سو ہم اپنے بھائی کے پاس چلے گئے وہاں کے مقامات کی خوب سیر کی جن کے مناظر آج بھی میری نگاہوں میں گھومتے ہیں ہم وہاں تقریباً چوبیس دن رہے اس کے بعد گھر کی طرف لوٹے بھائی نے ہمیں اسلام آباد سے بٹھا دیا اپنے شہر اترنے کے بعد ہمیں اپنے گاؤں کی بس نظر آئی تو اس میں سوار ہو گئے میرے ساتھ میری آنٹی بھی تھی اس بس میں ایکی بھی تھا جب ہم بس سے اترنے لگے تو اس نے میرے ہاتھ میں اپنا نمبر پکڑا دیا میرا دل دھڑکنے لگا شروع ہو گیا بدل نے تو چاہا کہ نمبر بھینک دو مگر فطرت کے

دیوانگی کہاں جا کے گھمیں

ہاتھوں مجبور ہو کر نہ پھینکا۔ میری آنٹی اس کو جانتی تھی مگر آ زمانہ تو میں نے بھی تھا ہمیشہ پہلی بار نہیں آزمایا جاتا وقت کے ساتھ ساتھ اصلیت سامنے آتی ہے۔ یوں تو میرے ظلوں کی قیمت کچھ نہ تھی مگر کچھ لوگ نا آشنا تھے جو دولت پہ سر گئے مین نے شام کے وقت عادتا اسے کال کر دی یوں ہماری باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہماری اکثر بات ایس ایس ایس پر ہی ہوتی تھی ہم رات کو کال پر بات کرتے تھے۔

وہ شکل و صورت سے بہت خوب صورت تھا اس کے گھر کا قاصد آدھے گھنٹے کا تھا ہماری قوم کا تھا وہ اپنے ابو سے ناراض ہو کر اپنی پھوپھو کے گھر رہتا تھا اس نے زمین چھ دی تھی۔

میں نے اس سے پوچھا کہ اس کی پہلے بھی کوئی دوست ہے تو کہتا کہ ہاں ایک ناڈش بھی ملتان کی مگر اب نہیں ہے وہ اپنی دوست سے ہر وقت گپ شب لگاتا ان سے رشتہ نہ ہو سکا مگر حسن پرست اب جسم پرست بنا گیا اس نے اپنے خاندان کے بارے میں مجھے سب کچھ بتایا ہوا تھا۔

ایک ایسی تمام سے گھر سے سامنے سے گزرا کیوں کہ ہمارا گھر روڑ کے بالکل ساتھ ہے یعنی روڑ سامنے سے گزرتا تھا میں نے اسے دیکھا تو کہنے لگا آپ کے گھالی ہوٹ مجھے بہت پسند ہیں مجھے اس بات سے اس کی اصلیت سامنے آنے کا دوسواں پیدا ہو گیا مگر پیار کے ہاتھوں مجبور کر چپ رہ گئی وہ اپنے دوستوں کو میرے بارے میں بتانے لگا وہ نئے نئے نمبروں سے کالیں کرنا کہتا کہ میرے دوست کا نمبر ہے ہماری محبت کا اکثر لوگوں کو پتا چل گیا تھا۔

مجھ سے بچ کر گناہ ہو جاؤ گے
سودا گروں کے ہاتھوں بیام ہو جاؤ گے
تیرا ہر اک سے ملتا مجھے اچھا نہیں لگتا

ہر ایک سے سوئے ہوئے عام ہو چاؤ لے

مردودہ ہوتے کہ وہ بہت برا لڑکا ہے اس کو چھوٹا دیکھ کر بدنام ہونا چاہتی ہو مگر میں تو اس کی دیوانی ہو چکی تھی میں ایک سے پوچھتی کہ تمہاری کتنی دوست ہیں تو کہتا مجھ سے قسم لے لو میری کوئی بھی دوست نہیں ہے ایک دن ایک نے قرآن پر ہاتھ رکھ دیا کہ میں صرف تیرا ہوں محرم کا مہینہ تھا اس نے گلہ کی قسم کھالی کہ میں تیرا ہوں میرے دل میں کسی کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے میں اس قدر اس کی دیوانی ہو گئی تھی واپس لوٹ کر آنا مشکل ہو گیا تھا نہ تو میرا عاشق تھا نہ اسے مجھ سے محبت تھی بس میں ہی دل کے ہاتھوں مجبور تھی انسان انسان کو ملتا ہے تو کچھ خاص ہوتا ہے جس کی نظر کا ظلم انسان کی زندگی کو بدل دیتا ہے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا وہ تو خود غرض انسان تھا وہ تو اپنا فائدہ جانتا تھا آج تک اس نے مجھے کوئی گفٹ نہ دیا گفٹ تو دور کی بات اس نے کال بھی نہ کی تھی میں خود اے کال کیا کرتی تھی صرف ایک سال تک وہ میرے ساتھ ٹھیک رہا اس کے بعد اس کے بعد وہ بدل گیا اس وقت مجھے بھی لگتا تھا کہ وہ صرف میرا ہی ہے مگر جب میرا اندر ہا تو وہ اپنی غلطیوں پر نادم ہونے کے بجائے بڑھتا چلا گیا اس کے ہر جگہ دوست تھے اب تو اس کا نمبر چوبیس گھنٹے مصروف رہتا میں کال کرتی تو کہتا کہ کام بھی کرنے ہیں اور صرف پانچ منٹ بات کرتا اور بند کر دیتا میں جب اسے بار بار کال کرتی تو کہتا کہ تیرے لیے مصروف ہوں میں اسے ہزاروں کالوں کا نوڈ کر دیا کے ٹک کرتی کیوں کہ میرے پاس پیسوں کی کمی نہ تھی وہ اکثر میری کال لو کے کر کے رکھ دیتا اور کبھی اپنے دوستوں کو موبائل تھا دیتا اس نے میری زندگی جاہ کر کے رکھ دی تھی مجھے لوگوں کی نظروں میں جاہ پر باد کر بدنام کر رکھا دیا تھا مجھے حد سے زیادہ محبت اور جنون ہو گیا تھا۔

کبھی لوگ تو کبھی اچھے نہیں رہتے
جن سے بچ سیکھا ہو وہ بچے نہیں رہتے

ایک دن ایک نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے پہلے کسی لڑکے سے دوستی کی تھی تو میں نے بتایا کہ جب میں سکول جاتی تھی تو ایک لڑکا بائیک پر بہت تنگ کرتا تھا اس کے راستے میں سے میں اور میری دوست گزرتی تھی تو وہ اس راستے میں بائیک لے آتا میری دوست کے ساتھ اس کی دوستی ہو گئی اور موبائل فون پر اس سے بات کرنے لگی موبائل فون میں چار چ کر دیتی تھی کیوں کہ ان کے ہاں لائٹ نہ تھی میں نے ایک کوچنگ جگہ بتا دیا مگر وہ کہتا کہ آپ بھی ساتھ شامل تھی لیکن ایسا بالکل نہ تھا میں نے اپنے آپ کو بھی بنا تکی کوئی کٹر نہ چھوڑی مگر وہ اپنی ضد پہ قائم رہا وہ لڑکا تھا اس کے دل میں کھوٹ تھی تو یہاں سے ہٹا کر شروع ہو گیا اس نے مجھے سے غلط رویہ سے بات کرنا شروع کر دی اور وہ جان بوجھ کر اکثر مجھ سے ناراض رہتا تھا۔

پھر مجھے کسی نے اس کے دوستوں کا نمبر دیا تو معلوم ہوا کہ وہ کسی کزن کے ساتھ رہتا ہے وہاں اسکی کوئی دوست رہی تھی وہ تو ایسا غلیظ تھا کہ اس نے اپنے دوست کی بہن سے دوستی کر لی میں بھی اتنی پاگل ہو گئی تھی کہ سب جان کر بھی اسے کال کرتی اب گھنٹوں کال ہونے کے بجائے منٹوں پہ آگئی تھی میری کال سے ڈسٹرب ہوتا تو مصروف کر دیتا اس کا نمبر اکثر مصروف ہی رہتا۔

میں اندر ہی اندر جلتی رہتی میری نیندیں حرام ہو گئی تھیں

میری ساقی میری تھیائی ہے
اس انجی سے میری کتنی شناسائی ہے
کتنی شدت سے چاہتی ہوں اسے میں
یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ہر جگہ ہے
اس کے گھر والوں کو پتہ چل گیا کہ ایسی کا میرے ساتھ تعلق ہے کیوں کہ میں خود اس کی پھوپھو سے بات کرتی تھی اس کے بھائیوں سے بھی بات کی

دیوانی کہاں جا کے پھوڑی

جولائی 2014

جولائی 2014

Digest.pk

کے بغیر سب کچھ کرتی رہی میں نے اسے ہزاروں
کارڈ کہہ دئے مگر آج تک اس کی کال نہ آئی تھی
وقت تھی میں جو اس کی عادتوں پر پروردہ تھی رہی اپنے
اغدہ کو دیکھ لی طرح چنوائے بے بسی کی زندگی
گزارنے پر مجبور ہو گئی۔

محبت اور چاہت کی شناسائی دے گیا
بڑی دردناک ہم کو تنہائی دے گیا
اس شخص کے نام سے تمہیں بھی رو تھیں
جو ہم سے چھڑ کو دارغ جدائی دے گیا
ایک اور میری ایک مشترکہ دوست تھی ایک دن
ایک نے مجھ سے روپے مانگے تو میرے پاس نہیں تھے
میں نے اپنی دوست کو اپنے گولڈ ناپین اور دو سو روپے
دے دیئے میں اس کے پر بدنام ہو گئی، چاک اپنی
محبت کو پتہ ہو چلا کہ پالوں مگر اس سنگدل کی
فطرت بدلنا میرے بس کی بات نہ تھی اب سوائے
رسمانیوں کے میرے پاس کچھ نہ تھا ہماری مشترکہ
دوست نے مدد کر دی ہماری ساری باتیں اس کی کڑوں
کو بتا دیں اس نے میرا نمبر ایک کے کڑوں کو دے
دیا میں نے ایسی کو سب بتایا تو لیکن اس نے اس کی خوب
بے عزتی کی لیکن وہ اپنی عادتوں سے باز نہ آئی جب میرا
بھائی اسامہ آیا تو تھا تو میں ایسی کو خود بلا کر کہتی تھی میری
کڑیوں کے گھر لیبل لگی ہوئی تھیں ارے اور فلمیں مجھے
پسند تھیں دنیا کی نگاہ میں میں بے شک بدنام ہو گئی تھی
مگر ایسی کو جب مافی پاس بچانے کی طرف بھی مائل نہ
کیا تھا نہ ہی میں ایسی کہتی کہ سستی تھی میں اس سے چلی
محبت کر لی تھی جو کہ میں اپنی چاہت پانچیں سکتی تھی میں
اب اتنا ثروت چکی تھی کہ میری حالت کو دیکھ کر سب
پریشان رہتے ایک دفعہ میں گھر کے سامنے کھڑی تھی
کہ وہ گڑھا اور کہتا کہ جانا ہے میں نے کہا کہاں
جارتے ہو کہتا کہ کہیں بھی نہیں اس کے ہاتھ میں ایک
رومال تھا میں نے پھینکا چاہا مگر اسے نے نہ دیا میں
سوچتی کہ اس کی کوئی نشانی ہی ہو جائے میرے پاس

کیوں ایسا ہے کہ اعتبار کی ٹوٹی ہوئی دہلیز پر
جو بہت ہی اپنے ہوں وہ اپنے نہیں رہتے
جب میں انہی کو بہت زیادہ تنگ کرتی تو جج ہول
دینا کہ میں نے صرف ملتان کی ہارٹس سے محبت کی
تو ایک دن میری مائیں ملاو تیار ہو گئی تو میں ہسپتال
میں گئی میں نے اسے بتایا کہ مجھے ملنا دانا ہی ہے میں نے
اس کے لیے اسپتال پر فیم لیا اور دوسرے تھا تک بھی
مگر جب گاڑی میں آئی تو خالی تھی میں نے سب کچھ
اسے دے دیا ایک دفعہ میں اساتھ ٹکے کے لیے شہر گئی
تو سکول کے تیسرے گیسٹ پر ایک سے پہری پانچ
دست کی ملاقات ہوئی میں اسے کوئی بھی کام بتی وہ نہ
کرتا مجھے بہت محسوس ہوتا مگر میں عشق کی آگ میں
جل رہی تھی مجھے انہی کے سوا کوئی نظر نہیں آتا تھا۔
یہ عشق نہیں آسان نہیں اتنا سمجھ لیجئے

آگ آگ کا دریا ہے اور ذاب کے جہانے
ایک دن ایک خبر میرے اوپر آئی کہ میری
ایک نے مل کی باڈم لڑکی سے شادی کر لی میں اب
بالکل ٹوٹ چکی تھی مجھے زمانے بھر سے افرات ہو گئی تھی
مجھے اب خود سے انہیں ہی ہوتی کس آگ میں کو گئی
ہوں جہاں مجھے صرف جھلسا ہے ایسی نے اس لڑکی کو
چھوڑ دیا اور اس لڑکی سے اس کے بھائی نے شادی کر
لی وہ آج بھی گھر بسا رہے ہیں مجھے اس کا وہ لہجہ اور یہ
بھی یاد آتا ہے جب وہ مرزا کو لے کر گیا تو میں
اپنی ہمارا لڑکیوں کے ہاتھ اسے بونٹیں بھونکتی میں
اسے بہت زیادہ چیزیں گفٹ کرتی تھی مگر وہ سب
اپنے دوستوں کو دے دینا میں اپنے پاس کارڈ رکھتی
رہا مگر اسے جب بھی ضرورت ہو میں اسے دے دوں
لیکن انہیں اس بات کا کہ وہ میرے کارڈ سے اپنی
دوستوں کو کال کرتا کیا کی تھی اسے میری محبت میں جو
وہ اور لڑکیوں سے بات کرتا تھا میں اکثر اوقات رو کر
گزار لیتی تھی وہ مجھے جواب دے دیتا میں تم سے محبت
نہیں کرتا مگر اب مجھ پر کیا کر سکتی تھی میں انجام کی پرواہ

جولائی 2014

Digest.pk

دیوانگی کہاں کے گھری

لیکن جب آن ہوتا تو مصروف ہو جاتا جب سب کو پتہ چل گیا تو میں نے بھی چھپانا مناسب نہ سمجھا اور اس کی پھوپھو کو کہا کہ ایسی کو کچھ بھجائے میری محبت ہارنی ہوئی تھی جب میں تنگ کر لی تو وہ نمبر ہلاک کروا دیتا میں نے تین ہزار کی دس تیس لیس اور نمبر بدل بدل کر کال کر لی مگر جب وہ میری آواز سنتا تو کال کاٹ کر ہلاک کروا دیتا میں نے دس تیس چنانچہ کیس مگر سب ہلاک کروا دیں سب میرے پاس پڑی ہیں۔

تم کیوں بنے تھے دل کا سہارا جواب دو
اب کہاں ہے وہ چار تو بہار جواب دو
کس کو مارتھا اپنی وفوں پہ ہر گھڑی
کس نے کیا وفاتے کتنا را جواب دو
ہم تو سہ نہ تیس تھے جدائی کا غم
یہ قول تھا میرا تہہ را جواب دو
اک طرف زندگی اک طرف موت ہے
اب کس کی طرف کرو گے اشارہ جواب دو
میری زندگی کو روک بنا کر اسے پتا نہیں کیا ملتا
میں معاشرے میں بدنامی کا داغ اسٹیمپ ہے پر
لگائے اس کی رازوں میں نہیں اس کی رازگاری دیتی تھی
تھر وہ بے وقاف معصوم کیوں سے اپنی جسمانی پیاس
بجھا کر اتوں کو سکون حاصل کرتا تھا۔
مجھے آج بھی وہ سردی کی رات یاد ہے جب
میں اور میرا بھائی بھی کمرے میں تھا ابو بھی گھر میں تھے
میں نے اس کو کال کی تو پہلی کو پتہ چل گیا بھائی نے
پوچھا کس کو کال کر رہی تھی جب بھائی نے جواب دیا
چیک کیا تو اسے پتہ چلا کہ ایسی کو کال کر رہی تھی ابو نے
پوچھا تو میں نے سچ سچ بتا دیا۔

مجھے گھر میں ایک سال تک پابند کر دیا گیا سب
رشتہ دار چھوڑ گئے ایسی کی یاد۔ رورہ کر ستانی مگر میں
اب تنہا بارگاہی تھی میرے پاس اب کچھ نہ رہا تھا جس
سے ایسا میرا بن جاتا میرا ایک کزن جو کہ ایم اے کر

مگر اس نے نہ دیا میں جہاں کہیں بھی جاتی تو اسے بتا
دیتی تھی مگر وہ میری محبت کا قیدی نہ بن سکا وہ جیسا
چاہتا تھا میں نے خود کو دیا ہی ہا لیا تھا مگر میں جیسا
چاہتی تھی اسے دیا نہ ہا سکی کاش وہ اپنی عادتیں بدل
کر میری زندگی کا حصہ بن جاتا مگر قدرت کو منظور نہ تھا
ہم ہی نہیں نبوت کے قائل تصور تمہارا کوئی نہیں
تم کی پوجاری ہے ساری دنیا حق کی پوجاری
کوئی نہیں

ایک دن دن غلطی سے ایسی کی کال آئی تو میرا
فون ویجنگ پر تھا کہ اس نے کہا کس سے بات کر رہی
تھی میں نے کہا اپنی دوست سے کہتا نہیں تم کسی لڑکے
سے بات کر رہی تھی مگر میں لاکھ سفائی دی وہ کسی طرح
نہ مانا تو میں نے طاہرہ کا نمبر دے دیا کہ اس سے خود
پوچھ لے اس نے مجھے چھوڑا اور اس سے دوستی کوئی وہ
اس سے ملاقاتیں کرتا اور اسے فون کرتا حالانکہ وہ
اپڑھتی تھی۔

وہ مجھ سے جھوٹ ہی بولتا اور اسے سب کچھ سچ
ہی جاتا طاہرہ ہماری ملازم بھی تھی میں اسے پوچھتی تو
وہ قسم لیا کرتی کہ وہ میرا بھائی ہے اور اسے گفٹ بھی
بھیجتی تھی اس نے اسے موبائل گفٹ میں دیا میں نے
غصے سے اس کی تم تو زانی اور انی سے کہا کہ اب وہ
اسے فون نہ کرے اب وہ مجھے کال نہ کرتا اگر میں کرتی
تو رسیہ نہ کرتا اسے کون سی میری خواہش تھی اسے تو دل
لگی بھی نہ تھی۔

میں نے طاہرہ کی بہن سے کہا کہ اسے روکو
اسے کال نہ کرے مگر وہ کون سی میرا حال کرنے والی تھی
وہ دوسے ہی رات ہی مجھے بہت ہی غصہ آتا کہ کہیں میری
محبت کی جگہ نہ بدل جائے وہ چار پانچ گھنٹے دن رات
میں اسے کال کرتا تو میں بہت ہی روتی تھی وہ با شرب
ہو کر کہتا کہ بات مان جاؤ میں کہتی کہ تم اچھا نہیں
کرتے میں آپ کی بات کیوں مانوں وہ تھوڑی دیر
کے لیے نمبر آف کر دیتا۔

جولائی 2014

Digest.pk

میں جلتی ہوئی حالات کی تمنیوں اور بے وفا کی وفا یاد کرتی صدف کی زندگی کی گئی آپ جی۔

جائے جاتے جاتے یہی کہوں گا کہ پتہ نہیں مصمص صدف نہیں کتنی لڑکیاں اپنا سب کچھ ایسے ہی جسمانی پیاس بھانے کے قائل انسانوں پر لٹا دیتی ہیں۔

آج کل تو دور انتہائی سمجھدار ہے اگر کوئی ایک دو بار آپ کے ساتھ ستم کرتا ہے تو آپ اسے چھوڑ کر اپنے خاندان کی آبرو کو بچاؤ۔

قارئین جو لڑکے راہ چلتی لڑکیوں کو اپنا نمبر تمھاتے ہیں وہ بھی وفادار نہیں ہوتے ان کا مقصد صرف دھوکہ بازی ہوتی ہے خوبصورت ہائیک پر خوبصورت لباس زیب تن کئے ہوئے انسانوں میں وفا کی جھلک نظر نہیں آتی گاڑیوں کی سیٹوں کے پیچھے لکھے ہوئے موبائل نمبر پر کال کر کے بھی اپنا جیون بٹا ہمت کریں۔

آج کل معاشرے میں جینا انتہائی مشکل ہو گیا ہے کسی کی زبان سے نکل ہوئی ہمارے خلاف بات ہم کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔

قارئین آج بھی وقت ہے سنبھل جاؤ ان ظالم صفت دندلوں سے اپنی عزت بچاؤ تاکہ اگلے جہاں میں ہمیں رسوائی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔

صدف کے ساتھ بھی بے وفائی کی انتہا کرنے والے آخر میں انجام ہم سب اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے پتہ نہیں وہ کتنی لڑکیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا چکا ہے اور بھی بنائے گا۔

آپ کو میری یہ تحریر کیسی لگی اپنی آراؤں سے ضرور آواز دیئے گا۔

آخر میں بھائی ملک ندیم عباس اٹھکو۔ رانا باہر علی ناز لاہور۔ مہر عابد علی، دیشگیر یاد۔ ریاض حسین تبسم چوہان۔ ان سب کو چاہتوں بھرا سلام اور یہ غزل ان کے نام

غزل

رہا تھا وہ مجھ سے انتہا کی محبت کرتا تھا۔

میرا نام اپنے ہاتھ پر لکھ کر مجھے دکھانا مگر میں اس سے محبت نہیں کرتی تھی وہ مجھے اپنا سب کچھ سمجھتا تھا جبکہ میں نے تو اپنی کوسب کچھ سمجھا تھا اگر میں اسے محبت کرتی تو اپنی مجھے چھوڑ دیتا میں اس کے دل میں نفرت پیدا کرنا نہیں چاہتی تھی۔

یہ میرا وہ تھا کہ ابھی بھی مجھ سے محبت کرتا میں بس خود سے ہی کہتی کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے شاید میرے کزن کی آپس میری زندگی کو اور بھی مشکل کر گئی تھیں میرا کزن اب بھی کو ملا تھا میں سب رشتہ داروں کو ٹھکرا کر ابھی کو اپنا بنائی رہی۔

ہم اپنے کزنوں کے ساتھ رشتہ کرتے ہیں میرے دو کزن تھے ایک سے میرا رشتہ ہونا تھا مگر وہ بھی میں نے انکار کر دیا آج میں تنہائی کی زندگی گزار رہی ہوں۔

انسان پلٹ کر آتا ہے سوری کرتا ہے مگر وہ سنگدل مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ گیا تھا میرے کزن کی قدر جو اہری کو ہوتی ہے ہر جگہ اب یہی کی یاد ہی آتی ہے اب دل تھا نہیں کرتا کہ کسی سے دوستی محبت یا شادی کروں میرے دل میں اب سوائے دکھوں کے کچھ بھی نہیں ہے بزرگوں کے قول ہیں جو تمہیں دکھ دے اسے چھوڑ دو اور جسے چھوڑ دو اسے بھی دکھ نہ دو۔

کچھ سوچ کر میں اپنا دل چھوٹا کیوں کر دواتی ہی کر سکا وفا جتنی اس کی اوقات تھی

قارئین میں آج آپ پر یہ فیصلہ چھوڑتی ہوں جس نے بھی پلٹ کر بھی میری طرف نہیں دیکھا۔۔۔ یہ پیغام پہنچے۔۔۔ اس نگر کے ہر رندی کو۔۔۔ وادی محبت سے لوٹ کر جب کوئی آثار ہے۔۔۔ پیار جیسے جرم کی عمر بھرتا۔۔۔ اپنی روح چھوڑ کر۔۔۔ خواب نگر سے بس جسم ساتھ لاتا ہے۔۔۔ اسے رنگ برنگ خوبیوں کے دیس جانے والو۔۔۔ یہ پیغام پہنچے۔۔۔

قارئین یہ بھی دیکھو زندگی کی ملکہ ہر شاہ تنہائی

دیوانگی کہاں جا کے میری

جانی 2014

Digest.pk

کتاب آنکھیں شراب آنکھیں
 بھی تو ہیں لا جواب آنکھیں
 انہیں میں الفت انہیں میں غرت
 ثواب آنکھیں یا عذاب آنکھیں
 کبھی نظر میں ہلا کی شوخی
 کبھی سراپہ حجاب آنکھیں
 کبھی چھپائی ہیں راز و دل کے
 کبھی ہیں دل کی کتاب آنکھیں
 کسی نے دیکھی ہیں جھیل جیسی
 کسی نے پائی سیراب آنکھیں
 وہ آئے تو لوگ مجھ سے پوچھے
 حضور آنکھیں یا جناب آنکھیں
 عجب تھا منگلو کا عالم
 سوال کوئی جواب آنکھیں
 یہ مست مست بے مثال آنکھیں
 یہ مصوہ کا کمال آنکھیں
 شراب دہ نے حرام کر دی
 مگر کیوں رکھی حلال آنکھیں
 بزاراں ان پہ قل ہوئے ہیں
 خدا کے بندے سنبھال آنکھیں

نظم

بہارا کی مگر کیوں نہ تم آئے
 آتا تھا جس کو مگر کیوں نہ آئے
 سوچتے ہیں اب ہم
 کس نے والے تم کیوں نہ آئے
 انتظار کرتے ہیں جن کا ہر پہل
 ہم کو یوں تڑپانے والے کیوں نہ آئے
 تنہائی کا عادی کر دیا
 انہوں سے بھی بیگانہ کر دیا
 مجھے یوں پاگل کر دینے والے کیوں نہ آئے
 اگر آنا نہیں تھا تم کو
 کیوں جاتے ہوئے واپسی کا اشارہ کر گئے تم
 دیکھو آج بھی ہم تیرا انتظار کرتے ہیں
 ان انتظار کے لمحوں کو ختم کرنے والے تم کیوں نہ آئے
 میں ہوں ادھورا بہت تمہارے ہوا
 مجھے ادھورا کر کے جانے والے تم کیوں نہ آئے
 جلدی سے آ کر مجھے مکمل کر دو
 میں ہوں اداس بہت اسے میری جان
 مجھے جلدی سے آ کر اداس سے تبسم کر دو

غزل

یہاں ہل ہل چلتا پڑتا ہے
 ہر رنگ میں ڈھلتا پڑتا ہے
 ہر سوز پہ ٹھوکر کھیتی ہے
 ہر حال میں چلتا پڑتا ہے
 ہر دل کو بچھنے کے لیے خود سے لڑتا پڑتا ہے
 کبھی کبھی خود کو کھوتا پڑتا ہے
 کبھی چھپ چھپ کے روتا پڑتا ہے
 کبھی خند نہ آئے پھولوں پہ
 کبھی کانٹوں پہ سوتا پڑتا ہے
 (۱۔ ہوی گلشن، مری کینٹ)

غزل

زندگی درد کے شعلوں سے ہوا دیتی ہے
 محبت انسان کو پاگل بنا دیتی ہے
 بن محبت کے کوئی جی نہیں سکتا
 غرت بشر کو اندر سے جلا دیتی ہے
 کیوں ڈرتے ہیں لوگ بدعاؤں سے
 بد دعا مظلوم کی آسمان ہلا دیتی ہے
 محبت تیرے بس کی بات نہیں ہے تبسم
 میدان عشق میں کانٹوں پہ بچھا دیتی ہے
 (منظور اکبر تبسم، جنگ)

جولائی 2014

Digest.pk



Digest.pk

آیا تھا بلکہ میں اس لڑکے کے ساتھ جھگڑا اس کے بعد میری رانی سے ملاقات ہوئی تو میں نے وہ ساری بات اسے بتائی اس نے کہا کہ تمہیں مجھ پر یقین ہے نہ میں نے کہا ہاں مجھے خدا کے بعد تم پر یقین ہے تو وہ کہتی کہ تم کسی پر یقین مت کیا کرو کیوں کہ وہ سب ہماری محبت سے جلتے ہیں۔

میں نے اسے یقین دلایا کہ مجھے اس پر پورا یقین ہے اس کے بعد وہ چلی گئی ہمارے رشتہ داروں کی شاہی تھی میں نے اپنے لیے بھی شاپنگ کی اور رانی سے لیے بھی ایک خوبصورت سا سوٹ خریدا اس دن ابھی تک میں نے رانی کو نہیں دیکھا تھا رات کے بارہ بجے پھوپھو ہمارے گھر آئی کہ رانی اور تو نہیں ہے ہم نے کہا کہ نہیں تو وہ کہنے لگی کہ آج شام سے گھر میں نہیں ہے وہ کہتی کہ میں بھی تمہارے گھر ہوگی لیکن یہ سن کر ہم سب بھی پریشان ہو گئے اور پھوپھو کیساتھ ان کے گھر گئے۔

کچھ دیر میں گاؤں کی ایک عورت جو صاحب حیثیت تھی رانی کو لے کر آگئی اور کہا کہ یہ آج میرے بیٹے کے ساتھ بھاگ رہی تھی میں اس لیے اسے واپس لے آئی ہوں کہ میرے اور آپ کے بہت اچھے تعلقات ہیں۔

میں نہیں چاہتی کہ کسی بھی قسم کی کوئی بدخبراہی ہو ہمارے درمیان یہ سن کر تو میں ایک بار چکر اساکیا کہ یہ تھی رانی کی محبت پھر میں اپنے گھر آ گیا دل چاہ رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر رانوں پوری رات جاگ کر اور روتے گزر گئی رانی کے لیے ہی سوچتا رہا رانی نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا بہت بڑا دھوکہ دیا ہے اس نے مجھے خیر صبح اٹھا اور سنی آ گیا یہاں ہر وقت رانی کی یاد سنا ہے اس کی باتیں یاد آتی ہیں کہ کتنی بھولی لڑکی تھی کتنی محسوس کرتی تھی۔

لیکن وہ اندر سے کیا تھی خیر ٹھیک وہاں بعد میں گاؤں گیا اور میری رانی سے کوئی ملاقات نہ ہوئی میں

خط پڑھ کر میں تو ہواؤں میں اڑنے لگا تھا کیوں کہ میں اس کے پیار میں پاگل ہوا جا رہا تھا لیکن اظہار اس کے ڈر سے نہیں کر رہا تھا کہ کہیں وہ برا نہ مان جائے یا انکار نہ کر دے خیر میں نے بھی کاغذ قلم اٹھایا اور اسے خط لکھا جس کی تحریر کچھ یوں تھی

روشنیوں کے تقدس کو تم چھوڑ مت دینا
اس پر خلوص رفاقت کو تم چھوڑ مت دینا
عہد کیا ہے تم نے ہر پل ساتھ دینے کا
گروہ دوران میں تم چھوڑ مت دینا

جان سے پیار تھی رانی میرا محبت سے بھر اسام قبول ہو رانی تمہارا محبت بھرا خط ملا پڑھ کر بے حد خوش ہوئی ہے رانی میں بھی تمہیں بہت پیار کرتا ہوں لیکن اظہار کرنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں تم ناراض نہ ہو جاؤ رانی مجھ سے وعدہ کرو کہ تم اس محبت کے سفر میں میرا ہر پل ساتھ دو گی کبھی تنہا نہیں چھوڑ دو گی اور اگر ہو سکے تو آج ہمارے گھر آ جاؤ اسی لوگ گھر میں نہیں ہیں اوکے جان اب اجازت چاہتا ہوں اللہ حافظ۔

خط لکھ کر میں نے ایک شے کو دیا کچھ دن دیر میں میری جان میرے پاس آئی ہم دونوں نے بہت سی قسمیں وعدے کئے وہ کافی دیر میرے پاس بیٹھی رہی پھر وہ اس دھیرے کیساتھ چلی گئی کہ وہ بار و آئے گی میری ٹہلکیں آنکھوں میں تیری تصویر ہو جائے سدا کروں تیری پوجا میری سبکی تقدیر ہو جائے میرا محبوب ہے رستے میں رب سے ہے دعا میری

یہاں آنے میں عزائم کی کوتاہی ہو جائے اسی طرح ہمارے ملاقاتیں ہوتی رہیں میں سٹی میں چاہ کرتا تھا ہر شے بعد آتا اور رانی کے لیے ڈھیر ساری شاپنگ کر کے لاتا تھا۔

میری جتنی بھی تنخواہ تھی میں سب رانی پر خرچ کرتا رہا ایک دو بار مجھے کسی نے بتایا کہ رانی کے گاؤں میں اور کسی سے بھی ملاقات نہیں لیکن مجھے یقین نہیں

زلف بکھری تو سنوار دے اپنے ہاتھوں سے
ہم نے زلفوں سے آج کل کو بنا کر رکھا ہے
تانا دینا ہوا کو میرے گھر کا پتہ۔ کرن
اک کوٹے میں تیری یاد کا دیا جلا کے رکھا ہے

قلعے

شجر کی شاخ پہ اک تازہ پھول رہنے دو
کو چہ یاد کی چہرے پہ دھول رہنے دو
میں اسے ڈھونڈوں اس کے شہر میں نگر نگر جا کر
میرے وعدوں میں کرن میرے کچھ حصول
رہنے دو

دور رہنے کا اس سے دل میں تہیہ کر لیا
اس سے ملنے کا ہم نے سخت رویہ کر لیا
دل کے شعلوں کو جو کیا سامنے اس کے
اور بھڑکانے کے لیے اس نے ہوا کو مہیہ کر لیا

لب پہ دو لفظ گرے اور کانوں میں برس ٹھول

برسوں سے جو دل میں چھپا تھا وہ انسا نہ بول

گوئل ہی آواز سر ملی سننے کو بے تاب تھے ہم
قیمت جن کی جان لگی میری وہ اور بھی ہوا نمول

شعر

میری تمام حسرتوں کا کر کے گریباں چاک
سراپیش وہ میری چھین کر ہی لے گیا کرن
کشور کرن چٹوکی

دو دن بعد اہل آگیا۔
ساتھ گزرے ہوئے لمحات بھلائے نہیں جاتے
میرے پہلے ہوئے گلشن کو ویران بنا دیا
بکھتے تھے ہم جس کو زندگی کی طرح
وقت آنے پر وقاص اس نے کسی اور کو زندگی کا
ہمسرا بنالیا

آج چھ سال ہو گئے ہیں اس بات کو لیکن میں
نے اس کی شکل تک نہیں دیکھی گھر والوں کے کہنے پر
میں نے شادی کر لی آج میرے پاس سب کچھ ہے
لوہ میں بانی زندگی میں خوش بھی ہوں۔

لیکن اکثر اس بے وفا کی یاد آتی ہے تو زخم تازہ
ہو جاتے ہیں عذیم بھائی یہ بھی میری کہانی
تو قارئین یہ بھی وقاص کی کہانی جو آپ نے اس
کی زبانی سنی میں اسے لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا
ہوں ضرور بتائیے گا۔

ہم تو موجود تھے راتوں میں اجالوں کی طرح
لوگ نکلتے ہی نہیں دھوڑنے والوں کی طرح
دل تو کیا ہے روح میں اتر جاتے
ہم نے چاہا ہی نہیں چاہنے والوں کی طرح
کوئی ملا ہی نہیں جس کو فادیتے ہم
ہر اک نے دھوکہ دیا دی کس کو سزا دیتے ہم
یہ ہمارا طرف تھا خاموش رہے اور نہ
داستان سناتے تو محفل کو رولادیتے ہم

غزل

اک وعدہ جو تم نے نبھا کے رکھا ہے
یہ بھی سچ وہ نہ بھیر پاتا کے رکھا ہے
کچھ آگن کی دیواروں پہ ہم نے لکھ کے تیرا نام
اس آگن کو بھی جنت بنا کے رکھا ہے
وفا کی آس پہ تیرے در پہ آگئے ہیں ہم
تیرے سامنے دامن پھیلا کے رکھا ہے

Digest.pk

جولائی 2014

جھولی ببت

محبت عذاب ماضی

۔۔۔ تحریر۔ حاجی محمد انور لانگ۔ 03457091441

شہزادہ بھائی۔

ماہ اپریل کے شمارے میں میری ایک کہانی جنت کے بدلے نصیب شائع ہوئی جس پر قارئین نے مختلف رائے دی بہرے منع کرنے کے باوجود بھی خواتین اور لڑکیوں نے میرے نمبر پر رابطہ کیا سب نے کہانی کو بہت سراہا دلوری اور مجھے بہت حوصلہ ملا۔ میں نے ایک تملک شیطان کا لکھا تھا اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا سوائے سو نیار حمت آف فیصل آباد جنہوں نے مجھے شیطان سے مخاطب کیا بہر حال وہ میرے لیے قابل احترام ہیں اندر اندر سے مجھے جان مانتی ہیں مگر میں تملک ماننا بہری کہانی پر رائے دینے والوں میں محترمہ فاطمہ بی آف ای جی خان کا مشکور ہوں محترم خرم صاحب آزاد کشمیر سے کہن فیصل آباد سے محترمہ مریم صاحبہ مظفر آباد سے محترمہ منورہ لاہور سے محترمہ نازیہ لاہور سے محترمہ ندیم صاحبہ ساہیوال سے محترمہ سعدیہ صاحبہ گوجرانوالہ سے آپ اپنی کہانی جلد کی بھلا سال کر دیں پلیز۔ محترمہ شہانہ صاحبہ وزیر آباد سے آپ کو دن کا کٹر کرتا رہتا ہوں محترمہ شاہد صاحبہ ڈی جی خان سے محترمہ شاہدہ فیصل آباد سے محترمہ سو نیار صاحبہ کراچی سے محترمہ طاہرہ صاحبہ مظفر آباد سے آپ نے لوڈ ٹائیک کر خاموشی اختیار کرنی رقم گئی آپ کا پتہ چل گیا۔ محترمہ مدین گجرات سے بہنا آپ کہیں تم میں میرا فیس بک اکاؤنٹ آپ نے کھولا کچھ لکھ دیا ہوتا محترمہ نسیم صاحبہ آف تصویر آپ کی کہانی ابھی تک نہیں ملی۔ محترمہ رضیہ آزاد کشمیر سے بہن آپ کی خواہش پر کہانی ترتیب دے دی پڑھ کر اپنی رائے سے نوازے گا۔ کہ میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اور کبھی بہت سے دوست احباب جو مجھے فون کرتے ہیں سچ بھیجے ہیں آپ سب کا بے حد شکریہ اور عنایت میں مسرور انسان ہوں اور جواب دینے میں اگر کوتاہی ہو جائے تو غفور و کریم مانتے گا۔ یہ کہانی عجیب حالات و واقعات میں گھری ہوئی ہے۔ یہ دو تین گھروں کی بامیوں کی کہانی ہے یہ ایسی محبت میں رہی ہوئی داستان ہے جہاں زندگی بار جاتی ہے زندگی کی پروا نہیں رہتی رو ندابب کی کہانی ہے ہندو اور مسلمان اس کے باوجود محبت مذاہب کی پروا نہیں کرتی اور پروا ان چڑھتی راتوں میں لاوارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اختتامات کے تمام تہذیب کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوئی جس کا ارادہ یا رائے ضرور دار نہیں ہوگا۔

ماہ اپریل میں میری ایک کہانی نگلی جنت کے بدلے نصیب جس میں نے لڑکیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ برائے کرم کسی بھی دائرے سے رابطہ نہ کر لیا جو کچھ کہنا ہے ادارے کو لکھ

ماہ اپریل میں میری ایک کہانی نگلی جنت کے بدلے نصیب جس میں نے لڑکیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ برائے کرم کسی بھی دائرے سے رابطہ نہ کر لیا جو کچھ کہنا ہے ادارے کو لکھ

جولائی 2014

Digest.pk

محبت عذاب ماضی



Digest.pk

تک کال کرنے سے منع کر دیا کہ جب تک اس کی طرف سے کوئی مس کال یا میسج نہ آئے میں نے میسج میں لکھا کہ آپ کال بیک نہیں لکھیں گی بلکہ 6 7 لکھ کر سینڈ کرنا تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم خود ہو یوں میں نے وقفے وقفے سے کال کر کے اس سے کہانی لی۔

اس نے جو کہانی سنائی ہے وہ بہت عیا دلخراش ہے اور شیب فراز میں لپٹی ہوئی ہے میرا جی چاہتا تھا کہ وہ مجھے کہانی لکھ کر دے مگر اس کے پاس ٹائم نہیں تھا اس کی کہانی سننے کے لیے مجھے اکثر گھر سے باہر نکلتا پڑتا تھا کسی سنان علاقے میں جہاں کوئی آتا جاتا نہ ہو کوئی شور شرابہ نہ ہو کبھی کبھار کہانی سننے کے دوران وہ مجھے ہولڈ پر رکھ دیتی خادمہ سے بھی کچھ کہتی بہن کی آوازیں بھی آتی تھیں جس سے اندازہ ہوا کہ وہ واقعی ایک باپردہ اور گھریلو خاتون ہے اور کتنی مجبور ہے میں نے اس سے کہانی لکھانے کی وجہ بھی پوچھی تو اس نے جو کچھ کہا میں وہ ظلم بند اس لیے نہیں کرنا چاہتا کہ آپ کو جو سسٹمز ملتا ہے وہ کہیں کم نہ ہو جائے اور یہ خاتون ایک کردار کی سہیلی ہے اور وہ سارے حالات سے باخبر ہے اور کچھ حالات سے ناواقف وہ ابھی اسے جانتے ہیں مگر اسکی کہانی چھپنے کے بعد۔

یہ کہانی عجیب حالات و واقعات میں مری ہوئی ہے۔ یہ دو تین گھروں کی بایسوں کی کہانی ہے یہ ایسی محبت میں رنگی ہوئی داستان ہے جہاں زندگی بار چاتی ہے زندگی کی پرداہ نہیں رہتی دو مذاہب کی کہانی ہے ہندو اور مسلمان اس کے باوجود محبت مذاہب کی پرداہ نہیں کرتی اور پردان چڑھتی رہتی ہے جب دو دل ملتے ہیں تو نہ کجی کوندتی ہے اور نہ بادل گر جتے ہیں بس چپکے سے ہو جاتی ہے وہ جذبہ جو فطرت نے عطا کیا ہے وہ سرا بھارتا ہے اور دل محزائیاں لیتا ہے آنکھیں بھاری ترستی ہوئی اپنے

تبصرہ بھی کیا کسی نے کہا آپ نے بہت اچھا کام کیا کسی نے کہا کہ آپ کی باتیں ہمیں بہت ہی اچھی لگی جس کی وجہ سے ہم نے آپ سے رابطہ کیا ہے کسی نے کہا کہ آپ نے لڑکیوں کی بے عزتی کی ہے کسی نے مجھے شیطان بھی کہا ہے۔

سو نیا رحمت گھیل آباد سے نے مجھے شیطان کہا ہے میں نے وضاحت کرتے ہوئے کرتے ہوئے لکھ دیا ہے راسٹر سمیت ہر انسان کے اندر ایک شیطان ہے اس سے جنگ ہے اور ہم نے شیطان کو مارتا ہے بہر حال میں ہر کسی کے ریمارکس لکھوں اور بلا وجہ ایک اضافی صفحہ لگ جائے میرا لکھنے کا مقصد دل آزاری نہیں ہے۔

ایک قابل احترام بہن نے کہا کہ آپ نے جو لکھا ہے میں اسی کی وجہ سے مجبور ہو کر آپ سے رابطہ کر رہی ہوں میں پردہ دار لڑکی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ آپ ہمیشہ تعمیری لکھیں گے اور یوں ان سے مجھے اک کہانی حاصل ہوئی ہے انہوں نے یہ کہانی کسی اور راسٹر کو سنایا جانی اس نے کہا کہ یہ بھئی کہانی نہیں لگتی یہ تو کوئی فلمی کہانی لگتی ہے جس وجہ سے اس قابل احترام بہن نے مجھ سے رابطہ کیا مگر رابطہ کرنے میں ہمیں بہت سے مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑا اس کے میاں گورنمنٹ ملازم ہیں اور ان کی موبائل میں زد و کوب اور ٹیلی نار کی سم ایکنو ہیں مگر جب میں کال کرتا تو دونوں نمبر مصروف لگتے کال کنٹیکٹ نہ ہوتی جبکہ نمبر مصروف نہ تھے اس کے میاں نے کوئی فنکشن موبائل پر لگا رکھا تھا تب میں نے ایک میسج کیا اور نیچے اپنا نام انور لکھ دیا اور وہ میسج اس کے میاں نے پڑھ لیا اور یوں میری اور اس قابل احترام بہن کی بات ہوئی تب بہن نے بتایا کہ میں آپ سے بات اس وقت کروں گی جب میرے میاں ڈیوٹی پر ہوں گے اور مجھے اس وقت

جو شاید ان کی فیملی سے قریبی تعلق ہوتا ہے شادی کی دھینگا منشی اور ہلا بازی مرد و عورتوں پر چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے صبا اور نینا میں ایک محفل بھانے کا وقت مل جاتا ہے۔ جب صبا نے نینا کو ساحل کے بارے میں بتایا تو نینا کے اندر ایک سرسراہٹ جنم لیتی ہے اور اسے ایک خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ ساحل سے بھی بات کرے گی اور اسے دیکھے گی نینا نے صبا سے اور بھی پیار و محبت کی تفصیل معلوم کی کہ وہ ایک دوسرے کو کس حد تک چاہتے ہیں۔

نینا کی ابھی تک کسی لڑکے سے دوستی نہ ہوتی تھی اور نہ ہی اس نے کسی کا انتخاب کیا تھا کول بھی نینا کے ساتھ ساتھ رہی کیونکہ نینا اس روز بہت ہی پیاری و سندر لگ رہی تھی اور اسی وجہ سے صبا بھی نینا سے دوستی کرنا چاہتی ہے۔ شادی کی رسومات ختم ہوئیں کئی بار لباس بدلے اور جاتے جاتے نینا نے صبا سے ایک فرمائش کر دی کہ یار مجھے اپنا محبوب دکھاؤ تو سہی کہ وہ کیسا ہے جو لوگ محبت کرتے ہیں یا محبت کی جستجو کرتے ہیں وہ ایسی فرمائش کرتے ہیں اب صبا غر سے پھولی نہ سائی اور کہا کہ میں ساحل کو دکھاتی ہوں صبا نے ساحل کو فون کیا اور اسے بلایا اور کہا۔

تم ایک بار ملنے آ جاؤ ساحل کو محبوب بلائے اور ساحل نہ جائے بھلا یہ ناممکن تھا ساحل آ گیا اور یوں ان کی ایک ملاقات ہو گئی صبا نے ساحل کو بتایا کہ یہ میری دوست نینا ہے ساحل نے ایک نظر نینا پر ڈالی اور ایک نظر صبا پر ڈالی تو دل اور آنکھوں نے اپنے اپنے ترازو میں دونوں کو رکھ دیا اور جیسے سارے سونے کی پہچان کرنے کے لیے کسوٹی پر رکھ کر سونے کی اصلیت جانچتا ہے بلکہ اسی طرح ساحل کی آنکھوں نے جانچ لیا اور نینا نے اس کے سینے میں دھڑکتے دل پر کاری ضرب لگادی اور ساحل کے دل میں دوست ہو گئی۔

محبوب کا دیدار کرتی ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کہاں سے شروع کروں اوپر جو میں نے تمہید باندھی ہے وہ اس لیے ہے کہ آپ اس کہانی کو پڑھیں تو آپ کو آسانی ہو کہانی پڑھنے کی اور مجھے آسانی ہو کہانی لکھنے کی

ایک شہر میں ایک گھرانہ ہندو ہوتا تھا اس گھرانے میں ایک لڑکا جس کا نام ساحل تھا وہ دای پیدا ہوا اور جوان ہوا ہندو لوگ مسلمانوں سے میل جول تو رکھتے ہیں مگر ایک دوسرے کو زیر استعمال چیزیں استعمال نہیں کرتے اگر ہندو مذہب کی کوئی چیز مسلمان استعمال کر لے تو وہ بلیا کا تصور کرتے ہیں اور اسے پھینک دیتے ہیں غلطی استعمال نہیں کرتے مگر اس کے باوجود پھر بھی انہوں نے ہو جانی ہے۔

نینا ایک مسلمان گھرانے کی ایک نہایت خوبصورت لڑکی ہے جس کا خاندان شہر میں رہائش پذیر ہے نینا کے کچھ رشتہ دار اس شہر میں آباد تھے۔ نینا کے کتنے بہن بھائی ہیں میں اس بحث میں نہیں جاتا بلا وجہ کرواروں کو کہانی میں ٹھونسا نہیں چاہتا نینا ایک روز اپنے رشتہ داروں کی شادی میں گئی شادی کی گہیا بھی میں اس کی ملاقات ایک صبا نامی لڑکی سے ہوئی ہے جو اس شادی میں شریک تھی آپ کو پتا ہے کہ لڑکیاں اس شادی میں تھیں جانی ہیں جب بن ٹھن کر خوب زیب تن کیا ہوتا کہ دیکھنے والا دھنگ رہ جائے اور اپنا دل تمام کر چکے جائیں ایسی ہی عادت لڑکیوں میں بھی ہوتی ہے کہ فلاں نے کیا کمال کا ڈریس پہنا ہے صبا بھی خوب بن سنور کر آئی تھی اور یوں صبا اور نینا کی ملاقات ہوئی ہے اور ان میں دوستی ہو جاتی ہے باتوں باتوں میں نینا نے صبا کو بتایا کہ اس کی دوستی ایک ہندو لڑکے ساحل سے ہے جو اس سے محبت کرتا ہے۔ ایک اور لڑکی کول وہ بھی نینا کی سہیلی بن جاتی ہے۔

جولائی 2014

Digest.pk

محبت غدا ہوتا ہے

شہزادی کا ایک اگوتا تھا ایک ہی قمیض میں لڑکی اور لڑکے کا جسم چھپا ہوتا تھا اور اسی کو سامنے رکھ کر گفت و شنید ہوتی تھی بس یہی مثال خینا اور ساحل کی تھی رفتہ رفتہ ان کی محبت اپنی عمرات کو چاٹنے لگی تھی ایک دونوں کے خاندانوں میں ان کے پار کے قتلے یا کہانیاں زمیہ عام نہیں ہونے تھے مگر ہر محبت چھپ چھپ سکتی تھی دن چھپے گی صبا کو دب گم ہوا کہ میری محبت پر خینا نے ڈاکہ ڈال دیا ہے اور ساحل کو اس نے چھین لیا ہے تب صبا خینا کے خلاف ہوئی جب کوئی کسی کی محبت بیار نہیں لیتا ہے تو بدلہ لینے کے لیے آخری قدم تک لوٹ چھ جاتے ہیں صبا نے ساحل سے پوچھا۔

تم مجھ سے اب دور دور رہتے ہو آخر اس کی وجہ۔ ایک دو بار ساحل نے کچھ نہ بتایا چپ رہا مگر جب صبا نے مجبور کیا کیونکہ صبا کا خون ساحل اٹینڈ نہیں کرتا تھا کال کاٹ دیتا تھا وغیرہ وغیرہ صبا نے اپنی برادری میں خینا کو بدنام کرنا شروع کر دیا روز کوئی نہ کوئی بات از رو تہی بات آخر پہلے پہلے خینا کے والدین تک جا پہنچی انہوں نے خینا سے پوچھا۔ صبا نے اسکی باتیں کی ہیں جو ہمارے لیے بدنامی کا باعث ہیں اور وہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے چناؤ اصلیت کیا ہے اس روز خینا نے کیا۔

اسکی کوئی بات نہیں اور والدین کو مطمئن کر دیا۔ والدین پھر بھی اولاد پر بہت اعتبار کرتے ہیں اور درگزر کرتے جاتے ہیں اولاد پر بلا وجہ شک بھی نہیں کرنا چاہیے جب تک کوئی شہوس ثبوت سامنے نہ آجائے۔

ساحل کا ایک دوست جس کا نام وانیال تھا وہ دونوں کا ہم راز تھا خینا کی پہلی ایک روز دوسرے شہر اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئی ہوئی تھی اور چھ روز قیام کیا اسی دوران خینا کو ساحل کو ملنے اور رابطہ کرنے میں آسانی پہنچا ہوئی کوئل جو خینا کی بہترین

گفتی بد نصیب صبا نکل کر جس نہیں کا سہارا اس کے پاس تھا کلبازی اس پر چل گئی اور صبا دھڑام سے نیچے گر گئی صبا کو اندازہ ہی نہ ہوا کہ میں نے یہ کیا کر دیا اپنی سہیلی کی خواہش پوری کرنے کے لیے جو قدم اٹھا یا وہ قدم تو اتنا چھپے چلا گیا جہاں دوبارہ شاید صبا کو پھر کتنے سال اور لگیں گے۔ خینا نے صبا سے ساحل کا موبائل نمبر لے لیا۔ اور اپنے دل کے نبھانے خانوں میں جانک پڑی میں چھپو یا خینا شادی سے فارغ ہونے کے بعد واپس اپنے گھر چلی گئی۔ خینا کے پاس بھی ایک موبائل تھا چوری چوری استعمال کرتی تھی یہ چوری چوری موبائل لڑکیاں کہاں چھپاتی ہیں جہاں پوچھا ہریشن کا پیچ آسانی سے چل جاتا ہے بس وہی موبائل کی جگہ تھی ہے شک آپ بھی اپنی موب ہے پوچھ لینا کہ تم موبائل کہاں چھپاتی ہو میں زیادہ تفصیل میں جانا نا لہذا اتنا بتاتا ہوں کہ وہ نہایت محفوظ جگہ ہے خینا وہی سے موبائل نکالتی اور ساحل کو فون کر دیتی دعا سلام تو ہونگی مگر تعارف بھی ہو چکا تھا یوں روز روز کے رابطوں نے پیار و محبت پیدا کر دی اور دونوں میں پیار ہو گیا۔ انہوں نے عہد و پیمان بھی کر لیے کہ ان کے پیار میں نہ اسب کبھی ناز سے نہیں آئیں گے۔ ساحل نے خینا سے کہا۔

ہمیں تم سے پیار کتنا یہ ہم نہیں جانتے مگر خینا نہیں سکتے تمہارے بنا تمہارے بنا اس کے جواب میں خینا نے ساحل سے کہا۔ تم بن صدیوں سے یہی ہیں راتیں صدیوں سے لیے ہوئے دن آجائے لوٹ کر تم یہ دل کبہ رہا ہے

چند جملے اگلے درمیان حقیقت کا روپ دھار گئے اور وہ دو جسم اور ایک روح میں ڈھل گئے کیسا وہ کیف و سرور کا منظر ہوتا ہے جب یہ اہوت آجاتی ہے ہم بھی کبھی کبھار کہتے تھے تو کیا موبائل کی

جولائی 2014

Digest.pk

پابندی کی وجہ سے کمزور ہو جائے گی مگر جو لوگ بھی محبت کرتے ہیں انہیں مذہب کی کوئی رکاوٹ نظر نہیں آتی نینا نے بھی کہہ دیا کہ اب میں واپس جانے والی نہیں مجھے اپنے پیار کو پانے کے لیے ہر قربانی ادا کرنے میں کوئی بھی ہچکچاہٹ نہیں ہوگی ابھی ساحل یہ سن پایا تھا کہ نینا نے دھمکی دی کہ وہ خود کو ختم بھی کر سکتی ہے اگر ساحل سے چھڑنے کا وقت آیا تو ساحل نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔

نہیں یار ایسا نہیں کرتا بہر حال ساحل نے اپنے والدین کو بار بار انتہا کی کہ وہ نینا کے گھر جائیں اور رشتہ مانگیں مگر وہ لوگ نہ جاسکے۔

ایک روز ساحل خود نینا کے گھر چلا گیا اور اس کے پاپا سے بات کی اور نینا کا ہاتھ مانگا اور ساتھ ساتھ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

میں نینا کو پانے کے لیے مسلمان بھی ہو جاؤں گا مجھے اپنے مذہب میں شمار کر لو اور نینا کو مجھے دے دو کبھی کبھی عاشق لوگ کتنے بہادر ہو جاتے ہیں جو انجام کی پرواہ کئے بغیر کود جاتے ہیں ساحل نے اپنا حال دل کہہ دیا پھر کیا ہو نینا کے بھائیوں نے دھکے مار مار کر گھر سے نکال دیا اور بہت بے عزتی کی اور دوبارہ ایسی خواہش رکھنے پر مجھے انجام کے نتیجہ سے بھی آگاہ کر دیا۔ ساحل ایک بار سے اور لئے ہوئے جواری کی طرح گھر لوٹ آیا۔

ساحل کے واپس چلے جانے کے بعد نینا کے ابو نے اسے بہت مارا اور تھوٹھو کی کہ تو مسلمان ہونے کے باوجود ایک ہندو سے شادی کرنا چاہتی ہے نینا نے جواب میں کہا۔

اس میں کوئی برائی ہے میں تو ہندو نہیں ہوں یہی پھر کیوں میری جان کے دشمن بن رہے ہو میں نے کوئی جرم نہیں کیا یا پیار کیا ہے اور پا کیزہ پیار۔ میں

سبیل تھی ساحل سے ملنے چلی گئی کوئل نے نینا کو ساحل کے پاس بھیج دیا اور خود ایک جگہ انتظار کرنے لگی نینا ساحل سے ملی اور اس نے ساحل سے کہا۔

تم اپنے گھر والوں کو میرے گھر بھیجورشتہ کے لیے کیونکہ میں اب تمہارے بنا نہیں رہ سکتی مجھے اپنی زندگی ادھوری لگتی ہے کیونکہ میرا وجود تمہارے بنا بوجھل لگتا ہے ساحل نے کہا۔

میں بھی خود اسی آگ میں جل رہا ہوں اور اگر تمہارے والدین نے میرے والدین کو نہ مانی تو پھر تمہارے اوپر پابندیاں لگ جائیں گی اور یوں ہم ملنے سے بھی رہ جائیں گے نینا نے رورہ کر ساحل کو واسطے دیئے کہ ہم یہاں تھوڑے دنوں کے لیے آئے ہیں پھر واپس گاؤں چلے جائیں گے لہذا تم جتنا جلدی ہو سکے والدین کو کہو۔ ساحل نے اپنے ماں باپ سے اپنی محبت کا ذکر کیا تو وہ لوگ سچ پا ہو گئے کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ایک مسلمان لڑکی سے تمہاری شادی کر دیں یہ کبھی بھی ایسا نہیں ہو سکتا ہم اقلیت میں ہیں اس طرح ہماری مسلمانوں میں دشمنی بن جائے گی اور ہمارا بیٹا دو بھر ہو جائے گا۔ لہذا بھگوان کے لیے تم ہمارے حال پر ترس کھاؤ اور یہ خواہش دبا دو مگر ساحل نے کہا۔

میں نینا کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں اسے ہر حال میں پاؤں گا اور صبر صابری بھی نینا اور ساحل کی لڑائی میں لگی رہتی اور ملی ملی کی خبر پھیلا دیتی مگر نینا کو ابھی صبا کی چالوں کا علم نہیں تھا وہ تو اپنے محبوب کے قرب میں روز بروز نہال ہوتی چلی گئی۔

ایک روز ملاقات میں ساحل نے کہا نینا میں تو ہندو ہوں اور تم مسلمان ہو کیا ہمارا ملاپ ہو سکتا ہے ساحل نے اسی انداز میں بات کی جیسے وہ نینا پر شک کر رہا ہو کہ نینا جیسے ہٹ جائے گی یا مذہب کی

محبت غدا کی باتیں

کس نے کیا مگر تینا نے کچھ بھی نہ بتایا۔ اور گم سم بیٹھی رہی اس حرکت پر تینا کے والدین تینا کے بارے میں سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے فون پر تو تینا اور ساحل کے رابطے تھے ساحل نے جب تینا کی یہ کیفیت دیکھی تو اس نے تینا سے کہا کہ میں تمہیں جیسے بھی اہلے چلتا ہوں چاہے انجام کچھ بھی ہو ساحل نے دوستوں اور متعلق والوں سے پچاس ہزار اکٹھے کئے کہ وہ اپنا اور تینا کا پاسپورٹ بنا کر انڈیا چلے جائیں اور وہاں اپنی رسومات کے مطابق شادی کر لیں جب ساحل نے سارا انتظام کر لیا تو اس نے تینا سے کہا کہ وہ فلاں جگہ آ جائے میں تمہیں اس گم سم سے کہیں دور لے جاتا ہوں تینا گھر والوں سے چوری چوری اپنا ضروری سامان پیک کیا اور چپکے سے گھر کو چھوڑ دیا ساری خاندانی رسم و رواج اور عزت کو روندھ کر اپنے محبوب کی طرف نکل گئی اور اس جگہ جا پہنچی جہاں پر ساحل نے آنے کو کہا تھا ساحل کے کچھ دوست بھی وہاں اکٹھے تھے ساحل نے منگل سوتر تینا کو پہنایا اور ماتھے پر سندھ اور ایک انگلی سے ثبت کر دیا۔ تینا نے ساحل کے گلے میں بارڈالا اور وہاں پر چند تصاویر بھی دوستوں نے اتاریں قائدے اور قانون سے بہت کر یہ شادی کی رسم ادا ہو گئی۔

اور تینا کے بھاگ جانے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی اور پولیس کو رپورٹ پہنچ گئی ساحل کی سیکورٹی کو ایک دوست لیک کرنا رہتا تھا جو صابک معلومات پہنچاتا تھا صابک کو بھی اطلاع ہو گئی کہ پولیس ساحل پر چھاپا مارنے چلی گئی ہے اس کے دوست نے ساحل کو خبر دی کہ تمہارے اوپر پولیس کا چھاپا پڑنے والا ہے پولیس نے جگہ کو گھیرے میں لے لیا ہے مگر ساحل بھاگ گیا اور تینا اسی لباس میں کچڑی گئی منگل سوتر گلے میں لٹک

اپنے پیار کے بدلے ایک انسان کو مسلمان بنانے میں پیش پیش ہوں تینا کے ابو نے اس جواب کو گستاخی تصور کیا اور پھٹروں کی بارش کر دی اور تینا بے حال ہو کر گر گئی۔ ایک بھائی نے بڑھ کر ابو کو ایک طرف کیا اور تینا کو اپنی ہاتھوں میں لے لیا اور کہا کہ اب چھوڑو حالات کے ساتھ ٹھیک ہو جائیگا کوئی بھاگ کر چلی تو نہیں گئی۔

یہ دلخراش واقعہ کی اطلاع صابک کو بھی ہو گئی اور اس نے خوب اسی بات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور اپنے محبوب سے بدلہ لینے کی کوئی اور ترکیب سوچنے لگی کہ جس سے ساحل کے دل میں تینا کے لیے نفرت پیدا ہو جائے۔ اور وہ اوھر کا رخ چھوڑ دے اس دوران تینا نے خواب آور گولیاں بھی گلے سے نیچے اتار دیں اور اپنی زندگی کا خاتمہ بھی کرنا چاہا مگر بروقت غم ہو جانے پر اس کی جان بچ گئی۔ اب تینا کی محبت روز بروز بڑھتی چلی گئی جیسے روزہ دار کی پیاس انتظار کی گئی وقت تک پہنچنے میں بڑھتی جاتی ہے۔

ایک روز ساحل اور تینا کی ملاقات ہوئی تینا نے ساحل کو کہا کہ اب مجھ سے نہیں رہا جاتا پلیز مجھے بھگا کر لے جاؤ جہاں تم لے جانا چاہتے ہو مجھے اب کسی کی پروا نہیں ساحل نے کہا تینا اس طرح تمہارے خاندان پر ان کی عزت پر حرف آئے گا میں کیوں ایسا کروں ابھی ہم ایک دوبار اور کوشش کریں گے مگر تینا بغیر رہی اور اس نے بلیڈ نکال کر اپنے ہاتھوں کی لمبی کٹ ڈالیں اور اپنے جسم پر چا بھا بلیڈ چلا دیا۔ اور خون بہنے لگا یہ دیکھ کر ساحل گھبرا گیا۔ اور اس نے اپنے دوست دانیال کو فون کر کے بلایا اور تینا کو ایک کلینک لے کر گئے اور اس کی فیسٹ اڈ کروائی۔

تینا جب گھر پہنچی تو یہ حالت دیکھ کر گھروالے گھبرا گئے اور پوچھنے لگے کہ کیا ہوا کیوں ایسا ہوا

2014 جولائی

Digest.pk

محبت عذاب ماضی

کے ستم سے بچے جاتے ہیں غینا بھی مار کھا کھا کر کنڈن بن گئی تھی اور وہ اپنے محبوب کی یاد دل میں بسائے اس سے ملنے کی آس پر زندہ تھی جب غینا کے سرال والوں نے دیکھا کہ غینا تو اس شادی پر سمجھوتا نہیں کرنے والی تو کھسر پھسر کرنے لگے تعویذ تو نے پر لگ گئے مگر غینا پر کوئی اثر نہ ہوا اس کی ضد بڑھتی چلی گئی اس کی امیدیں دم توڑنے کی بجائے اور پختہ ہوتی چلی گئیں۔

جب ملی ہوگی اسے میرے حالات کی خبر جان

اس نے آہستہ سے وروانہ سے کو ضرور تھاما ہوگا

ادھر ساحل کو آخر پہنچ چلا گیا کہ غینا نے شادی کر لی ہے اسے کیا پتہ تھا کہ غینا نے کس حال میں شادی کی ہے وہ دباؤ خوش ہے یا کیا بھی تک پہنچ کی طرح تڑپ رہی ہے بن پانی کے پھل جیسے تڑپتی ہے وہی حال غینا کا تھا مگر ساحل بے خبر تھا۔ اسے پولیس کے چھاپے والی فلم بھی دماغ پر چل رہی تھی وہ سوچتا رہا کہ کیسے پولیس وہاں تک پہنچی۔

ادھر صبا نے ساحل کو فون کر کے بتایا کہ تم نے مجھے غینا کی خاطر چوڑ دیا اور غینا نے تمہیں مچھوڑ دیا اور تمہارا مقدر کدھر گیا تم نے غینا کی خاطر مجھ سے بے وفائی کی اور غینا نے تمہارے ساتھ بے وفائی کی حالات کی ستم ظریفی کہیے کہ ساحل کے دل میں غینا کے لیے غم و غصہ پیدا ہوئی اور اسے دل سے بھلانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

محبت زندگی بدل دیتی ہے صاحب اگر مل جائے تو بھی نہ ملے تو بھی مگر دونوں کی زندگی بدل گئی محبت پاتے پاتے اور وہ بھی نہ مل سکی ادھر غینا کے رویہ پر سرال والوں نے خوب مارا بچا غینا کے دیور اندر آئے اور انہوں نے بالوں سے بچ کر بہت مارا

رہا تھا اور سندور ہاتھ پر لگا ہوا تھا گھر والوں کی عزت خاک میں مل گئی۔

ادھر صبا نے یہ خبر اڑادی کہ غینا پر پانچ چھ لڑکوں نے بلا دیکار کیا ہے اور غینا بے ہوش ہو کر گر گئی تھی سارے لوگ پولیس کے چھاپے پڑنے پر بھاگ گئے غینا کے بھائیوں نے پولیس کی مدد سے ہسپتال میں غینا کا میڈیکل چیک اپ کر دیا تاکہ پتہ چل سکے کہ کہیں غینا پر زیادتی تو نہیں ہوئی میڈیکل رپورٹ ملنے پر واضح ہو گیا کہ غینا بالکل پاکیزہ اور کنواری ہے اور اس پر کوئی زبردستی یا بلا دیکار نہیں ہوا ہے۔ میڈیکل رپورٹ میں بے گناہی ثابت ہو گئی اور یوں ساحل پرچہ سے بچ گیا اور کچھ عرصہ غائب رہا ساحل کے والدین کو بہت ہی برا بھلا کہا گیا مکملے میں طرح طرح کی افواہیں گردش کرنے لگی کہ ساحل کو پولیس پکڑ کر لے گئی ہے اور چھ ماہ جیل ہو گئی ہے مگر جرم ثابت نہ ہونے پر ساحل کے گھر والے مطمئن ہو گئے۔

غینا کو واپس گھرایا گیا اور بروہاری میں ایک منواری سے لڑکے سے شادی کر دی گئی مگر غینا نے سرال والوں کو صاف صاف کہہ دیا یہ مجھے شوہر قبول نہیں ہے میں اس کی منکوحہ نہیں ہوں میں تو ساحل کی بیوی ہوں میں نے مشکل سوتر پہنا ہوا ہے۔

رات کو جب اس کا شوہر کمرے میں آیا تو اس نے غینا کو چھوٹا چابا مگر غینا نے فوراً اپنا دفاع کرتے ہوئے کہا۔

دور ہو جاؤ مجھ سے مجھے ہاتھ مت لگانا اگر تم نے مجھے ہاتھ لگایا تو میں تمہاری جان لے لوں گی ایسی دھمکی دی تو وہ کارگر ثابت ہوئی اور پندرہ دن تک غینا نے اپنے شوہر کو ہاتھ نہ لگانے دیا اور بدستور کنواری رہی حیرانگی ہوئی ہے ایسی محبت پر جو لوگ ایک دوسرے کو ٹوٹ کر چاہتے ہیں اور دیتا

ناک منہ سے خون بہنے لگا پانی کا گھاس تک نہ پینے دیا نینا بس چار پائی پر پڑی رہتی نینا نے خواب آور کافی تعداد میں گولیاں کھالیں اور بے ہوشی کی حالت میں اسے اٹھا کر ہسپتال لے گئے مگر موت بارگئی اور زندگی ایک بار پھر جیت گئی خدا جانے ساحل نے کیا کیا ہو گا وہ تو نینا کو بے وفامان بیٹھا تھا اور بہت افسوس کرتا رہتا کہ نینا نے بے وفائی کی حد کر دی۔ جب ایسے حالات ایک موڑ پر آ جاتے ہیں تو بدگیا نیاں پیدا ہوتے دیر نہیں لگتی۔ سارے وعدے قسمیں ایک خواب نکلتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کو بھی گناہ سمجھتے ہیں مگر دل کے نہاں خانوں میں محبت کی چمکاڑی ٹھنڈی رہتی ہے وہ بچھ نہیں سکتی۔

آخر کار پانچ چھ ماہ بعد نینا کو طلاق ہو گئی اور وہ اپنے میکے کے گھر آ گئی وہ آکر اس نے اپنے محبوب کی سالگرہ چودہ اگست منائی کیک کا نامنہائی تقسیم کی لوگوں نے سمجھا کہ طلاق پانے کے بعد اس نے خوشی اور جشن منایا ہے مگر اس کے اندر کی کیفیت کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ نینا نے اپنے محبوب کی سالگرہ کا اہتمام کیا تھا مگر ساحل کو یہ خبر نہ ہوئی کہ اس کی محبوبہ طلاق پانے کے باوجود بھی اس کی سالگرہ منا رہی ہے۔

ہماری بھی جدائی کا عمل وہ پوچھے اگر تو کہنا ہوش بس اتنا ہے کہ تم کو یاد کرتے ہیں چونکہ نینا کے پاس رابطہ کے لیے موبائل چھین گیا تھا اور وہ ساحل سے رابطہ نہیں کر سکتی تھی آخر ایک روز اس کی کزن نے موبائل نینا کے ماتھے پر دیا تو اس نے ساحل سے رابطہ کیا ساحل نے انہی نمبر جا بھر کال اینڈ کی ورنہ وہ نینا کی کال سمجھ کر بھی بھی اینڈ نہ کرتا۔ نینا نے اپنا حال دل سنا ڈالا اور بتایا کہ اسے کوئی اور شخص اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ سوائے ساحل کے ساحل نے جواب کہا۔

جواب مجھے تیری ضرورت نہیں ہے تم نے ایک بار شادی کر لی بس آپ تو میرے قابل نہیں تو پلید ہے گندی ہے۔ مگر نینا نے بار بار قسمیں کھانیں بھگوان اور خدا کے واسطے دیئے کہ تیری نینا اب بھی پاکیزہ ہے کنواری ہے تیرے واسطے اپنے ساحل کے واسطے پلیز آ جاؤ میں ایک بار پھر تمہارے لیے منتظر ہوں مگر ساحل نے کوئی اعتبار نہ کیا اور بہت کچھ کہتا گیا۔ اور نینا بے ہوش ہو کر گر گئی۔ اس کی کزن نے اٹھایا پانی دیا اور وہ بوجھ بوجھ کر نینا پیسے سے شرابور کم سم پڑی آپکے کھولے جیسے قوت میں کوئی چلا جاتا ہے کیفیت بن گئی کزن نے سہارا دیا اور سب کو بتایا کہ یہ حال ہے اس کا خدا را اس کی زندگی کو مت برباد کرو اسے ساحل کے ساتھ جانے دو۔ مگر اب دیر ہو چکی تھی ساحل نینا کی زندگی سے نکل گیا اس نے شادی کر لی ایک لڑکی خوشی سے اور وہ یہ شہر چھوڑ کر اپنے شہر چلا گیا۔ جب نینا کے والدین کو علم ہو گیا کہ ساحل نے شادی کر لی ہے اور وہ اپنی زندگی میں بہت خوش ہے تب ان کو قدرے سکون ملا۔ نینا کو بتایا گیا کہ ساحل نے ایک لڑکی۔ خوشی سے شادی کر لی ہے اور وہ کہیں دور نکل گیا ہے۔ تب نینا نے کہا کہ اب میرا رشتہ کراہ میں ہوش میں آ گئی ہوں مجھے پتہ چلا ہے کہ یہ محبت کواں ہے دھوکہ ہے فریب ہے۔

بے وفائی تو یہاں سب ہی کرتے ہیں ساحل آپ تو سمجھدار تھے کچھ تو نیا کرتے خیر نینا ساحل سے مایوس ہو گئی اس نے خود دوسری شادی کی آفر والدین کو پیش کر دی اندر اس کے والدین نے ایک جگہ پڑھا لکھا بندہ تلاش کر کے اس سے شادی کر دی نینا اب اس موجود شوہر سے خوش ہے پچھلی زندگی کو بھول چکی ہے۔ عذاب ماضی سہ سہ کراہ ہوش ملا ہے کتنی ہے

جولائی 2014

جواب نمبر 1800

محبت عذاب ماضی

Digest.pk

جو گزر گیا سو گزر گیا
 وہ غزل کی اک کتاب تھی
 وہ گلشن میں اک گلاب تھی
 ذرا دیر کا کوئی خواب تھا
 جو گزر گیا سو اداس دھوپ
 سمیت کر کہاں واہیوں میں اتر گیا
 اسے اب نا دے میرے دل کی سدا
 سو گزر گیا یہ سفر بھی کتنا تادیل تھا
 یوں وقت کتنا کامل ہے
 کہاں لوٹ کر کوئی آئے گا
 جو گزر گیا سو گزر گیا
 (عبدالرحیم لاسی، آدم پیر)

غزل

میں سر شام چراغوں کو بھلا لیتا ہوں
 ساتھ اپنے تیری یادوں کو بھی سلا لیتا ہوں
 بند آنکھوں میں تنہائی کا تصور لے کر
 صرف خیالوں میں تمہیں دہن بنا لیتا ہوں
 بند کمرے میں رات کے اس پہر میں لیتا
 میں تاروں سے تیری سچ سچ لیتا ہوں
 تو میرے ساتھ ہو چاہے خیالوں میں سہی
 ایسے لمحات میں دنیا کو بھلا لیتا ہوں
 میں گناہ گار اپنی بخشش کے لیے
 نام پہ تیرے فیروں کی دعا لیتا ہوں
 رات کی تنہائی میں دیکھتے نہ تجھے کوئی اور میرے سوا
 تمہیں دل نہا خانوں میں چھپا لیتا ہوں
 جب ہو جائے احساس تنہا میں اکیلا ہوں
 عائشہ پھر رو رو کے اشکوں میں مزا لیتا ہوں
 (سید عارف شاہ، جہلم شہر)

میں راہ بیکوں کی تیری ہمیشہ میرے چاند
 اگر کبھی تیری یاد آئے تو بتا
 (انجم نذیر چاند، دہاڑی)

میں تو ایک سراب کے پیچھے بھاگتی رہی اپنی زندگی
 برباد کرتی رہی والدین کی عزت کو تار تار کیا شکر
 ہے کہ میرے رب نے مجھے پاکیزہ رکھا۔ پاک
 صاف جیسے ایک مشرقی دوشیزہ ہوتی ہے فصل
 زندگی تو مجھے اب ملی ہے میں نے بہت گناہ کئے
 ہیں میں اپنے رب سے معافی مانگوں گی اپنے
 مجازی خدا سے معافی مانگوں گی۔ اور میں اپنے
 خاندان والدین کو کبھی دوپارہ اذیت سے دوچار
 نہیں کروں گی۔

یاد ماضی عذاب ہے یا رب

اب تمہیں لے مجھ سے حافظہ میرا

جس تو سدا سے مجھے کہانی ملی ان کی یہ خواہش
 ہے کہ خفا تو کہاں ہے کتنے بال ہو گئے تیرا ات پتہ
 نہیں پلیر خینا تو اگر یہ کہانی پڑھے تو رابطہ کرے اس
 نمبر پر یا کوئل کے نمبر پر ہم بہت منتظر ہیں تیرا حال
 جاننے کے لیے کاش یہ کہانی کے چھپنے سے ہمیں
 اپنی ٹینا کا ات پتہ معلوم ہو جائے۔

غزل

وہ روٹھ جاتا ہے اکثر شکوہ کے بغیر
 ہم بھی تو سہہ لیتے ہیں شکایت کے بغیر
 ہم سوچتے رہے محبت بے لوٹ ہوئی ہے
 یہ ہوئی ہو جاتی ہے عنایت کے بغیر
 تو کتنا نادان ہے اتنا تو سوچ لے
 جنت کب ملتی ہے عبادت کے بغیر
 قصور ان کا نہیں تصور ہمارا ہے ویم
 ہم نے بھی محبت کی ان کی اجازت لیے بغیر
 (ویم اینڈ ابرام احمد، حکومتی)

غزل

نہ گلہ کیا نہ فغا ہوا
 یہی راستے میں جدا ہوا
 تا وہ بے وفا نہا میں بے وفا

جولائی 2014

181
 Digest.pk

پیار کی جیت

۔۔ تحریر۔ نزاکت علی رسول پورہ 03427815193

قارئین میں پہلی بار ایک کہانی آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا ہوں یہ کہانی میری اپنی آپ جی ہے جس میں میرا ہم سفر مجھے مل نہ پایا اور ہم جدائی کی آگ میں تنی چل رہے ہیں وہ الگ میں الگ تڑپ رہے ہیں خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم دونوں کو ہمیشہ کے لیے ملا دے پھر ہم کبھی بھی جدا نہ ہوں مگر میں نے اس کہانی کا نام پیار کی جیت رکھا ہے امید ہے آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں

جب سولہ سال کی عمر کا ہوا تو میں نے میں میٹرک پاس کر لی آگے نہ بڑھ سکا میں گھر کے کام کاج میں حصہ لینے لگا۔ اپنے ابو اور بھائی کے ساتھ کھیتی باڑی کرنی شروع کر دی۔ اسی طرح کام چلتا رہا اور میرا پیارا اپنی منزل کی طرف دواں دواں تھا وہ میری قریبی رشتہ دار ہے لیکن میں اس کا نام شیئر نہیں کر سکتا۔ وہ بھی مجھے چاہتی ہے لیکن کچھ لوگوں کو ہماری محبت کا پتہ چل گیا جس کی وجہ سے ہم میں رکاوٹیں چل رہی ہیں لیکن ہم دونوں ایک دوسرے کی سانس سے سانس لیتے ہیں ہماری محبت پانچ سالوں سے چل رہی ہے میری جان کی بہن کو بھی پتہ ہے۔ لیکن وہ بھی راضی ہے اس کی امی بھی خوش ہے لیکن کچھ لوگ ہمارا رشتہ ہونے میں خوش نہیں ہیں ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ وعدے کئے ہیں۔ ایک بار وہ ہمارے گاؤں آئی میں سکول سے آیا تو پتہ چلا کہ تمہاری امی آئی ہے میں دل میں بہت ہی خوش ہوا کہ میں اپنے محبت کا اظہار کروں گا۔ شام کو میں نے ایک لیٹر لکھا اور اس کو دے دیا

اس نے لکھا کہ میں تو پہلے ہی تمہیں پیار کرتی ہوں آئی لو یو جان من میں آپ کی ہوں۔ اور آپ میرے ہیں اور میں آپ کی ہی رہوں گی میں نے اس کے ہاتھ چوم کر۔ آئی۔ لو۔ یو۔ کہا اور یہ شعر سنایا۔

تپش سورج کی ہوتی ہے اور چلتا ز میں کو پڑتا ہے قصور آنکھوں کا ہوتا ہے تڑپا دل کو پڑتا ہے پھر اس نے یہ شعر مجھے سنایا

پتہ نہیں کیوں تیری دعا پہ اتنا یقین ہے اے این ورنہ حسن والے تو خود سے بھی وفا نہیں کرتے آخر کار رات کے آنکھ بچ گئے ہم نے ایک دوسرے کو جانے کی اجازت دے دی۔ وہ اپنے کمرے میں چلی گئی لیکن خدا کی قسم ہم نے ابھی تک کوئی بھی غلطی نہیں کی جس سے ہمارا پیار برباد ہو جائے۔ وہ کہتی ہے کہ میں آپ کی امانت ہوں امانت میں خیانت نہیں ہو سکتی۔ قارئین کرام کہانی میری زندگی میں ابھی تک چل رہی ہے۔

جولائی 2014

جولائی 182

پیار کی جیت

Digest.pk

میرے لیے کئی پارہے آئے لیکن میں نے اپنے ماں باپ کو اور بھائیوں بہنوں کو کہہ دیا ہے کہ میں نے ابھی تک یہاں کہیں بھی شادی نہیں کرتی تو وہ چپ ہو جاتے ہیں۔

لیکن میری ای خود ہی کہتی ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کی شادی جلدی سے کروا دو لیکن میں اپنی ایس کی یادوں میں کھویا رہتا ہوں۔

کبھی کبھی سو بائل یہ ایس ایم ایس سے بات ہو جاتی ہے لیکن کبھی فون پہ بھی ہو جاتی ہے لیکن میں اس کی یاد میں ہی رہتا ہوں۔

یہ غزل میں نے اس کی یاد میں ہی لکھی ہے کبھی ملے تو اسے یہ کہنا

بہت غرت گرا رہی ہوں

مجھے دنوں کو بھلا رہی ہوں

وہ اپنے وعدے سے بھر گیا ہوں

میں اپنے وعدے سے بھلا رہی ہوں

کہیں ملے تو اسے کہنا

ندل میں کوئی ملال رکھے

ہمیشہ اپنا خیال رکھے

وہ اپنے سارے غم مجھ کو دے

تمام خوشیوں کو ایس سنبھال رکھے

یہ غزل مکمل ہوتے ہی اس نے مجھے ایس ایم ایس کیا کہ جان میں تم سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں میں تم کو بتاؤں گی۔

پھر آپ مان جائیں گے کیا بتاؤں جان تم اپنی امی اور ابو کو میرا رشتہ لینے بھیجنا۔

میں نے کہا کہ اچھا بھیج دو لیکن تم اپنے امی ابو کو منالینا پر اس کا ابو تو تین ماہ سے فوت ہو گیا ہے میں نے امی اور ابو کو کہا تھا۔

انہوں نے کہا اچھا چلے جائیں گے آپ کی خوشی میں ہماری خوشی سے میں بہت خوش ہوں اور اپنی جان کو ایس ایم ایس کیا اور کہا کہ میرے امی ابو نے کہا ہے دو

دن کے اندر مرنے جائیں گے۔

لیکن میں تو انتظار میں ہوں کہ پتہ نہیں کون سا وہ دن ہو جس دن مجھے کوئی خوش خبری ملے کہ میرا رشتہ میری جان بچا دے ہو گیا ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ میرے لیے دعا کرنا کہ میری شادی اسی سے ہو جائے۔

میں ریاض بھٹی کا شکر گزار ہوں کہ مجھے بھی تھوڑی سی جگہ رسالے میں ملی میری یہ پہلی کہانی ہے امید کرتا ہوں کہ سب کو پسند آئے گی اپنی رائے سے ضرور نوازے گا شدت اسے انتظار رہے گا

رفحوں بھائی نہیں جسم کا کوئی کونہ

ہم رہیں نہ رہیں ہم پرست روئے کوئی

کچھ قارئین کو سلام پیش کرتا ہوں

آپنی کشور کرن کو سلام، شا فرام ملکوالی کو محبتوں

بھرا سلام، عاشق حسین ساجد کو محبتوں بھرا سلام، حکیم

ایم جاوید نسیم چوہدری کو محبتوں بھرا سلام، کرن کو محبتوں

بھرا سلام، شازید شازی کو محبتوں بھرا سلام، مس

افشاں کو محبتوں بھرا سلام، ناہید کو محبتوں بھرا سلام

نزار ازکیہ مان والہ کو محبتوں بھرا سلام، اسے آرا حنیفہ کو

محبتوں بھرا سلام قبول ہو

ہمیں اپنی محبت پہ ہے اتنا تو یقیں یارو
اگر ہم مر بھی جائیں تو وہ کسی کا نہیں ہوگا

۔ اہ ایسی چڑھی ہے تمہاری دیدار کن
دل کہیں لگتا نہیں ایسی اکہ مستانی میرے پار کی
کبھی آنسو نہیں چھپتے نہ کرکوشش چھپانے کی
یہ آنسو جیت جائیں گے تیرے لیے ہر خوشی
زمانے کی

وہ ہیز تھا کسی کا جس پر تھا آشیانہ

ہم جس آوارہ لکھی اپنا نہیں لھکانہ

ریاض احمد لاہور

جولائی 2014

Digest.pk

سب کچھ کھودیا

تحریر: ڈاکٹر سدرہ معین آباد

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
 چوکی ایسی ملاقات سے محبت ہوئی اور پھر ایک دوسرے سے وعدے کیے اور پھر وہ کچھ ہوا جو میں سوچ بھی
 نہ سکتی تھی دل ایک محصور اور بھولی بھائی لڑکی نے اپنا سب کچھ پرہیز کر لیا مگر اسے سکون نہ ملا ایک ماں باپ
 کے رشتے کو بھی ایک ساحل کے لیے کھودیا اور پھر ساحل بھی اس کا نہ بنا وہ بھی بے وقافتا۔ میں نے اس
 کہانی کا نام۔ سب کچھ کھودیا۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اپنی رائے سے ضرورت نوازے گا
 اور وہ جواب عرض کی پانی کو بد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
 تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت نفس اتفاق ہوگی جس کا ارادہ دیا وافر ذمہ دار نہیں
 ہوگا۔

اپنے والدین کی خواہش پوری کرنا چاہتی تھی۔
 مجھے خشت و محبت سے سخت نفرت تھی اگر کوئی
 اپنے پیار کی ستوری سنا تا تو غمگین ہونے کے بجائے
 اس کا مذاق اڑاتی میں بہت فحش خوشی زندگی گزار رہی
 تھی لیکن میری خوشیاں تو عارضی تھیں۔ مائے میں
 نے 12th کے امتحان دیئے اور فری ہو کر گھر بیٹھ گئی
 ان دنوں میرے ماموں کی بیٹی کی شادی تھی اسلام
 آباد میں بہت خوش تھی کیوں کہ میں پورے ہس سال
 کے بعد ماموں کے گھر جا رہی تھی۔

ہم نے خوب شاپنگ کی اپنے لیے اور اپنی کمزری
 کے لیے اٹلی میج ہم اسام آباد پہنچے یہاں آ کر مجھے
 بہت اچھا لگ رہا تھا میں اپنے ماموں اور کون سے ملی
 اور بہت خوش تھی آج مہندی تھی ہر کوئی تیاریوں میں
 مصروف تھے۔

میری کزن جس کی شادی تھی کہتی کہ دل تم تو
 بہت بڑی ہو گئی ہو اور سب سے بڑھ کر خوبصورت
 میں ہوئی کہ تم بھی کسی سے کم نہیں ہو پھر میرا کزن جو ہر
 وقت مذاق کرتا رہتا جیسے پیار سے شوکتے۔

دل بیٹا اٹھ جاؤ تاہم دیکھو دن کے بارہ بج رہے
 ہیں آج ہم نے بازار بھی جانا ہے۔

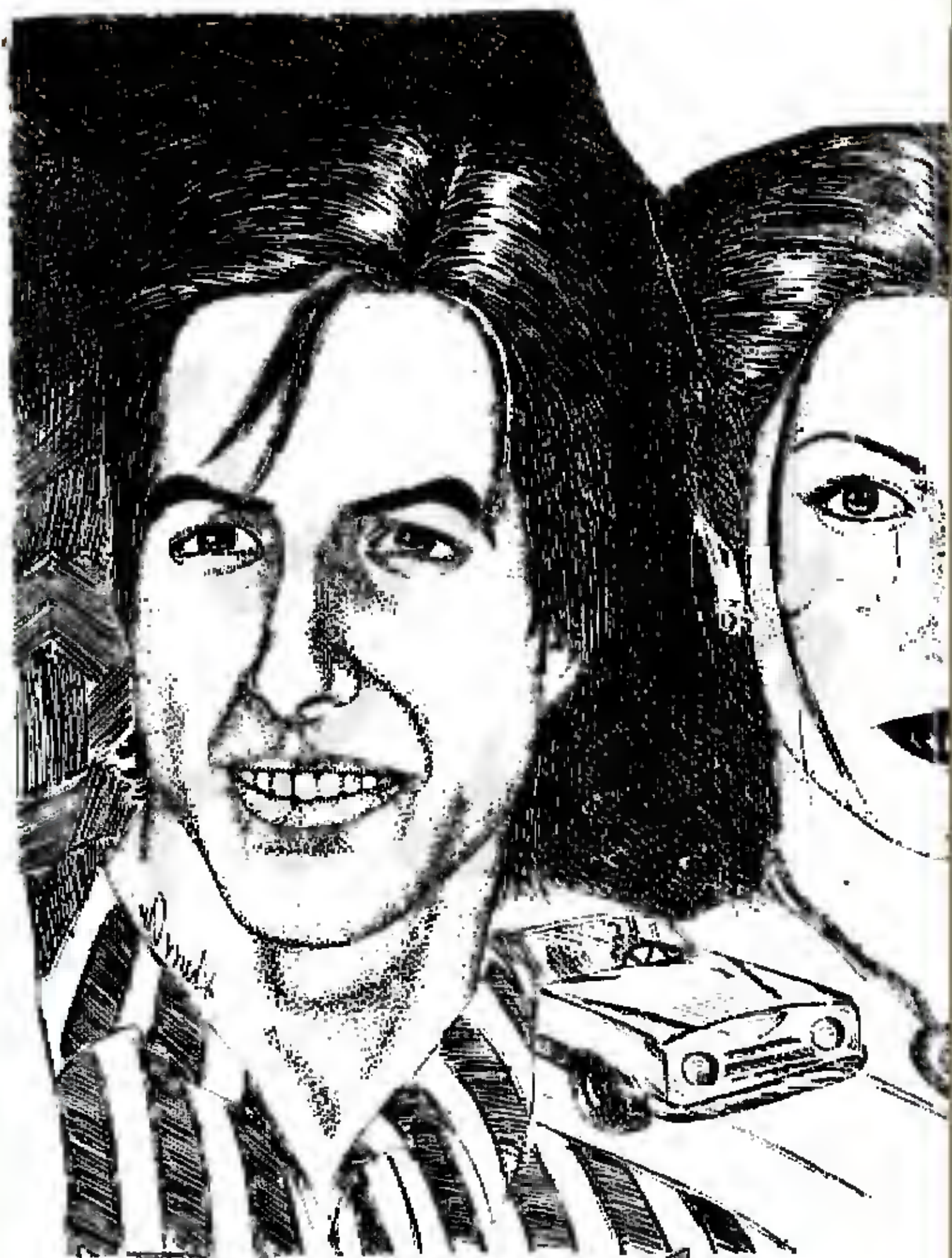
ہوں۔۔۔ ماما کی سے سونے دیں ناں ہفتہ میں
 یہ بیٹی تو ایک دن آتا ہے مجھے نہیں جانا کہیں بھی آپ
 جا میں۔

ٹھیک ہے بیٹا میں جا رہی ہوں ناشتہ کر لیں۔
 امی کے جانے کے ایک گھنٹہ بعد وہ اٹھی فریش ہو کے
 ناشتہ کیا۔

قارئین کرام میں بتاتی چلوں میں نے بہت
 کھاتے پیتے گھرانے میں آنکھ کھولی اپنے والدین کی
 لازمی بیٹی اپنے کردار کی باپ کی اکلوتی وارث میں جو
 بھی اپنے والدین سے کہتی میری فرمائش پوری کرتے
 مجھے اپنے والدین سے بہت پیار تھا ہم لوگ بہت
 اچھی زندگی گزار رہے تھے۔

میرے پاپا کی خواہش تھی کہ میں ڈاکٹر بنوں
 میں ان دنوں ایف اے کی تیاری کر رہی تھی اور بہت
 دل لگا کر پڑھ رہی تھی ہمارے پیپروں میں دو دن باقی
 تھے خوب دل لگا کر تیاری کی اور پیپر دے دیئے۔ میں

سب کچھ کھودیا
 184 جولائی 2014
 Digest.pk



Digest.pk

پکڑ لیا اور بولا میں گھبرا گئی کہنے لگا دل میں تم سے کچھ
کہنا چاہتا ہوں۔

میں تم سے پیار کرتا ہوں میں چونک گئی یہ میرا
نام کیسے جانتا ہے میرے ماتھے پر پیسے آنے لگے گھبرا
نہیں میں تمہیں کچھ نہیں کہتا جب سے تمہیں دیکھا ہے
دنوں کو ہمیں آتا ہے نہ راتوں کو نیند آتی ہے ہلیر میری
محبت کو مت ٹھکرا نہ میں مر جاؤں گا۔

میں سوچ رہا تھا کہ تم سے اظہار کروں دل تم
میرے من میں سا گئی ہو ساری رات نیند نہیں آتی میں
پھر کی بنی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

اچانک میرا کزن شوآ یا میں جلدی سے بھاگ
کر اپنی کزن کے پاس جا کر بیٹھ گئی وہ بولی دل کیا ہوا
تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ ہاں بس سر میں درد ہے
پھر میرے ذہن میں ساحل کی باتیں گھومنے لگیں
دیکھنے میں ساحل بھی بہت خوبصورت تھا میرے دل
میں بھی ساحل کے لیے جگہ بنتی جا رہی تھی۔

پھر میری کزن کو رخصت کیا گیا ہم ایک
دوسرے کو چند نظروں سے دیکھ لیتے پھر ساحل نے
ایک بچے کے ہاتھ ایک کاغذ کا ٹکڑا اٹھیا میں نے کھول
کر دیکھا اس میں لکھا تھا آج رات دس بجے میں
محبت پر تمہارا اظہار کروں گا اگر تم نہ آئی تو میں خود کشی
کر لوں گا۔

میں یہ بڑھ کر پریشان ہو گئی اور سوچنے لگی کہ
اب کیا کروں اگر نہ گئی تو ساحل خود کشی کر لے گا پتہ
نہیں میں ساحل کے بارے میں اتنا کیوں سوچ رہی
تھی کب مجھے ساحل سے پیار ہو گیا تھا میں اپنے آپ
سے سوال کرنے لگی نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گی
مجھے ساحل کے پاس جانا ہوگا جب میں نے نام دیکھا
تو رات کے دس بج چکے تھے میں جلدی سے اٹھی اور
میٹر جیوں کی جانب چلتے گئی اور نہت پر چلی گئی جب
وہاں گئی تو ساحل پہلے سے ہی میرا انتظار کر رہا تھا
ساحل جلدی سے میری طرف دیکھ کر بولا دل مجھے

وہ بھی میری خوبصورتی کی تعریف کر رہا تھا میں
مسکرا دی مہندی کی تقریب بھی ہر سو خوشی کا سماں تھا
سب لوگ تیار ہو کر ہال میں جا چکے تھے۔

میں ابھی کمرے میں تیار ہو رہی تھی کہ اچانک
میرا کزن شوآ یا اور بولا دل ابھی تم تیار نہیں ہو گئی ہو
جلدی آؤ سب لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں اوکے ہاں
آپ چلو میں ابھی تیار ہو کر آتی ہوں پھر میں نے ہلکا
لائٹ پنک ٹکڑا ڈالیں پہنا اور ہلکی سی جیولری ہور تیار
ہو کر میز میوں سے نیچے اتر رہی تھی کہ سب کی نظریں
مجھ پر جمیں۔

میرا کزن میرے پاس آیا اور بولا کہ دل تم بہت
خوبصورت لگ رہی ہو ایسا لگتا ہے جیسے آسمان سے
بری اتر آئی ہو دل آج ضرور تم کسی کا دل نکالو گی میں
بہسی۔۔۔ ہو۔۔۔ بس کرو۔ شو میں پھر اپنی کزن
کے پاس پہنچ گئی۔

سب لوگ ڈانس کر رہے تھے اور میں بڑی
دلچسپی سے سب کو دیکھ رہی تھی میری کزن کو مہندی
لگائی سب کو کھانا کھلایا گیا۔

ایک اجنبی چہرہ مجھے بڑی غور سے دیکھ رہا
تھا میری جب بھی نظر پڑتی تو وہ لڑکا مجھے پہلے ہی دیکھ
رہا ہوتا اور مسکرا رہا ہوتا مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے
اپنی کزن سے پوچھا کہ وہ لڑکا کون ہے وہ بولی کہ وہ
میرا کزن ہے ساحل ہے اپنے ماں باپ کا اکلوتا
وارث پھر رات گئے تک ٹکٹھن ہوا اور تقریباً دو بجے
تک تقریب ختم ہوئی اور سب سوئے کی تیاری کرنے
لگے میں اپنی کزن کے ساتھ سو گئی۔

اصلی صبح بارات آئی تھی صبح دس بجے بارات آئی
اور پھر وہی لڑکا کمرے میں آتا اور مسکرا کے چلا جاتا
ایک دم شور ہوا کہ بارات آگئی بارات آگئی سب لوگ
باراتوں کو دیکھنے کے لیے محلے میں کمرے سے
باہر آ گئی تو اچانک وہی لڑکا سامنے آ گیا میں کمرے
میں اکیلی تھی جلدی سے کمرے میں آیا اور میرا بازو

جولائی 2014

Digest.pk

تمہارا انتظار کرو رہا ہوں جلدی آؤ میں جلدی سے تیار ہوئی اور ساحل کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ گئی۔

آج موسم بہت پیارا تھا ہر طرف بادل چھائے ہوئے تھے پھر زور کی بارش شروع ہو گئی ساحل نے میرا ہاتھ پکڑ کے کہا دل مجھے بارش بہت پسند ہے۔

کہو کالی گھٹاؤں سے ذرا جھوم کے پرے کسی کے چہرے پہ زلف نکھری اچھی لگتی ہے ابھی ہم باتیں کر رہے تھے ایک لڑکی آئی اور ساحل سے بولی ڈارلنگ آؤ ہارش انجوائے کریں پھر ساحل اس لڑکی کے ساتھ بارش میں نہانے لگے۔

مجھے بہت فصد آیا اور میں بہت پریشان بھی ہوئی اور پھر میں گاڑی میں بیٹھی اور گھر چلی آئی کمرے میں لیٹ کر بہت روئی کہ ساحل نے ایک بار بھی نہ سوچا کہ دل کے دل پہ کیا گزرے گی میں ساری رات روئی رہی مگر بہت تیز بخار بھی ہو گیا تھا ممانی کمرے میں آئیں میرے ماتھے پہ ہاتھ لگا کر کہا کہ دل تمہیں تو بہت بخار ہے۔

میں نے کہا نہیں بس سر میں درد سے صبح ساحل آیا اور کہنے لگا کہ دل تمہیں کل کیا ہو گیا تھا کیوں چلی آئی تھی گھر دل یا تم اس لڑکی کی وجہ پریشان ہو یا روو میرے کانچ کی لڑکی ہے اور تمہیں برداشت کرنا پڑے گا کیوں کہ میری بہت سی دوستیں ہیں اور پھر تم کہہ بھی سکتی تھی کہ ساحل میں تم سے پیار کرتی ہوں میرے علاوہ کوئی تم سے بات کرے میں نہیں چاہتی کہ تم کسی کے ساتھ گھومو دو بوتل رہا میں اس کے آگے روئی رہی ساحل نے ایک بار بھی مجھے چپ نہ کر دیا میں نے کہا ساحل میں تمہارا پیار ہوں پھر ساحل نے سواری کی میں نے بھی حاف کر دیا۔

پھر ہم گھومنے چلے گئے کیوں کہ میں ساحل سے پیار کرتی تھی میں اس سے فصد کیسے رکھ سکتی تھی۔
ہزاروں بھی روٹھے تو منائیں گے تجھے
نکرو کیجے محبت میں شامل کوئی دوسرا نہ ہو

یقین تھا تم ضرور آؤ گی میری محبت کا جواب محبت سے دو گی میں تمہارے بغیر اب نہیں رہ سکتا مجھے دل میں چھپا لو مجھے اپنے سے دور نہ کرنا ساحل بوتل رہا میں چپ چاپ سنی رہی۔

اس کی آنکھوں میں اپنے لیے پیار نظر آیا دل میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں پلیز دل میں تمہارے پیار میں پاگل ہو گیا ہوں پلیز دل تم بھی کچھ بولو نہ مجھے ساحل کی باتیں سن خوشی ہو رہی تھی کہ مجھے بھی کوئی سچے دل سے چاہنے والا ہے۔

پھر میں نے بھی ساحل سے اظہار محبت کر دیا ہم بہت خوش تھے پھر ہم نے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھا میں ہمیشہ ایک ہونے کے وعدے کئے پھر ساحل نے میرے ہاتھوں پہ کس کی۔

آف ہو نرم نیوں کو میرے ہاتھوں کو چوم کر کہنا ہو گئی ضد پوری کوئی دیکھ نہ لے اب تو جانے دو پھر تقریباً رات دو بجے میں نے ساحل سے اجازت مانگی اور واپس کمرے میں لیٹ گئی بہت کوشش کی سونے کی لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی میں اپنے دل میں ساحل کے سینے سہانے لگی نا جانے کس پہر خند نے مجھے اپنی آنکھوں میں لے لیا صبح ہوئی ناشتے کے بعد ممانی لوگوں سے اجازت مانگی ممانی بولی کہ آپ اوٹک چلے جائیں دل کو یہاں ہی رہنے دیں ممانے کہا ٹھیک ہے بھابی مگر دل سے تو پوچھ لیں ممانی نے مجھ سے پوچھا مگر میری تو خوشی کا کوئی اعتبار ہی نہیں تھی پھر ممانا لوٹ چلے گئے۔

میں نے یہاں بہت انجوائے کیا ہر روز ساحل کے ساتھ گھومتی صبح شام باتیں کرتی اب ساحل کے بغیر میں ایک منٹ بھی نہیں رہ سکتی تھی میرے دل میں ساحل کے لئے بہت پیار تھا یہاں تک کہ کھانے پینے کا بھی ہوش نہ تھا راتوں کو نیند نہیں آتی تھی ٹھیک لگتے ہیں عشق اندھا ہوتا ہے میں بھی ساحل کے پیار میں پاگل ہو چکی تھی ساحل کی کال آئی بولو میں پارک میں

اور ماما میں بہت جھکی ہوئی ہوں پھر میں اپنے کمرے میں آگئی اور پھر ساحل کو کال مانی۔

ہیلو کیسے ہو ساحل۔ جی میں ٹھیک ہوں تم ریلوے اسٹیشن چھوڑنے کیوں نہیں آئے تھے۔ وہ تھوڑا سا کام تھا اس لیے نہیں آ۔ کا تھا پھر ہم ساری رات باتیں کرتے رہے اسی طرح ہماری بات فون پہ ہو جاتی تھی۔

میں ساحل کے عشق میں اس حد تک چلی گئی تھی کہ وہاں سے آنے کا کوئی راستہ نہ تھا دن رات ساحل کے پیار میں سو جاتی رہتی کھانے پینے کا بھی ہوش نہ رہتا میں ہر روز ساحل سے کہتی کہ پلیز ساحل تم اپنے گھر والوں کو بھیجو پروہ کبہ کمرال دیتا کہ ابھی بہت نامم پڑا ہے اور دل بھی میں نے پڑھنا ہے ساحل بہت بدل گیا تھا اور میرا پرہیز خانی میں دل نہیں لگتا تھا۔

ہر لحظہ میں تیرا کس بسا ہے
اک چاند سا چہرہ مجھے پڑھنے نہیں دیتا
ماما نے مجھے لڑا اس دیکھ کر کئی بار پوچھا کہ بیٹی کیا بات ہے کیوں چپ رہتی ہو میں اوھر اوھر کی باتیں کر کے ٹال دیتی تھی۔

اب ساحل کی بہت کم کال آتی تھی ہر وقت نمبر ویٹنگ پر ہوتا میں پوچھتی تو کہتا کہ دوست کی کال تھی پھر چھوٹی چھوٹی باتوں پر مجھ سے جھگڑتا ہماری محبت کو تین سال ہو گئے تھے مگر اس کے گھر والے نہیں آئے تھے بلکہ ساحل مجھ سے بات بھی بہت کم کرتا تھا۔

ایک دن ہمارے گھر میری شادی کی بات چلی شادی میرے تایا کے بیٹا حسن سے کرنا چاہتے تھے میں بہت زیادہ پریشان تھی پھر میں نے ساحل کو بتایا مگر اس نے سنی ان سنی کر دی شاید اسے مجھ سے محبت نہیں تھی۔

پھر ایک دن ساحل کی کال آئی کہتا کہ میں نے گھر والوں سے بات کی ہے مگر وہ نہیں مان رہے اور ساتھ ہی کال بند کر دی اور پھر میں بہت روئی پھر ماما

پھر ہم سارا دن گھومتے رہے رات کے کھانے کے بعد ساحل نے اجازت مانگی تو ممانی بولیں ساحل بیٹا دیکھ رات بہت ہو گئی ہے تم آج ادھر ہی رو جاؤ ساحل تجھ پر رات گئے تک ہم باتیں کرتے رہے پھر ممانی جان اپنے کمرے میں سونے کے لیے چلی گئیں اور شو بھائی بھی اپنے کمرے میں چلا گیا میں بھی اپنے کمرے میں چلی آئی۔

میں کمرے میں آئی ہی تھی کہ ساحل بھی میرے پیچھے ہی چلا آیا اور کہنے لگا مجھے بھی اپنے کمرے میں سونے کی اجازت دے دو میرے لاکھنچ کرنے پر بھی وہ نہ گیا پتہ نہیں اس کے ذہن میں کیا شیطان آگیا تھا آج ہم ایک چھت کے نیچے ایک بی ہسٹری ساری رات نہ ساحل خود سو یا نہ ہی مجھے سونے دیا۔

آخر ہم ساری کی ساری حدیں پار کر گئے صبح ہوئی تو میں کسی سے آگاہ نہیں ملا رہی تھی پھر میں ساحل سے کہا کہ ساحل اب ہم ایک دوسرے کے بہت ہی قریب ہو چکے ہیں تم ایسا کرو اپنے گھر والوں کو میرے گھر رشتہ لینے بھیجو ساحل بولا کہ ٹھیک ہے پھر میری چھٹیا ختم ہو گئیں اور میں نے کل واپس جانا تھا میں نے ساحل کو بھی بتایا لیکن اس کے آج تو وہ بدلے لگ رہے تھے۔

میں ساحل سے دور نہیں جانا چاہتی تھی مگر ساحل کو کوئی پرواہ نہ تھی نہ جانے ساحل ایسا روہ کیوں کر رہا تھا میں نے ساحل سے کہا کہ مجھے روکو گے نہیں تو کہتا نہیں یا تمہیں جانا ہوگا اور دیکھنا میں کتنی جلدی تمہیں دیکھنا ہوا کو لاؤں گا۔

بھرتا نہیں آنکھیں تو اک بات کہوں جان
اب تم سے بچھڑنے کا امکان بہت ہے
پھر وہ دن بھی آگیا جب مجھے ساحل سے دور جانا پڑا سب لوگ مجھے اسٹیشن پہ بیٹھانے آئے تھے مگر ساحل نہ آیا بہت میسر ہوئے مگر اس کا کوئی بھی جواب نہیں آیا پھر میں لاہور آگئی ماما۔ پایا سے مل کھانا کھایا

جولائی 2014

Digest.pk

سب کچھ ٹھوکر

ہوں ہاں ساحل میں تیار ہوں پھر میں اٹھ کر اپنے ماما۔ پاپا کے کمرے میں آئی جو بہت گہری نیند سوئے ہوئے تھے میں ان کو دیکھ کر بہت روئی اور پھر میں گھر سے باہر نکل آئی اور ساحل کے پاس آئی اگلی صبح ہم اسلام آباد پہنچ گئے۔

ہم نے ایک ہوٹل میں ٹائٹ کیا اور تھوڑی دیر بعد ہم ساحل کے گھر پہنچ گئے جب گھر داخل ہوئے تو اس کے گھر والوں نے مجھے دیکھ کر اس سے بولے کہ ساحل لے جاؤ اسے جو اپنے ماں باپ کی تدبیر سکی وہ تمہاری کیا بنے گی اگر تم اسے نہیں چھوڑ سکتے تو تمہاری آنے والی سسل بھی ایسے ہی کرے گی ہم تمہیں اپنی جائیداد کے الگ کر دیں گے اور تم ہمارا مرا ہوا منہ دیکھو گے ساحل کو اور مجھے دھکے دے کر باہر نکال دیا میں روئی رہی۔

ساحل مجھے لے کر ایک کرائے کے مکان میں آگیا ہمیں ایک ہفتہ ہو گیا تھا مگر میں ساحل کے ساتھ بغیر نکاح کے رہ رہی تھی اور پھر ساحل بھی مجھ سے لٹھک طرح سے بات نہیں کرتا تھا پھر ایک دن ساحل باہر کچھ سامان لینے گیا ایک لڑکی آئی اس کے ہاتھ میں نقاد تھا دل یہ آپ کے نام ہے۔

جی میرے نام ہاں ساحل بھائی نے بھیجا ہے لیکن ساحل تو ابھی باہر گیا ہے لڑکی نقاد دے کر چلی گئی میں نے اسے کھولا تو ایک لیٹر نکلا میں نے اسے پڑھنا شروع کیا جس پر لکھا تھا۔

چلو دل مجھے معاف کر دینا میں نے تیرا دل توڑا ہے میں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جا رہا ہوں دل میں اپنے والدین کو نہیں چھوڑ سکتا میں ہی تو ان کا سہارا ہوں ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا تم اپنے گھر واپس لوٹ جاؤ اور اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا آپ کا مجرم ساحل۔

میں یہ سب پڑھ کر بہت روئی اپنے آپ کو مارنے لگی نہیں ساحل نہیں تمہارے ساتھ نہیں کر

نے مجھے دوتے ہوئے دیکھ لیا تھا میں نے ماما سے کچھ نہ چھپا سکی ماما کو سب کچھ بتایا ماما بولیں کہ بیٹی دل اگر ساحل کے گھر والے آئیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے میں بہت خوش ہوئی۔

میں نے ساحل سے بات اور کہا کہ میرے گھر والے مان گئے ہیں لیکن آج ساحل مجھ سے وہ کہہ گیا جو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی اس نے کہا ساحل جہاں تمہارے گھر والے نہیں وہاں رشتہ کر لو میں تم سے شادی نہیں کر سکتا میں یہ سن کر رونے لگی کہ پھر کیوں مجھے اپنے قریب کیا تھا جب دھوکہ دینا تھا کیا تمہیں مجھ سے چار نہیں ہے کیوں میری زندگی پر باؤ کر کے رکھ دی ہے لیکن ساحل فون بند کر چکا تھا۔

میں روئی رہی پھر کالی دن ساحل کا فون نہ آیا پھر میرے والدین نے میرا رشتہ تہہ کر دیا میری منگنی کر دی میں ساحل سے کہتی کہ ساحل پلیز مجھے مت چھوڑو میں تیرے بغیر مر جاؤں گی پھر ایک رات ایسی بھی آئی کہ جو مجھ سے میری ساری خوشیاں چھین کر لے گئی ساحل کی کالی آئی اور کہا کہ دل میں آج رات بارہ بجے تمہیں لینے آؤں گا ہم کو رٹ میری کر لیں گے میں نے کہا کہ ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔

دیکھو دل اگر تم نہ آئی تو میں کو کشتی کر لوں گا اور اگلی صبح تم میرا مرا ہوا منہ دیکھو گی اپنے گھر کے سامنے اور ساتھ ہی کال بند کر دی۔

میں یہ سن کر رونے لگی اے خدا تم نے مجھے کس مشکل میں ڈال دیا ہے یا مجھے کس بات کی سزا مل رہی ہے میں کیا کروں کہاں جاؤں ایک طرف میرے ماں باپ ہیں اور دوسری طرف میرا پیار میں اپنے والدین کو بھی نہیں چھوڑ سکتی اور ساحل کے بغیر بھی نہیں رہ سکتی بہت سوچنے کے بعد میں نے ساحل کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا رات بارہ بجے ساحل کی کالی آئی بولو دل تیار ہو گیا۔

میں تمہارے گھر کے سامنے تمہارا انتظار کر رہا

والدین سے معافی مانگ لینا وہ ضرور تمہیں معاف کر دیں گے پھر ساری رات میری روتے ہوئے گزر گئی صبح ہوئی تو بابا جی نے مجھے اسٹیشن سے نکلنے کے لئے بٹھایا اور واپس چلے گئے میں سارے راستے سوچتی رہی کہ پتہ نہیں میرے والدین مجھے معاف کر دیں گے یا نہیں جب میں گھر کی طرف بڑھی تو میرے محلے کے لوگ میرے گھر کے پاس جمع تھے اور رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔

میں نے جلدی سے سب سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے جب میں اندر گئی تو آئین میں چھپے چہرے ایک سے کپڑا اٹھایا تو میرے بابا تھے دوسرے سے اٹھایا تو میری ماما تھیں۔

میں کبھی ماما کا چہرہ چوتھی ہوں اور کبھی بابا کا میں زور زور سے چیخ رہی تھی میں تو پاگل ہو گئی تھی ماما پلیز مجھے معاف کر دیں بابا مجھے اکیلا چھوڑ کر مت جائیں مجھے اتنی بڑی سزا نہ دیں بابا اٹھو آپ کے بغیر میرا کوئی نہیں ہے آپ کی لکھلی لاڈلی بیٹی آپ کے پاس ہمیشہ کے لیے آگئی ہے آنکھیں کھولیں اے اللہ یہ میرے ساتھ کیا ہو گیا ہے ماما۔ بابا آپ لوگ میری آنکھوں میں آنسوؤں نہیں دیکھ سکتے تھے آج میں رو رہی ہوں مجھے گلے سے لٹکا میں بہت ٹوٹ چکی ہوں بابا جس کے لیے میں آپ لوگوں کو چھوڑ کر گئی تھی اس نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے میں بھی ماما کے من چوتھی اور کبھی بابا کے ہر بابا مجھے کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ پھر میرے ماما۔ بابا مجھ سے ہمیشہ کے لیے دور چلے گئے۔

اور لوگ انہیں منوں منی کے نیچے دبا کر آگئے میں روتی رہی سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے میں گھر میں اکیلی رہ گئی۔

پھر میرے تایا جان نے میرا رشتہ اپنے بیٹے اسد کے لیے لے لیا اور شادی ہو گئی میں اسد کا بہت خیال رکھتی اسد بھی مجھ جیسا اور بچہ لیکن میری ساس

سکتے تم مجھے اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتے ساحل میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی تم نے میرے ارمانوں کا گلا گھونٹ دیا تم میری خواہشوں کے قاتل ہو تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے اگر تمہیں مجھ سے محبت تھی تو کیوں مجھے گھر سے قدم اٹھانے پر مجبور کیا کس منہ سے واپس جاؤں گی میں بھی تو اپنا گھر بار والدین سب کچھ چھوڑ کر آئی تھی تم بے وفا ہو تم نے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں کھائیں کہاں گیا تیرا وہ پیار تم صرف میرے جسم کے پیاسے تھے تم مطلبی تھے کاش میں تم پہ اتنا اعتبار نہ کر لی کاش میں اپنے گھر سے یہ قدم نہ اٹھاتی۔

میں روتی چلائی اس گھر سے باہر نکل آئی میری تو دنیا اجڑ چکی تھی اتنے بڑے شیر کی سڑکوں پہ آگئی بھوک سے نڈھال تھی کرتی اور بھی خود کو سنبھالتی پاگلوں جیسا حال ہو گیا تھا بال بکھرے ہوئے تھے اور ایک جگہ ٹٹ پاتھ پہ آکر بیٹھ گئی مجھے میرے والدین بہت یاد آ رہے تھے میں مسلسل رونے جاری تھی دبیر کی سخت سردی سے جان نکل رہی رہی تھی پیروں میں جوتا بھی نہ تھا میں نے خود کشی کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور دریا کے کنارے کھڑی ہو گئی۔

میں جیسے ہی دریا میں چھلانگ لگانے لگی ایک بابا نے پیچھے سے میرا ہاتھ پکڑ لیا پتا یہ کیا کر رہی ہو بابا چھوڑ دو مجھے جانے دوسرے دو مجھے ایسی زندگی سے تو مرنا ہی اچھا ہے میں رونے جا رہی تھی کہ بابا نے میرے سر پہ ہاتھ رکھا اور کہا چلو میرے ساتھ میرے گھر بابا نے مجھے اپنے بارے میں بتایا میں اس کے ساتھ چلی گئی اس نے کھانا دیا پھر میں نے بابا کو اپنی داستان سنائی اور گڑ گڑا کے روتی بابا اس دنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہے۔

بزرگ بابا نے میرے سر پہ ہاتھ رکھا اور مجھے واپس گھر جانے کو کہا نہیں بابا مجھ میں گھر کیسے جاؤں اپنے والدین کو کیا منہ دکھائوں گی نہیں بیٹا ہے

سب کچھ دیکھ کر

کار میں یہ تھی دل کی کہانی کسی لگی آپ کو اپنی
رائے سے ضرور نوازے گا۔

آخر میں قارئین کے لیے جوڑ کیا اپنے گھر سے
غلا قدم اٹھاتی ہیں ان کو میرا پیغام ہے کہ خدارا ایسا نہ
کریں کہیں وہ نہ ہو کہ محسوم دل کی طرح روتی رہے
اور اپنے والدین کے مقدس رشتے کو ہمیشہ ہمیشہ کے
لیے کھو دیں۔

آخر میں جواب عرض کی پوری نیم کو سلام اثناء
اللہ آئندہ بھی اک نئی کاوش کے ساتھ حاضر ہوں گی
آپ کی دعاؤں کی طلبگار۔

پتھر کے مجھ سے میرے حبیب روٹھ جانا تو
لوٹ آنا

ان وادیوں کی پہاڑ راتیں نہ کاٹ پانا تو لوٹ
آنا

کون منائے گا تجھے اس پرانے دیس میں
میرے سوا

یونہی کسی سے لڑائی جھگڑے میں روٹھ جانا تو
لوٹ آنا.....

کبھی دل کی گہرائیوں سے چاہ کر تو دیکھو
تیرے ہر سانس کی دھول نہ بن جائیں تو کہنا

قطعہ
اس وقت کی دلیر چہ سونا کے نصیب
اس سکتے کے عالم میں رونا کے نصیب
انجم دل آئینوں کی طرح ٹوٹ جاتے ہیں
تیرے کو آنکھوں میں سونا کے نصیب
محمد خان انجم

تمہیں ہر وقت وہ گزرا زمانہ یاد آئے گا
نہ ہوں گے ہم تو ہنسنا ہنسنا یاد آئے گا
ہمانے جب کرتے گا کوئی تم سے نچوڑنے کے
تمہیں، اک اک اپنا ہمارے آئے گا

میرے ساتھ بہت برا سلوک کرتی مجھے ہر چھوٹی چھوٹی
باتوں پر طعنے دیتی مجھ سے لو کرائی جیسا سلوک کرتی
سارا دن کام کرواتی سب کا بچا ہوا کھانا رات کو دیتی
میں یہ ظلم برداشت کر لیتی ہوں کبھی اسد سے گلہ نہیں کیا
میں ہر روز اپنے والدین کی تصویر کو دیکھ کر روتی رہتی
ہوں کیوں کہ میرے پاس ساحل کی بے وفا کی ہے دن
رات ستاتی ہے جس انسان کے لیے میں نے اپنا
آپ تیار کیا اپنے والدین کو چھوڑا اس نے مجھے دھوکہ
دیا آج سوچتی ہوں کہ کاش مجھے ساحل سے پیار نہ ہوتا
میں اس کے لیے اپنے گھر سے یہ قدم نہ اٹھاتی جب
یہ سوچتی ہوں تو آنسو سوٹیوں کی شکل میں گرتے
ہیں کاش میں اپنے آنے والے وقت کے بارے میں
سوچ سکتی۔

آج پورے دو سال ہو گئے ہیں مجھے سانس اور
نہ کے طعنے سنتے ہوئے میرے لیے دعا کریں کہ خدا
میری خوشیاں مجھے نصیب کرے۔

(۱) اے عشق تو نے تو رولا کے رکھ دیا
پوچھ میرے بچپن سے کتنی لاڈلی تھی میں۔

(۲) ہوا تو مجھے بھی کچھ نہیں

تھوڑے سے ارمان ٹوٹے ہیں

تھوڑے سے خواب بکھرے ہیں

تھوڑے سے لوگ پھگڑے ہیں

ہوا تو مجھے کچھ نہیں

تھوڑی سی نیندیں اڑ گئی ہیں

تھوڑی سی خوشیاں چھن گئی ہیں

تھوڑا سا بچپن گنوا یا ہے

ہوا تو مجھے کچھ نہیں

بس اپنا آپ گنوا یا ہے

آنکھوں کو پرنا سکھایا ہے

محبت کا سہ پایا ہے

ہوا تو مجھے کچھ نہیں

کسی اپنے نے بولا یا ہے

زہر

تحریر: محمد خان انجم۔ 0347.6373135

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں ایک ایسی داستان آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں جیسے پڑھ کر آپ کی روح تک کانپ جائے گی ایک تلخ حقیقت کہانی جس کا نام میں نے "زہر" رکھا ہے۔ امید ہے سب کے دل میں اتر جائے گی اور اس پر عمل کر ایسی برائیاں جن سے ہماری نوجوان نسل کی زندگی تباہ و برباد ہو رہی ہے ان کو روک لو اور ان کو ایک نئی زندگی دونا کہ وہ بھی اس زمین دنیا میں اپنی اچھائی پیش کر سکیں
ادارہ جواب عرض کی جیسی کوئی نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقی ہوگی جس کا ادارہ یا راسخو مددگار نہیں ہوگا۔

اپنے پیاروں کا دکھ اپنے سینے میں دفن کر کے خود بھی مٹی کی آغوش میں ہمیشہ کے لیے دفن ہو گئے۔

ہے کوئی میرے سوالوں کا جواب دینے والا
خدا را مجھے بتائیے یہ ہر کس انسان سوچ کر تخلیق کردہ ہے۔ جواب عرض کے اوراق کو بغور مطالعہ کرنے والوں کروڑوں قارئین میں سے کون بولے گا کوئی نہیں کوئی نہیں مجھے اس قاتل زہر کا سراخ چاہئے یہ زہر کدھر سے آتا ہے کیوں آتا ہے کیسے آتا ہے ہمارے قاعد کے خیالوں کی رنگوں میں کون یہ زہر اتارتا ہے اور کیوں اتارتا ہے۔

کچھ تو بولو بار کچھ تو کہو چند ماہ پہلے اپنے گاؤں سے کسی کام کے سلسلے میں مدھے والے پاپور جانا پڑا اکثر ہی شہر کا چکر لگتا تھا میرا چونکہ الیکٹرونکس کا کام ہے سامان وغیرہ لینے کیلئے دوسرے تیسرے دن شہر جانا پڑتا ہے مجھے اس دن میرا مطلوبہ سامان و پاپور سے نڈل سکا میں نے کوچ کے ذریعے اوکاڑہ شہر روانہ ہو گیا کیوں کہ وہ ہمارا ضلع ہے اور کافی بڑا ہے مین ملتان روڑ اب واقع کافی ترقی کر چکا تھا۔

کو انسانی ڈھانچے میں ریڑ کی ہڈی کی تخلیق حیثیت حاصل ہے۔

دنیا کی پیڑائز ہو گئی ہے لیکن ریوٹ انسان کے ہاتھ میں ہی ہے۔

ضرورت ایجاد اور تخلیق کی ماں ہے تو واقع ہی ہے لیکن بعض ضرورتیں ہم نے ایسی مرتب کر ڈالی ہیں جو اس چار دن کی زندگی کو چار گھنٹوں میں تبدیل کر دیتی ہیں انسان خود رب کائنات کی اہول الفضل والی اور پاکیزہ تخلیق ہے۔

مگر افسوس صد افسوس آج کا انسان بے راہ روی کا اتنا گردیدہ و چکا ہے کہ ہم ایسے سوچ بھی نہیں سکتے کہ ہم ایک مہذب معاشرے کا قیام بھی عمل میں لائیں گے انسانی خون کا ایک قطرہ کروڑوں لبروں روپے سے بھی بالاتر ہے لیکن وارے انسان تم نے اس خون میں وہ زہر اٹھیل دیا ہے جس نے اس خون کا ہر کوڑی کے بھاؤ سے بھی کم تر کر ڈالا ہے اے اشرف المخلوقات میرا قلم رد و کرتم سے سوال کر رہا ہے میری تم آنکھیں لڑبازوں کے تخت جگر دیکھ رہی ہے جو

جولائی 2014

Digest.pk

زہر



Digest.PK

ہیں اب تو ہاں نہیں بھی بازار میں بھیک مانگتے بھیجے لگا ہے اس کو پتے ہوئے پندرہ سال ہو گئے ہیں اب وہ چل پھر نہیں سکتا اس لیے وہ گھر میں ہی رہتا ہے۔

کیا تم یہ نہ ہر چھوڑ نہیں سکتے۔ نہیں باؤ جی اب تو ایک گھنٹہ بڑی نہ ملے تو بدن نوتا ہے کیا تم کو اپنی چھوٹی بہنوں کا بھی ذرا خیال نہیں آتا جب وہ بڑی ہوگی تو ان کا مستقبل کیا ہوگا آج کل لوگ قابل بھروسہ نہیں رہے کیا تمہاری غیرت گوارہ کر لے گی جب وہ بچیاں جولان ہو کر مانگیں گی۔

باؤ جی یہ بھی پتہ ہے لیکن اس عادت نے مجھے بالکل ناکارہ کر دیا ہے اب میں کوئی اور کام نہیں کر سکتا اچھا تم ایسا کرو مجھے اپنے باپ کے پاس لے چلو میں اسے کہوں گا کہ جکو کو کوئی کام سیکھنے دو میں تمہارا علاقہ بھی کر دوں گا تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے اور یہ نہ ہر بھی پینا چھوڑ دو گے۔ ناں بابا۔ ناں۔ ابا مجھے بہت مارے گا اور تم کو بھی برا بھلا کہے گا۔

نہیں جکو یا مجھے تم اپنے گھر لے چلو تمہارا ابا کچھ بھی نہیں کہے گا میں اس کو سنجال لوں گا وہ خوف زدہ ہوا لیکن میں نے کہا یہ دیکھو میں پاس کتنے ہزاروں روپے کے نوٹ ہیں میں سب تمہارے ہبا کو دوں گا۔

میں نے لالچ دیا تاکہ وہ مکمل کر پاؤں خریدے اور جی بھر کے چیتا رہے اور تم کو میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا اچھے کپڑے لے کر دوں گا اور یہی اپنے والا الیکٹرونکس کا کام بھی سکھاؤں گا بیسوں کے لالچ میں آ کر وہ مجھے اپنے گھر لے جانے پر رضامند ہو گیا بس شاپ سے سیر کا ہل تقریباً دو کلو میٹر تھا میں نے اسے آٹو رسکس میں بٹھایا تو لوگ مجھے عجیب و غریب نظروں سے دیکھنے لگے۔

لیکن میں کسی کی بھی پروا نہ کئے بغیر جکو کے گھر کی طرف بڑھ رہا تھا ہم نے ریلوے لائن کا پھانک کر اس کیا تو لائن کے ساتھ ساتھ چلتے گئے تھوڑی دور

بیس لاکھ روپیٹ پر ہمارا سامان با آسانی مل جاتا ہے سردی شدید بھی میں ادا کا بڑا سناپ پہ اترار کشہ میں بیٹھنے ہی والا تھا کہ ایک تقریباً پچیس سالہ لڑکا جوان لاشکی پر چلتے ہوئے میرے سامنے آ کر روکا۔

اللہ کے نام پر دے جا بابو۔ اللہ تیرے سارے کام آسان کر دے گا میں نے سر سے لیکر پاؤں تک اس کا بخور جائزہ لیا اس کے باقی جسم کی نسبت اس کے ہونٹوں کا رنگ عجیب تھا جیسے پھابری کے نشان ہوتے ہیں ابھی وہ ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا کہ قریب سے ایک اور لڑکا گزر رہا اور اپنی آواز میں بولا باؤ جی یہ چیتا ہے اس کو کچھ مت دیجئے گا۔

کیا چیتا ہے۔ میں نے اس سے سوال کر ڈالا باؤ جی پاؤں باؤ جی بیرون اور اب تو یہ شیش بھی پینے لگا ہے مجھے قدر غصہ بھی آیا لیکن میں نے بڑے حوصلے کیساتھ اس مانگنے والے کو ایک سائیڈ پر بلایا اس سے کچھ پوچھنا شروع کر دیا۔

تمہارا نام کیا ہے۔ وہ حیرت سے مجھے دیکھے جا رہا تھا اپنا نام بتاؤ شاباش میں تم کو بہت سارے پیسے دوں گا اچانک اس کے لبوں نے حرکت کی۔ جکو۔ یہ کیا نام ہوا پورا نام بتاؤ۔ جگیر۔ یعنی جہانگیر ادھر شہر میں ہی رہتے ہو۔ ہاں۔ کون سی جگہ گھر ہے تمہارا۔ وہ شہر والی جگہ ہے ناں ادھر ہی رہتا ہوں کیوں پتے ہو یہ نہ ہر۔ باؤ جی یاروں بلیوں دوستوں نے لگا دیا تھا۔ کتنے بکین بھالی ہو۔ ماں باپ کیا کرتے ہیں وہ جی ماں تو مر چکی ہے اور میں اکیلا ہی ہوں چھوٹی چار بیٹیاں ہیں اور باپ بھی چیتا ہے میں سارا دن مانگتا ہوں کوئی دس روپے دیتا ہے کوئی پانچ اور کوئی زیادہ بھی دیتا ہے۔

جب کھانے کا ٹائم ہوتا ہے مختلف بوتلوں سے بچا کیا کھانا لے جاتا ہوں وہی کھا لیتے ہیں۔ اور تمہاری بیٹیاں کیا کرتی ہیں جی وہ ابھی چھوٹی ہیں ایک بارہ سال کی ہے اور کوئی آٹھ سات اور پانچ سال کی

مجھے ایک جھونپڑی سی نظر آئی جس طرح عام خانہ بدوش کی رہائش ہوتی ہے ہم دونو چلتے چلتے جھونپڑی کے پاس پہنچ چکے تھے۔

جس میں نے اس جھونپڑی کا جائزہ لیا تو اندر ایک یورحان جس جو بڈیوں کا ڈھانچا زیادہ اور انسان کم نظر آتا تھا مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا اس کے ہونٹ بھی جگو کی طرح تھے شاید یہ نہ ہر ہی ایسا ہے اس نے بڑی مشکل سے لبوں کو حرکت دی جگو یہ باؤ کون ہے اور ادھر کس طرح آیا ہے۔

اسلام علیکم بابا جی۔۔۔ والسلام اسلام۔ کون ہے تو میں جگو کا دوست ہوں دوست۔ ہاں دوست۔ کیا تو بھی پیتا ہے۔ نہیں۔۔۔ پھر ادھر کیا لینے آیا ہے۔ میں اسے بچانا چاہتا ہوں بابا جی۔ ناں۔۔۔ ناں۔۔۔ ناں۔۔۔ باؤ جی اسے اور مجھے ایک گھنٹہ پڑی نہ ملے تو ہم تڑپ تڑپ کر مر جائیں گے جا تو اپنا راستہ ٹاپ۔ اور اسے دھندہ کرنے دے جا۔۔۔ جا۔۔۔ جا۔۔۔ اسنے میں دو بچیاں بھی اسی جھونپڑی میں آگئیں ننگے پاؤں مٹی سے گندے الجھے بال اور کسی سے مانگ کر ذیبت تن کیے ہوئے کپڑے جو ان کے جسم کو آدھا ڈھانپ رہے تھے۔

اگلے دن اور اگلے قلم ان بچیوں کی حالت دیکھ کر تڑپ تو جا میں گئے مگر ان کا باپ کسی وحشی ورنڈے کی طرح ان کو ڈانٹنے لگا حرام زادو بیو آج پھر خالی ہاتھ آگئیں تو کیا سارا شہر آج بھوک ہی سو گیا تھا جو تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔

دونوں بچیاں ڈر اور خوف کے ماتھے ہم نہیں ان کی آواز نہیں نکل رہی تھی اتنی شدید سردی میں ٹھنڈی دونوں بچیاں ظالم باپ کے انسانیت سوز رویے صرف رو نہ سکیں میرے اندر کے انسان نے جیسے سر۔۔۔ پاؤں تک پہنچو کہ رکھ دیا تھا میرا دل چاہتا تھا کہ جگو کو بھیجی اور ان ننھی کیوں کو بھیجی اس شہل انسان سے خرید کر لے چاؤں چاہے مجھے اپنا آپ بھی

فروخت کرنا پڑے۔ بابا جی یہ تو قلم ہے ان کا کیا قصور اگر ان کو خیرات وغیرہ نہیں ملی تو یہ نو ہزار کا نوٹ اور جگو جا کر ہوٹل سے کھانا لے کر آؤ اور میں نے آگے بڑھ کر دونوں بچیوں کے سر پر پیار دیا تو وہ دونوں وحاشیہ مار مار کر رو بنے لگیں۔

بیت خوا کی یہ دو ننھی کو نہیں مجھے اپنی بہنوں جیسی لگ رہی تھیں نا جانے دوسری دونوں کہاں تھیں۔

وقت کے بہتے ہوئے ظالم دھارے نے انہیں ماں کی ممتا سے پہلے ہی دور کر دیا تھا ورنہ شاید آج ان کا یہ حال نہ ہوتا بڑی بڑی روح فرسا داستانیں جنم لیتی ہیں وہ ننھی بھی اور ان کو قلم بند بھی کیا لیکن آج مجھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے میں بھی جگو اور ان دونوں بچیوں کا قومی مجرم ہوں ہم تو اس قوم کے ہیرو تھے ہماری رکوں میں بھی نسل آدم کا قبو تھا مگر آج ہم خود ہی اپنے ہاتھوں سے اس خون میں بے زہر مار رہے ہیں کہیں بڑیوں کی صورت تو کہیں انجکشن میں ڈال کر اپنی رگوں میں پیوست کر رہے ہیں۔

کیوں آخر کیوں۔ میری آنکھیں پر سنے لگیں نبھانے کتنی ہی دیر میں وہاں کھڑا اپنے ضمیر کو ملامت کرتا رہا چانک مجھے جگو نے آواز دی کہ باؤ جی آ جاؤ آپ بھی کھانا کھا لو وہ شاید آج کتنے دنوں بعد کتنے ساتوں بعد ایسا کھانا دیکھ رہا تھا۔

نہیں یار جگو تم لوگ کھا لو تمہیں سخت بھوک لگی ہوئی ہے اور اپنی بہنوں کو بھی اور اپنے باپ کو بھی دو۔

اسے رزاق اپنے رزق کی تقسیم دیکھ لے

تھپک کے ماں نے لال کو بھوک سلا دیا

وہ بوڑھا مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا اچانک بولا چل اوستے بابو اپنی راہ پکڑ۔ ان کو ہزاروں کے نوٹ نہ دکھا ورنہ یہ دھند انہیں کریں گے تو کتنے ہزار ہم کو دے سکتا ہے۔

بابا جی تم سب لوگ میرے ساتھ چلو میں تم سب کا خرچہ اٹھاؤں گا میرے پاس اتنا کھانا ہے سب کچھ

اب مان جائے گا بالکل اس دن مجھے کوئی اور کام نہیں تھا صرف ان لوگوں کی خاطر آتش جل جا رہا تھا جب میں رکشے سے نہر کے پاس اترا تو پیدل ہی نیلے کی طرف جانے لگا میری نظر دور دور تک گئی لیکن مجھے خیمہ نظر نہ آیا میں شدید پریشانی کے عالم میں اس مطلوبہ جگہ پر پہنچا لیکن وہاں خیمے کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔

تھوڑا آگے چلا تو دواڑ کے کوڑے کے ڈھیر سے کچرا چن رہے تھے ان سے پوچھا کہ کچھ دن پہلے یہاں ایک خیمہ تھا ان لوگوں کا کچھ پتہ ہے وہ کدھر گئے ہیں۔

باؤ جی وہ جو جگہ کو خیمہ تھا۔ اس کی بات کر رہے ہو۔ ہاں ہاں وہی جگہ جگہ کا خیمہ باؤ جی آج سے دس دن پہلے جگہ کا باپ زیادہ پینے کی وجہ سے مر گیا تھا اس کے بعد جگہ اور اس کی بہنوں کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ لوگ کدھر ہیں۔

اومانی گاؤ۔ میرے سارے خواب ٹوٹ گئے پھر میں نے سارا دن پورے اوکاڑہ شہر کی خاک چھان ماری مگر مجھے جگہ نہ مل سکا شام کو ماپوس اپنے گاؤں لوٹ آیا ایک بار پھر میری اور خیمہ کی جنگ شروع ہو گئی کبھی سوچتا میں مزید اس کے باپ کی منت ساجت کر لیتا اس دن تو اس کی جو زندگی تھی وہی تھی جگہ اور ان معصوم بچیوں کا تو کچھ بن جاتا۔

اب جگہ کا پتہ نہیں کیا حال ہوگا سوچتا اگر اس دن میں اسے اپنا ایڈریس دے آتا تو ہو سکتا تھا جگہ باپ مرنے کے بعد سیدھا میرے پاس آ جاتا بہر حال اسے کیا ہو سکتا تھا میں نے تو اپنا فرض نبھانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ان کی اوگوں کی قسمت۔ شہر شہر جا کر جگہ کو تلاش کرتا رہا کہ کبھی نہ کبھی نہیں تو ضرور ملے گا مجھے خیموں اس بات کا ہے کہ ہم کب بدلیں گے کیوں کہ خدا بھی اس قوم کی حالت بدلتا ہے جو قوم اپنی تقدیر خود بدلتا چاہتی ہے۔

خدا بھی اس قوم کی حالت کو نہیں بدلتا۔

میں جگہ کو اپنا شاندار بناؤں گا بلکہ اپنا چھوٹا بھائی بنا کر رکھوں گا لیکن ان معصوم بچیوں کو مست رو لو جو ان جہان جگہ ابھی تو یہ سب چھوڑ دے گا لیکن پانچ دس سال اور پیٹا رہا تو تمہاری طرح یہ بھی چار پانی پر بیٹھ جائے گا آج اس کے سدھرنے کے دن ابھی پانی ہیں میں اسے عزت دوں گا نام دوں گا یہ کل کو جگہ نہیں رہے گا بلکہ الیکٹرونکس کے نام سے جانا جائے گا یہ اپنی بہنوں کی شادیاں بھی کرے گا نہ بد دعا میں لو ان چھوٹی چھوٹی بچیوں کی۔ بابا جی۔ ماں۔ باؤ۔ ناں۔ تم ہمارا دھندا خراب کرو گے کوئی کسی کو نہیں کھاتا ہمیں نہیں چاہیں تمہارے دس ہزار جا چلا جا۔

اچھا جگہ تم میرے ساتھ جاؤ گے جگہ نے ایک نظر اپنے ظالم باپ پر ماری اور سہم سا گیا مجھے کوئی جواب نہ دے۔ کیا مان جاؤ باؤ جی اور تم سب لوگ میرے ساتھ چلو۔ اچھا باؤ تم ابھی جاؤ میں ادھر ہی ہوں میری باقی دو بیٹیاں آتی ہیں تو میں ان سے بھی پوچھوں گا اگر سب کا مشورہ ہوا تو ہم سب تیرے ساتھ ضرور جائیں گے۔

میرا خیمہ تو وطن نہیں تھا لیکن اس امید پر کہ شاید میری اتنی سی ہمت ان معصوم بچیوں کا مستقبل سنوار دے میں نے آخری نظر سب پر ڈالی جگہ سے ہاتھ ملایا اور ان دونوں بچیوں کے سر پر چادر دیا اور وہاں سے اس امید کے ساتھ لوٹ کر شہر اپنا سامان لینے کے بعد گھر چلا گیا۔

کچھ دن میں نے دوبارہ ادھر آؤں گا تو یہ سب لوگ میرے ساتھ جانے پر تیار ہو جائیں گے جگہ کی آنکھوں میں میں نے کافی امید دیکھی تھی وہ میرے ساتھ آنا چاہتا تھا لیکن باپ کا فیصلہ کرنے پر رک گیا میں شام کو اپنا سامان لے کر اپنے گاؤں واپس آ گیا کام میں کچھ زیادہ تکی بڑی رہا۔

دو مہینے بعد مجھے یاد آیا تو میں ان لوگوں کا معلوم کرنے اوکاڑہ چلا گیا مجھے بڑی امید تھی کہ جگہ کا باپ

کے سامنے زبان سے اظہار کرنا
صرف لفظوں کو ضائع کرنا ہے
.....ملک علی رضا

محبت
بھولی بسری یادوں کو ہم پھر سے
یاد کرنے لگے ہیں
فولی ہوئی راہوں پہ ہم پھر سے
چلنے لگے ہیں
تیرے لئے کی خوشی میں جان
چال
گرتے گرتے سنبھلنے لگے ہیں
زندگی بوجھ ٹکٹے لگی تیرے بدن
دیکھ تیرے پیار میں ہم مرنے
لگے ہیں
کرتے ہیں تم سے اقرار محبت
محبت ہاں محبت تم سے کرنے لگے
ہیں

عابدہ رانی گوجرانوالہ
اقوال ذریں
ہم تم میں سے بہت وہ ہے جس
سے اس بات کا اطمینان ہو کہ وہ
برائی نہیں کرے گا
ہم اعمال کا اعتبار نیتوں کے
مطابق ہوتا ہے
ہم تمہارے اعمال ہی تمہارے
حاکم ہیں

ہم جو اللہ اور اس کے رسول پر
ایمان رکھتا ہو اس سے کبہ دو کہ

اسی وقت لاش ایک بڑی سی
ایسبولٹس میں آگئی سردار انس کر
بولا

لو ہوسو کنی لی عمر اے مرحومہ
.....شاہد اقبال چوکی

لڑکیوں کے ٹاپ جھوٹ
اے مجھے تم سے بہت قیامت ہے
(جھوٹی)

۲ تم میری زندگی کی پہلی اور آخری
پسند ہو
(استغفار)

۳ سو ہائل نون سائیکٹ پر تھا جانی
(توبہ لڑکی کا فون وہ بھی سائیکٹ پر
۳ ہماری شادی ضرور ہوگی
(خواب میں)

۵ تمہارے والدین میرے
والدین ہیں جان
(شادی سے پہلے)

۶ اگر تم نے مجھے سے شادی نہ کی
تو میں کنواری ہی بیٹھی رہوں گی
(ایک لڑکی)

۷ اگر تم نہ ملے تو میں مرجاؤں گی
(کسی اور پر)

.....ادرا علی عرف ندیم عباس

جو تمہاری خاموشی سے تمہاری
تکلیف کا اندازہ نہ کر سکے اس

اچھی باتیں

☆ سب سے زیادہ عقل مند وہ
فرد ہے جو اچھی طرح اپنی بات
کو ثابت کر سکے

☆ علم ایک ایسی چیز ہے جو کبھی
بڑھی نہیں ہوتی

☆ دل ایک آئینہ ہے اگر وہ برائی
سے پاک ہے تو اس میں خدا نظر
آتا ہے

☆ ماں باپ کی طرف سے
دیکھنا بھی ایک عبادت ہے

☆ غم اور انسان جڑواں پیدا
ہوتے ہیں

☆ کسی کا دل نہ دکھا تو بھی دلی
رکھتا ہے

☆ کسی کو نصیحت نہ کریں کہ بے
وقوف سنتا نہیں اور عقل مند کو اس
کی ضرورت نہیں ہے

☆ جوانی کے دھوکے پہ ناچا کیوں
کہ بوڑھا ہونے سے پہلے بھی کئی
جوان گزر چکے ہیں

☆ آخرت کا کام توج کر دنیا کا
کام کل محمد اعجاز احمد حسن
لطیفہ

سردار کا پڑوسی مرد یا سردار ان کے
گھر گیا اور پوچھا لاش آگنی اتفاقاً

نابہ رانی کی ڈائری

آنسو پیوں کا بندھن توڑ

لٹکے تو بے تاب ہیں دل بے اختیار ہو رہا ہے سانسیں جھکی جھکی سی ہیں زندگی جینے کا مقصد ختم ہوتا جا رہا ہے راستہ بہت دشوار ہے منزل کا کہیں دور دور تک نام و نشان نہیں پاؤں لڑکھڑا ہے میں اندر آندھیاں چل رہی ہیں زندگی میں تیرا ساتھ تھا تو ہر سورتی تھی ہر طرف بہا تھی سب کچھ اچھا لگتا تھا کوئی بھی دکھ نہیں تھا۔ لیکن جب سے تم گئے ہو تو سب کچھ ختم ہو گیا ہر سوانہا کی چھائی ہوئی ہے ہر چیز بے رونق ہو گئی ہے تم تو شاید بھولے سے بھی مجھے یاد نہ کرو لیکن تم کیا جالو کہ کوئی تیرے بن کتنا ادا ہے تیری آواز سے مجھے کتنا پیار تھا ایک ایک ہل گن کر گزارتی تھی لگتا ایسے تھا جیسے تیرے بن کبھی بھی جی نہیں پاؤں گی تیرا اتنا پیار اتنی جلدی ختم ہو گیا بہت جلد نکال دیا مجھے اپنے دل سے شاید تم تو بھول بھی چکے ہو کتنی بڑی غلطی کی ہے میں نے تم پر اختیار کیا تم سے پیار کیا اس میں میرا بھی کوئی قصور نہیں تھا پیار تو خود بخود ہو جاتا ہے شاید جو حسرت تھی وہ

پوری ہو گئی تھی اتنا چاہئے والا جو مل گیا تھا لیکن پھر پچھن بھی گیا ہمیش کے لیے مجھے اکیلا چھوڑ گیا۔ ان ظالموں کے پاس۔

زندگی میں انسان کیا کیا کھوتا ہے اور کیا کیا پاتا ہے اس بات کا اندازہ بہت آگے جا کر ہو جاتا ہے میں اپنے قیمتی رشتوں کو کھونے کے ڈر سے ان کے ہر قدم پر دست تسلیم کرتے رہی لیکن آج پہلے گئے گئے فیصلے پر پچھتا رہی ہوں کہ میں نے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی میں نے یقین بچوں کو ماں کا پیار دینے کی فرض سے اپنی زندگی کا مقصد ہی کھو دیا آج تک سب کچھ پاس ہے لیکن جو جا رہا تھا جو نہ مل سکا اس کی آرزو اس کی خواہش بھی دل سے آج تک نہیں مٹ سکی شاید وہ بھی مٹ جاتی اگر ان کی طرف سے توجہ اپنا ہونے کا احساس اپنی قربانی کا صلہ مل جاتا تو شاید آج اس سوز پر نہ ہوتی لیکن آج کل کون مانا ہے قربانیوں کو کون جانتا ہے کسی کے ارمانوں کو کیوں نہیں کوئی کسی کے بارے میں سوچتا میرا یہ لکھا لکھانا بھی میری شاعری کر رہا بھی ان لوگوں کو برا لگتا ہے کیوں نہیں

یہ سوچتے آخر میری بھی تو کوئی زندگی ہے مجھے بھی اپنی مرضی سے گزارنے کا پورا حق ہے کیوں نہیں یہ لوگ سوچتے۔

نابہ رانی گوید انوالہ

آصف زکھی کی ڈائری

بہت تکلیف ہوئی ہے جب کوئی اپنا دکھ دیتا ہے مجھے تو سب نے ڈسا ہے کس کس کا نام لوں بس زبان پر قفل لگائے پھرتا ہوں چھوٹی چھوٹی بات پر آنسو نکل آتے ہیں دل زخمی ہو گیا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی بات بھی دل کو زخمی کر دیتی ہے میرے آنسو مجھ سے یہ شکایت کرتے ہیں کہ یار ہمیں بنا دستک دئے کیوں بلاتے ہو ان کو یہ کیسے بتاؤں کہ یہ دل اب کوئی دکھ سننے کے قابل نہیں رہا یہ دنیا بھی کیسی دنیا ہے۔ بھائی بھائی کے خون کا یہ ساہن گیا ہے جانیدار کے لیے ایک دوسرے کے ایسے دشمن بن گئے ہیں جیسے اپنی ماں کی ایک ہی کھوکھ سے نہ جنم لیا ہو ویسے میں دل خون کے آنسو روتا ہے جب میں دلفعات سنتا ہوں جسم کا نبھتا ہے کہ ان لوگوں نے دنیا کو کیا سمجھ رکھا ہے انہیں قیامت نظر نہیں آتی ہے یہ

جولائی 2014

جواب 2011

میرن زندگی کی ڈائری

Digest.pk

بات نہیں کرنا چاہتی پھر میں نوٹے
ہوئے دل سے واپس آگیا میری
دعا ہے جہاں رہو خوش رہو آمین

مقتضود ہلوچ کی ڈائری

آئی ایس۔ مجھے محسوس ہوا
بہت پسند ہیں تم بھی بہت محسوس
ہو اس لیے میں تم سے حد سے
زیادہ پیار کرتی ہوں مگر آئی ایس
مجھے تمہاری خاموشی سے بہت ڈر
لگتا ہے میں تمہیں ہر بار لیٹر لکھتی
ہوں مگر تم جواب دینا بھی گوارہ
نہیں کرتی میں ہر بار لکھتے ہوئے
سوچتی ہوں کہ تم جواب دو گی یا
نہیں کیا بات تم کو اچھی لگے گی
میں ہر بار یہ سوچتی ہوں کہ تم دو
دن بعد ہی میرے لیٹر کا جواب دو
گی مگر سوچ سوچ ہی رہ جاتی ہے
آئی ایس مجھے بہت دکھ ہوا کہ تم
نے ایک لفظ بھی نہیں لکھا کاش تم
یہ ہی کر دیتی کہ عالی اللہ باقی
سجدہ یہ کو صبر دے آمین۔ دوست
نہیں ہوتا جو خوشی میں شامل ہو
بلکہ دوست ہوتے جو غموں میں بھی
شامل ہوتا آئی ایس کوئی میں تو دشمن
بھی شامل ہو جاتے ہیں مگر غموں
میں ہی دوستوں اور دشمن کی پہچان
ہوتی ہے آئی ایس تم دونوں نے
کیوں کیا یہ سب میرے ساتھ
کاش تم ایک خط ہی کہہ دیتی کاش
کاش۔

کے لیے تو رہا تھا اور آپ نے کہا تھا
کہ آپ میرے کزن ہو میں نے
کہا تھا کہ ٹھیک ہے لیکن میں نے
یہ کہا تھا کہ میں آپ کو کیسے پہچان
پاؤں گا تو آپ نے کہا تھا کہ میں
سفید کمرے یونیفارم میں ہوگی اور
ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ میرے
دائیں بازو کی کمانی میں سفید رنگ
کی داغ ہوگی اور میں نے کہا تھا
کہ ٹھیک ہے یعنی آپ نے مجھے
اپنی پہچان کروائی میں سب سمجھ گیا
میں نے بھی بتایا کہ میں بلیک
سوٹ میں ہوں پھر میں آپ کے
تائی ہوئی جگہ پر پہنچ گیا اور
میں نے آپ کو ایس ایم ایس کیا
اور نے کہا میں نیچے آ رہی ہوں
جب میں نے اسے دیکھا تو میں
نے اسے پہچان لیا تھا کیوں کہ
اس کے ہاتھ میں داغ تھی پھر مجھے
روم میں لے گئی تو دھسے کھنڈے کی
ملاقات ہوئی کوئڈرنگ پیا میں
اپنے آپ کو دنیا کا سب سے خوش
قسمت انسان سمجھ رہا تھا پھر نبھانے
آپ کو کیا ہوا آپ اچانک بدل
گئی میرا تصور کیا تھا میں نے کیا
غلطی کی تھی جو مجھے اس طرح چھوڑ
دیا اس کے بعد آپ نے مجھ سے
رابطہ ہی ختم کر لیا پھر دوسری ملاقات
ہوئی جب اس کی ایمر چھٹی ڈیوٹی
تھی میں نے پوچھا کہ میڈیکل
کے کون سے ووٹے ہوتے ہیں
اس نے کہا پتہ نہیں میں تم سے

لوگ دولت کو ہی اپنا خدا مانا بیٹھے
ہیں میں ہاتھ جوڑ کر وہیل کرتا ہوں
ان دوستوں سے جو دولت کے
لیے جان کی بازی لگا دیتے ہیں نہ
ماں کا خیال رکھتے ہیں اور نہ باپ
کا احترام کرتے ہیں جنہوں نے
کتنی شفقت سے ان کو پال پوس
کر بڑا کیا بھائی کا احترام
کریں جس نے ایک ہی کوکھ سے
جنم لیا ہے بچپن میں ایک ساتھ
کھیلے ہیں تو اپنی زندگی سے
ویسے ہی خفا ہوں بس رب سے
پہلی دعا کرتا ہوں کہ میری وجہ سے
کسی کا دل نہ ٹوٹے کیونکہ سانس
کی دوڑی کا کوئی پتہ نہیں کہ کب
کٹ جائے امید ہے کہ میری
باتوں پر عمل کریں گے۔

محمد آصف دہلی شائع آباد

مقتضود ہلوچ کی ڈائری

میری زندگی کے نہ جانے
کس سونچے میری اس سے
ملاقات ہوئی تھی پتہ ہی نہیں اس
نے مجھ سے کیا جادو کیا تھا کہ میں
اس کے عشق میں چور چور ہو گیا
لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے
کہ اس نے مجھے چھوڑ کیوں دیا
آخر میاں را تصور ہی کیا تھا میری
کون سی خطا تھی بس میری یہی
غلطی تھی کہ میں نے اس سے دوستی
کی تھی کتنی خوبصورت وہ شام تھی
جب میں اس کے فٹ بائم لے

جولائی 2014

جواب 2014

میری زندگی کی ڈائری

Digest.pk

ہر بار میں ہی یاد کرتی ہوں
میری خواہش ہے کہ اس بار
تم بھی یاد کرو
تم پاس ہو کر دور ہو جاتے

بڑے ماہر ہو دل دکھانے
میں۔۔۔۔۔ غافل ہو کر دل دکھانے

نوجوانی شاہد کی ڈائری

میں نے زندگی میں کب سے نہیں
بہنچا لایا ہے میری زندگی دکھ درد غم
میں تکی گزری ہے میری عمر تیس
سال ہے آدمی میں عرصہ چھ سے
ملازم ہوں سکول سے میٹرک کے
بعد آدمی میں اتر ہو گیا میرا بچپن
سے ہی شوق تھا کہ میں بڑا ہو کر
نوجوان بنوں سو دن کیا غم یہ نہیں کہ
کسی نے پیار میں دھوکہ دیا ہے
ایسی کوئی بات نہیں ہے غم یہ ہے کہ
ہمارے ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے
ہر طرف خون جو کچھ ہمارے درمیان
ہو رہا ہے اکثر یہ کہانی پڑھنے سننے
میں آئی ہے کہ اس لڑکے کو لڑکی
نے دھوکہ دیا اس لڑکی کو لڑکے نے
دھوکہ دیا یعنی کہ چھوڑ دیا مار دیا
عزت لوٹ لی مطلب نکال لیا ایسا
کیوں ہوتا ہے صدیوں سے یہ
کہانیاں چلتی آ رہی ہیں اب تک
یہ بھی ہوتا رہا مگر کوئی سمجھتا ہی نہیں
جواب عرض میں بھی یہ کہانا ہیں
عمر میں جب بھی پڑھتا ہوں
پریشان ہو جاتا ہوں کیوں ایسا ہو

رہا ہے تم پڑو پیار کے چکروں میں
اگر کرنا ہی ہے تو دوستی کرو جو
پاکیزہ رشتہ ہے میں یہ نہیں کہتا کہ
پیار ختم ہو گیا ہے پیار گرد گرد کسی کو
بدنام نہ کرو کسی کی عزت سے نہ
کھیلو کسی کو دھوکے میں مت رکھو
کسی بھی معصوم دل سے مت کھیلو
جن بچ دادوں پیار ہوئے ختم
کدنی سلام نہیں ہوندے
بے نیت دج کھوٹ نہ ہوئے خود
دار نیلام نہیں ہوندے
لج رکھ دے جیڑے شکست دہی
بندے اود عام نہیں ہوندے
نکبیں کہیں خون دج فرق ہوندا
اے شاہد سارے ملک حرام نہیں
ہوندے

نوجوانی شاہد احمد ساگر

ایم ڈی سی کی ڈائری

آج میں بہت خوش ہوں
میری آپنی اپنے بچوں کے ساتھ
عمرہ کرنے آئی ہوئی ہیں اور اللہ کا
شکر ہے عمرہ کر کے واپس
باخیریت اپنے گھر کشمیر پہنچ گئی ہیں
میں اپنے رب کا بہت شکر گزار
ہوں میں ان کو یک دن گھومنے
پھرانے لے گیا انہیں سمندر دکھایا
میری دعا ہے کہ جو مسلمان حج یا
عمرہ کی خواہش رکھتے ہیں اللہ پاک
ان کی یہ ولی خواہش جلد ہی پوری
کرے یاد رہے پیارے حبیب کا
ردنہ دیکھنا نصیب فرمائے میں

اس قابل تو نہیں ہوں کہ کسی کی
خدمت کروں لیکن اللہ نے مجھے
یہ شرف بخشا ہے کہ میں سب کے
لیے دعا کر سکتا ہوں سو بنے کے
روشنے یہ اللہ میری دعا کو قبول
فرمائے آمین، سائیہ والی سجادہ

ایم ڈی سی کی ڈائری

میں نے تیرے انتظار میں
اپنی زندگی برباد کر دی تو نے وعدہ
کیا تھا کہ تو میری ہے پھر تو نے
کسی اور کو اپنی زندگی کیوں ہٹا لیا
تیرے پاس میرے سوال کا
جواب ہے تو تو نے میرے ساتھ
بے وفا کی کیوں کی تیرے پاس
کوئی جواب ہے اب میں نے
تیری وجہ سے سب کچھ چھوڑ
دیا اور وطن کی حفاظت کے لیے
پاک فوج جوائن کر لی اب میرا
ایک ہی مشن ہے غازی یا شہید
اب میری ایک ہی تمنا ہے کہ
زندگی میں تیری ملاقات نہ ہو بے
وفا ہو ہر جانی ہو تم نے میری
محبت کی قدر نہ کی میرا انتظار نہ کیا
میرے سوالوں کا اگر جواب دے
سکتی ہو تو مجھے جواب عرض کے
دار بے جواب دو جواب عرض
سے ابی ہم ملے تھے بے وفا سدا خو
ش رہو میں تنہا ہوں تنہا تھا تنہا ہی
رہوں گا

ایم ڈی سی کی ڈائری

ایم ڈی سی کی ڈائری

جولائی 2014

Digest.pk

جولائی 2014

میری زندگی کی ڈائری

اپنوں میں رہ کر کچھ ایسے
دُخم کھائے
کہ ہمیں تو اب اپنی ذات
سے ڈر لگتا ہے
محمد وقاص مان فورٹ عباس

میر کی ڈائری

مجھے آج بھی یاد ہے آسمان پر
گہرے بادل چھائے ہوئے تھے
تو تم نے مجھے گلے لگا کر کہا تھا
جب میں تمہیں ملتی ہوں تو تیری
نہیل سی گہری آنکھیں اور تیرے
دامن میں چپ جانے کو میرا دل
مچلتا ہے میں نے کہا کہ وقت کا
پیسہ ایک ساتھ نہیں گھومتا تو
میرے دل میں اتر گئی ہے تو نے
بہت وعدے اور قسمیں کھائیں
تھیں اور میں تو تیری ہی زمین بولتا
تھا کیوں کہ میرا اور تیرا پہلا پیار
تھا میں بھی دنیا سے بے خبر تھا
تیرے سانگ ہی چلتا رہا لیکن تو
بے دفا نکل تو نے میری گردن پر
دار کیا میں سب کچھ بھول گیا مجھے
بڑی گہری چوٹ لگی میں بہت روتا
ہوں تو بے دفا ہے تو نے میرے
ارمانوں کا کون کیا ہے تجھے
میرے پیار کی قدر نہیں کرنی آئی
بے دفا سنگ دل ہے رزم اب میں
بھی تجھے بھول جاؤں گا
محمد ہاشم دووا قلندر، اوٹھل بسیلہ

پلیز یونہی حسین احساس بن کر
میرے ساتھ ساتھ رہنا کیوں کہ
جس دن آپ کے ساتھ کا احساس
مر گیا اس دن جیا مر جائے گی
میری زندگی کو تیا موڑ دے کر چھوڑ
مت جانا آپ کے تصور کے بنا
اب تو سانس لینا بھی دشوار ہو گیا
ہے میری پیاس ہے وہ بجھتی ہی نہیں
مگر آس ہے کہ ٹوٹی ہی نہیں ہے
مجھے کسی کی خاطر چھوڑ کر مت جانا
مجھے معلوم ہے کہ آپ کے دل
میں میرے لئے بہت پیار ہے مگر
اصل پیار شاید کسی اور کے لیے
ہے جو بھی ہو میری زندگی ہو میری
جان ہو میری خوشی ہو آپ کی
خاطر میں نے سب کچھ داؤ پر لگایا
ہے پلیز میرا ساتھ دینا

سیدہ جماعا حس۔ رانی

محمد وقاص کی ڈائری

بات دن کی تھی کھے رات
سے ڈر لگتا ہے گھر کچا ہے مجھ
برسات سے ڈر لگتا ہے اسی نے
تختے میں دیئے مجھے خون کے تونسو
مجھے اب آس کی ہر سوغات سے
ڈر لگتا ہے
چھوڑ پیار کی باتیں کی باتیں
کوئی اور بات مگر اب تو پیار کی ہر
بات سے ڈر لگتا ہے میری خاطر دو
کبھی بدنام نہ ہو جائے
اس لئے اس کی ہر مملقات
سے ڈر لگتا ہے

یہ محبت بھی بڑی عجیب چیز
ہے اس کو حاصل کرنے کے لیے
انسان اپنی جان تک بھی داؤ پر لگا
دیتا ہے یہ محبت انسان سے وہ کام
کروانی ہے جو کبھی انسان نے
سوچے بھی نہ ہوں میری بجان میں
تمہیں بہت یاد کرتا ہوں یاد بھی
کیوں نہ کروں میں تم سے پیار جو
کرتا ہوں اگر میں تم سے اس وقت
اپنی محبت کا اظہار کر دیتا تو آج
یوں تنہا نہ ہوتا آج خود کشی کرنے
پر مجبور ہوں جب بھی دل اداس
ہوتا ہے اپنی ڈائری سے باتیں
کرتا ہوں کیوں کہ یہی وہ سہارا
ہے جس سے میں دل کی بات کرتا
ہوں میری ہم راز ہے نہ اس لیے
میری دعا ہے کہ تو سدا خوش رہے
آمین۔ آخر میں اپنی پیاری سی
بہن کو سلام آئی مس یو مائی سسٹر
ایک ظہیر عباس جتہا نیک

سیدہ حبیب کی ڈائری

میری زندگی کا ورثہ جان
جی آپ کے نام ہے آپ جانتے
ہو میں نے کس قدر نوٹ کر آپ
سے پیار کیا ہے میں نے زندگی
میں بڑے دکھ سہے ہیں حالات
زمانے کے ستم مجھ پر نوٹ کر
برستے اور پھر آپ میری زندگی
میں بہار بن کر آئے بس ایک ہی
ملاقات پر دل زندگی آپ پر وار
دیئے سب کچھ آپ کے نام کر دیا

مختصر اشتهارات

میری عرض ہے اپنے استاد سے کہ
وہ مجھے ملنے لاہور نہیں آتے
..... استاد خالد جی تصور
میری درخواست ہے منظور اکبر اور
حافظ شفیق سے کہ وہ دوبارہ جواب
عرض کی گمری میں لوٹ آئیں ان
کا بہت شکریہ
..... قمر عباس کشمیر
مسکراہٹ روح کا دوزخ کھول
دیتا ہے روتی ہوئی عورت اور جنت
ہوئے مرد پر بھی بھروسہ نہ کرو
خوبصورت چہرہ اس پر نہ جاؤ کیوں
کہ خوبصورت چہرے اکثر دل
کے کالے ہوتے ہیں
..... شاہد اقبال ٹنک
کے کے نام

اسے کہنا مجھے خواب سے بیدار
مت کرنا فراق و ہجر کے دن رات
کو دشاومت کرنا زمانہ تو زمانہ ہے
سے گلہ کیسہ شاید زمانہ آنکھ میں
رکھنا حدوں کو پار مت کرنا
..... شاہد اقبال ٹنک
کسی بھی لڑکی کی عزت کو مت
اچھا لودرنہ کل کو تمہارے ساتھ بھی
ایسا ہی ہو سکتا ہے میں جن کی بات
کر رہا ہوں وہ سمجھ گئے ہوتے
..... سمیر ارمان شگم
وین کے نام

محبت بھی کیا چیز ہوتی ہے جب ہو
جانی ہے تو زندگی خوش گوار گزرتی
ہے جب محبت جدا ہوتی ہے تو
زندگی غم میں گزرتی ہے
..... سردار خان مستوئی
اتنے دنوں سوچا نے نہیں آیا جلتی
ہوئی آگ کو بجھانے نہیں آیا کہتا
تھا ساتھ جنس کے ساتھ مرے
مے اب روٹھ گئی ہوں تو منانے
نہیں آیا

..... مس فوزیہ کنول نقشن پور
..... قارمیں کے جان
عرصہ دراز سے ایک عرض پیش کی
تھی وہ بھی پوری نہیں ہوئی اللہ
جانے کب پھری ہوگی
..... محمد صفدر دیکھی گلستان کالونی کراچی

وہ اکثر مجھ سے کہا کرتا تھا زندگی
تیرے نام کر نجانے زندگی
میرے نام کر کے خود کس کا ہو گیا
..... ندیم عباس ڈھکڑو

ایس کے نام
یہ سچ ہے کہ ایس تم بے وفا نہیں
سوچو جو یاسین آغاز ہی تیرے نام
سے کرتا تھا اس کا اب کیا ہوگا تم تو
چلی گئی کسی غیر کے ہاتھوں میں
..... محمد یاسین ماہو آنہ
میری تباہی کو دور کرنے والے مجھ

سے چھوٹے وعدے کرنے والے
مجھے چند دن کی خوشیاں دے کر
بیٹھ کے لیے غم دینے والے مجھے
پھولی سی عمر میں برباد کر دیا آج
مجھے خود سے نفرت ہوئی ہے
..... منظور اکبر نسیم

اے دک تجھ کو رونا ہے تو تکیا بھر
کے رولے اس دنیا میں بھکا کوئی
دیرانہ نہ ملے گا
..... اشفاق دکنی ڈوکوند
ایم تبا کہیں غم ہوئی ہو میں تم سے
دور ضرور ہوں طرول سے دور نہیں
ہوں اگر محبت کرتا ہو تو دل سے یاد
رکھنا میں بہت جلد آ جاؤں امیری
کھول ملول جانے من تیرا عباس
..... لدا علی عرف ندیم عباس تبا
ایف تینہ کے نام

ایف میں تم سے بہت پیار کرتا
ہوں اپنی جان سے بھی زیادہ پیار
کرتا ہوں تم میری زندگی ہو میری
جان ہو

..... محمد زبیر شاہد ملتان
..... پنجاب ایس کے نام

جان میں تم سے بہت پیار کرتا
ہوں اور کرتا ہی رہوں گا
..... محمد غنی انک

آمنہ کے نام
بے بسی کا وقت آچکا ہے

جولائی 2014

Digest.pk

جولائی 2014

مختصر اشتهارات

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

میں نے جواب عرض

ہوں پڑھنا شروع کیا

جواب عرض میری کرل فریڈ کو بہت پسند تھا تو اس کی وجہ سے مجھے بھی پڑھنا پڑا اس نے اپنے ساتھ ساتھ میرے دل میں جواب عرض کی جگہ بھی بنائی لی دونوں کو لویو

..... جسم پانس لاہور

میری منہ پر اکثر پڑھتی تھیں میں سوچنے کی حواش میں رہتی کیوں کہ مجھے جواب عرض کے شعر پڑھنے کا بہت شوق تھا جب ٹیچر کا اس نام کے بعد آئیں جانی تو میں ایک کونے میں بیٹھ کر پڑھتی تھی اکثر مجھے اس کی وجہ سے مار بھی پڑتی تھی میں نے سکول چھوڑ دیا مگر جواب عرض سے دوستی کر لی برہم شاہ جبار خان ہوال

ایک دن میں نے کپیوٹران کیا تو میرے دوست نے ائی میل کیا ہوا تھا میں نے کھولا تو جواب عرض کے بارے میں بہت کچھ تھا میں نے فوراً بازار جا کر خرید لیا اور اب میں اپنے دوستوں کو بطور گفٹ کرتا ہوں اور میرے پاس لائن لگی ہوئی ہے

..... رؤف مشتاق لاہور

میرے دکھ جواب عرض کے علاوہ کسی نے نہیں سنے اب

سے میں نے اسے اپنا محبوب بنالیا ہے آئی لویو جواب عرض

..... سونیا کراچی

میں نے جواب عرض تب شروع کیا جب مجھے آپ کی بطور گفٹ پیش کیا اور اس دن سے مجھے اس سے پیار ہوا ہے اب تو ہر وقت میرے ہاتھ میں جواب عرض ہی رہتا ہے

..... محمد نائم یاسین کراچی

میں نے جواب عرض سے تب دوستی کی جب میں لاہور سے کوئٹہ جا رہا تھا تو لمبے سفر کی وجہ سے میں نے نام پاس کرنے کے لیے خرید لیا اس میں میرے ناموں نام تھا سو مجھے بہت خوشی ہوئی اب میں ہر ماہ ہی خریدتا ہوں

..... ذہین ظفر سرریا بکوئٹہ

میں نے بھی اپنے دکھ طہیر کرنے کے لیے جواب عرض کا سپار لیا تو مجھے اس آغیا اب یہ مجھے کبھی پریشان نہیں ہونے دیتا ارشاد چھاٹکا مانڈا

میرا عدم میرا دوست میرا ساتھی میرا پیار میرا نام راز میرا سب کچھ جواب عرض آئی لویو آل نام جواب عرض

..... خاور خلیل پٹوکی

میں نے جواب عرض تب پڑھنا شروع کیا جب میں سارا دن روتی رہتی تھی تو میں نے جواب عرض کا سپار لیا اس لیے مجھے اس سے پیار ہو گیا ہے اب میں ہوں ہر میرا جواب عرض ہے میں نے کبھی بھی خود کو تنہا نہیں سمجھا دنیا کے ہر دکھ منس کر سہہ لیتی ہوں کیوں کہ جواب عرض من لیتا ہے اس نے مجھے حالات کا مقابلہ کرنا سکھا دیا ہے بدقیباد یاض

میں نے جواب عرض تب پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرے کبھی رشتہ دار چھوڑ گئے تو میں نے جواب عرض کا سپار لیا اور ہر ماہ اپنا ہر دکھ اسی کو سناتی ہوں

..... روینہ تاز لاہور

میں نے جواب عرض اس وقت پڑھنا شروع کیا جب میں جون کے مہینے میں اتنا بزدل و گزار نہیں پاتی تھی تو سوچا کہ کوئی ایسا ناول ہو جس کو پڑھنے سے میرا دل خوش ہو جائے تو میں نے جواب عرض پڑھنا شروع کر دیا

..... عیسیٰ نام پٹوکی

میں نے جواب عرض تب شروع کیا جب میرا محبوب مجھے سے ہمیشہ کے لیے دور چلا گیا تب

جولائی 2014

جولائی 2014

Digest.pk

میں کسی کے آگے کیوں روؤں
جب جواب عرض نے میرے
دکھوں کو ہلکا کر دیا ہے تو پھر یہ ہی
ہوئے میرا بہترین دوست

.....راشدہ چوکی
مجھے جواب عرض پڑھنے کا
جنون اس وقت ہوا جب میں کالج
میں بیٹھا بہت ہی پوری محسوس کر
رہا تھا اس وقت ایک لڑکی ایسے
جواب عرض میں مصروف تھی کہ
اسے کسی کی کوئی بھی خبر نہ تھی میں
نے اس سے لیکر پڑھا تو اچھا
لگا تب سے میں جواب عرض کا
دوستانہ ہوں

.....محسن رضالاہور
میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرا
پیارا چھوڑ گیا تھا اور مجھے اس کی یاد
کم کرنے کے لیے کسی اسکا چیز کی
ضرورت تھی کہ جو مجھے اس کی یاد
سے غافل کر دے تو میں نے
جواب عرض کا سہارا لے لیا

.....جورپہ پری
میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب میں سارا دن
اپنے ڈیرے پر بیٹھ بیٹھ کر تنگ
آگیا تھا ایک دن شہر جا کر خریدہ
اور پڑھنا شروع کر دیا تب سے
میں ہوں اور میرا دوست جواب
عرض ہے

.....عقلمان راولپنڈی
میں نے جواب عرض تب

میں نے جواب عرض تب

پڑھنا شروع کیا جب میں ایک
دوست کو ملنے گئی تو اس کے پاس
بہت سارے جواب عرض تھے
اسے دیکھ کر مجھے بھی جنون ہوا اور
تب سے آج تک کوئی ماہ ایسا نہیں
جس میں نے جواب عرض نہ خریدا
ہو

.....کول آزاد کشمیر
میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب میرا دکھ مجھے اندر
ہی اندر کھانے لگا اور ایک دن میں
نے اسے پڑھا تو دل میں اتر گیا
اور اس نے میرا ہر دکھ مجھ سے دور
کر دیا تب سے آج تک میں نے
اسے اس نے مجھے نہیں چھوڑا

.....کامران بہاولپور
جواب عرض نے مجھے ایک
ایسا سماجی دیا کہ میں اسے کبھی بھی
نہیں چھوڑ سکتی کیوں کہ اس کی وجہ
سے تو مجھے پیار کرنے والا ایک
مسیحا ملا ہے اور اس نے ہم دونوں
کو ملایا ہے جواب عرض میری اور
میرے پیارے محبوب کی جان
ہے

.....نوزیہ شہزادی
میں نے جواب عرض تب پڑھنا
شروع کیا اب میں سارا دن روتی
رہتی تھی تو میں نے جواب عرض کا
سہارا لیا اس لیے مجھے اس سے پیار ہو
گیا ہے اب میں ہوں جواب عرض
ہے میں نے کبھی بھی خود کو تنہا نہیں
سمجھا دنیا کے ہر دکھ میں کہہ سکتی
ہوں

جواب عرض تب

ہوں کیوں کہ جواب عرض بن لیتا ہے
اس نے مجھے حالات کا مقابلہ کرنا
سکھا دیا ہے
اقرار یا فخر لاہور

.....
میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرے
بھائی رشتہ دار چھوڑ گئے تو میں نے
جواب عرض کا سہارا لیا اور ہر ماہ
اپنا ہر دکھ اسی کو سناتی ہوں
ناصرہ پروین۔ لاہور

.....
میں نے جواب عرض اس
وقت پڑھنا شروع کیا جب میں
جون کے مہینے میں اتنا بزدل بن گیا
نہیں پانی تھی تو سوچا کہ کوئی ایسا
ناول ہو جس کو پڑھنے سے میرا دل
خوش ہو جائے تو میں نے جواب
عرض پڑھنا شروع کر دیا۔
.....محسن رضالاہور

.....
میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میرا محبت
میں دل ٹوٹ گیا پھر مجھے دوسری
محبت جواب عرض ملی۔ اب یہ
میرے ساتھ دس سال سے محبت
بجھا رہا ہے اور جواب عرض مجھے
دیکھ کر نہیں دے سکتا یہ میری سب
خوشیاں سب غم ہالیتا ہے۔ اب
میں خوش ہوں

شاہد رفیق مہجور کاٹھیا

.....

جواب عرض تب

دہائی 2014

Digest.pk

پسندیدہ اشعار

جس دھج سے کوئی قفل میں گیا وہ
شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آئی جانی ہے اس جان
کی کوئی بات نہیں
..... محمد آفتاب شاد کوٹ
تمنا سے نہیں تنہائی سے ڈرتے ہیں
پیار سے نہیں رسوائی سے ڈرتے ہیں
..... ذوالفقار
بب خوشیوں کا موسم اتنا مختصر تھا
تو میرے درد کا موسم کیوں اتنا
طویل
..... ذوالفقار شیر نواز مان۔ پشاور
قدم قدم پہ وفا کے اہالے اور بھی تھے
محبوبوں کے ہزار دوانے اور بھی تھے
تیری عادت پسند نامی مجھے
ورنہ اس شہر میں دل والے اور بھی تھے
..... فیصل احمد ملک
یہ اسٹارشی تھا اس بے وفا کا تو
اے دل نادان اب منہ پھینا کے
روتا
..... عاصم شہزاد سکھیکھی
جب رات آدھی ہوئی ہے تو دنیا
مستحکم نہیں آکھوں میں تیری
..... تصویر
..... رخسار افضل سیالکوٹ
اک آنسو سب کہہ گیا دل کا حال
میں سمجھا تھا یہ ظالم بے زباں ہے

محمد مثنیٰ نازی، اٹک
بے نشان منزلوں کے سفر میں نکلو
جئے تو جان لو گئے ضیافت
محبت کے مسافر کیوں رات کو سونا
بھول جاتے ہیں
..... ضیافت علی چوکی مونگ
وہ میری قسمت میں نہیں یہ سنا ہے
لوگوں سے
..... پھر سوچتی ہوں قسمت تو خدا لکھتا
ہے لوگ نہیں
..... ثوبہ حسین کپورہ
دل کے ارمان آنسوؤں میں بہہ
گئے
..... ہم وفا کر کے بھی تنہا رہ گئے
..... رانا نوید شہزاد حافظ آباد
عجب سی بات ہے عادت غصب
کی ہے اپنی
..... محبت ہو یا نفرت ہم ٹوٹ کر کرتے ہیں
..... جماد ظفر ہادی
ہم تو وہ انا پرست ہیں جو ہمارے
بھی کہتے ہیں ہادی
..... وہ منزل ہی بد نصیب ہے جو ہم کو
نہ پاسکی
..... قمر اعجاز گوندل
حال جب بھی پہنچو خیریت
بتاتے ہو ہادی لگتا ہے محبت چھوڑ
دی تم نے
..... جماد ظفر ہادی گوجر

بات چھوٹی سی بھی افسانہ بنا دیتی
ہے تم کتابوں پہ میرا نام بھی لکھنا نہ کرو
..... رات الطیر مسعود آکاش
نہ جانے کیوں استہ دل مہربان
سمجھتا
..... وہ دوست ہے تو بس اتنا کہ اجنبی
کم ہے
..... محمد صفدر کراچی
گلہ بھی ان سے ہوتا ہے شکایت
جن سے ہوتی ہے
..... جفا بھی ان سے ہوتی ہے محبت
جن سے ہوتی ہے
..... فائزہ مشتاق کراچی
ہر توں بعد اس نے پوچھا کہاں
رہے
..... میں نے کیا اپنی اس بات میں رہنا ہوں
..... بشارت علی پھول
..... جدھر بھی دیکھو گئے تم کو نظر میں ہی
آؤں
..... ہمارے پیار کی خوشبو پہ اعتبار کرو
..... پرنس عبدالرحمن کھر
..... سب کچھ ہے میرا بس تم نہیں
میرے مقدر میں
..... کاش کچھ بھی نہ ہوتا میرا بس تم
ہوتے میرے مقدر میں
..... ندا علی عباس
..... اب میری وضاحت میں صداقت
نہیں

ولائی 2014

جواب نمبر 208

پسندیدہ اشعار

Digest.pk

اب اپنی محبت کی صفائی نہ دیا کر
 شہینہ سکھائی
 میں چاہوں تو ابھی تم سے رشتہ توڑ
 دوں
 پر میں بزدل ہوں مجھے موت سے
 ڈر لگتا ہے
 عاصم شہزاد چوکی سکھائی
 غلطی ہوئی اسے جان سے زیادہ
 چاہئے لگے تنہا
 شروع سے ہی نظر انداز کرتے تو
 آج تنہا نہ ہوتے
 دھام تنہا، جزا نوالہ
 یہ تو اچھا ہے دل صرف سنتا ہے
 دل اگر بولتا تو قیامت ہوتی
 عمران علی شیر انصاری
 میری موت کا ان کو بتانا ان لفظوں
 میں
 تمہارا صدیوں سے جو ارمان تھا
 پورا ہوا
 ثوبیہ حسین کیو نہ
 شکوہ۔ اپنی یادوں کو میز سکھا دوں
 دستک بھی نہیں دیتا دل میں اتر
 جاتا ہے
 جواب شکوہ۔ اوئے کیوں لگاتے
 ہو میری یاد پہ گستاخی کا الزام
 اپنا گھر ہو تو کون پوچھ کہ آتا ہے
 سیف الرحمن تنہا
 مانی نے پھول دور پودے لگائے
 باغ میں
 ہم جل رہے ہیں تیری نفرت کی
 آگ میں
 بذخشی انیس

تو آئے تو تیری نظر اتاریں ہم
 خود کو پھینک دیں تیرے سر سے
 وار
 محمد عرفان ملک راولپنڈی
 تجھے سوچ کر میں اکثر چاند سے یہ
 کہتی ہوں
 کتنی مشاجرت ہے تجھ میں میرے
 شوق کی
 سیدہ امامہ غنی بمبوہ
 کبھی کبھی تو میں زندگی سے ہار
 لیتا ہوں
 کبھی کبھی تو سحر زندگی سے ہار جاتا
 ہوں
 سردار اقبال خان مستوئی
 کرہ کفن کھول کر میرا دیدار کر لو ہند
 ہو گئی ہیں وہ آنکھیں جنہیں تم اکثر
 ستایا کر لی تھی
 محمد ذیشان انک
 چہرے کے ہم سے پھر کسی کے بھی نہ
 ہو سکو گے تم
 لوگ سب سے مگر میری تلاش میں
 حبیب ملک افتخار آباد
 افسوس کہ میرے آنسو بھی تیری
 چاہت کو خرید نہ سکے
 اور لوگوں کی ہنسی نے تجھے اپنا بنا لیا
 بشارت علی پھول باجوہ
 اسے کہا کہ تیری بے وفائی نے
 میرا یہ حال کر دیا ہے میں نہیں روتا
 لوگ مجھے دیکھ کر روتے ہیں
 عمیرہ ایبٹ آباد
 ڈوبی ہیں اپنی انگلیاں اپنے ہی لبوں
 میں

یہ کانچ کے ٹکڑوں کو دکھانے کی سزا
 ہے
 عابد علی آرزو
 آتا تو ہم بیگانے ہیں کبھی ہم بھی
 تیرے اپنے تھے
 ٹوٹ کہ ہو گئے ریزہ ریزہ جو دل
 میں دیکھے تپنے تھے
 عابد علی آرزو ننگہ صاحب
 مل ہی جائے گا کوئی ہم کو بھی ٹوٹ
 کر چاہئے والا
 انیسب کی بات ہے اب ساری
 دنیا تو بے وفا نہیں ہے
 محمد زبیر شہید، ملتان
 ہماری ادا تو صد مسکراتے کی تھی
 اسے دوست
 زندگ دیران ہو گئی کسی سے دل
 لگانے کے بعد
 وسیم احمد تنہا میاں چنوں
 میرے دل کے آنیے میں ہے
 تصویر میرے یاد کی
 جب سر کو جھکاتا ہوں تو دیکھ لیتا
 ہوں
 وسیم احمد تنہا
 کی محمد سے تو نے تو ہم تیرے ہیں
 یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قالم
 تیرے ہیں
 حق نواز لہیلہ
 کرو گے یاد گزرے زمانے کو
 ترسو گے ہمارے ساتھ اک پلی
 نبھانے کو پھر آواز دو گے ہمیں
 پوچھیں پلانے کو اور ہم کہیں گے
 دروازہ نہیں ہے قبرستان کا باہر

جولائی 2014

جواب عرض 209

پسندیدہ واٹر

Digest.pk

آنے.....
 ٹوہہ حسین کہوئے.....
 جفا جو عشق میں ہوگی وہ جفا ہی نہیں
 اگر ستم نہ ہو عشق میں تو کافر ہی نہیں
 وسیم احمد تنہا میاں پنوں
 لٹ گئی سر بازار وفا کی پونجی
 ہک گئے ہم کسی مجبور کے زپور کی
 طرح
 رہا فیصل مجید مندرو
 نہیں فرصت بیٹھیں مانو ہمیں کچھ
 اور کرنے کی
 تیری یادیں تیری باتیں بہت
 مصروف رہتی ہیں
 محمد افضل ساہیوال
 ہم تو سمجھے تھے کہ اک زخم ہے بھر
 جائے گا
 کیا خبر تھی رگ جان میں اتر جائے
 گا
 ندیم عباس ساہیوال
 جنت کی طلب پھر رہتی ہی نہیں
 ماں کے قدموں کو جب چھو لیتا
 ہوں
 حافظ شفیق عاجز
 بہت تکلیف دیتے ہیں تیرے
 قہقہے تیری یادیں تیری باتیں
 فقط اتنا ہی کہنا ہے لوٹ آؤ تو اچھا
 ایم وکیل عامر ساہیوال
 مت کرو وفا کی امید ان پھوچے
 چہروں سے
 کیوں کہ پھول خوشبودار ہوتے
 ہیں وفا دار نہیں

سایم شہزاد بانڈوال
 میری خاموشی سے تم ناراض مت
 ہوا کرو اس دوست
 حالات سے بارے ہوئے لوگ
 اکثر خاموش ہی رہتے ہیں
 فوجی شاہد احمد رسول نگر
 جتنا جتنا کہ محبت و کھار کھار کے خاموش
 بہت قریب سے اوتا ہے ہر کسی نے
 مجھے
 محمد آفتاب شاہ
 ہر شخص نے پتہ لگا ہے مجھے پیاس
 بجھا
 ولینز پہنوٹے ہوئے ساغر کی طرح
 ہوں
 اویس سہیل تنہا بلوچ
 سب مجھے ہی کہتے ہیں کہ تو اسے
 بھول چکا
 کوئی اسے کیوں نہیں کہتا کہ وہ
 مجھے یاد ہی نہ آیا کرے
 مدانی اسلم راو پٹنڈی
 ہستی کو محبت میں فنا کون کرے گا
 یہ فرض زمانے میں ادا کون کرے
 گا
 ہاتھوں کی ٹکڑیوں کو ذرا دیکھو تو
 ہنس یہ دیکھ میرے ساتھ وفا کون
 کرے گا
 ارشد محسن پوہلہ
 پھنڑا کچھ اس اداسے کہ رت نکلی
 بدلی
 اک شخص سارے شہر کو بران کر گیا
 بشارت غلی پھول
 تو بھی نہ جان سکا میرے خیالات

کو سب نے ہی روند ڈالا میرے
 جذبات
 دل تو دیوانہ تھا تیرے لیے لیکن تو
 نے بھی چل ڈالا۔ میرے
 احساسات
 عابدہ رانی گوجرانوالہ
 درد غم کے افسانے بنیاں نہیں
 ہوتے دکھوں کے زخم عیاں نہیں
 ہوتے
 دل زخمی ہے میرا تیرے پیار میں
 خوشبو کے خزانے ہم پہ مہربانی
 نہیں ہوتے
 عابدہ رانی گوجرانوالہ
 اسکر کے جینا تو نہیں بھی آتا ہے
 اسے دوست
 کاش کوئی ہوتا میری مسکراہٹ
 کے چہچہے میرے درد کو سمجھنے والا
 آمنت شہزادی جہانیاں
 کسی نے ہم سے کہا تیری آنکھیں
 بہت خوبصورت ہیں میں نے کہا
 کہ تیرا بارش کے بعد موسم پیارا ہو
 ہی جاتا ہے
 محمد اعجاز محسن
 ہم غریب اچھے ہیں دنیا دار لوگوں
 سے شاید ہم اپنے خواب ضرور
 توڑتے ہیں کسی کا دل نہیں
 شاہد اقبال خشک
 میں گرا تو لوگ بہت تھے
 سوچتا ہوں کہ اٹھانے آئے تھے
 کتنے
 اشفاق دیکھی
 قیامت سے پہلے ہم نے قیامت

جولائی 2014

Digest.pk

پسندیدہ اشعار

دیکھی
تیرا دل کے چمکنا اور قیامت کیا
ہو
اشفاق دکنی
تم بن زندگی اور حوری ہے ایسا رشتہ
ہے تم سے الفت کا
تمہیں چاہتا تو یہ جانا جان زندگی
دوسرا نام ہے محبت کا
مجھ خادم جنگ
اس کے نرم ہاتھوں سے چیزیں
پھسل جاتی ہیں یاسین
میرا دل بھی دکا ہے اس کے ہاتھ
خدا خیر کرے
مجھ یاسین ملہو آ نہ
چمکنا ہے تو الفاظ کا مست و صوفی علی
ہمارے واسطے لہجہ ہی بہت ہے
سونو گوندل، جہلم
سو پار کہا دل سے چل بھول بھی جا
سے
ہر بار صد آئی تم دل سے نہیں کہتے
پرنس مظفر شاہ پشاور
تیری یاد میں روتا رہتا ہوں دن
رات مسلسل اتنی سادگی میں نہیں
ہوتی برسات مسلسل
حافظ شفیق کوٹلی
سب خدا سے مانگ لیا تجھے مانگنے
کے بعد اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ
میرے اس دعا کے بعد
مجھ شعیب رسول
ہر کسی کی وفا کی آس چھوڑ دو حیدر
جو رونہ سکتا ہے وہ بھول بھی سکتا
ہے

..... حافظ محمد حیدر رضالدھے والا
عید جب آئی تو سب ایک
دوسرے کے گلے ملے
جب اس کی یاد آئی تو خود ہی رو
پڑے
..... عطاء اللہ علی آباد
دکھ درد کی سوغات ہے دنیا تیری
اشکوں بھری برسات ہے دنیا
تیری
..... عطاء اللہ تربت
بھیراتی تو نہ تھی شہر کے بازاروں
میں مجھے کھونے والے تو نے کچھ
دیر تو مجھے ڈھونڈا ہوتا
پرنس مظفر شاہ
جب آیا تو خیال تیرا آیا آنکھیں
بند کیں تو خواب تیرا آیا
سو پار بھی خدا سے ہاتھ اٹھا کر مانگا
تو نام تیرا آیا
..... ذوالفقار
مت بہا آنسو بے قدروں کے
لیے طوفی جو قدر کرتے ہیں وہ
روئے نہیں دیتے
..... حکیم ظہیر طوفی کویت شہر
کاش تو دیکھ سکتی مجھے رات کے
اس پہر میں تنہی دے دردی سے
تیری یاد میری خند چرائتی ہے
..... ایم ظہیر عباس وانگ
کچھ ظالم لوگ کہتے ہیں ذکی
وہ بے وفا ہے اس کو بھول جا
..... محمد زکریا ذکی منڈال
اس نے پیار کا کھیل بھی نفرت
سے کھیلا ہر بار ظالم میری حسرت

سے کھیلا کیسے اس کے ہاتھوں
برباد نہ ہوتے زندگی میں پہلی بار
محبت سے کھیلا
..... منظور اکبر تبسم جھنگ
کیوں تو اچھا لگتا ہے
وقت ملا تو سوچیں گے
..... قمر عباس کشمیر
کون کس کے ساتھ کتنا ٹھٹھس ہے
وقت سب کی اوقات بتا دیتا ہے
..... محمد یاسین
ہمیشہ جھک کے ملا کرتے ہیں جو
عالیئہ عرف ہوتے ہیں
سرائی بھی سرنگون ہو کر بھرا کر لی
ہے
..... محمد ہاشم دودا قلندر
کیا کشش تھی اس کی آنکھوں میں
مجھ سے میرا دل لڑ پڑا مجھے وہ شخص
چاہئے
..... سونو گوندل، جہلم
کن لفظوں میں بیان کروں میں
اپنے درد کو دوست سننے والے تو
بہت ہیں سمجھنے والا کوئی نہیں
..... ایم نعیم شانگلہ
جب وقت آیا تو وہ بک چکا تھا اے
دوست
مجھ کو امیر ہونے میں ذرا دیر ہوگئی
(آصف وصال..... بنوں)
روتے رہے تڑپتے رہے اس کی یاد
میں ایسے ہی چلتے رہے
دیوار بن کر کھڑے ہوئے اپنا ہم
بے نشان کی منزل کی طرف چلتے
..... عابدہ صافی گوجرانوالہ

جولائی 2014

Digest.pk

پسندیدہ اشعار

شعری بیگانہ اپنے پیاروں کے نام

کیا ہے دردِ مگر چھا سا گیا ہے اس
دل کے اندر اک نیرِ دُہم سا ہے
..... میرا رخاں مستولی

پیارے ماں کے نام

اقرار کر گیا کسی اقرار کر گیا ہر بار
اک عذاب سے دو چار کر گیا
رستہ بدل کر بھی دیکھا مگر وہ شخص
دل میں اتر کے ساری صدیوں پار
..... محمد وقاص ماں

ایک لڑکھوڑ کے نام

بھی دو دُہم بھر جاتے ہیں لکھوں
کے کھڑے کھڑے
بھی اک دُہم انسان کو پورن نر
رانا
..... عظیم طوقی کویت

ای جان کے نام

کدا پٹی ہر سانس تیرے نام
کرتے ہیں اپنا دل و جان تیرے
نام کرتے کرتے
تم بھی کیا یاد کرو گی ماں شاعری کی
ہر غزل تیرے نام کرتے ہیں
..... احسن علی شہر ازی لالہ موہی

رہیہ کے نام

ہم اپنی طرف سے نہیں چاہتے
جس پر تم آپ کا کوئی بھروسہ نہیں
ہے نگاہوں میں اپنی محبت بھری

میں نیند میں چلتے ہوئے بھی بن
تیرے ایسا اندھیرا تھا تیرے اندر
پار ڈرنگ عشق کے سورج کو نکلتے
ہوئے بھی

..... غلام نور اسحاق آباد

یا کراچی کے نام

کوئی اجرام لگا کر تو مزہ دینی
ہوتی پھر میری لاش سر عام جنا دینی
ہوتی اگر نفرت ہے تو کیوں دیا تھا
پیارا اتنا پہلے ہی میری اوقات بنا
دی ہوئی

..... محمد اکرم لاہور

مظفر شاہ کے نام

جن کی یاد میں ہم دیواتے ہو گئے
وہ ہم سے ہی بنائے ہو گئے
شاید انہیں تلاش ہے اب سے
دوست کی ان کی نگہوں میں ہم
پہنچے ہو گئے

..... نس مظفر شاہ شاہور

ایم کراچی کے نام

راہ لو جتنا راہ سکتے ہو ہمیں دب
تک زندہ ہیں ہم اے دوست
مجھے یقین ہے ایک دن تم بھی
روحہ جاؤ گے ہمیں گھن میں دیکھو
..... محمد آصف علی دہلی

..... میرا رخاں مستولی کے نام

مقدر میں لکھا ہے کہ اس دل میں

پڑیں مشور کے نام

کاس خوشیوں کی کوئی دکان
ہوتی اس دکان کی کوئی پہچان ہوتی
تمام خوشیاں تیری تھوپی میں ڈال
دیتے چاہے اس کی قیمت میری
جان ہوتی

..... افتخار محمود کین سٹی

محمد علی کے نام

ماں تو اور بھی قسم کر گیا مجھ کو
سمیٹی تھی جس نے میری
کر چیاں محسن

..... محمد عرفان ملک راولپنڈی

مرید عباس کے نام

سلحا دی ہے دفاعی بھی
تمہیں ظالم زمانے نے
کہ تم جو سیکھ لیتے ہو ہمیں پ
آزماتے ہو

..... سہ عمارت کالنگہ

نادیہ پنڈی کے نام

ہمیں پتہ کہ تیری محبت میں
زہر تھا لیکن تیرے پلانے میں
خلوص اتنا تھا کہ ہم ٹھکرا نہ سکے
..... ملک شہادت مری

ایس خاں پور کے نام

ڈر لڑاتے ہوئے بھی اور
سنبھلتے ہوئے بھی اس کے در پردہ

دولائی 2014

Digest.pk

ہے مگر آپ کا کوئی بھروسہ نہیں ہے
..... اقصیٰ فرارہ کوئی

نام کے نام

آرزو یہ ہیں کہ تم کا طوفان مل
جائے

فکر یہ ہے کہ تیرا دل نہ بدل جائے
..... بائیک عاصم شاگر مینا

ریاض کے نام

تم اپنی محبت کا دلاؤ ہیں
یقین تم بھی تو کہو میں تیرا ہوں

یہ کون سی کا ہوتا ہے بھی
ہاتھ پکڑ کر ملا دو

کوئی ایسا ہے
..... شہزادہ عاصم شیر کے نام

جنت میں ہو لکھنا آپ کو سدا
خوشیوں سے بھرا ہے گھر انا آپ

کا
..... حماد ظفر مادی

کسی اسنے کے نام
لفظوں کی بناوٹ ہم کو نہیں آتی

کثرت سے یاد آتے ہو سیدھی ہی
بات ہے

..... عتیق حنیف اللہ جوگیاں
ایم اور کشمیر کے نام

تم بااثر زندگی تھیں دو ایم
خواب صورت بھی اور بے وفا بھی

..... نام فرید طاہر بھروسہ
کسی اسنے کے نام

بے چین رہتی ہے ہر دم میری نظر
ڈھونڈتی ہے تجھے ہر جگہ اور دھر

اپنے بہادر کے نام

نظر آتے تھے ہر گھڑی تو ہی تو
..... عاصم ورائی کو جبرائیل

دوست کے نام

جبرائیل ہے تو پھر وصل کا وعدہ کیا
یہ خزاں دست یہ بہاروں کا لہاؤ کیا

..... آصف شہزادہ جہانیاں
حماد ظفر کے نام

فدا نہ کرتے آپ کو کوئی تم ملے
انہی خوشی آپ کو ہر دم ملے

جب بھی آئے کوئی بھی تم آپ کی
طرف ہمارا دماغ ہے کہ اس کو راستے

..... قمر اعجاز مرزا گوچرہ
اشفاق بیٹ کے نام

زہر سے زیادہ خالص ناک ہے محبت
کہ اس میں انسان مر کے جیتا ہے

..... درانا ماریٹا ناتلا نور
سویت اسے کے نام

یہ میری دعا ہے کہ سفر کیا یہ میرے
آنسوؤں نے اثر کیا

..... میرے دوست بھی میرے ہاتھ بھی
..... رائے طاہر مسعود آکاش

..... لیکن کے نام
جہاں بولتا ہے میری ذرا صبر تو کرو

..... رتب رنگ میں ہے دو کچھ وقت
..... کا

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... درانا نذر عمار منڈی بہاؤ الدین
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

..... لیکن کے نام
..... لیکن کے نام

2014

Digest.pk

..... لقمہ، حسن و زوال کا میل خان

خرم شہزاد سمیع کے نام

ہو دل نہیں درد دے اسی سے
پیار کرو لیکن جو دل تمہیں پیار
گھرے اسے درد نہ دو کیوں کہ
سامری دنیا کے لیے تم ایک ہو اور
ایک کے لیے تم سامری دنیا ہو
..... خرم شہزاد سمیع

شاہیہ حسینی کے نام

تیری غمزدہ زندگی میں خدا کرے
بہار آئے تیری بے چین روح کو
تو باپوس ہے جس کے لیے زندگی
سے اچانک ہی ملنے میری دعا ہے
تیرا دلدار آئے
..... غامدہ رافی گوہر انوال

آمنہ کے نام

زندگ کے کسی اور پہلو کو تہامت
تکھنا میں تیرے ساتھ ہوں اچھ کو
خود سے جدا مت سمجھنا
میرے ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے
میرے زندگی نے اگر وفا کی تو
..... ہے وفا مت سمجھنا

اسحاق انجم کے نام

وہ اگر روٹھ بھی کیا تو منا ہوں گی
اتنا پیار ہے وہ جس سے کوئی رشتہ
بھی
..... نہ نکلے پور

بھرا غنیمت کے نام

اپنے پیاروں کے

چاہا اک مل کے لیے یہ دنیا چھوڑ
دیتے
وہ مل جتے لوگ موت کہتے ہیں

..... حسن رضا شنگاہ صاحب

انٹی مال کے نام

اک نسی ہے جہاں میری بو آن
سے بچو بڑھ کر شان ہے میری
بپ کرے غم رو بہد و کرہاں
کہ وہ کوئی اور نہیں ماں ہے میری
..... حسن علی اللہ بھٹی

قصید علی فراز کے نام

کاش ایسی جی آئے کوئی تک میری
دور دکھ دے میرے سینے پہ لپٹ
جگانے کے لیے
..... رئیس ظفر شاہ پٹوہ

لیس سحر کے نام

پہلوں تمہاری یادوں کے ملاتے
ہیں کے زندگی رانی تو ملنے رہیں
کے جب بھی تمہیں میری یاد
ستائے شدت سے پھر ہم خواہوں
میں بھی تم سے ملنے رہیں گے
..... صاف الرحمن بڑی سالکوت

بھوٹی یادوں کے نام

بھوٹی ہے ہونی غلام اک طرف
موت
وہ باتو آتے ہیں پیاد نہیں کرتے
..... مسکان گل نور

آصف جاوید کے نام

کے کو تو بہت سی ہا میں ہیں جاوید
منہظر لفظوں میں میری آخری

خوابش
..... نسیم ساہیوال

کسی اسے کے نام

میں خود ہمار چکا ہوں کسی کو کیا
معلوم میں اسٹ چکا ہوں بہت میں
کوئی کیا
..... محمد اسحاق اختر گلشن پور

لی لاہور کے نام

اس سے بڑھ کر میں بد نصیب نہیں
ہو سکتا تیرے شہر میں وہ کہ تیرا
دیدار نہیں ہو سکتا
..... عرفان ربانی لودھی

موش خان کے نام

بکھر رہی ہے میری ذات اسے کہنا
ملے تو میری یہ بات میرے
ماتات ات کہنا
ات کہنا کہ جی اس کے دل نہیں
کھتے سک سک کے کھتی ہے
میرے ہر بات اسے کہنا
..... حلیل احمد ملک شدائی شریف

روستوں کے نام

زندگی میں اتنا نازک مت بننا کہ
کوئی پھول سمجھ کر توڑ لے
اور اتنا سخت مت بننا کہ کوئی کانٹا
سمجھ کر پیچھڑے
..... ندیم عباس ڈاکٹر مایہوال

جہاں بازی کے نام

کسی کا ساتھ مل جائے میری قدم
ان جائے میں بن جاؤں مصور
کوئی میری تصویر بن جائے

یوٹی 2014

Digest.pk

.....مذکورہ شہزادہ کا نام

جان زبید کے نام

وہ غیب میں تھا جاوید جسے کبھی نہ بھی چاہتا بھی بہت تھا مجھے چھوڑ کر بھی چلا گیا.....
تصاف ماہِ مذہب ماہِ ہدایاں

سائنسہ سحر کے نام

حرمِ ہوا ہم نے دوستی کو زندہ کر کے نکال پیچھا تم سے مل کر احساس ہوا اک دوست ضروری ہے ہر سون پہلے دوستی کے احاطہ نے مجھ دکھ دیا تھا فری آج تم سے مل کر یہ رشتہ استوار کرنا چاہتی ہوں.....
ریحہ ارشد منڈی برساتی

منصور بلوچ کے نام

دوستی چیز نہیں ہے بنانے کی عادت نہیں بھانسنے کی اس لیے کم یاد کرتے ہیں آپ کو کچھ رشتوں کو نظر لگ جاتی ہے زمانے.....
تجدد و صیاد نور مالا

باریہ عباس کے نام

شدت علم میں تو پھر بھی پھل جاتے ہیں کون کسے یاد رکھتا ہے عمر بھر تھا وقت کے ساتھ خیالات بھی بدل جاتے ہیں.....
مداوِل مافقہ منڈی لاہور

نائب علی کے نام

وہ مجھے چھوڑ گیا تو میں آیا

کوئی شخص ضروری نہیں سانسو کے

سوا

.....عارف کوندا جہلم

محمد مشتاق کے نام

میں بھری تہائی آپ کو نصیب نہ ہو کوئی بھی غم آپ کے قریب نہ ہو رب آپ کی زندگی میں اتنی خوشیاں بھر دے کہ آپ سے بڑھ کر کوئی خوش نصیب نہ ہو.....
ناعدلی آرزو سنا ٹھہر تل

کے ملک کے نام

اپنے سوا پیچھا مانجی ہے میں آج تک سو بار لے چکے ہو میرے دل کی تاشیاں.....
ملک ارشد قاندہ آباد

زنا کبیت علی کے نام

دور دور کر دلاتا دینا چپ وہ نور مزار دینا.....
نہ اسے سبک دیتی تو غم ہی میں بس ایک بعد کر اگ زندگی میں ہم کو بھلا.....
فداقت مل ہوئی مولا

ایم فیاض کے نام

وفا کے بدلے وفا کا منہ محال ہے دغا باز سے اتنا کرتا ہی کہیں سے.....
بشر محمد بھٹی فوجی بستی

کامران شاہ کے نام

چلو اس کا کہیں تو خدا کا احسان لیتے ہیں.....
فرار

وہ ہنس سے نہیں مانتا تو ہنس سے

مانگ لیتے ہیں

.....سہیل انوار لاہور

این چکوال کے نام

پہلے رات کے ساکن ہیں انہیں آخر پھینکا ہے.....
چلو اب گھر چلیں ساغر بہت آواز کی.....
محمد صندریہ کراچی

رانا عرفان کے نام

دل میں امیر کی اپنی آنکھوں میں مانگے خواب.....
خود کو ہی دھوکہ دیا خود سے ہی شہادت کی.....
نور رتوان سٹاٹووا

سبا سحر کے نام

سراووں کے بعد رابطہ کرنا انہی بات نہیں.....
پائیں وہ کر بھی رہتے دور ہو.....
شاہد محمد کئی

ایس کے کے نام

اں دل کسم سے چار رہے گا تم سے ملنے کو ہاں بے قرار رہے گا.....
تم چلے ہاڑ چاہے نام سے کتنا ہی دور پھر بھی اُن نگاہوں کو تمہارا انتظار رہے گا.....

شامہ اقبال خٹک

دے رہی ہیں یہ تجھے صدائیں اک بر تو آ کے دیکھ بارش مکی یہ.....
یونہی ہیں تجھے بلا میں.....
(ایہ وہاں... گوبرا نوالہ)

جوانی 2014

Digest.pk

دُکھ درد ہمارے

"دُکھ درد ہمارے" کالم کے نئے جو قارئین بھی اپنا دُکھ شائع کرا رہے ہیں وہ اپنے دُکھ کو دیکھ کر ہرگز ہنسا دینے والے نہیں ہوں گے۔ "دُکھ درد ہمارے" کالم کے لئے جن قارئین کے شناختی کارڈز کی کاپی ہمراہ ہونی چاہئے گی ان کو "دُکھ درد ہمارے" کالم میں جگہ نہیں دی جائے گی۔ ایسے تمام قارئین کے آئے ہوئے خطوط و خطبات کو دسبتے ہیں۔ ایڈیٹر

میری زندگی کبھی بھائی ایک شیش بھراؤ کا مجموعہ ہے۔ کبھی خوشی تو کبھی غم۔ میرے ساتھ کچھ ایسا ہوا کہ میں ایک بہت ہی امیر ماں باپ کی بیٹی تھی۔ بچپن سے ہی ہر چیز میرے سر پہ گرتے ہیں کہ سونے کا چنچل منہ میں لے کر پیدا ہوا وہ ایسا ہی حساب تھا میرا۔ ماں باپ کی پہلی اولاد تھی لہذا سب سے زیادہ اولاد چار بھی حاصل کیا۔ جب میں تین چار سال کی تھی تو اللہ نے مجھے ایک بھائی دیا۔ پھر میں بھائی کے ساتھ تین اونٹنی اس کو افغان اس کے ساتھ کھینچتی، اسے پیار کرتی تھی کہ بھائی بھی مجھ سے بہت باتیں ہو گیا۔ پھر ایک وقت کی آمد تھی اُنٹی چلی کہ شادی تمام خوشیاں اڑا کر لے گئی۔ وہاں کچھ یوں کہ میں ابھی کوئی دس کیا وہ سال کی تھی اور بھائی آٹھ نو سال کا تھا کہ اب ایک بڑا بڑا لڑکے کے خستہ میں بیرون ملک گئے اور وہاں اپنا کام ملنا کر رہیں آ رہے تھے کہ راستے میں جہاز کریش ہو گیا اور وہاں ہیں یہ انتقال کر گئے۔ ہم لوگ گھر میں اپنے کم کمان میں بیٹھے تھے کہ پانچ چھ ماہ سے یہ

دشک ہوئی دیکھا تو کچھ لوگوں نے ایک چار پائی پر ایک لاش کو ڈالا ہوا تھا اور انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کے ابو کی لاش ہے۔ میں تو سنتے ہی بے ہوش ہو گئی۔ پھر دوش میں آئی تو بہت سارے لوگ ہمارے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں تھے اور پھر ابو کا کفن دفن ہوا اور ساری رسومات کے بعد سب لوگ چلے گئے یوں ہمارا نہ بچوئی کا سلسلہ شروع ہوا۔ ابو کا کاروبار ختم ہو گیا کیونکہ کوئی سنبھالنے والا نہیں تھا۔ اسی نے تمہارا وقت دیا جس سے تمہوڑا بہت کاروبار چلتا رہا اور تمہارا گھر بھی چلتا رہا۔ اسی نے بہت زیادہ محنت کی اور ہمیں پڑھنا سکھایا اور پھر جب شادی کا وقت آیا میری منگنی ہوئی پھر شادی کا مقررہ وقت آیا شادی ہو گئی۔ سسرال کا کافی اقامت کھاتے پیتے تھے اور اچھے لوگ تھے۔ میرا شو بہت بہت اچھا اور محنت بہت چار کرنا تھا۔ شادی کے ایک سال بعد مجھے چڑا ہوا۔ میرا جب دو سال کا ہوا تو چاروں بیٹیاں ہوئیں۔ بیٹیاں ابھی دو یا تین سال کی ہوئیں تھیں کہ ابو کا ایک دن ٹپل ڈون آیا۔ میں نے جب

سنا تو کوئی کبر نہ ہوا کہ یہ بھلا۔ یہ بھلا۔ گھر ہے تو نے کہا اتنی بات تو میں نے کہا آپ بھلا۔ یہ بھلا۔ میں نے کہا میں اتنی ہی ہوں ہوں۔ اس نے کہا آپ کے شوہر کی اوش دھپتان میں پانی ہے آپ آ کر وصول کر لیں۔ میری نو دیا ہی اجڑ گئی اور میں بے ہوش ہو گئی جب مجھے دوش آیا تو میرے سر سے پوچھا تو میں نے سب کچھ بتا دیا اور وہ سب بھی روتے دھوتے تھے اور ہر جگہ کہ ہسپتال پہنچے وہاں سے اوش وصول کی اور سسرال کو کفن دفن کیا۔ کچھ عرصہ لوگوں کا آنا جانا ہوا کہ اب ابھی ہم ان صد سالہ سے باہر نہیں نکلے تھے کہ ایک دن پاپیس اور اس نے کہا کہ آپ یہ کچھ بھائی کو دیں کیونکہ یہ کچھ اب آپ کو نہیں رہا۔ یہ بھلا کہ ہماری فیلڈی کے بیچ نے تمام کا دیا اور تمام جانکا اور اپنے نام کو دیا ہے اور یوں ہم بد بد ہو گئے اور آج تک اس حال میں ہیں نہ ہی مدد ملی جانی تو کبھی بھوکے موتے ہیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ میری مشکلات کو آسان کرے۔ (لڑکی، ۱۷ سالہ)

Digest.pk

رشتے ناطے

”رشتے ناطے“ کالم کے لئے ہر ماہ بہت سے رشتے وصول ہوتے ہیں۔ جو قوانین و منسبات اپنے رشتے خواری شائع کروانا چاہیں وہ اپنے شائقین کا روز کی نوٹوں کا پی بھی ارسال کریں۔ رشتے ناطے کالم میں اپنے رشتے شائع کرانے کے لئے اپنے غلطوں کے رشتے اور خصال کرتے وقت اپنے شائقین کو روز کی نوٹوں کا پی ضرور ارسال کریں۔ جن رشتوں کے ہمراہ شائقین کا روز کی نوٹوں کا پی نہیں ہوگی وہ رشتے شائع نہیں کئے جائیں گے۔ ایڈیٹر

بھائی..... مجھے ایسا رشتہ چاہئے جو مجھے اپنے پاس رکھے۔ کیونکہ میرے والدین فوت ہو چکے ہیں۔ میری عمر 30 سال ہے اور آرمی میں ہوں۔ کسی پر بھی ٹھیکسی لڑکی کا رشتہ درکار ہے جو سرکاری ملازم اور موم و صلوات کی پابند ہو۔ (خواجہ محمد - ماسکو)

بھائی..... میری عمر 22 برس ہے 6 فٹ اندر، رنگ گندمی، ہارٹ جسم اور تعلیم یافتہ ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اب شادی کر لوں لیکن کوئی لڑکی پسند نہیں آتی۔ میں چاہتا ہوں کہ لڑکی خوبصورت ہو، میرے جیسی باشعور ہو، عزت کرنا جانتی ہو، صرف شوہر کو محبت کرنا جانتی ہو، روپے پیسے کی برائی نہیں ہے، ساری زندگی مہمانداری میں کر رہے گی، ذاتی دیکھن چاہت ضروری درجہ گاڑی جیٹس سب کچھ ہے۔ نہ ملازمت کی فکر نہ پیسے کا ڈر خود مختار لڑکیاں جیسی رہا بلکہ کمراتی ہیں۔ چال باز اور وقت گزارا لڑکیاں زحمت نہ کریں۔ (آصف سانوال)

سرکاری ملازم ہوں، اتحاد بنو رشتہ خواہ ہے ذات پتھان۔ مجھے ایک حافظ قرآن لڑکی کا رشتہ درکار ہے جس کی عمر 30-35 سال ہو۔ پورو، کھواری کی کوئی قید نہیں۔ حافظ قرآن اونا ضروری ہے۔ اپنے مکمل کوائف مع تصدیق پر ارسال کریں۔ (سرت خان عظیمی - فیہرا بکھی)

بھائی..... عمر تیس سال، قد پانچ فٹ تین انچ، رنگ سانوا، تعلیم بی اے، کاروبار اپہارٹ ایکسپورٹ، ذاتی کوٹھی، گاڑیاں، نوکر چاکر روپے پیسے کی کمی نہیں۔ یہ کوائف میرے ایک بہت اچھے دوست ہیں جس کا اخلاق بہترین ہے۔ انسان دوست اور مہربان طبیعت کا مالک ہے۔ اس کے لئے کسی پر بھی ٹھیکسی کم تر کم ایف اے ہو جس کا اخلاق اچھا، بڑوں کی عزت کرنا جانتی ہو اور چھوٹوں پر شفقت۔ ایسی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ والدین یا خود ذاتی راجہ کریں۔ (چوہدری ناشق علی اعوان - چک 95 ربہ شیعہ ساہیوال)

بھائی..... میں اپنے بھائی کے لئے ایک خوبصورت پریمی لڑکی کا رشتہ چاہتا ہوں۔ میرے بھائی کی عمر 27 سال ہے۔ وہ ایک تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے جو سرکاری ملازم اور موم و صلوات کی پابند ہو۔ (خواجہ محمد - ماسکو)

بھائی..... میری عمر 22 برس ہے 6 فٹ اندر، رنگ گندمی، ہارٹ جسم اور تعلیم یافتہ ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اب شادی کر لوں لیکن کوئی لڑکی پسند نہیں آتی۔ میں چاہتا ہوں کہ لڑکی خوبصورت ہو، میرے جیسی باشعور ہو، عزت کرنا جانتی ہو، صرف شوہر کو محبت کرنا جانتی ہو، روپے پیسے کی برائی نہیں ہے، ساری زندگی مہمانداری میں کر رہے گی، ذاتی دیکھن چاہت ضروری درجہ گاڑی جیٹس سب کچھ ہے۔ نہ ملازمت کی فکر نہ پیسے کا ڈر خود مختار لڑکیاں جیسی رہا بلکہ کمراتی ہیں۔ چال باز اور وقت گزارا لڑکیاں زحمت نہ کریں۔ (آصف سانوال)

Digest.pk

ملاقات



نام: ضیاء الحسنی
عمر: 19 سال
مشغل: سوشل ورک کر
پت: ڈاک خانہ چوکی
نومک: تحصیل و ضلع کوٹلی، آزاد کشمیر



نام: آصف چاڑھ
عمر: 18 سال
مشغل: کرکٹ کھیلنا
اطلاعت کرنا
پت: چک نمبر 142، ب۔ گھر محل نور
تحصیل چک بھیرہ، ضلع فیصل آباد



نام: ریاض غریب
عمر: 22 سال
مشغل: قلمی دوستی کرنا
پت: شاخ سائیکل
ورکس، چک 9، عبدالغنی، تحصیل میان
پنوں، ضلع خانیوال



نام: صداقت علی
عمر: 14 سال
مشغل: قلمی دوستی کرنا
پت: ڈاک خانہ ٹوٹ
ماجھی خان، تحصیل چوکی، ضلع قصور



نام: کونکر ندیم شوکت
عمر: 23 سال
مشغل: قلمی دوستی کرنا
پت: مکان نمبر 4F
فلڈ مائیکرو کوپ، کالونی THT، کوہ نور، راولپنڈی



نام: منیر عباس تنہا
عمر: 18 سال
مشغل: قلمی دوستی کرنا
پت: چک 9، ب۔
عبدالغنی، خانق آباد، تحصیل میان
پنوں، ضلع خانیوال
نام: شکیل خان
عمر:



نام: آسم یارون
عمر: 17 سال
مشغل: سوشل ورک کرنا
پت: چک نمبر
355WB، ڈاک خانہ خاص، تحصیل
دنیا پور، ضلع نودھراں



نام: ایم اشفاق بیٹ
عمر: 25 سال
مشغل: جواب عرض
پڑھنا، نرالی سنٹا
پت: ایچ سٹریٹ، کس نمبر 334، اڈا وی



نام: شکیل دوستی کرنا
پت: معرفت ولی اللہ
وٹنٹ سٹور، کابٹ، ضلع صوابی



نام: عدنان احمد
عمر: 20 سال
مشغل: قلمی دوستی کرنا
پت: ڈاک خانہ خاص
ٹکٹ ڈالا، تحصیل، ضلع اندلی بہا، الدین



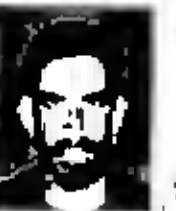
نام: زاہد ساغر انصاری
عمر: 24 سال
مشغل: قلمی دوستی کرنا
پت: چہ ناہ، ڈاک
خانہ خاص، تحصیل، ضلع جہلم



نام: جیسر سائول بداس
عمر: 20 سال
مشغل: قلمی دوستی کرنا
کرکٹ کھیلنا
پت: امیران ٹریڈرز، مین بازار، کاب آباد،
ایکسٹ، تحصیل ٹیکسا، ضلع راولپنڈی



نام: خدام عباس ذہیری
مشغل: عمر: 20 سال
مشغل: جواب عرض
پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پت: ذہیری البشیرک ورکس، جیلبر آباد، سندھ



نام: محمد کام بلوچ
عمر:
مشغل: قلمی دوستی کرنا
پت: معرفت محمد رفیق
بھائی، جہرک سائیڈ، ڈاک خانہ
جہرک، تحصیل، ضلع گجرات



نام: ایمان محمود پرہسکا
(دینی اسکول)
عمر: 22 سال
مشغل: قلمی دوستی کرنا
پت: مقام کوٹلی، بہرام، ڈاک خانہ
میان، تحصیل سوہا، ضلع جہلم

Digest.pk



نام: داکٹر حسنین عباس
کمرل
عمر: 24 سال
مشغلہ: فنی کام کرنا

پتہ: 229-C این بلاک، مازیل ٹاؤن، لاہور



نام: شیر اختر
عمر: 37 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلانا اور پڑھنا

پتہ: لدو ڈاک خانہ سید، تحصیل کھارپاس، ضلع گجرات، مل مسقط



نام: محمد حنیف عابد
وکی مل
عمر: 37 سال
مشغلہ: فنی دوستی کرنا

پتہ: ہارک سٹریٹ، ریلوے روڈ، مٹا پور، تحصیل ملتان پور، تحصیل رحیم یار خان



نام: فیض احمد صدیقی
عمر: 27 سال
مشغلہ: ایلی ٹی ٹی ٹی پڑھنا

پتہ: کوٹہ ہزار، ڈاک خانہ ٹانص، تحصیل صادق آباد، ضلع رحیم یار خان



نام: محمد نوید قریشی
عمر: 17 سال
مشغلہ: ایلی ٹی ٹی ٹی دوستی کرنا

پتہ: مسیت مولیٰ، موضع شادوال، تحصیل ڈاک خانہ میراں شہر



نام: محمد ہادی فنیس
عمر: 17 سال
مشغلہ: فنی دوستی کرنا

پتہ: محلہ مبارکی، چوٹلہ، بھائی، تحصیل بٹوکی، ضلع قصور



نام: سفیان طاہت حسین
لوشای
عمر: 18 سال
مشغلہ: جواب عرض پڑھنا

پتہ: مقام لدو، ڈاک خانہ سید، تحصیل کھارپاس، ضلع گجرات



نام: محمد عمران
عمر: 28 سال
مشغلہ: سیر ویسٹ

پتہ: مقام دادو، برسات، ڈاک خانہ آہرا ٹاؤن، تحصیل کھارپاس، ضلع گجرات



نام: سید عثمان احمد
عمر: 19 سال
مشغلہ: جواب عرض پڑھنا

پتہ: نزدیکی منڈلی، ٹی بی کمارلی، جام پور، ضلع واجن پور



نام: طاہر طاہت حسین
لوشای
عمر: 50 سال
مشغلہ: خدمت عشق، جواب عرض پڑھنا

پتہ: لدو، ڈاک خانہ سید، تحصیل کھارپاس، ضلع گجرات



نام: ایم ایف محمود
عمر: 37 سال
مشغلہ: دوستی کرنا اور شاعری کرنا

پتہ: اڈا شریف آباد، کالہ سکول، تحصیل احمد پور سیال، ضلع جنگ



نام: عمران خان
عمر: 16 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا

پتہ: گاؤں اکبر پور، ڈاک خانہ پھلور، تحصیل پھر پور، ضلع سیٹکوت



نام: داکٹر علی ارشد
عمر: 19 سال
مشغلہ: مصنفہ کردہ، فنی دوستی کرنا

پتہ: سندھ، نیشنل ہسپتال، بکیر یادو



نام: محمد شہباز
عمر: 24 سال
مشغلہ: فنی دوستی کرنا

پتہ: گاؤں فتح آباد، ڈاک خانہ گرین کوٹ، تحصیل ضلع قصور



نام: شعیب قریشی
عمر: 37 سال
مشغلہ: ایلی ویسٹ کرنا

پتہ: ڈاک خانہ کھیلہ، رازیہ، تحصیل راسو، ضلع کوہستان



نام: اسحاق احمد مانی
عمر: 23 سال
مشغلہ: ایلی ہڈوں کی اڑی ٹی ٹی

پتہ: گاؤں دیواری، ڈاک خانہ روڈ، تحصیل ضلع چترال



نام: خسر امین
عمر: 18 سال
مشغلہ: جواب عرض پڑھنا اور کھانا پکانا

پتہ: زارہ حبیب پور، چک نمبر 145، ایبٹ آباد



نام: محمد طیم
عمر: 16 سال
مشغلہ: فنی دوستی کرنا

پتہ: گاؤں اجیت، ڈاک خانہ ٹانص، تحصیل پوٹھان، ضلع قصور

Digest.pk

ملاقات



نام: جمال احمد خاں بلوچ
عمر: 18 سال
مشغلہ: فلمی و دینی کرنا
تحریریں: گھنٹا مطالعہ کرنا

پتہ: چٹھ نمبر 99/90-1 بھولے دی
محبوب، ساہیوال



نام: نذیر احمد خان جوتیہ
عمر: 29 سال
مشغلہ: فلمی و دینی کرنا
پتہ: معرفت محمد

الباس، ہڈی نمبر 1، ڈاک نمبر 40، نور
نیو مارکیٹ، G-8/2، اسلام آباد



نام: اظہار اقبال خان
عمر: 23 سال
مشغلہ: سوشل ورک
کرنا

پتہ: Post Box No. 38122
Shj, AR - 7126291



نام: محمد منید بانی
عمر: 16 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا
جواب عرض پڑھنا

پتہ: محاذ قاضی، ڈاک خانہ اکبر آباد،
ضلع نوشہرہ، چنار



نام: محمد عابد علی بھٹ
عمر: 21 سال
مشغلہ: سوشل ورک
کرنا

پتہ: قائد شہید یوتھ، ڈاک خانہ 2، نواب،
ضلع مظاہر، ساہیوال



نام: محمد رفیق
عمر: 20 سال
مشغلہ: میوزک سنٹر
دینی کرنا

پتہ: HDC MFS 140-11، اسلام آباد



نام: سیف الرحمن تنجا
عمر: 18 سال
مشغلہ: فلمی و دینی کرنا
پتہ: مہر باہین کرنا

سنور، وارڈ نمبر 9، محلہ اسلام آباد، شاہ
کوٹ



نام: منظور عباس
عمر: 20 سال
مشغلہ: مطالعہ کرنا، فلمی
دینی کرنا

پتہ: گاؤں بریج، ڈاک خانہ خاص،
تفصیل فتح جنگ، ضلع ڈاک



نام: ضیاء مالدین دانی
عمر: 23 سال
مشغلہ: فلمی و دینی کرنا
پتہ: گاؤں پنڈل،

ڈاک خانہ رانوالہ، تحصیل چن، ضلع
کوہستان



نام: بشیر پادال
عمر:
مشغلہ: شعر و شاعری
کرنا

پتہ: ایم ای بی ایلتھ، نوشل



نام: ندیم جان کوپاچک
عمر: 23 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا
فلمی و دینی کرنا

پتہ: موٹائی سی او سی، آہورو، بوہڑہ،
ضلع مظفر آباد



نام: صبر علی
عمر: 35 سال
مشغلہ: فلمی و دینی، مطالعہ
کرنا، سہ ریاست

پتہ: چٹھ نمبر 99/90-1 بھولے دی
محبوب، ساہیوال

جواں سہیل



نام: ادانا محمود احمد
عمر:
مشغلہ: فلمی و دینی کرنا
پتہ: چٹھ نمبر 34

گ-ب، ڈاک خانہ خاص، تحصیل
جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد



نام: محمد خورشید اجپٹی
عمر: 17 سال
مشغلہ: فلمی و دینی کرنا
پتہ: گاؤں بالکھن،

تفصیل رز خانہ، پٹی، ضلع کوہاٹ



نام: ساجد رضا
عمر: 28 سال
مشغلہ: سوشل ورک کرنا
پتہ: ساجد محمود ولد

گاہ نان، کنگ پورہ، تحصیل و ضلع
جہلم



نام: یحییٰ احمد طاہر
عمر: 21 سال
مشغلہ: فلمی و دینی کرنا
پتہ: محلہ بڑی مسجد

انجمنیت، گاؤں ملتان، خورد، تحصیل ملتان
مرگ، ضلع چکوال



نام: سید ہر از خان
عمر: 18 سال
مشغلہ: میوزک سنٹر
پتہ: ڈاک خانہ

دلوانی، تفصیل فیصل آباد، ضلع مظفر آباد
آزاد ٹیمپل، پٹی، خورد



نام: مظفر بلوچ سہیل
عمر: 18 سال
مشغلہ: فلمی و دینی کرنا
پتہ: بے ڈاک، ضلع

خامان، پٹی، چنستان

Digest.pk

ملاقات



نام: نادر حسین باوری
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: چک والہ والا دورہ

لاکھ خانہ چیک نمبر 135/EB، تحصیل
عارف والہ، ضلع پاک پتن



نام: ایم شہزاد
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: کھن کے، ڈاک

خانہ پھولی، تحصیل پتوکی، ضلع قصور



نام: خالد فاروق آسی
عمر:
مشغلہ: دوستی، شاعری
پتہ: دی لائٹ پبلک
سکول، جلی پور، ملٹ کالونی، فیصل آباد



نام: ریاض احمد
عمر: 40 سال
مشغلہ: محبوب کی یاد
عمر زندگی بسر کرتا
پتہ: ڈیڑھ پورہ، ملہ دورہ



نام: طاہر حسین
عمر: 23 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: مکان نمبر 88/9
گلی نمبر 59، محمد مسلم اتحاد کالونی،
ٹانچہ دورہ، خاناری آباد، ملہ دورہ



نام: رئیس صدوم حسین
عمر: 18 سال
مشغلہ: سٹڈی کرتا
کرکٹ کھیلتا

پتہ: رئیس برادرہ سرور شیش، ڈاک
خانہ خلی خانہ، تحصیل چک والہ والا دورہ



نام: رئیس ارشد
عمر: 22 سال
مشغلہ: سوشل ورک
کرتا

پتہ: رئیس برادرہ سرور شیش، خان
بیلہ، تحصیل لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان



نام: کلید احمد ساجن
رخصارہ
عمر: 22 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا

پتہ: گورنمنٹ ہائی سکول کوٹ قذات،
ضلع کچ، تربیت کمران



نام: شاہد اقبال ملک
عمر: 22 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: گاؤں سرکی خیل،
ڈاک خانہ جندرنی، تحصیل و ضلع کرک



نام: ملک فضل ساگر
عمر: 22 سال
مشغلہ: جواب عرض
پڑھتا، کرکٹ کھیلتا
پتہ: گاؤں اسیاں خود چک نمبر 13 آر
بی، تحصیل سی مندو آباد، ضلع شیخوپورہ



نام: عداد علی عرف
عزیم عباس تھا
عمر:
مشغلہ: شعر و شاعری
پتہ: ڈاک خانہ لکی، تحصیل کسری، ضلع
میرپور خاص



نام: سید الشان حسین نقوی
عمر: 25 سال
مشغلہ: سماجی کام کرتا
قلمی دوستی کرتا

پتہ: طوی مشریت، محلہ کوٹ محمد شریف، پراگا
آدھوئے، روڈ، موٹا یمن آباد، گوجرانوالہ



نام: حبیب لغھ
عمر: 30 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: خلیب میٹری
سنوں لالہ موٹی



نام: تنہا محمد مراد شادی
عمر:
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
جواب عرض پڑھتا
پتہ: جبار فوٹو سٹوڈیو، چٹا، روڈ، ڈاک
خانہ دوست محمد، ضلع جعفر آباد



نام: محمد عیسیٰ علف جاوید
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: معرفت جمالی نڈر
ایجنسی، سنگھ پور



نام: تنویر احمد گویدل
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: محمد میٹری سنورہ
چمچ روڈ، ڈاک، موٹی



نام: بلال آواز
عمر: 18 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلتا
پتہ: وسیم جنرل سنورہ
نزد مکان علی مسجد، لے والا، بکر



نام: عبدالغفار
عمر: 17 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: محمد میٹری سنورہ
چمچ روڈ، ڈاک، موٹی

Digest.pk

قذات



نام: محمد شفیق اللہ

عمر: 28 سال

مشغلہ: دوستی کرنا،

جواب عرض پڑھنا

پتہ: ڈی ایس جی 298، پانوں

سندھ عسکری، انٹرپورٹ، میرپور خاص



نام: اعظم حسین شاہ

عمر: 19 سال

مشغلہ: قلمی دوستی کرنا،

شعر و شاعری کرنا

پتہ: چک نمبر 40MB، ڈاک خانہ 41MB،

نزار پھانواں، تحصیل و ضلع خوشاب



نام: ارشد فیض

عمر: 25 سال

مشغلہ: شعر و شاعری کرنا،

کرکٹ کھیلنا، دوستی کرنا

پتہ: قلعہ، ملکی سیکورٹی گارڈ، محنت

بکس نمبر 6875، ایچ بی کپڑی، ضلع، ایف پی



نام: اکرم عباس

عمر: 25 سال

مشغلہ: مطالعہ کرنا

پتہ: گوٹھ ذوالفقار

آباد باری شاخ، ایسٹا محمد، ضلع جعفر



نام: نذیر علی

عمر: 19 سال

مشغلہ: شعر و شاعری

پتہ: لید پاکیزہ، کوئٹہ، کوئٹہ

میشل، نزدیکی مراد جمالی، نصیر آباد



نام: عارف حسین

عمر: 22 سال

مشغلہ: قلمی دوستی کرنا،

جواب عرض پڑھنا

پتہ: موضع مہو، تحصیل وادی، تحصیل کوٹ

ایف، ضلع مظفر آباد



نام: عدلی شہزاد شفیق

عمر: 16 سال

مشغلہ: کرکٹ کھیلنا،

مطالعہ کرنا

پتہ: گورنمنٹ کالج منکیر، ڈاک خانہ

خاص، ضلع بکر



نام: عزیز زادہ قیصر بھٹا

عمر: 23 سال

مشغلہ: سماجی کام کرنا

پتہ: بمقام خیل، بیران، تحصیل و ضلع

خوشاب



نام: قادر عباس ڈی

عمر: 25 سال

مشغلہ: قلمی دوستی کرنا

پتہ: ایف کوادر، 116

برگینڈ، بنوں، کینٹ



نام: ذوالقادر علی مستوفی

عمر: 18 سال

مشغلہ: کرکٹ کھیلنا

پتہ: گوٹھ محمد بخش

مستوفی ہارلی شاخ، ایسٹا محمد، ڈاک خانہ

عزیز زادہ ساگر، ہارلی شاخ، ضلع جعفر آباد



نام: رئیس ساجد کاش

عمر: 18 سال

مشغلہ: قلمی دوستی کرنا،

مطالعہ کرنا

پتہ: بوئیں، برادری سرسوی، شیش، خان، ریل،

تحصیل، لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان



نام: ایم اکرام الحسن

عمر: 20 سال

مشغلہ: فوٹو دوستی

پتہ: گلی نمبر 2، مہاراجہ ٹاؤن، فورٹ

جہاں پور، ضلع مظفر آباد



نام: عبدالغفور گل

عمر: 19 سال

مشغلہ: شعر و شاعری

پتہ: بمقام گلزار،

ڈاک خانہ خاص، تحصیل ہڈ، ضلع ڈاک



نام: اختر علی ملک

عمر: 22 سال

مشغلہ: قلمی دوستی کرنا

پتہ: پوسٹ بکس نمبر

213، پاک کیمپ، پٹنہ، حیدر آباد، سندھ



نام: ساجد عباس سافر

عمر: 18 سال

مشغلہ: قلمی دوستی کرنا،

جواب عرض پڑھنا

پتہ: شیخ سائیکل ورکشاپ، چک 9ب

عبدالکیم، ڈاک خانہ خلیق آباد



نام: سفیر اداس موہری

عمر: 23 سال

مشغلہ: قلمی دوستی کرنا،

سماجی کام کرنا

پتہ: گاؤں موہری، ٹکڑا، ڈاک خانہ

دستی، تحصیل، پنک، ضلع مظفر آباد



نام: ایم عظیم گبول

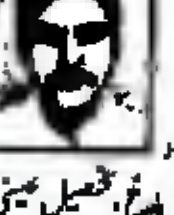
عمر: 23 سال

مشغلہ: جواب عرض

پتہ: چھتا

چھتا، گوٹھ سید جلال، شیر کراچی،

تحصیل، میرپور



نام: محمد افضل جتو

عمر: 20 سال

مشغلہ: سماجی کام کرنا

پتہ: ٹم کچہ، نزد

گورنمنٹ ہائی اسکول، تحصیل عینی

خیل، ضلع مظفر آباد

Digest.pk

ملاحظات



نام: ایم ایس شوہر
عمر: 30 سال
مشغلہ: استاد، قلمی
دوستی کرنا
پتہ: ایل بی ایس آفس، تربیت



نام: محمد حسین
عمر: 27 سال
مشغلہ: قلمی، دوستی کرنا
پتہ: حضرت بابا، کلاں داد
ٹیلرز، پسر، تحصیل سوئی گیس لینڈ،
لوچستان



نام: محمد انور سارگر
عمر: 24 سال
مشغلہ: قلمی، دوستی کرنا
جواب عرض پڑھنا
پتہ: محلہ لیری آباد، ڈھاکہ، ضلع بولان،
لوچستان



نام: عمران رشید
عمر: 16 سال
مشغلہ: قلمی، دوستی کرنا
پتہ: گلزار پبلک سکول
ذوالحجہ، تحصیل دریاخان، ضلع بھکر



نام: واجد محمود ساقی
عمر: 19 سال
مشغلہ: جواب عرض
پڑھنا، قلمی، دوستی کرنا
پتہ: گاؤں کوٹ چناری، ڈاک خانہ کس
کھڑوڑہ، تحصیل ضلع بھکر، ڈھاکہ



نام: محمد امجد علی کورہ ناہ
عمر: 26 سال
مشغلہ: قلمی، دوستی کرنا
پتہ: ہسٹامنگ لکڑیا توہل
ڈاک خانہ، ضلع بھکر، ضلع حانڈا آباد



نام: ملک باشم پڑھانہ
عمر: 18 سال
مشغلہ: جواب عرض
پڑھنا اور کہانی لکھنا
پتہ: چک نمبر 11 ایم ایل، تحصیل
بھلووال، ضلع سرگودھا
نام: مبارک حسین آمانی
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی، دوستی کرنا



نام: مناجہ عامر خان
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی، دوستی کرنا
جواب عرض پڑھنا
پتہ: گاؤں کوٹ چناری، ڈاک خانہ
کھڑوڑہ، تحصیل ضلع بھکر



نام: عبدالصمد مہرول
عمر: 22 سال
مشغلہ: قلمی، دوستی کرنا
پتہ: جلاب مگوٹھ
سیدھا سہ، شہر کراچی، ضلع بھکر



پتہ: جاوید اقبال کے
لی ایلی سٹری سکول، دارالغفر 3، غوری
محلہ، شہر حجاب پور سندھ



نام: جنید اقبال
عمر:
مشغلہ: شعر و شاعری
پتہ: منٹن کینا
پتہ: بھکر، نزد حبیب بینک، غور غشتی،
تحصیل ضلع ایک



نام: نیل احمد مہرول
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی، دوستی کرنا
پتہ: جلاب مگوٹھ
سیدھا سہ، شہر کراچی، ضلع بھکر



نام: ایم وسیم شاہانی
عمر: 22 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا
قلمی، دوستی کرنا
پتہ: ہاؤس نمبر 18F، ٹیل پارا،
جہانگیر روڈ، کراچی



نام: یونس محمد بلوچ مجید
عمر: 24 سال
مشغلہ: قلمی، دوستی کرنا
جواب عرض پڑھنا
پتہ: محلہ ایل ڈھاکہ، ضلع بولان



نام: محمد عطاء محمد راسی
عمر: 35 سال
مشغلہ: قلمی، دوستی کرنا
رہنہ سیدنگ مشینیں
ڈیلر، لی ایل روڈ، ضلع لیہ، پنجاب
پاکستان



نام: امین مراد انصاری
عمر: 40 سال
مشغلہ: جواب عرض
پڑھنا، قلمی، دوستی کرنا
پتہ: 33 شگل شوری مال مارکیٹ، بھکر
5-F نیو کراچی



نام: شاہد فہد قادری
عمر: 18 سال
مشغلہ: جواب عرض
پڑھنا، قلمی، دوستی کرنا
پتہ: ہسٹامنگ وارل گمادی، انگیر خاص،
تحصیل ضلع ریا، سرگودھا، پاکستان



نام: محمد بشم رانا
عمر: 19 سال
مشغلہ: SMS کرنا
پتہ: چک نمبر
15115 رحمان ٹاؤن، ڈاک خانہ
قلمی، تحصیل بھکر، ضلع حانڈا آباد

Digest.pk

ملاقات

مجھے شکرگزار ہے

- مجھے شکوہ ہے** اُس بے وقاسے جس نے میرے پیار کو قدموں کی اور دو کسی اور کے ساتھ اب زندگی گزار رہی ہے۔ (مطلوب مسین پر دیکھی۔ لاہور)
- مجھے شکوہ ہے** اُن لڑکیوں سے جو دل لگا کر بے وفائی کر جاتی ہیں اور دوسرے کا دل توڑ دیتی ہیں۔ (محمد بال باری۔ ریڈیو جی)
- مجھے شکوہ ہے** ایس سے کہ وہ اب مجھ سے بھروسہ نہیں کرتا۔ دل کی بات دل ہی میں رکھتا ہے۔ اب بدل گیا ہے۔ (خلیل احمد تنگ۔ شیدائی شریف)
- مجھے شکوہ ہے** اپنی دوست S سے کہ اس نے جواب عرض پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ ایس جی جواب عرض تو دیکھی دلوں اک سہارا ہے۔ (احمد نجی۔ کالاباغ)
- مجھے شکوہ ہے** اُن لڑکیوں سے جو پیار میں دھوکہ دیتی ہیں۔ وہ پیار نہیں قائم پاس کرتی ہیں۔ (لوید اختر۔ سحر۔ کبیر والہ)
- مجھے شکوہ ہے** ایسے لوگوں سے جو دل کو دل نہیں سمجھتے توڑ دیتے ہیں۔ (اشرف زخمی دل۔ ننگانہ صاحب)
- مجھے شکوہ ہے** اُن لوگوں سے جو محبت کر کے آدھے راستے میں چھوڑ جاتے ہیں۔ کسی کے دل میں آگ
- لگا کر بھول جاتے ہیں۔ (خوبصدا م حسین ڈاٹر۔ جداس)
- مجھے شکوہ ہے** اُن لوگوں سے جو محبت اور دوستی کو محض مذاق سمجھتے ہیں۔ ان کا احترام نہیں کرتے۔ (ریکس شی حیدر۔ خان پبلہ)
- مجھے شکوہ ہے** اپنے دوست سے جو کہ میرے چاچو ہیں اس نے بھی بھی مجھے فون تک نہیں کیا۔ (بابا جان۔ کراچی)
- مجھے شکوہ ہے** جواب عرض سے کہ وہ ہماری تحریروں کو شائع نہیں کرتے۔ (گلشن ہار۔ شخصہ قریشی)
- مجھے شکوہ ہے** اپنے کزنوں سے جو ذہنی کی میننگ سے شرکت نہیں کرتے۔ میننگ کے رزلٹ کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ (خان المر فاکسار۔ دناپور)
- مجھے شکوہ ہے** اُن لڑکے لڑکیوں سے جو جھوٹ کا سہارا لے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور پھر مگر جاتے ہیں۔ (عصمت علی غامی بلوچ۔ دہلی)
- مجھے شکوہ ہے** بے وفا R کی یادوں سے جو ہر لمحہ مجھے تڑپاتی ہیں، دلائی ہیں ستاتی ہیں۔ (حافظ یحیٰی شفیق۔ خانیوال)
- مجھے شکوہ ہے** اپنی کزن S سے کہ وہ مجھ سے پیار نہیں کرتی۔ (عدین)
- مجھے شکوہ ہے** (حیدر۔ جہلم)
- مجھے شکوہ ہے** اپنا آپ سے کہ دوست مجھ سے ناراض ہو گیا ہو جاتے ہیں۔ (محمد خورشید اجپتی۔ بالکین)
- مجھے شکوہ ہے** حیدر سے جس نے دہلی جا کر صرف ایک ہار کال کی پھر کال نہیں کی۔ (عامر امتیاز نازکی۔ گلرسیداں)
- مجھے شکوہ ہے** اُن لوگوں سے جو دوست کو غلط نام دیتے ہیں اور ان سے جو کسی سے دوستی نہیں کرتے ہیں۔ (شوکت علی دلی۔ مانی چوک)
- مجھے شکوہ ہے** ریڈ سے جو بے وفا مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ (مہر ریاض احمد ریڈ۔ جزائوالہ)
- مجھے شکوہ ہے** موجودہ جواب عرض سے کہ میں باقاعدگی سے لیٹر لکھ رہا ہوں لیکن سلسلہ ردی کی نظر کیا جا رہا ہوں۔ (مجید احمد جانی۔ ملتان)
- مجھے شکوہ ہے** ہر اس انسان سے جو دوسروں کے دلوں کی قدر نہیں کرتے اور بڑی بے دردی کے ساتھ دلوں کے ٹکڑے کر کے اسے تڑپاتا ہوا چھوڑ دیتے ہیں۔ (عثمان غنی انجم۔ قبول شریف)
- انکار جیسا لذت اقرار میں کہاں پڑھتا ہے شوق غالب اس کے نہیں نہیں

224 جواب بخش
Digest.pk

ماں سے پیار کا اظہار

..... ماں کہنے کو تو بہت چھوٹا سا لفظ ہے لیکن یہ اپنے اندر محبتوں کا ایک لامحدود ذخیرہ جمع رکھتا ہے جو صرف ماں کی قدر کرنے والا ہی اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔ (عثمن غنی - قولہ شریف)

..... ماں ہی تو جنت میری ماں ہی تو ہر خوشی ہے ماں کے بغیر زندگی کسی کام کی تو نہیں ہے جی۔ (مسٹر ایم ہرشد وفاقہ - گوجرانوالہ)

..... ماں دنیا کی عظیم ہستی ہے جس کا کوئی بدل نہیں نہ ہی کوئی اس جیسا عظیم رشتہ سے دنیا میں مگر ہم قدر نہیں کرتے ماں کی۔ خدا ارادہ کر دیا کرو۔ (عبدالرحمن مگر - نین ڈیجیٹل)

..... میں اپنی ماں سے بے پناہ پیار کرتا ہوں اور میری زندگی کی خواہش ہے کہ میں اپنے باپ کو حج کروا سکوں۔ (طارق محمود مہر - ڈنگ)

..... میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ دعا ہے میری زندگی میں ماں کو مل جائے۔ (مظہر علی مکی - نور شاہ)

..... ماں تجھے سلام۔ اگر زندگی میں کامیابی چاہتے ہو تو اپنی ماں کی خدمت کرو۔ (عمران شاہ - بلوچستان)

..... میری ماں میرے لئے جنت ہے آج اس کی دعاؤں سے میں اس مقام پر ہوں۔ (غلام الدین - ذریعہ روبرو جلی)

..... ماں تیرے جانے کے بعد ہمیں کچھ ایسا لگتا ہے کہ ہماری دنیا ختم ہوگئی۔ ماں تم دنیا تو چھوڑ کر چلی گئی تھی مگر ہمیں روتا ہوا چھوڑ گئی تھی۔ ہماری دعا ہے کہ تم کو جنت الفردوس میں خدا کریم جگہ دے اور تمہارے سامنے مومن و منافق کر دے۔ (امجد وکی کروٹانہ - لکڑ پانوالہ)

..... ماں جیسی ہستی دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ (دعوت مغل - واہ کینٹ)

..... ماں دنیا کا بہت مسکین پھول ہے اسے پیاری والدہ دنیا سے نہ کوئی آ پانہ آدے داتیرے ماں دل۔ (محمد ہرسلان احمد)

..... ماں کی دعا اور جنت کی ہوا میں کوئی فرق نہیں اگر کسی کو جنت کی ہوا چاہئے تو ماں کی دعا لے لے۔ (پریس مظفر شاہ - پشاور)

..... ماں کی محبت مستحکم ہے ماں کے پیار میں ذرا سی بھی ملاوٹ نہیں ہے ماں کی محبت بالکل پاکیزہ و شفاف ہے ماں کی چاہے جتنی اونلا دیں ہوں مگر ماں کی محبت کم

..... نہیں ہوتی۔ (عبدالوحید ابہر - آواران)

..... ماں ہی تو ہے جو اس دنیا میں ایک پیار رشتہ ہے جو بغیر الٹی کے اپنا فرض نبھاتی ہے میری ماں اللہ تعالیٰ تجھے سلامت رکھے۔ (عباس علی مگر - نیکو، اربن)

..... میں نہ پتہ بھی ہوں پتی۔۔۔ کی بدولت ہوں ماں کے بغیر نہ ہی زندگی نہ انکس ہے میری ماں ہی میری زندگی ہے باقی کی دعا ہے۔ (مظہر عباسی راقم کبدہ)

..... کوش میری ماں آج میرے پاس ہوتی اور آج میں اتنا تھکا نہ ہوتا۔ دنیا کے ظلم ستم کا شکار نہ ہوتا۔ میں زندہ لوگوں میں شامل ہوتا۔ (محمد فہمان احوال - ٹنوپورہ)

..... ماں تیرے قدموں کے نیچے جنت ہے ماں تیرا کوئی جانی نہیں۔ (محمد احمد انان اللہ - پورے والہ)

..... میں اپنی ماں سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں۔ (محمد اشرف زکریا - دل - جھنگی)

..... میں اپنی ماں سے صادق دنیا سے بڑھ کر پیار کرتا ہوں۔ (ناظرہ)

..... ماں دوسری دنیا کی انمول چیز ہے ماں کی قدر کرنا کہ دوسری دنیا میں تمہاری قدر نہ ہو سکے۔

Digest.pk

ماں سے پیار کا اظہار

کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟

نہیں اس کا تو میرے دوست ہی تھا
سکتے ہیں۔ (ماجد علی اعوان ٹھیری۔
کراچی)

میں ایک اچھے دوست تھا
میں اچھا دوست ہوں اور میں کوئی
کرتا ہوں کہ میری وجہ سے میرے
دوستوں کو کوئی تکلیف نہ ہو سکے
اپنے دوستوں سے بہت پیار ہے۔
(انیم اسلم پروسی۔ حسن چیر یوٹ۔)

میں ایک اچھے دوست تھا
دوست نہیں اچھا اخلاق ہوتا ہے اگر
آپ کا اخلاق اچھا ہے تو آپ کی
دوستی بھی لا جواب ہے اور لوگوں کو
صرف اخلاق سے متوجہ کیا جا سکتا
ہے۔ (مشاق علی۔ قبول شریف)

میں ایک اچھے دوست ہوں یا
نہیں یہ تو میرے دوست ہی بتا سکتے
ہیں۔ دیے میرا سب سے اچھا
دوست غلی ہے۔ (مطلوب حسین
یو۔ کی۔ انور)

میں ایک اچھے دوست نہیں ہوں
یعنی میں کسی کی دوستی کے قابل نہیں
ہم نے اگر کسی سے دوستی کی یا کسی
نے ہم سے کی سب دوست
لوگوں سے رہے سب وعدے
ازجوتے رہے ہن لئے ہم دوستی
کے قابل نہیں۔ (شہزاد سلطان
کیف۔ انارویت)

اعوان۔ شہزاد
میں ایک اچھے دوست میں واقعی
ایک اچھا دوست ہوں اور ہم
دوست ایک دوسرے کی مدد کرتے
رہتے ہیں۔ (محمد اکابر احمد۔
عبدالغفور)

میں ایک اچھے دوست میں ایک
اچھا دوست ہوں آزمانا مفت ہے۔
(سفر احمد اس۔ بککوت)

میں ایک اچھے دوست میں اپنی
طرف سے تو اچھا ہوں مگر پتہ نہیں
دنیا والے کیا سمجھتے ہیں ہاں میرے
کچھ دوست ہیں جو اچھی طرح بتا
سکتے ہیں کہ میں کیسا ہوں۔ (مریم
بشیر گوندل۔ گوہر)

میں ایک اچھے دوست ہوں مگر تھا
ہوں کہ مجھے زبان کے ساتھ بہت
ملے ہیں مگر دل کا ساتھ کوئی نہیں
لا۔ مجھے جھوٹے وعدے دوست
کرنے والے لوگوں سے شدید
غرت ہے۔ (محمد اظہر اعوان۔
گوہر)

میں ایک اچھے دوست ہوں اس
کی تفصیل اگر پوچھنی ہو تو میرے
دوست ساجد عباس اعوان صاحب
مانڈ آباد سے پوچھ لینا کہ میں واقعی
اچھا دوست ہوں۔ (محمد ہارون ترمز
اعوان بیج یار ہزارہ)

میں ایک اچھے دوست ہوں یا

میں ایک اچھے دوست نہیں ہوں
کیوں کہ میرے نظریات صرف
تخاص اور دیر پا دوستی کے ہوتے ہیں
اور جو چیز اب اس دور میں ناممکن سی
ہو گئی ہے۔ (احمد نجی دکنی۔ کالا
بار)

میں ایک اچھے دوست ان
دوستوں کے لئے جو کسی کو دکھ نہیں
دیتے کسی کی عزت خاک میں نہیں
لاتے، ہر سو خوشبودوں کے شہر لگاتے
ہیں، نفرتوں کا خاتمہ اور محبتوں کا
ہیام عام کرتے ہیں۔ (عجید احمد
جانی۔ مٹان)

میں ایک اچھے دوست ہوں لیکن
کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں دوستی کی
قدر نہیں کیونکہ جب انہیں ملے
دوست ملتے ہیں تو ہر ادا کو بھولا
جاتے ہیں۔ (شاہد کنول۔ پکوال)

میں ایک اچھے دوست میں اچھا
دوست ہوں یا برا اس کا فیصلہ
میرے دوست ہی کریں گے مجھے
کوئی آزمانے کے لئے دوستی کرنا
پا بتا ہے تو دیکھ۔ (ہونا دکنی۔
پرواپور)

میں ایک اچھے دوست میں خود کو
اچھا نہیں کہہ سکتا جب کوئی دوسرا کسی
کو اچھا نہ ثابت کرے میرے
دوست مجھ کو ایک اچھا کہیں گے تو
میں خود کو اچھا کہوں گا۔ (محمد نعمان
کیا آپ ایک اچھا دوست ہیں؟)

Digest.pk

جواب نمبر 226

آئینہ روبرو

اپریل کا سالانہ پہلے اسلامی صفحہ بڑھا ایمان تازہ ہو گیا پھر کہانیوں کی طرف گیا جن کی کہانیاں اچھی تھیں ان کے نام یہ ہیں ویران زندگی آپنی کشور کرن، ویران بخش ایم جاوید نسیم، پو بدنی، تیرے انتقاد میں غامدہ انصاری لاہور، تقدیر کی جیت خرم شہزاد فضل، عشق سزا ہے ندیم عباس ڈھکوں، ہائے محبت ایم غامدہ شاہ کر، مجھے جواب عرش سے جنون کی حد تک محبت ہے آخر میں اپنی پیاری آپنی کشور کرن سے گزارش ہے کہ یونہی جواب عرض کے لیے جتنی رہیں جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں کہ جواب عرض دن دگنی رات چو گنی ترقی کرے آمین ریاض احمد صاحب میرا یہ خط ضرور شائع کریں ورنہ میرا دل ٹوٹ جائے گا۔

سیف زخمی۔ مری
ماو اپریل کا شمار ملا پڑا کہ بہت خوش ہوئی کہانیاں بہت اچھی تھیں بہت سہج والی تھیں جن میں تیرے انتقاد میں۔ مانوس اجنبی۔ بے خبری کا سکھ۔ صدا انو نے دل کی۔ اور شخص قیامت تھا۔ عشق سزا ہے۔ اور میری فرمائش یا تیری۔ باقی کہانیاں بھی بہت ہی اچھی تھیں فرمائیں بھی بہت اچھی تھیں شاعری میں آپنی کشور کرن۔ غامدہ رانی۔ عدنان خان۔ محمد نوید۔ رئیس عظیم۔ ایلانہ غزل۔ رئیس ساجد۔ انعام علی۔ تنکین ساجد۔ رننا جلال۔ رفاقت علی۔ کی شاعری بہت ہی اچھی تھی آخر میں سب پڑنے لکھنے والوں کو سلام۔

اسلام شیکم۔ سب سے پہلے جواب عرض کے تمام کارنیں، ادا اور تمام شاف رائٹرز ایڈیٹرز کو سب پڑھنے لکھنے والوں کو سلام اللہ پاک سب کو اپنے دھڑکے ایمان میں رکھے آمین۔ جواب عرض کے تین شمارے میرے سامنے میرے ہاتھ میں ہیں کچھ مصروفیات کی وجہ سے نہیں پڑھا پائی اور کچھ پڑھے بھی ہیں اسید ہے سب رائٹرز نے اچھا لکھا ہوگا اور دعا ہے ہمیشہ اچھا ہی لکھتے رہیں تاکہ جواب عرض کی محفل ایسے ہی تھی رہے جواب عرض میں کچھ رائٹرز فٹنول میں آیت دوسرے پر تنقید کرتے ہیں جو کہ اذیت ہیں ہر رائٹر کا اپنا انداز ہے باقی جواب عرض میں صدائیں صدائیں بھائی عاشق حسین ساجد ندیم عباس ڈھکوں، میرا ریاض، ارمان، منظر، اکبر نسیم، ایم اشتیاق بٹ۔ ریٹا، محمود قریشی، سائرہ دارم، کشور کرن، سچی بہت اچھا کام کر رہے ہیں انہیں مبارکباد دیتا ہوں باقی بھائی شہزادہ غامدہ شاہ کر میں نے اپنا کچھ فرمائیں بھیجیں جو کے اچھی تک شائع نہیں ہوئیں چلیز انہیں شائع کر دیں اور شکریہ کا موقع دیں اور سنے رائٹرز کو بھی جگہ دیں تاکہ جواب عرض کی خوب صورتی میں اضافہ ہو کالم، مذاکات، مجھے شکوہ ہے، غم کے بعد خوشی، تو یہ کال بند کر دیں ان کی جگہ پر کوئی نیا کال شروع کریں یا کسی کریکٹر فنکار یا کسی گلوکار کا انٹرویو اور تصویر وغیرہ شامل کر لیں اور ٹیک تمنا میں اور جواب عرض کو دن دگنی رات چو گنی ترقی دے۔

تزیلہ حنیف ملہ جو کہیاں
اسلام شیکم میں جواب عرض کے تمام شاف کو سلام پیش کرتا ہوں اور بالخصوص ریاض صاحب کو اور اس کے تمام جواب عرض پڑھنے والوں کو میرا سلام قبول ہو میرا نام سیف الرحمن ہے لیکن میں تب بھی لکھتا رہوں

آئینہ روبرو
جواب عرض 2017
2017

اور میری تعلیم ایف ایس سی ہے کیا بتاؤں کہ میں نے زندگی میں کون سا غم برداشت نہیں کیا میرا دل اب بالکل ٹوٹ چکا ہے دنیا کی بے وقافتوں کی بے رخی سے مجھے اور زندگی نظر نہیں آ رہی کیوں کہ مارچ 2010 کو جب میری ماں میرا ساتھ چھوڑ گئی تھیں اس دن سے مجھے زندگی سے بالکل ہی نفرت ہوئی تھی میں دعا کرتا ہوں کہ میرا بھی کب جتنا زور اٹھے گا لیکن یہ بھی ہے کہ جو مرنے کی جستجو کرتے ہیں اللہ ان کو اور بھی لمبی عمر دیتا ہے اس کے بعد میں نے اپنی تعلیم جاری رکھی اور اللہ کے فضل سے ایف ایس سی کلیر کی لیکن ایک بار پھر نا کام محبت نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا اور میں مرنے کا منتظر ہو گیا اور جب جنوری میں آپ کا ماہنامہ پڑھا تو دل کو کچھ سکون ملا اور اب میں جواب عرض کا دل سے مطالبہ کرتا ہوں آپ سب سے دعا ہے کہ دعا کریں کہ اللہ میری زندگی سنوار دے اور مجھے ایک اچھی سی جاہ پر فائز کریں۔

لیٹر کے ساتھ نام نہیں لکھا۔ نام معلوم
قارئین کرام اسلام علیکم۔ میں آپ کو پہلی بار خط لکھ رہا ہوں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں جواب عرض بڑے شوق سے پڑھتا ہوں جواب عرض میں میری جان ہے میرا مشکل جواب عرض پڑھنا ہے اور محبت کر کے محبت کو نبھانا ہے میں آٹھ تاریخ کو جواب عرض لے کر آیا ہوں اور میں آپ کو کوپن اور ایک عدد تصویر بھیج رہا ہوں ضرور شائع کریں اگر زندگی نے وفا کی تو پھر ضرور رابطہ رہے گا۔

محمد ذیشان
اسلام علیکم۔ میں نے مئی کا جواب عرض پڑھا مجھے اس بار جلدی ہی مل گیا تھا جو میں نے تقریباً ایک ہی دن میں پڑھ لیا تھا مجھے جواب عرض کا بہت ہی شوق ہے اور اس بار تو اس کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ جڑے ہوئے ہیں بہت اچھے انداز میں تحریر کیا ہوا ہے مجھے جو سب سے اچھا لگا وہ اسلامی بھائی تھا اور اس کے ساتھ آپ کی شاعر کی شاعری اچھی تھی اور کمال کی تھی اور پھر عابدہ رانی کی شاعری تو لا جواب تھی اس کے پڑھ کر ایسا لگا کہ دنیا میں ابھی ایسے لوگ بھی ہیں ان کا کیا ایک لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کتنے میان میں ہیں غزلیں بھی بہت ہی اچھی تھیں اور اس بار تو جواب عرض نے حدی کر دی کیوں کہ انتظار حسین ساقی نے جو اپنی کہانی تیرے عشق نچایا جتنا بہت ہی خوبصورت الفاظ میں بیان کی گئی اور انداز بھی بہت اچھا تھا لکھنے کا اور اس بار سب نے ہی بہت اچھا لکھا میں ایک عام سا شہری ہوں مجھے بچپن سے ہی جواب عرض پڑھنے کا بہت شوق ہے جب بچپن میں والدین کہتا ہیں پڑھتے تھے تو میں جواب عرض شوق سے پڑھتا تھا جتنے شوق سے پڑھتا تھا اتنے ہی شوق سے سر جی آپ کو خط بھی لکھتا ہوں جو کچھ لکھتا ہوں وہ سب اپنے دل سے لکھتا ہوں اور آپ کی دل سے ہی بہت قدر کرتا ہوں میں ہر ماہ کا بے چینی سے انتظار کرتا ہوں کہ مہینہ ختم ہو اور میں جواب عرض لوں میں ہر ماہ کے ایڈ میں بار بار پک شاپ پر جاتا ہوں پھر کہیں ملتا ہے جب تک مل نہ جائے نہیں آتا اور ملنے پر ایسا سکون ملتا ہے جیسے ایک مریض کو دوائی ملنے پر ایسی ہی ایک مثال اس بندے کی ہے لکھنے کو بہت کچھ ہے مگر آپ کا نوٹ دیکھ کر رک گیا ہوں کہ کم لکھا کریں مجھے کوئی انسوس نہیں کہ میں جو لکھتا ہوں وہ شائع نہیں ہوتا مگر جو لکھتا ہوں سکون محسوس ہوتا ہے میری دعا ہے جواب عرض دن دگنی دوات چوٹی ترقی کرے آمین۔

وقاص انجم جز انوالہ
جواب عرض کا شمارہ ماہنامہ مئی شائع ہوا تو مجھے خبر ملی تو میں ہمیشہ جواب عرض لینے ایک تاریخ سے پانچ تک رسالہ لینے لگا ہوں لیکن آج میرے پاس کن روڈ نمبر سے کا لیسٹ نہیں مل سکتا تھی تو دوسری طرف آئینہ رویدہ

جولائی 2014

جواب عرض 226

Digest.pk

نورین کی کال تھی اور اس نے مجھے مبارکباد دی اور میری لکھی ہوئی تحریر کو پسند کیا اور مجھے بتایا کہ آپ کی تحریر شائع ہوئی ہے تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی اور نورین صاحبہ کا شکریہ کہ جس نے مجھے سب سے پہلے کال کی اس کے بعد میں فوراً وہاں سے جواب عرض لینے چلا گیا جب ارشد بک سٹال پر پہنچا تو میرا دوست ارشد بھی میری کہانی پڑھ رہا تھا اور اس نے مجھ کو دیکھا تو مبارکبادی میں نے اپنی لکھی ہوئی تحریر اپنی آنکھوں سے دیکھی تو مجھے بہت خوشی ہوئی اور میرا سوا بالکل نمبر بھی تھا میں پھر اس کے بعد مجھے بے حد کافرا آئے لکھیں بہت سے لوگوں نے مجھے کالز کیں اور میری حوصلہ افزائی کی ان سب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ ملک عرفان صاحب راولپنڈی۔ محمد ندیم اسلام آباد۔ نصر اللہ کھوسہ جعفر آباد۔ ذہیب ڈسٹل۔ کرن سرگودھا۔ صدف منڈی بہاؤالدین۔ حافظ شعیب کھوٹی۔ ساجد حسین مظفر کڑھ۔ راشد لطیف جوڈا کٹر ہیں۔ اور بہت سے لوگ ہیں جن کا میں نام لکھوں تو کئی صفحے بھر جائیں ان سب کا شکریہ جن کا میں نام نہیں لکھ سکا اور ایک نام میں ضرور لکھوں گا حنا جی کھوٹی آپ کا شکریہ اور ریاض بھائی آپ کا بے حد شکریہ کہ میری تحریر کو جواب عرض کے صفحوں پر سجا دیا اس خط کیساتھ میں ایک تحریر ارسال کر رہا ہوں اگر قابل سمجھو تو پھر سے عزت افزائی کیجئے گا شکریہ۔

میر احمد بلٹی سولی گیس۔

ادارہ جواب عرض کی پوری نیکو سلام پیش کرتا ہوں اور اس کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں اللہ سے دن دگنی رات چوٹی ترقی عطا فرمائے آمین سب سے پہلے میری حمد باری تعالیٰ اور انھیں اور غزلیں شائع کرنے کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور جو غزلیں اور ایک کہانی جس کا نام محبت ایک پھول اور ایک تحریر اسلامی صفحے کے لیے ابھی تک شائع نہیں ہوئی پلیز ان کو بھی شائع کر دیں آپ کی مہربانی ہوگی مئی کے شمارے میں جو کہانیاں پسند آئیں ان میں آپی کشور کرن جو کہ آج کل جو ب عرض میں چھائی ہوئی ہیں اللہ ان کی عمر دراز کرے اور یہ اتنا اچھا ہمیشہ لکھتی رہے۔ سیدہ امامہ۔ راشد لطیف صبر سے والا۔ تحریک شاپین۔ اور زہرا ذکیہ مانوالہ۔ صبیحہ فیصل آباد۔ میر احمد میر دین محمود قریشی۔ یونس ناز آفراد کشمیر۔ بلکہ سبھی کی کہانیاں اچھی تھیں میری طرف سے مبارکباد قبول ہو۔ غزلوں میں آپی کشور کرن بہ عابدہ رانی۔ محمد مسعود۔ ریٹا محمود قریشی۔ سردار خان مستوفی۔ فوجی شاہد احمد کا انتخاب۔ محمد اسلم جاوید کی شاعری۔ بہت اچھی تھی اور آخر میں اسے آدراسیل کی کوئی تحریر نہ پا کر دل افسردہ سا ہو گیا آپ ہمیشہ لکھتی رہا کریں آپ کی تحریریں بہت میاں کی ہوتی ہیں براہ مہربانی مجھ سے رابطہ کریں آخر میں جواب عرض کے لیے دعا ہے کہ سدا مہکتا رہے آمین۔

بشارت علی پھول ہا جوہ

بھائی ریاض احمد صاحب اسلام علیکم سدا خوش رہیں اور اسی طرح دوسروں کی زندگی میں خوشیاں لاتے رہیں میں آپ کی اور آپ کے ادارے کی بے حد مشکور ہوں کہ آپ میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں میں تہہ دل سے آپ کو ب کا شکریہ ادا کرتی ہوں میں نے اور بھی تحریریں بھیجی ہیں اور ہمیشہ لکھتی ہی رہوں گی اور امید کرتی ہوں کہ آپ یونہی میری حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے میں مطالعہ تو سارے میگزین کا کرتی ہوں مگر وہ پروڈیو ہا ہورہی وہیں امید کرتی ہوں شکریہ کا موقع دیں گے۔ اس کچھ پر نس عبدالرحمن جگر۔ محمد عرفان۔ اور ان سب بہن بھائیوں کا شکریہ جنہوں نے میری کاوش پسند کی میں آپ کی امیدوں پر پورا اترنے کی پوری کوشش کروں گی اور ان کہانیوں کو سامنے لائی ہوں۔ نگفتہ ناز۔ آپی کشور کرن۔ مس افشاں ریٹا محمود قریشی۔ تحریک شاپین۔ مجھے آپ سب کی کہانیاں بہت اچھی لگتی ہیں خدا اسی طرح آپ کے قلم میں جان ڈالے رکھے میں جواب عرض کے

جوانی 2014

جواب عرض 229

آئینہ دورہ

Digest.pk

قارئین کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جو نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں تو یہ حسین کہو نہ کہ ساعری بھی لا جواب ہے آخر میں تمام رائٹرز کو محبت بھرا سلام دعا ہے جو اب عرض اسی طرح جملگاتار ہے اور ترقی کی منزل میں طے کرتا رہے آمین۔

سیدہ انامہ علی راویہ ہندی

ماہنامہ جم اب عرض اپریل کا ملاحظہ کیا بہت اچھی تھی سب سے پہلے آپ کی کشور کرن چوکی ویرانہ نے مجھے بہت اچھا لکھتا ہے اسی طرح ہی لکھتی رہے گا ہماری دعا میں آپ کے ساتھ ہیں اس کے بعد ویرانہ ایم جاوید نسیم چوہدری۔ فیصل آباد۔ کی کہانی بہت اچھی تھی بائیں محبت ایم عاصم شاہ کرچوک متیلہ جناب آپ بہت اچھا لکھتے ہیں۔ کیسا نصیب میرا جناب رفعت محمود صاحب آپ تو استادوں کے استاد ہیں آپ کی کیا تعریف کروں۔ مانوس اجنبی میرا ارمان سنگم فیصل آباد کی کہانی کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے آپ کی کہانی سپر بہت ہے آپ بہت بڑے لکھاری ہیں باقی کہانیاں درمیانے درجے کی تھیں آخر میں میری دعا ہے کہ جواب عرض کا جو پودہ شہزادہ عالمگیر نے لکھا تھا وہ سدا ترقی کی مثال طے کرتا رہے اس شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ اپنی بربادیوں کا شکوہ کریں کیا ہم کسی سے۔۔۔ غیروں سے کیا شکایت اپنوں نے دے دی ہے تم۔۔۔

محمد آفتاب شاہ کوٹ ملک دوکوٹ

مارچ کا شمار میرے ہاتھوں میں سے بہت جلد زینت بن گیا تمام پچھلے شماروں کی طرح اس بار بھی شمار بہت زبردست ہے کہانیوں میں آخری خواہش ہے جرم محبت عورت کی پہچان، اور اس سے زندگی، اچھی لکھیں باقی تمام کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں تمام نئے قارئین اور رائٹرز کو میری طرف سے ویلکم برائی اسلم، اور حنزہ کو جواب عرض کی دیکھی تھری میں ویلکم لکھتے ہیں اگلے شمارے میں تفصیل خط کے ساتھ واپس ہوگی تب تک اجازت دیں اللہ حافظ۔

نامہ میں لکھا نامعلوم

مئی کا جواب عرض ماہ بہت خوشی ہوئی سب سے پہلے اسلامی صلہ پڑھ کر ایمان تازہ ہو گیا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے میرے بھی کوپن اور تحریروں شامل کرنے کا شکریہ کہانیاں سب ہی اچھی تھیں جن میں راشد۔ آپ کی کشور کرن، بحر شہزادہ انتظار کی کہانیاں بہت اچھی تھیں اور باقی سب رائٹرز کو بھی سلام اور مبارک باد جواب عرض کی پوری لیم محنت اور لگن سے کام کر رہی ہے ان سب کو میری طرف سے محبت بھرا سلام اور سلیوٹ۔

رائے اطہر مسعود آکاش

اسلام علیکم۔ میں رانا نوید شہزاد آپ کی بزم میز میں بھر حاضر ہوں جواب میرا پسندیدہ رسالہ ہے میں اسے بہت شوق سے پڑھتا ہوں جس دوست کے ذریعے میں جواب عرض میں آیا ہوں وہ مجھ سے اور بے فکر اس کا مجھ سے کوئی رابطہ نہیں اگر وہ میرا یہ پیغام پڑھ رہا ہو تو براے میرا بانی وہ مجھ سے رابطہ کرے میرے دوست کا نام۔ راؤ برہان ذکر یہ ناؤن و باڑی کا ہے اور مجھے بھول گیا ہے اس کا کوئی بھی کزن بدال پڑھے تو مجھ سے رابطہ کرے آخر میں سب کے لبید عالمگوں ہوں اجازت دیں اللہ تعالیٰ۔

رانا نوید شہزاد

مئی کا شمار اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے اور میں اسے مکمل پڑھ چکا ہوں جو کہ وقت پر مل گیا تھا سب

جولائی 2014

Digest.pk

جولائی 230

آئینہ روبرو

سے پہلے اسلامی صفحہ پر حایمان تازہ ہوا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین۔
اب آتے ہیں شاعری کی طرف تو ہر جواب عرض کی ہر دل عزیز آپ کی کشور کرن۔ عابد و رانی رہتا محمود۔ اسلم
جادید کی شاعری بہت اچھی تھی کہانیوں کی دھجی مگری میں یوس تازہ سیدہ انامہ رہتا محمود، آپ کی کشور کرن، صبیحہ فیصل
آباد، ہزار کیہ، انتظار حسین سانی، بحر شہین کی کہانیاں اچھی تھیں میری کہانی جو ذوالفقار علی سنانول نے لکھی
تھی پڑھ کر اپنی رائے ضرور دینا باقی کالم بھی اچھے تھے آج کل آمن۔ ٹلشن تازہ کرن تازہ نظر نہیں آرہیں کیا وجہ ہے
آخر میں تمام شاف کو سلام۔

پرنس عبدالرحمن بکرمین رانجھا
ماہنامہ جواب عرض ایک شاپ سے خریدہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی پیارے دوستوں خطوط کالم شعر و شاعری
سب کالم بہت اچھے ہیں ہر سلسلہ ایک سے بڑھ کر ایک ہے کچھ پرانے دوست جواب عرض کی مگری میں نظر نہیں
آ رہے ان تمام سے اتھکاس ہے کہ دو دو بار دلوٹ آ جس سب کا بری شدت سے جواب عرض اور قارئین کو انتظار
ہے اس مہنگائی کے دور میں ہم سب ہی مصروف ہیں لیکن اتنی مصروفیات میں وقت دینا کسی اور دلوپ میں کس
مردود احد کا کام ہے آپ سب بھی جہاں جہاں بھی ہو ہمیشہ ہشتے رہو اور ماہنامہ جواب عرض میں پلیز واپس لوٹ
آؤ و سلام۔

ایم ولی اعوان گلڑوی
سب سے پہلے جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام پیش کرتا ہوں میں معذرت خواہ ہوں کہ کافی عرصے بعد
جواب عرض میں واپسی ہوئی کچھ گھریلو برائوں کی وجہ سے رابطہ نہ کر سکا میرے ان تمام دوستوں کا بے ح مشکور
ہوں کہ جنہوں نے مجھے بہت یاد کیا ماہ مئی کا جواب عرض ابھی مکمل پڑھا نہیں اگلے مئی میں جواب دے دوں گا
رشتے نامٹے میں نے ایک چھوٹا سا اشتہار دیا ہے جن لوگوں نے رابطہ کرنا ہوگا مجھے لیسر پوسٹ کر دیں اب
اجازت چاہتا ہوں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلامت رکھے اور لمبی عمر دے آمین۔

نام نہیں لکھا، معلوم
مئی کا جواب عرض میں نے خریدہ اتو پڑھ کر بہت اچھا لگا اور جواب عرض چھوڑنے کی وہ میری ملازمت تھی
جب سے آرمی جوائن کی ہے اپنی زندگی اب اپنی نہیں رہی سب فوج کے آؤر سے ہوتو ہے میں دوستوں کی
فرمائش پر دوبارہ جواب عرض کو جوائن کر رہا ہوں ندیم عباس ڈھکو کی شاعری اچھی لگی اور انشاء اللہ اگلے مئی میں اپنی
شوری سینڈ کروں گا اور بھائی ریاض سے ریکویسٹ کروں گا کہ شائع کر دیں آخر میں جواب عرض کی پوری ٹیم کو
سلام اور میری پیاری اقراء میرے دل کی دھڑکن کو دھیروں سلام پیش کرتا ہوں۔

رانا محمد سلمان آف بہاولنگر
اسلام علیکم۔ ریاض بھائی مجھے یقین ہے آپ خیریت سے ہوں گے جی میں ایک نیا شاعر ہوں اس لیے
میں اپنی شاعری روانہ کر رہا ہوں اگر غزلیں میاری ہوں تو ضرور شائع کرتا تاکہ میں مزید لکھنے کی کوشش کروں چند
باتیں جواب عرض کے بارے میں نے جب رسالہ جواب عرض دیکھا تو اپنے ایک دوست کے پاس دیکھا
مجھے رسالہ پڑھنے کو شوق نہیں تھا مگر میں نے اپنے دوست سے پڑھنے کے لیے مانگا تو اس نے مجھ سے دیا اس
میں کہانیاں پڑھ کر میں بھی دگھی ہو جاتا ہوں میں جواب عرض کے سارے عملے کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہما میں
آپ بہت کچھ چھاپ دیتے ہیں جو ہمارے دہم و گمان میں نہیں جوتا میں راسخ اور شاعر اکرام کی عزت کرتا ہوں

آئینہ روبرو
جواب عرض 234
2014
Digest.pk

مجھے آئی کشور کرن کی شہلائی بہت اچھی لگتی ہے کیوں کہ ان کے ظلم میں قدرت نے کوئی جادو بھر رکھا ہے سیاحی کی جگہ پر اور باقی تمام رائٹرز اور شاعرز بھی ماشاء اللہ بہت اچھا لکھتے ہیں ان سب سے گزارش ہے اس ہودے کو یو ٹیوب پر لکھا رہتے رہے گا اس کو زیادہ سے زیادہ سے اچھی تحریریں یہ میرا پہلا خط ہے یعنی میں پہلی بار انٹری دے رہا ہوں مجھے امید ہے سب لوگ مجھے دیکھ کر کہیں گے آپ سب کو چاہئے والا ہوں۔

.....
 آج میں میرا احمد بھٹی کی جینٹلک میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ اپنے گھر کی طرف جانے لگا میں نید لکھا کہ میرا احمد کے ہاتھ میں رسالہ ہے میں نے اسے بلایا اور اس میں سال لے کر پڑھنے لگا میرا احمد میرا کرن ہے میں نے دیکھا کہ اس کی تحریر بھی پہلی لڑکی شائع کی ہوئی تھی میں نے جب یہ سنواری پڑھی تو مجھے بھی لکھنے کا شوق پیدا ہو گیا ویسے تو میں بہت پہلے جواب عرض پر ہوتا تھا لیکن چند مجبور یوں کی وجہ سے کچھ عرصے کے لیے چھوڑ دیا تھا اور اب جواب عرض پڑھنے کا ہی نہیں بلکہ لکھنے کا بھی شوق پیدا ہو گیا ہے اور آج میں پہلی سنواری کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں امید ہے اسے شائع کر کے میرا حوصلہ افزائی کریں گے باقی تمام قارئین کی لکھنے کی دعوتیں تحریریں بھی بہت اچھی تھیں اس بار جواب عرض کی تمام کہانیاں اپنی مثال آپ ہیں میں میرا احمد بھٹی سے گزارش کرتا ہوں کہ اسی طرح جواب عرض میں لکھتے رہیں اور اس کے ساتھ جواب عرض کی پوری نیم کو سلام پیش کرتا ہوں اور میرا احمد سے اور تمام رائٹرز حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ میری بھی حوصلہ افزائی کریں والسلام.....
 محمد رمضان اینڈ جان بھٹی سولی ٹیس

.....
 مئی کا رسالہ ملا سرورق بہت اچھا لگا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا دل خوش ہوا اس کے بعد قسطوں کے طرف گئے تو اچھا خط پا کر دل کو اور بھی خوش ہوئی میرا خط شائع کرنے کا بہت شکریہ اس ماہ جواب عرض میں شامل کہانیاں بہت ہی زبردست تھیں تمام کہانیاں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں تمام رائٹرز بہت اچھا لکھتے ہیں کسی بھی رائٹرز پر تنقید نہیں کر سکتا کیوں کہ وہ مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہیں آئی کشور کرن کی شاعری بہت پسند آئی غزلیں اور اشعار بھی عمدہ تھے جواب عرض کی پوری نیم کو میری طرف سے مبارکباد آخبر میں دعا گو ہوں کہ خدا اس رسالے کو نظر بد سے بچائے اور دل دہی رات چوٹی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

.....
 ایم اے وحید ریہ بلوچ بہاولنگر
 اسلام شیکم امید کرتا ہوں آپ سب خیریت سے ہوں گے آپ کی دیکھی بزم جواب عرض میں یہ میرا پہلا خط ہے رسالے کا میں پورا قاری ہوں لیکن پہلی بار لکھ رہا ہوں امید ہے ہندو کا خط شائع کر کے حوصلہ افزائی کریں گے اپنی منفرد کہانیاں دیکھی اشعار اور غزلوں کی وجہ سے یہ رسالہ پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر کونے میں پڑھا جاتا ہے دعا ہے کہ یہ ایسے ہی ترقی کرتا رہے جواب عرض کے تمام رائٹرز بہت اچھا لکھ رہے ہیں کسی بھی رائٹر پر تنقید کرنے کا کوئی حق نہیں کیوں کہ وہ ہم سے بہتر ہیں رسالے کے لیے دعا گو ہوں کہ یہ مزید ترقی کرے اور دیکھی لوگوں کے در و باختر ہے تمام رائٹرز شائف اور قارئین کو میری طرف سے سلام۔

.....
 ابوذر غفاری بلوچ بہاولنگر
 میں طلویں عرصہ کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں امید ہے آپ پہلے کی طرح مجھے خوش آمدید کہیں گے اپنے پیارے دوستوں کی فرمائش پر ایک بار پھر اپنی ذات سے وابستہ محبت کی ایک دلغریب داستان حاضر خدمت ہے امید ہے آپ اس کی تمام غلطیاں دور کر کے جواب عرض میں جگہ دیں گے

آئینہ و برد
 جولائی 232
 2014
 Digest.pk

ماہ اپریل کا شمار ہر وقت ملا ہر ایک عمر پر عبور سے پڑھی اور پڑھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کافی راسخوں نے بور کہانیاں لکھیں اور کچھ نے اچھی لکھیں جن کو بار بار پڑھنے کو دل کرتا ہے مثلاً ایم شاہ کی بائیں محبت، مددیت محمود کی کیسا نصیب میرا، اندیم عباس ڈھکوک، عشق مرزا سے اللہ دیکھ لکھ کی میری فرمائش یا تیری اور حامد کریم شرف زخمی دل کی وہ شخص قیامت تھا بہت ہی اچھی کہانیاں تھیں حاجی محمد انور لانگ صاحب آپ تو ہیں ہی کمال کے یوٹس ناز آپ نے بڑے عرصے بعد حاضری دی آلی کشور نمرن صاحب آپ کی کہانی اچھی تھی ایم جاوید نسیم صاحب آپ کی کہانی میں پہلے کہانیوں کی طرح کشش کم ہے مگر ذی محنت کریں اقتصد علی غر از آپ صرف مطلب کے بارے میں منظور کر تبسم ایک نکلے کی وجہ سے آپ نے رابطہ چھوڑ دیا فنکار شیر زمان رابطہ رکھو ہم دونوں ایک ہی شہر کے ہیں جنید جالبی کی طرح آدھے رستے نہ چھوڑنا شہباز آف را جن پور تھے آپ کی دوستی پر فخر ہے آپ کے لیے میں نے کہانی لکھی ریاض حسین شاہ صاحب اور حاجی انور لانگ نے جواب عرض میں دوبارہ حاضری پر منظور ہوں را جن پور کے محمد شہباز کہانی حاضر ہے منظور اکبر تبسم، مجید احمد جالبی، شاد احمد حسرت، دوست محمد ڈنو، عاشق حسین، منیر رضا، صدائیں صدائیں، اور باقی تمام دوستوں کا شکریہ جو مجھے ناچیز کو ہر وقت یاد رکھتے ہیں فنکار شیر زمان صاحب دیری گز ایک آپ ہی ہیں جو در سال پڑھتے ہیں باقی ہمارے شہر پشاور کے رہنے والوں کو کیا ہو گیا ہے جو جواب عرض نہیں پڑھتے جنید جانی پتہ نہیں کہ حشر گیا ہے یا وہاپس آ جاؤں گی دھن تگری میں ہم سب آپ کے منتظر ہیں آخر پر تمام دوستوں کو خلوص بھرا سلام۔

پرنس مظفر شاہ پشاور

سلام عقیدت امید ہے مزاج گرامی بٹیریت اور مجھے جواب عرض کا شمار لا جواب ہٹل کے سنگ ماہ اچھا میاری اور منفرد تھا یہ ناسرف میگزین سے ہنگامی مغل انجمن اور انس کچ ہے جو نا تعداد دھن دلوں کی پڑی ہوئی بھی کرتا ہے اس میں اپنے وقت کے مایا نا لکھاریوں کے ساتھ ساتھ نومولود اور لکھے اور ترقی حروف لکھنے والے بھی بڑوں سے رہنمائی کرتے ہوئے آج کامیاب رائٹر بن گئے ہیں آپ لوگوں نے اپنی ٹیکراں محنتوں اسے زمیں سے اٹھا کر آسمان تک پہنچایا اور بلاشبہ یہ کامیاب ایڈیٹر اور رائٹر کی محنت ہے میں آپ کی ٹیکراں محنتوں اور لا جواب کوششوں کو ادائیں پیش کرتا ہوں اور لکھاری حضرات کی تخلیقی اور تحریروں کی قابل قدر اور بیش بہا سوچ اور محنتوں پر خراج عقیدت پیش کرتا ہوں میں اس قابل تو نہیں کہ اپنے ٹوٹے پھوٹے لفظوں کو سجا کر اس قیمتی صفحہ کیزینت بناؤں لیکن پھر بھی آپ لوگوں کی تحریروں کی حداثت شاعری کی بناوٹ لطافت اور اقوال زریں کی لینگ یہ مہارت سے چار چاند لگا دے اس سے بڑھ کر یہ کہ رائٹر اور قارئین کے علاوہ ہر ایک کی خواہش کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے خطوط ایڈریس اور فون نمبر لگائے یہ بلاشبہ سراپے کے قابل ہیں اس سے ایک دوسرے سے محبت خلوص اور انیسیت کے رشتوں کی جان لگائی ہوئی ہے اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ اور حالات کا ہر وقت پتہ چلتا ہے مدت بعد انہوں کی محفل میں حاضر ہوا ہوں تحریروں کو اور سال کر دی ہے امید ہے میری تحریروں کو میرے من پسند پرچے میں لگا کر منظور فرمائیں گے جواب عرض کی ترقی اور پورے سٹاف کے کامیابی اور کامرانی کے لیے دعا گو ہوں۔

ایم حسن نکھائی قبولہ شریف

جواب عرض میں بہت پرانا قاری ہوں لیکن کچھ عرصہ مصروفیات کی وجہ سے موقع نہیں ملا باقی میں ہر ماہ چاداب عراج باقاعدگی سے خریدتا ہوں اور پڑھتا ہوں اور سب کے لیے دعا گو بھی ہوں میرے دوست ایس

نولائی 2014

Digest.pk

آئینہ رو برو

محمد یاسین از اسبوانه شوز بمشلب

محمد آصف علی: کچی شاخ آباد

دکن اظہارِ ریف سلطان سیکھی

آئیڈیو و برو **Digest.pk** جونی 2014

احمد، تیرے انتہا پس عاصمہ انصاری، خود غرض محبت محمد یونس ناز، آخر کیوں ہے دغا ماجدہ رشید، ہائے محبت ایم عاصم شاکر، ویران گلشن ایم جاوید نسیم جو بددی ممانو، جنسی ان سب کو اتنی اچھی کہانیاں لکھتے پر مہا کہا پیش کرتا ہوں آخر میں تمام پرائز کو سلام۔

محمد خادم، بنگ ڈیرہ مراد بھائی

مارچ کا شمار ملا جیسے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی دن تین بجے مجھے سال مل اور رات بارہ بجے تک میں نے پورا کا پورا پڑھ لیا اور پھر سزا کی پٹی صبح کو سردی و دھند کی نماز بھی نہ پڑھ سکی غزلیں بہت ہی زبردست ہوتی ہیں تیسرے رضا کی ساری غزلیں اچھی تھیں اور کہانیاں سب کی بہت اچھی تھیں اللہ قالم سے لکھنے والے ہاتھ سلامت رکھے ایک شکایت ہے بھائی کہ ناکھل کوئی سادہ سا ہونا چاہئے کیوں کہ رسالہ جو دھکی ہے اس لیے ناکھل بھی سادہ ہی لگایا کریں صدائیں صدائیں صدائیں صدائیں ہاؤ گفٹ ملے کیا اور باقی بھی سب کو مبارک ہو دعا ہے جواب غرض دن دینی رات چوگنی ترقی کرے آمین۔

عافیہ کوئٹہ جہلم

جواب غرض منی کا شمار ملا جو کہ میرے ہاتھوں میں ہے خرے کی بات یہ ہے کہ اس میں میرا خط تھا مگر میرا نام نامعلوم تھا، دوا تھا یہاں تک میرا خیال ہے کہ وہ بھائی ندیم نے عباس میوالی سے نقل لیا کر سینڈ کر دیا ہوگا اور جو اصل تھا وہ غائب کر دیا ہوگا خیر کوئی بات نہیں مجھے تو معلوم ہے ناں میرا خط ہے کہانیوں کی طرف آتے ہیں میرا نصیب آپلی کشور کرن کی۔ بھول سیدہ امام علی، انتقام پولس ناز، بہت ہی پسند آئی باقی اتنی جلدی تو نہیں پڑھ سکتے جو ہیں کو شمار ملا اور انھیں کو پڑھ لیا باقی مصباح کریم میوالی صاحبہ جلدی جلدی ہے اپنا لکھ کر دے میرا دو جائے گی ان کی غزلیں بھی بہت پسند آئیں جو کہ آپلی نازیہ کے نام تھیں سب فریڈز کو میری طرف سے سلام۔

فرخندہ جیہیں بہاولپور

منی کا جواب غرض چوچیں اپریل کو ملا سب سے پہلیا سلامی صفحہ پڑھا جو کہ کچھ تو میرا ہی تھا باقی بھی بہت پسند آیا میری چیزیں بھی شکر ہے شمار کا حصہ تو بنی ورنہ خط کے سوا کچھ شائع ہی نہیں ہوتا آپلی کشور کرن کا نہیں دیکھ کر نے کا بہت شکر ہے بہت بہت شکر ہے اور ان کی ستوری میرا نصیب پر مبارکباد آپلی جان ہم سے جواب غرض کے لیے کوئی ستوری نہیں لکھی جالی لیکن خوف ناک کے لیے ہم نے دو ستوریاں بھیج دیں ہیں مگر امید ہے جلدی لگ جائیں گی خیر ہم بھی میوالی ضدی ہیں لکھتے ہی رہیں گے، پچھتاوا ارشد لطیف۔ میرا احمد چلی لڑکی، ایسی دولت کس کام کی، اچھی کہانیاں تھیں ان کو ہماری طرف سے بہت بہت مبارک ہو ایک نزام کے بعد کوئی اور ستوری لکھیں گے اب تو ہمیں ہر طرف وہی نظر آتے ہیں غزلوں میں آپلی کشور کرن، عابدورانی، مصباح کریم میوالی، اور غلطوط کی طرف سے کیا ہی بات ہے مالی ڈیر سسٹر فرخندہ جیہیں کی ایک شمارے میں دو خط کمال ہے لکھ مزاتب ہے کہ آپ خود لکھیں کسی سے لکھنا اتنا لگ بات ہے تمام چوکی والوں کو میری طرف سے سلام۔

محمد ندیم عباس میوالی۔ چوکی

جون کا شمار ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ہر چیز اپنی مثال آپ ہے اسلامی صفحہ۔ ماں کی یاد میں۔ کہانیاں ابھرتے ہوئے شاعر، غزلیں نظمیں۔ شعر و شاعری۔ غلدستہ۔ غزلیں مختصر ملاقات، رشتے، ناطے، دیکھ دو، ہمارے اسب ہی اپنی جگہ پر بہت خوب صورتی سے سجائے گئے ہیں اور بہت ہی خوشی کی بات ہے کہ ایک نہیں دو دو کالم نئے لگے ہیں ایک میں نے جواب غرض کیوں پڑھنا شروع کیا اور اور دوسرا ماں کی یاد میں نے نجانے

ولائی 2014

Digest.pk

جواب غرض 236

آئینہ روبرو

کب کا لکھ کر بھیجا ہوا تھا خدا کا شکر ہے میری دعا سنی گئی اور مجھے امید ہے کہ ایسا ہی ماں کی یاد میں ہر ماہ لکھے گا ماں سے پیار کا اظہار بہت چھوٹا کالم ہے جس کو پڑھ کر مہر نہیں آتا ماں کے بارے میں ایسی تحریر ہو جو پڑھ کر آنکھیں خود بخود ہی چمک پڑیں اور دوسکتا ہے کسی نافرمان کو یہ صفحہ پڑھکر ماں کی فرمانبرداری کا احساس ہو جائے اور اس کی ماں اس پر اسی دنیا میں ہی خوش ہو جائے ادارہ والوں سے ریکوریٹ ہے کہ ماں کی یاد میں تفصیلی صفحہ چلتا رہنے دیں اور غم کے بعد خوشی ملتی ہے کالم اچھا کیا بند کر دیا اور کی جگہ میں نے جواب عرض کیوں پڑھنا شروع کیا بہت اچھا ہر کوئی اپنی برائے دے گا کہ اس کو جواب عرض سے کیسے پیار ہوا تھا اس کو کیا دکھا ہر کسی کے دل کی بات جواب عرض کی زینت بنے گی تو بہنوں بھائیوں ان کالمز میں دل کھول کر حصہ لیں مجھے مت رہ جانا دل کھول کر ماں سے پیار کا اظہار کریں اور اپنے دل کی باتیں اپنے ان دوستوں تک پہنچائیں جن کی وجہ سے آپ کے جواب عرض پڑھنا شروع کیا تھا کھینکو سر اللہ آپ کو خوش رکھے ہماری تحریروں کو بہت عزت دی ہوئی ہے جواب عرض اب اللہ کے کرم سے بہت آگے جا رہا ہے اور دعا ہے ہم سب اس کی محفل کو خوشی جیتے کھیتے کہیں گاتے کہیں پڑھتے کہیں گلہ سنے کے لطائف سے فیض اور کہیں پیاری باتیں کہیں دیکھی ٹکری دور کہیں ماں کی شان کہیں تو کہیں لیٹر کے ذریعے اپنے دوستوں کے پیغامات خوشی خوشی کی بات ہے اگر ہم سب یہ محفل اسی کی طرح جائے رہیں تو ہر کسی رسالے میں یہ بات جواب عرض تو لا جواب ہے باقی کہانیوں میں مجھے جو سب سے زیادہ پسند آئیں وہ عشق تیرے وچ جوگی ہویا گند، لور دکھ سکھ اپنے، آدھی رات کی دستک، کیا کھویا کیا پایا، دیر کی گند یہ کہانیاں خاص الخاص تعریف کے قابل ہیں ان کو سادہ سادہ اسی طرح اس محفل کو چار چاند لگائے رکھنا اور جو میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں ان کا بہت بہت شکریہ اٹھیں، بہن بھائیوں کی حوصلہ افزائی سے ہی تو رٹنر کا اندر کا انسان قلم کے ذریعے باہر آتا ہے خیر اللہ پاک سب کو مزید نکھار دے آمین اور سچ مانو اس بار جواب عرض نے بہت دل خوش کیا ہے اور دعا عباس کا شکر یہ اس نے لفظوں میں میری تعریف کی میڈم آپ کی دعا میں ہیں اور خوشی ہوئی کہ آپ کو آپ کی انیس سال زندگی میں صرف لا صرف میری ہی ایک کہانی پسند آئی کھینکس یہ مطلب آئی ایم گند لک آپ کی نظر میں بہت خوش ہوئی دیری دیری کھینکس اور مصباح کریم میوہی اور بھائی ندیم عباس آپ کو بھی شکریہ میری تحریروں کو پسند کرنے کا باقی سب کا بھی بہت شکریہ نام نہیں لکھ سکتی کیوں کہ ادارے والے نجانے اتنا سہاخط دیکھ کر ردی کی نوکری کی بھوک پیاس نہ بھادیں ڈر لگ رہا ہے پلیز یہ خط شائع ضرور کرنا آئندہ داتا بڑا نہیں لکھوں گی آخر میں سب کے لیے ذخیروں دعائیں اور سلام جواب عرض کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں دن دن رات چوگنی ترقی کی منزل طے کرتا رہے (آمین)

کسور کرن پتوکی

قارئین جواب عرض کے نام۔

کچھ قارئین کرام اپنے خطوط میں لڑکیوں کے نام دوستی کا پیغام دینا شروع ہو گئے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ اہم پناہ لکھ دیتے ہیں ہم نے پہلے بھی لکھا تھا کہ ہم بھی کسی کی ذات پر کوئی بھی تنقیدی لیٹر نہیں لگائیں گے صرف اور صرف وہ لگاتے ہیں جو رسالے کے بارے میں ہوتا ہے اگر کچھ ایسی باتیں ہم شادت کر دیتے ہیں تو اپنے اور آپ کے فائدے کے لیے ایسا کرتے ہیں جس سے کوئی ایسا مسئلہ نہ بن جائے ادارہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے لیکن لوگ اپنی انا کو لے کر مت لکھیں تاکہ کسی کی ذات پر کوئی حرف نہ آئے کچھ لوگ مسجور کے ذریعے اپنا نام چلانے کی کوشش کرتے ہیں ایسا بھی نہیں دوسکتا اتنا نام چھارے ہوتا ہے کہ ہم بیچ نکال

ایجنواری 2014

Digest.pk

کر بیٹھے رہیں جو کچھ بھی بھیجنا ہے لکھ کر بھیجیں ہم آپ کی تحریریں کو بھیج رہے ہیں۔ ہمارے پاس جو تحریریں پڑی ہوئی ہیں وہ اپنی باری پر سب لگتی ہیں ہر چیز باری آنے پر قہر بھیج دیتے۔ سب عرش کے قارئین ہنگامہ پورا سناں ادارہ کی نصیحت پر عمل کریں۔ شکریہ

ادارہ جواب عرض

اسلام علیکم۔

کچھ عرصہ غائب رہنے کے بعد پھر جواب عرض پڑھنے کا شوق ہوا کچھ مجبور یاں تمہیں جواب دینے کا قصد یہ رسالہ جواب عرض سے دور رہا اور اب موقع ملا تو سیدھا اخبار فروش کے پاس گیا اور اپنا جواب عرض لے لیا اب کچھ جواب عرض میں ہمارا بھی حصہ ڈال دیجئے گا کچھ شعر وغیرہ بھیج رہا ہوں ان کو اپنی نگرانی میں شائع کر دینا بہت شکریہ

ملک پرویز اختر

اسلام علیکم۔ ایڈیٹر صاحب امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے بہت دیر کے بعد لکھ رہا ہوں پھر سے چند اشعار بھیج رہا ہوں برائے مہربانی ہمیشہ کی طرح شائع ضرور کرنا آپ کا مشکور رہوں گا میں جواب عرض بہت ہی شوق سے پڑھتا ہوں اس سے مجھے بہت ہی عطا ہوتا ہے اس کے تمام سلسلے اور کہانیاں مجھے بہت ہی پسند ہیں امید ہے کہ یہ رسالہ اسی طرح ترقی کرتا رہے گا۔

چاند بھٹی ڈوگرانوالی۔ چونڈہ

محترم جناب ایڈیٹر صاحب۔ اسلام علیکم۔ کافی عرصہ ہو گیا ہے کہ میں جواب عرض کی محفل سے دور رہا ہوں کیونکہ میری صحت بہت ہی خراب ہو گئی تھی اور اب بھی کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ سب قارئین سے گزارش ہے کہ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ پاک مجھے صحت کاملہ عطا فرمائے۔ میری طرف سے ایس فہرام جھٹک سنی کو چاہتوں پھر اسلام قبول ہو۔

حسن رضا۔ رکن سنی

محترم جناب ایڈیٹر صاحب۔ اسلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ جواب کا تازہ شمار پڑھا بہت ہی پسند آیا۔ میں اس میں آج پھر ایک کہانی بھیج رہی ہوں امید ہے کہ آپ سے جلد کسی قلمی شمارے میں شامت میں شامل کریں گے۔ میری دعا میں اس رسالے کے ساتھ ہیں امید کرتی ہوں کہ یہ رسالہ دین دینی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین۔ میری کہانیاں شائع کرنے کا بہت شکریہ۔

شمسہ بیٹ۔ لاہور

محترم جناب ایڈیٹر صاحب۔ اسلام علیکم۔ جواب عرض کا میں دیوان ہوں لیکن کچھ ایسی مجبور یوں میں گرا رہا ہوں کہ اس میں کچھ بھی نہ لکھ سکا پتہ نہیں میرے سامنے مجھے بھول گئے ہیں یا پھر ابھی میرا نام ان کو یاد ہے۔ بحر حال میں جلد ہی اپنی نئی شاعری کے ساتھ حاضر ہوں گا۔ باقی جواب عرض میں وہ مڑا ہے جو کسی اور رسالے میں نہیں ہے۔

غلام رسول پری۔ کجنگ سنگھ والا۔

جولائی 2014

Digest.pk

آئینہ دور

جواب عرص

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے پیغام ہے، اس کا نام و مقام

نام شہر

پیغام (شعر کی شکل میں)

.....
.....
.....

نام شہر
.....

بھیجنے والے کا نام و مقام

یہ کہیں کات کراس پر شعر لکھ کر میں ارسال کروں

جواب عرص

نام شہر فون نمبر
.....
.....

.....
.....

Digest.pk

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

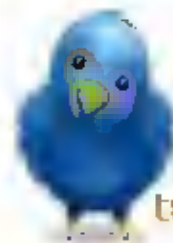
WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1